رجسٹرڈ نمبر اے

قوم شیعہ کا مذہبی، اخلاقی، تاریخی اور ادبی ماہوار مجلہ

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

اللہ کے پاس سے تمہارے پاس نور آیا ہی اور کتاب مبین

ماہنامہ

نور

مرادآباد

زیر نگرانی جناب ادیب اعظم شمس العلماء مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ
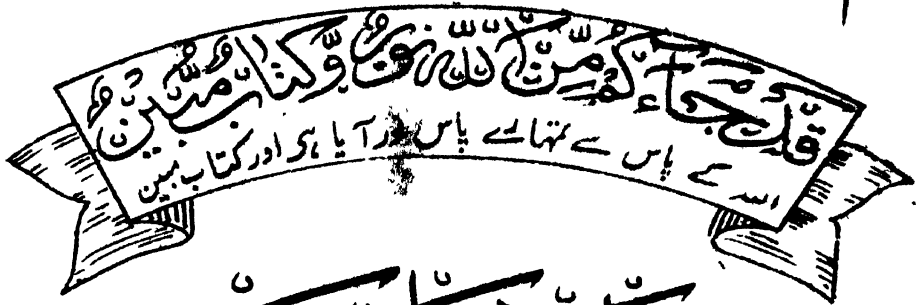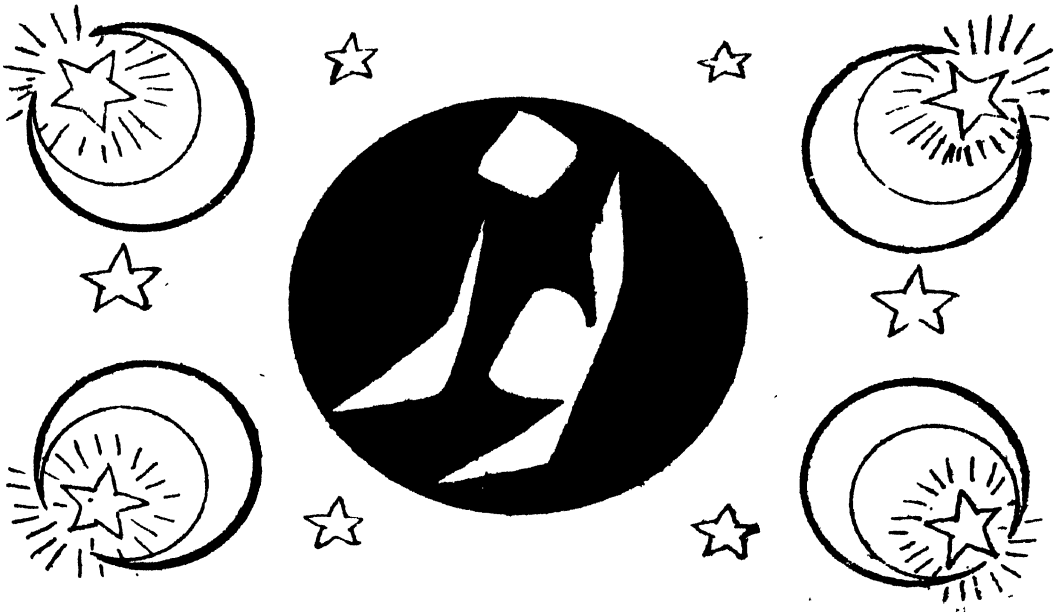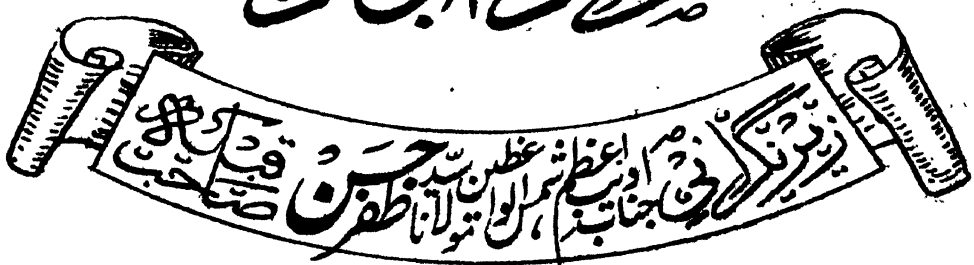
مدیر مسئول مولوی سید انور حسن صاحب آنوی نقوی کامل و منشی فاضل

نور کے اغراض و مقاصد

(۱) نور کا اجراء اس غرض سے کیا گیا ہے کہ مذہبی، اخلاقی، ادبی، تاریخی اور معاشرتی مضامین کو نہایت ہی سلیس اور سادہ اور دلچسپ عنوان کے ساتھ پیش کیا جائے۔ تاکہ گم کردہ راہ راہ راست پر آئیں اور بے خبر لوگ گھر کی باتوں سے اطلاع
(۲) شیعہ پبلک کے سامنے شمیم بکڈپو مراد آباد کی بیش بہا اور گرانقدر خدمات کو پیش کرے۔
(۳) قوم میں عملی جوش پیدا کرنے کے لئے ہمت افروز مضامین پیش کرے اور قوم شیعہ کی تنظیم کا پروپگنڈا کرے۔
(۴) مذہب کی حمایت میں ان اعتراضات کا جواب دینا اپنا فرض سمجھے جو دشمنان دین و مذہب کی طرف سے کئے جائیں
(۵) اصلاح رسوم و معاشرت میں پوری قوت کے ساتھ کوشاں ہو۔
(۶) قومی واقعات اور حالات کو روشنی میں لاتا رہے۔

"قواعد و ضوابط"

(۱) نور ہر ماہ میں ایک بار شمیم بکڈپو مراد آباد کے دفتر سے شائع ہوا کرے گا
(۲) نور کو سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔
(۳) نور میں صرف وہی مضامین شائع کئے جائیں گے جو بلحاظ زبان و بیان نہایت سادہ سلیس اور دلچسپ ہونگے۔
(۴) حامی رسالہ نور جناب ادیب اعظم مدظلہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ باہر سے آنے والے مضامین میں حسب موقع و مصلحت ترمیم و تنسیخ کردیں۔
(۵) کوئی مضمون جناب ادیب اعظم مدظلہ کے بغیر مشورہ حاصل کئے شائع نہ کیا جائے گا۔
(۶) کسی مسودہ کو دفتر نور سے واپس نہ کیا جائیگا خواہ وہ رسالہ میں طبع ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو لہذا نامہ نگار صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنا مضمون نور میں بھیجتے وقت اس کی نقل اپنے پاس رکھیں۔
(۷) نور کا ماہواری چندہ عام پبلک سے ۲ دو روپیہ سال رؤساء سے پانچ روپیہ سال اور والیان ملک سے غیر محدود ہوگا
(۸) جن حضرات کو رسالہ نور کی خریداری منظور نہ ہو وہ مہربانی فرماکر پہلے ہی پرچے پر انکاری خط تحریر فرمادیں تاکہ دوسرا پرچہ ان کی خدمت میں نہ بھیجا جائے۔ دو پرچے وصول کرکے خاموش رہنے والے حضرات کے نام تیسرے مہینہ میں وی پی روانہ کیا جائے گا جس کا وصول کرنا ان کا ایمانی اور اخلاقی فریضہ ہوگا وی پی واپس کردینے میں خواہ مخواہ ایک قومی ادارے کو نقصان پہنچتا ہے۔

راقم
مدیر مسئول

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

نور

قوم شیعہ کا بہترین آرگن

جو

ہر ماہ نہایت گرانقدر مضامین

باکمال اہل قلم کے پیش کرتا ہے

سالانہ چندہ دو روپیہ آٹھ آنہ

ششماہی چندہ ۱۴؎

شمیم بکڈپو مراد آباد

کا

مذہبی اخلاقی وادبی ماہانہ رسالہ

مقام اشاعت

مراد آباد

یو پی

جلد ۲ | مارچ سنہ ۴۱ء مطابق ماہ صفر سنہ ۶۰ھ | نمبر ۴

شہید مظلوم

از جناب سرکار علامہ سلطان المتکلمین سید المجتہدین مولانا سید محمد سبطین صاحب قبلہ

نام حسین علیہ السلام کے ساتھ لفظ مظلوم اسم معرفہ بن گیا ہے آل محمد سب مظلوم ہیں معصومین سارے شہید ہیں اور ان کا ارشاد ہے مامنا الامسموم او مقتول ۔ اور یہ بھی ارشاد ہے القتل لنا عادۃ و کرامتنا الشھادۃ ۔ قتل ہونا ہماری عادت ہے اور شہادت ہماری کرامت ہے کیونکہ معصوم ہیں اور حق پر مارے گئے ہیں ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے " اِس خطا پر مجھے مارا کہ خطا کار نہ تھا " کا جملہ انھیں کے حق میں حق ہو سکتا ہے لیکن حسینؑ اِس بات میں کل معصومین سے امتیاز رکھتے ہیں جس طرح کہ انبیاء سابقین سے بھی ۔ جس طرح شہادت میں سب پر سابق ہیں مظلومیت میں بھی سب پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے جہاں حسین کا ذکر نہ ہو اور لفظ مظلوم ہو یا شہید مظلوم ہو تو اس سے بلا پس و پیش حسین ہی سمجھے جائیں گے اور یقیناً وہی مراد ہونگے گویا مظلوم حسین کا علم ہے یعلم بہ ولیعرف بہ ۔

اہل حق اور خاصان خدا ہمیشہ ہی جفا کیش مخالفوں کے ظلم سہتے رہے ہیں ۔ سیکڑوں اولیا و انبیا جرم ہدایت میں قتل کئے گئے ۔ بنی اسرائیل نے خصوصیت سے انبیا پر ظلم وستم کا مظاہرہ کیا اور ان میں حضرت زکریا و یحییٰ مظلومیت میں ممتاز ہوتے لیکن آج ان کی مظلومیت کا دنیا میں اثر نہیں اور نہ اسوقت ایسا ہوا جیسا کہ حسین کی مظلومیت کا دنیا نے اثر لیا ہے اور لے رہی ہے اور تیرہ سو برس کے بعد آج بھی خصوصاً ایام عاشورا میں دنیا میں عاشورا سنہ ۶۱ھ کا منظر پیش ہوتا ہے ۔ ہائے حسین ، ہائے مظلوم کے نعروں سے بر و بحر گونج اٹھتا ہے ۔ غیروں پر بھی اس کی مظلومیت کا اثر ہوتا ہے اور غیروں میں اسکی مظلومیت کے مرثیے پڑھے جاتے ہیں مجالس غم برپا ہوتی ہیں ، اشکوں کے دریا بہتے ہیں ۔ غم کو بھول جانے والی فطرت انسانی حسینی غم کو اب تک نہیں بھولی اور آئندہ امید ۔ یہ خود دلیل ہے اِس امر کی کہ حسین سب سے بڑھکر مظلوم گذرے ہیں اور ان کی انفرادی مظلومیت اوروں کی مجموعی مظلومیت سے بھی بڑھی ہوئی ہے ۔

اِس ہولناک واقعہ کے وقوع پر آفتاب نے جس رنج و غم کا اظہار کیا اس کی مثال ازل سے ابد تک مفقود ہے ۔ جن و انس نے غم کیا کواکب و سیارات نے کیا زمین و آسمان نے کیا ۔ آسمان خون کے آنسو رویا اور مدت تک رویا اور آجتک سرخی شفق اظہار غم کرتی ہے ۔ شام میں جہاں کوئی پتھر اٹھایا جاتا تھا تازہ خون نیچے سے نکلتا تھا مدینہ منورہ پر کئی دن تک در و دیوار معصفر نظر آتے تھے ۔ (صواعق محرقہ) یہ بات یا اِس درجہ ظہور رنج و ملال از کائنات کسی اور حادثہ پر نہیں ہوا ۔ حضرت علی کی شہادت پر آفاق عالم تاریک ہوگئے مگر ایسے نہیں جیسے کہ کربلا کے دن ۔ ملائکہ تک میں شور مچ گیا ضجت الملائکۃ ۔ ملائکہ حادثہ شہادت حسینی سے کانپ اٹھے مخلوق کے ساتھ اثر غم سے ذات پاک خالق بھی مستثنےٰ نہیں رہی ۔

گرد ایں خیال وہم غلط کار کایں غبار تادامن جلال جہاں آفریں رسید

اور اس کا ثبوت بھی ہے کہ ذات پاک ذوالجلال اس غم سے خالی نہ رہی ۔ ؎

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال او در دل است و ہیچ دلے نیست بے ملال

کیوں اسی لئے کہ حسین ایسا مظلوم اور کوئی نہیں ہوا اور مظلومیت حسین نے کائنات میں اثر کیا اور خالق کائنات بھی اثر لئے بغیر نہ رہ سکا ۔ حسین شہید ہے اور مظلوم شہید ہے حضرت آدم نے عالم ارواح میں اشباح نور آئمہ معصومین کا مشاہدہ کیا شبیہ حسینی کو دیکھکر غمگین ہوئے دل ٹوٹ گیا ۔ کیوں اسی لئے کہ اگرچہ شہید یہ سب ہیں مظلوم سب ہیں مگر حسین غریب سب سے بڑھکر مظلوم ہے ۔ کشتی نوح پنجتن پاک ہی کے نام کی میخوں سے درست بن سکی اور حسین کا نام آتے ہی نوح نوحہ

خواں ہو گئے اور آثار غم نمایاں کیوں اِس لئے کہ حسین مظلوم ہے اور بہت مظلوم ہے۔ حضرت موسیٰ نے حسین کا عاشورا قائم کیا۔ حضرت زکریا نے حسین کا مرثیہ پڑھا اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے۔ اور امام حسین پر اظہار غم کیا اور کسی پر نہیں صرف اسی لئے کہ حسین مظلوم ہیں بڑے مظلوم ہیں۔ ولادت حسین پر حسین کا نانا رسول رویا علی کی ولادت پر نہیں رویا حسن کی ولادت پر نہیں رویا کیوں؟ اسی لئے کہ حسین سب سے بڑھکر مظلوم اور شہید ظلم ہے وہ قتیل العبرہ ہے اس کو رولا رولا کے مارا گیا ہے۔ اِس مظلوم کی شہادت پر سنت رسول نے بال پریشان کئے۔ جائے شہادت پاک بالوں سے جھاڑی (السطامی) حسن کی شہادت پر نہیں۔ کیونکہ حسین بڑی مظلومیت سے اور بڑی اذیتوں سے شہید کیا گیا حسین کی شہادت پر رسول نے بال پریشان کئے سر پر خاک ڈالی اور آہ وزاری فرمائی (سر الشہادتین) کیوں اِس لئے کہ حسین شہید مظلوم ہے وامظلوماہ

نئی تحقیق یا ریسرچ مگر آج نئی روشنی کی اندھیر گردی میں جرم ہے یا غیر مدعیاں احترام حسین کی نظر میں حسین کو مظلوم کہنا حسین کی توہین ہے اور آجکل کا ریسرچ یہی ہوتا ہے خصوصاً ہمارے مسلمان بھائیوں کا فقط مسلمان بھائیوں کا کہ کسی مشہور بات کا انکار کر دیا جائے چنانچہ اسی ریسرچ کے مضمون میں حیرت دہلوی نے واقعہ شہادت حسین ہی کا انکار چھاپ دیا تھا آج اس کی مظلومیت کا انکار تحقیق ہوا ہے کہ حسین مظلوم نہیں۔ حسین کو مظلوم نہ کہو۔ علت یہ بیان فرماتے ہیں۔ حسین کیوں مظلوم ہوتے۔ حسین کو کیوں مظلوم کہا جاتا ہے حسین نے تو یزید پر روحانی فتح پائی ہے اور اِس واقعہ شہادت حسینی سے دنیا پر حسینی حقانیت واضح ہو گئی ہے۔ حسین اِسی جنگ کربلا میں فاتح ہیں مفتوح نہیں ہیں پھر وہ مظلوم کیوں ہوئے۔

سبحان اللہ کیسی اچھی دلیل اور کتنی بھولی دلیل ہے اور سننے والا فوراً یہی خیال کریگا کہ عزت و احترام و محبت حسینی کا مقتضا یہی ہے کہ منکر مظلومیت حسینی کو گوارا نہیں ہے کہ اس کے ممدوح و محبوب حسین کو مظلوم کہا جائے کہ مظلوم ہونا اس کے الٹے فلسفہ میں ذلت ہے۔ لیکن اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ معترض کی یہ معصومیت علت سے خالی نہیں کیونکہ عقل اسکے تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ منکر مظلومیت حسین دراصل معنی مظلومیت سے نابلد ہے یا وہ یہ نہیں جانتا کہ مظلومیت کسی لغت اور کسی مذہب اور کسی قانون میں ذلت نہیں ظلم مذموم ہے اور مظلومیت اس کے مقابل ظالم گنہگار ہوتا ہے نہ کہ مظلوم۔ یہ بھی عقل باور نہیں کر سکتی کہ یہ منکر فاتح اور مفتوح۔ ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں جانتا فاتح ہونا اور معنی رکھتا ہے اور مظلوم ہونا اور معنی۔ ہو سکتا ہے کہ فاتح مظلوم ہو۔ درانحالیکہ حسین کا فاتح ہونا جیسا کہ خود معترض کا اعتراف ہے کچھ اور ہی معنی رکھتا ہے۔ ظاہر میں ہرگز حسین نے فتح نہیں پائی بلکہ یزیدی فوج نے حسین اور فوج حسینی کو قتل و شہید کر دیا اور سوائے چند مخدرات عصمت و طہارت اور چند اطفال کوئی نہ بچا۔ فتح تو حسین کی حقانیت کو ہوئی نہ کہ حسینی فوج کو یعنی ظاہر میں حسین مفتوح ہے اور باطن میں فاتح اور وہ فتح حسین نے مظلومیت سے حاصل کی ہے۔ اس کی مظلومیت اور یزیدی ظلم نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں۔ دل و دماغ میں انقلاب پیدا کر دیا ذہنیت بدل دی اور دکھلا دیا کہ یزید اگر مسلمان ہوتا بلکہ پیغمبری کا قائل ہوتا سچا ہوتا اور حق پر ہوتا تو اپنے رسول زادے اور شاہزادے حسین پر ایسا ظلم نہ کرتا۔ حسین کا گھر برباد نہ کرتا۔ منکرین مظلومیت اور مدعی معصومیت یہ سب کچھ جانتے ہیں اور حسینی مظلومیت سے انکار اپنے شاہزادے یزید کی خاطر کرتے ہیں حسین کی خاطر نہیں۔ رسول کی محبت میں نہیں، یزید کی محبت میں۔ دینداری سے نہیں دنیا پرستی سے کرتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ حسین کی مظلومیت کے ساتھ یزید اور یزیدیوں کا ظلم بھی اتنا ہی معروف ہو گیا ہے اور ظالم ان لوگوں کے لئے علم بن گیا ہے جہاں ظالم بولا جاتا ہے تو یہی یہ ظالم سمجھے جائیں گے۔ جہاں حسین کی مظلومیت کا تذکرہ ہوتا ہے یزید اور یزیدیوں کے ظلم کا بھی تذکرہ خواہ مخواہ ہوتا ہے کہ لازم و ملزوم ہیں۔ پس جب حسین مظلوم نہ رہے تو گویا ان پر ظلم نہیں کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا گیا تو یزید اور یزیدی ظالم نہ ٹھہرے اور کربلا کے خونی مناظر مباح ہو گئے اور یہی مدعا ہے کہ ان کا پیارا شاہزادہ یزید اِس الزام سے

بری ہو جائے اور یہ کلنک کا ٹیکا اِس معصومانہ ابلہ فریبی سے اس کی پیشانی سے مٹا دیا جائے ۔ ورنہ معترض خوب جانتا ہے کہ حسین سب سے بڑھکر مظلوم ہے اور ظلم کے تمام معانی اور اقسام حسین مظلوم پر ختم ہیں ۔

اوّل اتلاف حق اور غصب حق ظلم ہے ۔ حسین گوشت و پوست رسول ہے ۔ جان رسول، نفس رسول اور دلبند بنت رسول ہے لہٰذا حقیقی وارث رسول کا ہے اور خلافت رسول حسین ہی کا حق ہے یزید نے اِس حق کو اس سے چھینا اور ضرور چھینا اور یزید نے حسین پر یہ ظلم کیا ۔ فَقَدْ ظَلَمَ حَقَّہٗ حسین یقیناً مظلوم ہوا اور ہے اور اِس ظلم یزید کو حسین کی مظلومیت ہی نے دنیا پر ثابت کیا دیو پلید مسند سلیمان چھین لے تو کیا وہ ظالم نہیں اور سلیمان مظلوم نہ ہوئے؟ ضرور ہوئے ۔ کسی بادشاہ کا ادنیٰ فرد رعیت اس کی مسند شاہنشاہی پر اپنی بغاوت، سرکشی اور ستم کیشی سے بیٹھ جائے تو کیا اس بادشاہ سے زیادہ مظلوم کوئی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ۔ اِس باب خلافت میں حسین کے ساتھ یزید کا نام لیا جاتا ہے حسین پر یہ سخت ظلم اور شدید ظلم ہے، شقی ازلی سعید کونین اور سید شباب اہل الجنۃ کے مقابل ۔ ظلم ظلم ظلم اور اسی میں ظلم بمعنی جور و بے انصافی شامل ہے ۔

دوم ۔ اذیت ظلم ہے رسول مقبول فرماتے ہیں ما اوذی نبی قط کما اوذیتُ ۔ جس طرح مجھ کو ستایا گیا ہے اتنا اور کسی نبی کو نہیں ستایا گیا اور اس میں شک نہیں کہ ذات محمدی کو راہ ہدایت میں شخصی اذیت اتنی نہیں پہونچی جتنی کہ دیگر بعض انبیا کو ۔ حضرت نوح ساڑھے نو سو برس قوم کا ظلم و ستم سہتے رہے ہیں وعلی القیاس یہ اذیت رسول جس کا رسول ذکر کرتا ہے اور سب انبیا سے زیادہ بتاتا ہے اس کی اولاد ہی کی اذیت ہے اور سب سے زیادہ حسینی اذیت اور اس کے اصحاب کی اذیت جس کی طرف زبان قدرت اشارہ کرتی ہے فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم فی جنات تجری من تحتھا الانھارُ) وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اپنے گھر بار کو چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہوئے اپنے گھروں سے زبردستی نکالے گئے اور میری راہ میں خوب ستائے گئے میں ان کی لغزشوں سے ضرور درگذر کرونگا اور ان کو ضرور اپنی (ا) جنات میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔ حسین اور حسینی جتنے ستائے گئے دنیا میں یقیناً کوئی نہیں ستایا گیا ۔

قربانی حاجیوں پر فرض ہے لیکن اس کو بھی اگر بھوکا پیاسا ذبح کیا جائے تو اس پر ظلم ہے اور شدید ظلم ہے ۔
کربلائی ساری قربانیاں تین روز کی بھوک اور پیاس میں تیغ ظلم و ستم سے حلال کی گئیں

سوم ۔ اسلام میں جنگ و جہاد اور قتل کے لئے بھی حدود قائم ہیں اور ان سے تجاوز عدوان ہے ولا عدوان الا علی الظالمین اسلام میں صرف ان کافروں سے جہاد جائز ہے جو لڑیں اور لڑنے میں ابتدا کریں اور ابتداءً ظلم کرکے ظالم بن جائیں لیکن ان کے ساتھ بھی حدود سے تجاوز اسلام میں ممدوح نہیں ۔ مثلاً اوّل یہ کہ جہاد ماہ حرام میں نہ ہونگے ۲ ان کے بچے اور عورتیں قتل نہ کیجائیں ۔ سوم مبارزطلبی میں ایک ایک ہی لڑے فوج حملہ آور نہ ہو ۔ چہارم لڑائی بعد ظہر شروع کیجائے کہ جلد شام ہو جائے یعنی لڑائی بند ہو سکے ۔ پنجم کافر کا سر قلم کرکے معرکہ جنگ سے باہر نہ لے جائیں ۔ ششم ۔ اگر کافر بزرگ قبیلہ ہو تو اس کا لباس نہ اتارا جائے لاش کو برہنہ نہ کیا جائے ۔ ہفتم اس کو مثلہ نہ کیا جائے ۔ ہشتم ۔ زنان کفار کی بے حرمتی نہ کیجائے ۔ اور اگر عورات اسیر کیجائیں تو ان کو ان کے وارثوں اور مقتولوں کے لاشوں پر نہ گذارا جائے ۔ دہم اگر وہ بزرگ خاندان کی عورات ہوں تو ان کو لونڈی نہ بنایا جائے مجلس عام میں نہ لایا جائے ۔ اور ان کو سر برہنہ نہ کیا جائے

حسین معاذ اللہ کافر نہ تھا ۔ مسلمان تھا جان پیغمبر اسلام تھا، روح اسلام تھا، عین اسلام تھا اس کے ساتھ اِس جنگ میں وہ حدود ملحوظ نہ رکھے گئے جو کافروں کیساتھ رکھے جاتے ہیں ۔ محرم میں عین روز عاشورا ان کو گوسفند قربانی کی طرح ذبح کیا گیا ۔ ان کے بچے بھی قتل کئے گئے بلکہ معصوم شش ماہے تیر ستم کا نشانہ بنائے گئے ۔ ایک کے مقابلہ پر

ہزاروں تیرانداز، شمشیرزن اور جنگ انداز آئے۔ لڑائی بعد ظہر نہیں شروع کی گئی بلکہ عصر تک فاطمہ کا گھر اجڑ گیا۔ اور ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا۔ سر حسین اور اصحاب حسین نوک سناں پر دربدر کوچہ بہ کوچہ شہر بشہر تشہیر کئے گئے۔ اوّل راس رُفع علیٰ قناۃ۔ دین میں پہلا سر اقدس ہے جو نوک سناں پر رکھا گیا لاش حسین کو لوٹا گیا اور بوسیدہ لباس تک بھی تن اطہر پر نہ چھوڑا۔ دست مبارک قلم کئے گئے۔ لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ حرم حسین کی بیحرمتی کی گئی زنان حسین کے سر سے چادر اتاری گئی اور دربدر پھرایا گیا دربار ابن زیاد اور مجلس یزید میں لایا گیا۔

رخوں پہ خاک نبی زادیاں لگائے تھیں　　رسن میں ہاتھ تھے بالوں سے منہ چھپائے تھیں

مستورات کو ان کے عزیزوں کی لاشوں پر سے گزارا گیا اور پھر ان پر رونے بھی نہ دیا گیا اور شام میں بردہ فروشی کے مقام پر کھڑی کی گئیں۔ بیشک اے یزید بادشمناں دین نتواں انچہ تو با مصطفےٰ و حیدر و اولاد کردی، یہ ظلم ہے اور شدید ظلم ہے بیشک اس کی مثال دنیا دوسری جگہ نہیں دکھلا سکتی ہے۔ بیشک حسین نے اپنی مظلومیت سے روحانی فتح پائی اور حق حسینی عالم پر آشکارا ہو گیا اور اس مظلومیت حسین نے تبلیغ اسلام کا کام دیا اور دے رہی ہے اور یہی شہادت حسینی کا فلسفہ ہے۔

مظلوم بنکے مملکت دل پہ چھا گیا، بگڑا ہوا نظام محبت بنا گیا،
باطل کی زد سے حافظ ملت بچا گیا، تیغ اور حق کے بیچ میں شبیر آ گیا
تو اپنے خون پاک کے چھینٹوں سے اے حسین انسان کی شرافت خفتہ جگا گیا
اسلام کی کشش کا نہ جن پر اثر ہوا
تو درد بنکے ان کے دلوں میں سما گیا

ظلم۔ ظلم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

گزشتہ عشرہ ماہ محرم

ازمدیر

خدا کا ہزار ہزار احسان ہے کہ امسال عشرہ محرم نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا کسی مقام پر کوئی جھگڑا نہ ہوا۔ جہاں تک ہمکو اطلاع ملی ہے ہر شیعہ بستی میں حضرات مومنین نے پورے انہماک سے مراسم عزا کو انجام دیا۔ اکثر مقامات پر عزاداری اور حسین مظلوم کے اہم تبلیغی خدمات کے متعلق رسائل بھی شائع ہوئے تبلیغی سلسلہ میں ایسے رسائل بہت زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی تمام شیعہ بستیوں سے ہر سال ایسے رسائل بکثرت مفت شائع ہونے چاہئیں تاکہ ہمارا تبلیغی پروپیگنڈا خوب اچھی طرح ہو۔ ریاست پٹیالہ میں خلیفہ فیملی کی طرف سے تقریباً ۲۰ سال سے ہر سال ایک رسالہ الشہید کے نام سے آٹھویں محرم کو جلوس ذوالجناح کے موقع پر شائع کیا جاتا ہے جس کا اثر پنجاب کی مسلم پبلک پر بہت اچھا پڑ رہا ہے اس سال مالیر کوٹلہ سے بھی جناب باقر حسین صاحب کے مساعی جمیلہ سے ایک ایسا ہی تبلیغی رسالہ شائع کیا گیا ہے خدا کرے کہ اور مقامات کے مومنین بھی اس طرف عملی قدم بڑھائیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ عزاداری کے متعلق جس قدر پروپیگنڈا زیادہ ہوگا اسی قدر ہمارے مذہب کو زیادہ فروغ ہوگا۔ عزاداری کے مخالفین اگرچہ ہر سال ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور طرح طرح سے بہکا کر مسلمانوں کو عزائے امام مظلوم میں شرکت کرنے سے روکنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ خدائی تائید اور حضرات معصومین کی امداد ہم کو حاصل ہے لہذا ان کی تمام کوششیں ہر سال بیکار اور عبث ثابت ہوتی ہیں اور دیندار مسلمانوں پر اس ابلہ فریبی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سال بھی سالہائے گذشتہ کیطرح

بیشمار سنی مسلمان ہمارے ساتھ شریک مراسم عزا رہے اور انھوں نے ابلیسی پارٹی کے بہکانے کا کوئی اثر نہ لیا۔ اس معاملہ میں ہم کو اپنے سنی بھائیوں سے ایک بڑی حد تک رواداری کا سلوک رکھنا چاہیئے اور کوئی بات ایسی نہ کرنی چاہیئے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ ان کی وجہ سے عزاداری کو بہت کچھ فروغ ہے۔ چاہے شیعوں کی سی دلسوزی ان میں نہ پائی جائے وہ غم کی شان نہ ہو جو شایاں عزا ہے لیکن پھر بھی محرم میں وہ بہت کچھ کرتے ہیں اکثر مقامات پر تعزیہ داری کا پورا پورا انحصار صرف سنی حضرات ہی پر ہے چونکہ شکوری پارٹی ہمارے خلاف اپنے تمام حربے استعمال کر رہی ہے لہذا مقتضائے عقل یہ ہے کہ ہم حنفی سنیوں کو ہمیشہ اپنے سے ملائے رکھیں اور اپنی مجالس میں ان کو شریک کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ ہمارے واعظین اور ذاکرین کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ بر سر منبر دل آزار کلمات زبان سے نہ نکالیں اور ایسی کھلم کھلا سخت چوٹیں نہ کریں جس سے ان کو خواہ مخواہ بیزاری پیدا ہو وادعُ الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ فضائل ائمہ علیہم السلام کا ذخیرہ ہمارے پاس کچھ کم نہیں کہ مطاعن کا گندہ دفتر کھولنا ضروری سمجھا جائے۔ ہمارے ائمہ کے فضائل خود ایک ایسا زبردست مقناطیس ہے کہ وہ دلوں کو اپنی طرف بغیر کھینچے رہتا ہی نہیں۔ وہابی گروہ کی خاص کوشش یہ ہے کہ وہ حنفی سنیوں کو ہم سے علیحدہ کر دے اور تعزیہ داری سے ان کو متنفر بنا دے ہم کو ان کی اس خوفناک چالاکی سے باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔

امسال محرم کا چاند باوجودیکہ بکثرت مقامات پر ۲۹ ذی الحجہ کو سینکڑوں ہزاروں آدمیوں نے دیکھا تھا اور اس کے حساب سے جمعہ کا عشرہ تھا لیکن پھر بھی بعض مقامات پر سنیچر کا عشرہ لیا گیا۔ یہ ایک کھلی ہوئی غلطی تھی جس نے عشرہ کے اثر کو ایک بڑی حد تک کم کر دیا۔ عبادت جب اپنے وقت سے ہٹ جاتی ہے پھر اس میں وہ اثر باقی نہیں رہتا باوجودیکہ پہلی محرم سے ۹ محرم تک کافی وقت تحقیق کے لئے تھا لیکن پھر بھی یہ غلط فہمی دور نہ ہوئی۔ اس سے زیادہ لغویات اور کیا ہو سکتی ہے۔ چونکہ عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ جس دن عیدالفطر ہوتی ہے اسی روز عشرہ بھی ہوتا ہے لہذا بہت سے لوگوں نے تو پہلے ہی سے اتنا اطمینان حاصل کر لیا تھا کہ چاند دیکھنے کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی۔ اور پھر اپنے اس خیال پر اتنے راسخ رہے کہ جن لوگوں نے رویت کے متعلق عینی شہادتیں پیش کیں ان کو یا تو رد کر دیا گیا یا یہ جواب دیدیا گیا کہ ہماری ایک مجلس کم ہوئی جاتی ہے یا عزاداری کے جلوسوں میں فرق آتا ہے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کا عشرہ منحوس ہوتا ہے۔ ان خوش خیالیوں کی داد کہاں تک دیجائے یہ کلیہ کہ جس روز عید ہوگی اسی روز عشرہ ہوگا نہ خدا و رسول کا فرمودہ ہے نہ حضرات ائمہ کا بلکہ آپ کا ایک تخمینی اور قیاسی حساب ہے جو کبھی صحیح ہو جاتا ہے کبھی غلط۔ بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ عید غلط ہوئی ہو۔ اگر محرم کے چاند کی رویت میں کوئی شبہہ ہوتا تب تو اس قسم کی قیاسی آرائیاں کچھ کی بھی جا سکتی تھیں لیکن جب ۲۹ ذی الحجہ کو چاند سامنے تھا اور ایک دو نہیں سیکڑوں ہزاروں آدمیوں نے دیکھ لیا تھا پھر ایک جگہ نہیں بلکہ جا بجا لوگوں نے دیکھا تھا تو پھر ان قیاس آرائیوں کا موقع کہاں رہتا ہے۔ حضرات مومنین کو آئندہ اس امر کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ کسی عبادت کا مخصوص دن ایسی لچر اور چرپوچ باتوں سے ہٹا دینا اس کے تمام اثر کو کھو دیتا ہے۔

اسکو ضرور پڑھیئے

کبھی کبھی بعض مومنین کے شکایتی خطوط دفتر میں موصول ہوتے رہتے ہیں کہ اس ماہ کا رسالہ نہیں پہونچا یا بہت دیر سے پہونچا حالانکہ رسالہ بڑی پابندی سے نکلتا ہے اور ہر انگریزی مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو ڈاک میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پتہ لکھنے میں بہت احتیاط کیجاتی ہے کوئی نام چھوٹنے نہیں پاتا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ہر گوشہ میں زیادہ سے زیادہ ۱۳ تاریخ تک رسالہ ہر مقام پر پہونچ جانا چاہیئے۔ نہ پہونچنے کی کوئی خاص وجہ . . . . سمجھ میں نہیں آتی بہرحال ایسی صورت میں ۱۷ تاریخ انتظار کرنے کے بعد اس ماہ کا رسالہ دفتر کو خط لکھکر دوبارہ منگا لیجئے۔

منیجر نور

حسینی کیریکٹر کا ایک ورق

ادیب اعظم مدظلہ

اسلام کے شہید اعظم حضرت ابو عبداللہ الحسین کے واقعات شہادت نے نہ صرف اسلام کے اس مردہ شجر کو سینچا جو کفر و ضلالت کی زہر آگیں باد سموم سے جھلس کر اپنی دلفریب تر و تازگی اور بصیرت افروز خوش نمائی کو کھو بیٹھا تھا بلکہ اس نے اپنی اخلاقی و روحانی گہرائیوں میں وہ سبق آموز راز چھوڑے ہیں جو قیامت تک بنی نوع انسان کی بصیرت افروزی اور ہدایت اندوزی کے ذمہ دار ہیں۔ پیغمبر اسلام کے پیارے نواسہ کا سرزمین کربلا پر اتنی گرانقدر قربانی پیش کرنا دنیائے اسلام پر وہ عظیم الشان احسان تھا جس کے بار سے قیامت تک اسلام کی گردن خم رہے گی مسلمانوں کی نسل میں دینی قربانیاں، قومی خدمات اور مظلوم و ستم کش ہستیاں ہوئیں اور ہوتی رہیں گی لیکن سنہ ۶۱ھ میں جو واقعہ ہائلہ سرزمین کربلا پر ہوا وہ اپنی آن بان، شوکت و شان اور ہدایت و تبلیغ میں بالکل انوکھا اور قطعی اچھوتا تھا۔ نہ توحید و رسالت کے ایسے متوالے۔ نہ ایسے حقائق و معارف والے، نہ ایسے سرفروش مجاہد و غازی اور نہ ایسے دین کے سچے حامی ہوئے اور نہ آئندہ ہونگے وہ وفا کے پیکر رضا کے بندے۔ صبر کے مجسمے اور شکر کے پتلے تھے۔ صداقت ان کی خو تھی، تقوی ان کا شعار، حق پرستی ان کا شیوہ اور استقلال ان کا ہتھیار تھا اگر کہنے کو وہ چند بھوکے پیاسے غریب الوطن مظلوم مجاہد تھے مگر وہ کام کر گئے جو آج تک کسی سے نہ ہو سکا۔ ان کے شجاعانہ ہمہموں اور دلیرانہ حملوں سے رستم و سہراب کی روحیں کانپیں اور یلاں شام و روم کے دل ہلے۔ وہ تین دن کی بھوک پیاس میں ہنس ہنس کر زخم تیغ و سناں کھاتے خون میں نہاتے دنیا سے رخصت ہو جاتے مگر دشمن کو کبھی پیٹھ نہ دکھاتے۔ مرنے والے چند دنوں کی انتہائی سختیاں سہہ کر اور صبر شکن مصائب و مظالم اٹھا کر دنیا ناپائدار سے رخصت ہو گئے مگر قیامت تک کے لئے اپنی بیکسی و مظلومی کا ماتم دنیا میں چھوڑ گئے۔ انھوں نے اپنی محبت کا نقش حق شناسوں کے دلوں پر ایسا گہرا جمایا کہ ابداً لآباد تک آنیوالی نسلوں سے ہر سال اپنے واقعہ کی یاد تازہ کراتے رہیں گے۔ جب تک انسانی پیکر میں دل اور دل میں احسان شناسی کا نور پایا جائے گا ان کی شجاعت و لبسالت، نیک نفسی و عالی ہمتی، حق داری و معرفت آگینی، کرامت و ایثار، زہد و ورع کی داد بے اختیار اہل دل کی زبان پر آتی رہے گی۔ ان کی سوکھی شہ رگوں سے نکلنے والا خون اگرچہ کربلا کی جلتی ریت اور نینوا کی خشک و شعلہ خیز زمین کی پیاس بجھانے میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن شجر اسلام کی آبیاری میں وہ کام کر گیا کہ اب اس کی لہکتی شاخوں کو کفر و الحاد کی گرم سے گرم ہوائیں بھی جھلسانے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ اسلام کو اپنی نشو و نما میں جیسی بہترین قربانیاں درکار تھیں وہ نبی کے خاندان نے بڑے حوصلہ سے بڑی سج دھج سے بڑی آن بان سے روز عاشورہ اس طرح پیش کر دیں کہ دیکھنے والے بے اختیار کہہ اٹھے۔

کاریکہ حسین اختیارے کردی در گلشن مصطفےٰ بہارے کردی
از ہیچ پیمبرے نیامد ایں کار واللہ کہ اے حسین کارے کردی

دشمن باوجودیکہ اپنی ٹڈی دل فوجوں سے چند بھوکے پیاسے غریب الوطن کے مقابلہ میں بظاہر کامیاب نظر آ رہا تھا مگر اندر سے اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ فتح فتح نہیں بلکہ وہ عظیم الشان شکست ہے جس کی تلافی قیامت تک ممکن نہیں ہوگی۔

حسینی لشکر بظاہر شکست خوردہ تھا لیکن درحقیقت وہ اپنی فتح کے شاندار جھنڈے دنیا کے آخری دن تک پہونچنے والے میدان میں گاڑتا چلا جاتا تھا ان مظلوم شہیدوں کے چکنا چور بدنوں سے جو خون کا قطرہ باہر آتا تھا گو وہ

بظاہر ایک مختصر قطرہ ہو لیکن دراصل اس میں ہدایت و رشادت کا سمندر موجیں مارتا تھا اور توحید و حقانیت کا سیلاب امنڈتا تھا بہتر جانفروشوں کی تعداد ایسی کون بڑی تعداد تھی کہ کسی دل بادل فوج کی نگاہ میں سما سکتی لیکن خدائی زور اور لاہوتی قوت نے ان مظلوموں کیساتھ ہو کر وہ قیامت ڈھائی تھی کہ دشمن فرط رعب سے کانپ رہا تھا اور مقابلہ کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ہاشمی شجاعوں، مطلبی دلیروں، علوی شہزوروں، عقیلی مجاہدوں، جعفری بہادروں، فاطمی ہزبروں حسنی سرفروشوں کی جب خون آشام تلواریں نیاموں کو چھوڑ کر برق شرربار کو شرماتی اپنی چمک دمک دکھاتی تھیں تو کوفہ اور شام کی گھنگھور گھٹائیں کائی کی طرح پھٹ کر رہ جاتی تھیں۔ اور دم کے دم میں وہ خون کی جھڑی لگ جاتی تھی کہ میدان رزمگاہ میں خونی چھڑکاؤ ہو جاتا ہرطرف کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگ جاتے اور لشکر کے ہر گوشہ سے الامان کی صدائیں بلند ہونے لگتیں۔

دنیا میں لاکھوں لڑائیاں ہوئیں اور ہونگی، بے شمار رن پڑے اور پڑیں گے مگر چشم فلک نے ایسے معرکے کم دیکھے ہونگے۔ نیستان شجاعت کا جو غضنفر رجز پڑھتا میداں میں آتا تھا اور تین دن کی بھوک پیاس میں اس سکون و اطمینان سے حملہ کرتا تھا کہ تازہ دم اور سیر و سیراب دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے تھے وہ عشق الہی میں چور اور بادہ عرفان سے مست تھے۔ دشمن شب عاشور شراب و کباب کی محفلیں گرم کرتا تھا لیکن یہ عبادت الہی کے عاشق انتہائی خضوع و خشوع کے ساتھ تمام رات تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اور سر کٹانے کے مشتاق بنے بیٹھے تھے جسقدر سر کٹنے میں تاخیر ہوتی ہوتی تھی اسی قدر ان کے نورانی چہروں پر حزن و ملال کے آثار نمایاں ہوتے جاتے تھے اور جس قدر موت کا وقت قریب آتا جاتا تھا اسی قدر کملائے چہروں کا رنگ نکھرتا جاتا تھا وہ راہ حق میں سر دینے کو حیات ابدی اور زیست سرمدی جانتے تھے نہ ان پر ملک و مال کی طمع غالب تھی نہ جاہ و منصب کی خواہش بلکہ جس درد نے انھیں آوارہ وطن کر کے بے آب جنگلوں اور شعلہ خیز پہاڑوں کی طرف نکالا تھا اور احباب و انصار سے ابدی مفارقت پر آمادہ کیا تھا وہ محض دین نبی کی ہمدردی اور ناموس الہی کا تحفظ تھا۔ جس غم نے ان کی گردنیں خنجر کی دھار پر رکھوائیں اور گوسفندان قربانی کی طرح ذبح کرایا وہ بدعات کا انسداد اور فسق و فجور کا سدباب تھا۔ ان کی قابل ناسی غیرتیں اور لائق تقلید حمیتیں اس بات کو گوارا نہ کر سکیں کہ یزید جیسا فاسق و فاجر شخص شریعت اسلام کا رہنما بنکر تمام مسلمانوں کو اپنے نقش قدم پر چلائے اور اپنے باطل اقتدار کو کام میں لاکر حلال محمدی کو حرام اور حرام محمدی کو حلال قرار دے وہ رسول کے زمانہ کو دیکھے ہوئے تھے احکام الہی کی وقعت کو جانتے تھے دین کی عظمت کو پہچانتے تھے ان سے نہ ہو سکتا تھا کہ ایک بے دین بدکار اور دشمن اسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام کی گردن پر الٹی چھری پھیر دیں اور ہمیشہ کے لئے اس کی وجاہت کا خاتمہ کر دیں وہ اسلامی ممالک میں ایسی سیاست کو دیکھنا چاہتے تھے جو شرعی قانون کی حمایت میں امیر و غریب شہری و بدوی کمزور و طاقتور سب کے حقوق کا مساوی لحاظ کرنے والی ہو نہ ایسی سیاست جو اپنی نفسانی خواہشات اور مادی لذات پر بنی نوع انسان کے جائز حقوق کو قربان کر کے اپنی تمنا پوری کرتی ہو ان میں سے ہر ایک خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو یہ حتمی فیصلہ کر کے کربلا میں داخل ہوا تھا کہ جب تک خون کا آخری قطرہ بدن میں باقی رہے گا نصرت حق سے منہ نہ موڑے گا یہ مانا کہ ستم ایجاد دشمنوں نے بہت جلد ان مقدس وجودوں سے دنیا کو خالی کر دیا لیکن ان کے روحانی اثرات کو انسانی قلوب سے کوئی نہ مٹا سکا ظالم چند روز دنیا میں رہ کر فنا ہو گئے لیکن مظلوم بقائے دوام کی سندیں پائے ہوئے قیامت تک زندہ رہیں گے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

حسینی زندگی کے زریں کارناموں سے شاید وہ لوگ بہت کم سبق حاصل کر سکیں گے جن کے نزدیک کمال انسانی لذات نفسانی کو پورا کرنے اور دنیوی نام و نمود حاصل کرنے کا نام ہے حسین ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی داخل کمال نہیں

بانتے تھے ان کی مقدس زندگی حیات انسانی کی عام سطح سے اتنی بلند تھی کہ اونچی سے اونچی شخصیت بھی اس کے سامنے پست نظر آتی تھی اگر وہ دولت کے بھوکے، لذت نفس کے بندے اور نام و نمود کے شیدائی ہوتے تو کیا ان کے لیے یہ امر ممکن نہ تھا کہ کسی حکمران قوت سے ساز باز کر کے کسی صوبہ کی حکومت کا فرمان اپنے نام لکھوا لیتے اور اپنے ساتھ خاندان کے مالی اقتدار کو بھی قابل رشک حالت میں لے آتے۔

بنی امیہ تو اس کے خواہشمند تھے اور انتہائی کوشش کر رہے تھے کہ حسین کو بجائے لوہے کی تلوار کے سونے چاندی کی اگنگا جمنی تلوار سے قتل کر کے بنی ہاشم کے روحانی اقتدار کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیں۔ اگر حسین کی چشم تمنا کا ادنی اشارہ ہو جاتا تو شام و عراق کے خزانہ کی ایک معتد بہ مقدار کھنچ کر آ سکتی تھی۔ لیکن کیا حسین کی مقدس شخصیت اس امر کو گوارا کر سکتی تھی کہ وہ ایک عارضی وقار پر اپنے دائمی روحانی اقتدار کو بھینٹ چڑھا دیں۔ کیا حسین جیسی معرفت آگین اور صداقت پسند ہستی اس طرف مائل ہو سکتی تھی کہ دینی برکات سے دست کش ہو کر دنیا پرستوں کے اس حیا سوز اور انسانیت کش طرز زندگی میں شامل ہو جائے جس پر عقل انسانی کو دوامًا طعنہ زنی اور اظہار نفرت کا موقع ملتا رہے ہرگز نہیں۔!

بس قدر حق پوش اور ناحق کوش ہیں وہ لوگ جو کربلا کے قیامت خیز واقعہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا کرتے ہیں۔ ملکی معاملات میں دو شہزادوں میں لڑائی تھی ایک کو فتح ہوئی دوسرے کو شکست،، حسین اور یزید کے کیریکٹر پر تفصیلی نظر رکھنے والے پوری طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ عامیانہ رائے واقعات کی تہہ سے نہیں نکلی بلکہ سطحی تموج کی جھاگوں سے بنی ہے چونکہ ایسے لوگوں کو حسینی زندگی کے مطالعہ کرنے اور اسکی اخلاقی و روحانی گہرائیوں تک پہونچنے کا موقع نہیں ملتا لہذا وہ مجبورًا خاص حالتوں کا قیاس عام حالتوں پر کر لیتے ہیں۔

آفتاب کی ضو فگنی کا ادراک صرف وہی آنکھ کر سکتی ہے جس میں بصارت کا نور ہے وہ آنکھ نہیں کر سکتی جو اپنی ضیا کو رخصت کر چکی ہو۔ مادی کثافتوں میں غوطہ کھانے والے دماغ ایسی دو ہستیوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنے سے یقینًا قاصر رہیں گے جن میں سے ایک دنیا کی جھوٹی اور نمائشی عزت و شہرت پر اپنی رال ٹپکا رہا ہو اور دوسرا اپنا بلند فطری اور پاک نفسی سے عالم قدس کا راز داں بن گیا

حسین جیسے اخلاقی اور روحانی معلم کے مقابل پلہ میں یزید جیسے بدسرشت اور نابکار کو بٹھا دینا اکبر کے ساتھ ہنسی لوتو نا ہے۔ کجا یزید کجا حسین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک " ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ حسین و یزید دونوں کے مختصر کیریکٹر کو اس مقام پر ذکر کر کے ان بے بصیرتوں کی ہدایت کریں جنہیں حسین اور یزید میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

حسین کا کیریکٹر

چونکہ ہر شخص کا کیریکٹر اس کے بزرگوں کے اخلاق و عادات کا مرقع اور ماحول کا عکس ہوتا ہے لہذا پہلے یہ بات جاننے کی ضرورت ہے کہ حسینی کیریکٹر نے کن لوگوں کی آغوش میں تربیت پائی تھی اور اس کی بنانے والی ہستیاں کن کن صفات میں ممتاز تھیں۔

حسین کو ایک ایسے ممتاز خاندان میں پیدا ہونے کا شرف حاصل ہوا جسکے روحانی اقتدار کے سامنے عرب کے تمام معزز و ممتاز قبائل نے اپنی گردنیں خم کر دی تھیں۔ یہ لوگ اپنے روشن کیریکٹر کی بنا پر خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے اور موسم حج کے منتظم بھی۔ تنازعات قومی کے منصف بھی تھے اور مفاسد تمدن کے مصلح بھی۔ ان کا فیصلہ ہر قضیہ میں ناطق اور ان کی رائے ہر معاملہ میں صائب تھی اسی قبیلہ کو دنیوی وجاہت کے علاوہ ایسی نمایاں خصوصیت حاصل تھی کہ جس نے اس کو عام مفاخر کی سطح سے اتنا بلند کر دیا تھا کہ اونچی سے اونچی نگاہ اپنے کو اس کے مقابل پست دیکھتی تھی۔ خدا پرستی اور نیکوکاری علم شہرت پر کھڑی یہ بانگ دہل کہہ رہی تھی کہ کفر و شرک کی گھنگھور گھٹا دور میں کچھ ایسی ہستیاں بھی ہیں جو ملت ابراہیمی کے قیام سے آج تک بت پرستی کے غبار سے آلودہ نہیں ہوئیں۔ تحقیق [illegible] کتاب سے آگے [illegible] اس سلسلے میں عبد مناف، ہاشم، عبد المطلب اور ابو طالب جیسی با وجاہت اور نیک کردار شخصیتوں کو پیدا کر کے [illegible]

کو چار چاند لگا دیئے ۔ ان کی گرانقدر شخصیت نے عرب کے اس دل پر جو کسی کے عظمت و احترام کی طرف جھکنے والا نہ تھا اپنا وزن اس حد تک آمادہ یا تھا کہ کبر و غرور میں جھومنے والے سر جھکتے جھکتے پیروں پر آرہے تھے اب وہ آنانیت کی گندی ہواؤں کو بھیپھڑوں سے نکال کر قوم پرستی کی روح پرور فضا میں سانس لینے لگے تھے اور ان قومی سرداروں کے فضائل و مناقب کو خلوت و جلوت میں اتنا سراہتے تھے جتنی ان کی سانس میں قوت تھی

رحمت ایزدی اس خانداں کے اتنے ہی اقتدار پر بس کرنے والی نہ تھی بلکہ وہ اس مقدس خاک پر ایک ایسا آفتاب چمکانا چاہتی تھی جس کی بڑھتی شعاعیں حیات انسانی کے ناپیدا کنار میدان سے گزرتی ہوئی قیامت کے حشر انگیز دامن سے جا ملیں ۔ فاران کی مبارک چوٹیاں کیسی خوش نصیب تھیں کہ آفتاب نبوت سے پھوٹنے والی کرنوں کے نرم و نازک قدم سب سے پہلے ان ہی کی آنکھوں پر اترے ۔ رسول عربی کا پیدا ہونا تھا کہ جزیرہ نمائے عرب نے کفر کی دلق کہنہ اتار کر خدا پرستی کا وہ ضیا بار خلعت زیب تن کیا کہ کرہ ارض کا ہر خطہ اس کے نورانی تاروں سے نگاہ شوق کو مس کرنے کا آرزومند بن گیا ۔ تاریخ اسلام کو یاد ہوگا کہ تاجدار رسالت نے اپنے مبعوث ہوتے ہی سب سے پہلی کوشش یہ کی کہ عرب کی جہالت شعار قوم کے دل سے کفر و شرک کی سیاہی دھو کر اس میں توحید کا نور بھرا اور ان سروں کو خدائے قادر و قیوم کے سجدہ میں جھکایا جو روز ولادت سے اسوقت تک اصنام و اوثان کے سامنے جھکتے رہے تھے ۔ جب اس طرف سے کچھ اطمینان ہوا تو ان کے اخلاقی راستوں سے وہ کانٹے صاف کئے جو ایک ایک قدم پر انسانیت و روحانیت کے پیروں کو لہولہان کر رہے تھے انھیں حقوق الناس کا فلسفہ سمجھا کر جائز و ناجائز میں تمیز کرائی ۔ بنی نوع انساں کی مساوات پر توجہ دلاتے ہوئے معاملات میں عدل و انصاف کی ہدایت کی مال غیر میں تصرف کو ناجائز قرار دیکر حقوق کی نگہداشت کے آئین تعلیم کئے جنگجوئی و سفاکی سے روک کر درشت طبیعتوں میں نرمی پیدا کی مصائب و حوادث میں حلم و صبر کی تلقین فرمائی ۔ محرمات کی فہرست سنا کر بدکاری سے باز رکھا مسلم کو مسلم کا بھائی قرار دیکر موانسات و ہمدردی کی شاہراہ کھولی ۔ عبادات الہی کے قاعدے سمجھا کر عبد و معبود کے ٹوٹے رشتہ کو جوڑا ۔ ظلم و جور کی سزائیں مقرر کر کے ناتوانوں کو زبردستوں کے پنجہ سے امان بخشی ۔ دنیوی منافع اور لذات سے طبیعتوں کو ہٹا کر سعادت اخروی کے حصول کا شوق دلایا ۔ باطل سے نفرت اور حق سے محبت پیدا کرنے کی تاکید کی ۔ مالداروں کی دولت میں غریبوں کا حصہ باندھا ۔ شاہی خزانوں میں رعایا کا حق مقرر کیا غرضکہ یہ اور اس قسم کی ہزارہا باتیں تعلیم کر کے ان کے اخلاق و عادات کو ایسے نورانی سانچوں میں ڈھال دیا کہ چند ہی دنوں میں وہ وحشی اور درندہ صفت ہستیاں تہذیب و شائستگی کے پتلے نظر آنے لگیں ۔ رحمۃ للعالمین نے صرف تعلیم ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ جو کچھ اوروں سے کرانا چاہا پہلے اسے خود کر کے دکھایا اور پھر اپنے اہلبیت کو قرآن کے ساتھ کر کے قیامت کے لئے علم و عمل کا دامن متمسک کر دیا جس سے صاف یہ مطلب تھا کہ قرآن جو تعلیم دیتا ہے میرے اہلبیت اس پر سچا عمل کر کے دکھائیں گے کاش رسول کی کچھ فہم امت اس راز کو سمجھتی اور اہلبیت کے ساتھ وہ عمل نہ کرتی جو اس نے کئے ۔

عہد رسالت میں جو حکمران قوتیں کام کر رہی تھیں وہ سختی کیساتھ سیاست الہیہ کے زریں اصول پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کیجاتی تھیں اگر رسول کے سمع ہمایوں میں کسی کی ذرا سی بھی لغزش پہونچ جاتی تھی تو فوراً تعزیری تازیانہ پیچھے پیچھے جاتا تھا ۔

الغرض یہ تھیں وہ مبارک آغوشیں اور یہ تھا وہ نورانی اور روحانی ماحول جس میں حسین نے پرورش پائی تھی بچپن سے ماں باپ اور نانا کا برتاؤ جو کچھ دیکھتے چلے آرہے تھے وہی لوح خیال پر نقش ہوتا چلا جاتا تھا اور انہی نورانی مصالحہ سے حسینی کیرکٹر کی عمارت بلند ہوتی چلی جاتی تھی ۔ وہ اکثر دیکھتے تھے کہ ماں باپ فاقہ سے نڈھال پڑے ہیں اور نانا بھی اسی حال میں ہیں مگر بیت المال کے خزانہ میں سے ایک پائی بے استحقاق اپنے صرف میں لانا گوارا نہیں کرتے یہیں سے انھیں حق العباد کی نگہداشت کا سبق ملا ہوگا ۔ جب دیکھتے ہونگے کہ مقدس نانا جو اسلامی دنیا کا تاجدار ہے فقر اسے

صف سے برسرِ خاک زانو سے زانو ملائے بیٹھا ہے تو کیا مواسات و مساوات کی امنگ دل میں نہ پیدا ہوتی ہوگی۔ رات رات بھر محراب عبادت میں کھڑے ہونے سے جب رسول کے پاہائے اقدس کو متورم پاتے ہونگے تو کیا عبادت کا شوق دل کو نہ گدگداتا ہوگا۔ جب فقرا و مساکین کی حالت پر ملول باپ اور نانا کو روتا پاتے ہوں گے تو غربا پروری کی تعلیم نہ ہوتی ہوگی۔ جب یہ دیکھتے ہوں گے کہ بزرگوں کو حق بات سے ہٹانے میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اور انسانوں کی بڑی سے بڑی طاقت کامیاب نہیں ہوتی تو کیا حق کی عزت اور باطل سے نفرت دل میں نہ پیدا ہوتی ہوگی۔ جب باپ کو زنبیل شانہ پر رکھکر پردہ شب میں خبرگیری مساکین کے لیے نکلتا دیکھتے ہونگے تو کیا نفس کشی اور فروتنی کا سبق نہ حاصل ہوگا جب صفین کے معرکہ میں یہ منظر دیکھا ہوگا کہ دشمن فرات پر اس شان سے قابض ہے کہ لشکرِ علی کو ایک قطرہ دینا گوارا نہیں کرتا پھر تھوڑی دیر میں اسی گھاٹ کو اپنے قبضہ میں آجانے کے بعد باپ کا حکم سنا ہوگا کہ گھاٹ کو ہر کس و ناکس کیلئے کھول دو ہمارا کام پانی بند کرنا نہیں تو کیا حسین نے غیر معمولی رحمدلی کا نقش دل پر نہ لیا ہوگا جب رحلت رسول کے بعد ماں کو یہ شعر پڑھتے سنا ہوگا۔ صبت علیّ مصائبٌ لو انہا - صبت علی الایام صرن لیالیا - تو کیا صبر و تحمل کوئی اچھا سبق نہ لیا ہوگا۔

الغرض یہ تھی وہ اخلاقی و روحانی تعلیم جس کی فضا میں رہکر حسین نے پرورش پائی تھی معمولی عقل کا آدمی بھی اس سے اندازہ کر سکتا ہے کہ ان حالات میں رہتے ہوئے حسین کے کیرکٹر میں کیسی غیر معمولی روشنی پیدا ہوگئی ہوگی فطرت کے رموز شناس اس کی تائید کرینگے کہ بچہ جیسے گھر میں تعلیم پاتا ہے ویسا ہی کیرکٹر بناتا ہے اسی بنا پر کہا گیا الولد سر لابیہ ہم اب بالاختصار یہ بتانا چاہتے ہیں کہ متذکرہ ذیل فضائل چہارگانہ کا حسین سے تعلق کس حد تک [illegible] جمہور علمانے تمام اخلاق کی جڑ اور تہذیب کا سرچشمہ مانا ہے اور جنھیں حکمت و عدالت و شجاعت و عفت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چونکہ ان کے تحت میں بے شمار انواع ہیں اور ہر نوع کے ذکر میں طوالت کا خوف ہے لہذا صرف [illegible] لینے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

اصول تہذیب اور حسین

اس زمانہ میں لفظ تہذیب کا جو کچھ مفہوم لیا گیا ہے ہمیں اس سے بحث نہیں بلکہ اس تہذیب سے ہمارا مقصود ہے جس سے علم الاخلاق کا تعلق ہے۔ علمائے اخلاق اپنی اصطلاح میں اس شخص کو مہذب کہتے ہیں جو تمام عادات کی حد افراط و تفریط کو چھوڑ کر اس سیدھے راستہ پر چلے جو نہ نیچے کی طرف اترتا ہو اور نہ اوپر کی طرف چڑھتا ہو بلکہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کی صورت میں چلا گیا ہو۔ جیسے ایک سیدھے خط کے اطراف و جوانب میں بے شمار ٹیڑھے خطوط اوپر نیچے نکل سکتے ہیں اسی طرح ایک فضیلت کے مقابل میں بے شمار رذائل پیدا ہو جاتے ہیں جن میں سے اکثر فضیلت سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن وہ فضیلت نہیں ہوتے۔ اس سیدھے وسطی خط کا پانا اس درجہ مشکل ہے کہ اس کی مثال علمائے اخلاق نے اس پل صراط سے دی ہے جو بروز قیامت دوزخ پر اس شان سے قائم کیا جائے گا کہ بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز۔ ہر شخص کو اس پر سے گزرنا ہوگا کامل الایمان تو ہوا کی طرح گزر جائیگا۔ ناقص الایمان ادھر ادھر گر کر قعرِ دوزخ میں جا پڑیگا۔ جن لوگوں نے فضائل اخلاق کے اس بال سے باریک راستہ کو پالیا اور وہ اس پر ثابت قدم بھی رہے ہیں درحقیقت وہی حقیقی مہذب اور وہی اخلاقی و روحانی پیشوا کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہم نے پہلے اصول فضائل چار ذکر کئے ہیں۔ حکمت، عدالت، عفت، شجاعت ان میں سے ہر ایک اپنی دو دو طرفیں رکھتا ہے ایک طرف افراط اور دوسری طرف تفریط مثلاً حکمت کی طرف افراط چالاکی ہے اور حد تفریط جہل۔ عدالت کی حد افراط کسی پر ظلم کرنا ہے اور حد تفریط کسی کا ظلم قبول کرنا۔ عفت کی حد تفریط نفس پرستی ہے اور حد افراط [illegible] شجاعت کی حد افراط تہور ہے اور حد تفریط جبن۔ ان حدود کے بین بین جو باریک راستہ نکلتا ہے صرف وہ تو فضائل ہے اور باقی سب کے سب رذائل۔ فضائل اخلاق کے اس اعتدالی خط پر قائم رہنا ہر شخص کا کام نہیں ہے

اور دل کا نور کہی کہا اس پر قائم رہنے میں رسول اللہ کو اسقدر دشواری پیش آئی کہ آپ نے فرمایا تھا شیبتنی سورۃ الھود (سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا) کسی نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا اس میں حکم ہے فاستقم کما امرت (حکم خدا کی پابندی میں وہ راستی دکھاؤ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے)

اس مختصر تمہید کے بعد ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حسین نے اسی آغوش میں آنکھ کھولی تھی جو نہ صرف تہذیب اخلاق کا چاہنے والا تھا بلکہ بہ نفس نفیس لوگوں کو تزکیہ نفس کرنے والا تھا ایسی صورت میں حسین سے زیادہ اخلاق کی صحیح تعلیم کون حاصل کر سکتا تھا۔ حسین ہی درحقیقت اپنے زمانہ میں یہ بتا سکتے تھے کہ حکمت حقیقی یا علم حقیقی کس کو کہتے ہیں کیونکہ ان کے نانا نے فرمایا تھا انا دار الحکمۃ و علی بابھا (میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں) پس جس حسین نے دار حکمت اور مدینۃ العلم میں رہکر تعلیم پائی ہو وہ حکمت کا ماہر کیونکر نہ ہو سکتا ہے۔ یا وہ کج فہم انسان جو خود نہ حکمت کی جانب تفریط میں پڑا ہوا وہ اس کے پیش رو حکمت کی جانب افراط میں ہوں۔ اسی طرح حسین ہی عدالت کا اعتدالی راستہ جاننے والے تھے جن کے باپ نے عدالت حقیقی کے شاندار مرقعے اس کثرت سے دکھائے کہ دوست دشمن سب کی زبان پر یہ کلمہ مشہور ہو گیا قضیۃ ولا ابا حسن لھا (علی سے بہتر کوئی قضیہ فیصل نہیں کر سکتا) رہی عفت تو اس کا مصدر و مرکز بھی حسین ہی کا گھرانا تھا۔ ان کی پرہیزگاری کو کون نہیں جانتا حسین ایسے باپ کے بیٹے تھے کہ جو زمانہ حکومت میں روزانہ بیت المال میں جاکر یہ کہا کرتا تھا یا صفراء و یا بیضاء غری غیری (اے سونا چاندی میرے سوا کسی اور کو فریب دینا) حسین ایسے باپ کے بیٹے تھے جس نے دو غذائیں کبھی ساتھ نہیں کھائیں جس نے جو کا آٹا پھانک کر بسر کی جس نے کبھی بھول کر اپنی لذات پر دوسروں کی آسائش کو قربان نہیں کیا۔ جس نے کبھی کسی کے مال پر دست تعرض نہیں بڑھایا۔ چوتھی فضیلت شجاعت ہے یہ بھی حسین اور ان کے گھرانے ہی کے حصہ میں آئی تھی وہ جانتے تھے کہ کہاں تلوار اٹھانا چاہیے اور کہاں نہیں۔ کبھی لعاب دہن چہرہ کی طرف پھینکنے والے دشمن کے سینہ سے ہٹ کر شجاعت کا اظہار کیا کبھی بدبخت قاتل کو چھوڑ کر۔ کبھی میدان جنگ میں بیکس عورتوں سے تلوار ہٹا کر کبھی ٹوٹے دل نوجوان کے پرے خاک پر بچھا کر۔

یہ تھے وہ اخلاقی فضائل جن پر حسینی کیریکٹر کی عمارت بلند ہوئی ہے وہ ان میں سے ہر ایک کا صرف اپنے اپنے محل پر اچھی طرح جانتے تھے اور جب موقع پر جب تعلیم کا وقت دیکھتے تھے پیش کر دیتے تھے واقعہ کربلا کو پڑھکر اندازہ کرو کہ حسین اور انصار حسین نے میدان کربلا میں ان میں سے کتنی باتوں کی کس حد تک تعلیم دی ہے۔ دشمن رذائل اخلاق کی جسقدر زیادہ نمائش کرتے جاتے تھے اسی قدر حسینی فوج فضائل اخلاق کے حیرت انگیز نمونے دکھا رہی تھی۔

یزید کا تاریک کیریکٹر

حسین نے اپنی زندگی میں وہ دکھایا جو انھیں اپنے بزرگوں سے ورثہ ملا تھا اور یزید نے وہ دکھایا جو اسے اپنے گھر سے ملا تھا۔ حسین منبع خلائق تھے۔ یزید نے حسینی اخلاق کی عمارت پر اپنا بھول کر بھی سایہ نہ ڈالا تھا وہی باتیں یزید کے کیریکٹر کی بنیاد تھیں۔ چالاکی، مکاری، عیاری، دغابازی، ایمان فروشی، بدطلبی، سفاکی، دلیری، نفاق و بت پرستی۔ جہاں کے مجموعہ ترین اخلاق رہ چکے ہوں وہاں کے بچے اس ڈھنگ میں ڈوبے ہوئے نہ نکلیں گے تو کہاں سے نکلیں گے۔ حسین کے گھر میں اگر شب و روز علم و حکمت کا چرچا اور اطاعت و عبادت کا دور دورہ تھا تو یزید کے گھر پر فسق و فجور کی بارش اور بدکرداری و جور پسندی کی ادلہ باری تھی۔ اہل بیت رسول کے متعدد بے گناہ دست دربار شام میں یزید کی آنکھوں کے سامنے نہایت بے دردی سے تہ تیغ کر ڈالے گئے تھے اور جو وہاں تک [illegible] سے باقی رہے تھے ان کی مزاج پرسی زہر سے کر دی گئی تھی

کیا وہ اس صلحنامہ کے دفعات سے بے خبر تھا جو امام حسن کیساتھ کیا گیا تھا اور کیا وہ اس خوشی میں نہ شریک رہا ہوگا جو امام حسن کی زہر خورانی کے بعد ہوئی۔ کیا یزید کو یہ بات نہ سمجھا دی گئی تھی کہ حسین کی طرف سے ذرا خبردار رہنا۔ بنی ہاشم کا روحانی

اسکی وجہ سے باقی ہے اور اس کے متقابل ہماری مالی وجاہت ایک کند حربہ ہے جبتک یہ کانٹا نہ نکلے گا۔ چین نصیب نہ ہوگا۔ حسین کے سینہ میں وہ دل ہے جو کسی وقت میری اطاعت قبول کرنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ کیا اس کے کانوں میں بنی ہاشم سے دیرینہ عداوت کے افسانے نہ پڑے ہونگے کیا وہ اپنے جد نامدار ابوسفیان کے ان کارناموں سے بیخبر ہوگا جو ان کفر و نفاق کی زندگی کے بہترین مشاغل تھے۔ کیا اس نے اپنی دادی کی جگر خواری کا قصہ سن کر خونخواری کا کوئی زبردست سبق نہ سیکھا ہوگا۔ ایسی زہریلی اور خوفناک فضا میں پلنے والا بچہ جس قدر مکار ستم شعار اور زبوں کردار ہو کم ہے۔

چنانچہ جب رنگیلے شہزادہ کی حکومت کا دور ہوا تو نہ قرآن کی تلاوت تھی نہ حدیث کا ذکر سارے دن شراب وکباب کی محفل تھی اور لہو و لعب کا شغل۔ وحی کو بنی ہاشم کا کھیل اور دین کو احمقوں کا ڈھکوسلا بتایا جاتا ہے شریعت نے جن چیزوں کو حلال قرار دیا تھا ان کی حرمت کا فتویٰ صادر ہو گیا تھا اور جنھیں حرام کیا انھیں حلال کر دیا تھا۔ عمال کو یہ آزادی دی گئی تھی کہ جیسا مناسب سمجھیں مخلوق کے ساتھ سلوک کریں۔

یہ تھا یزید کا وہ تاریک کیرکٹر جس کا تتبع کرنے کے لئے حسین سے بیعت طلب کی جاتی تھی کیا حسین یزید جیسے بدکار انسان کے تابع ہوکر اپنے نانا کے اس دین کو دنیا میں فروغ پذیر دیکھ سکتے تھے جس کا محافظ انھوں نے حسین کو بنایا تھا واللہ ہرگز نہیں۔ جس روز اسلامی ملک میں یہ آواز گونجتی کہ حسین نے یزید کی بیعت کر لی اسی وقت ہزارہا آدمی کفر و ارتداد کی طرف پلٹ پڑتے اور اگر نہ پلٹتے تو یزید کے احکام کی تعمیل انھیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی یزید کی حکومت عام مسلمانوں کو بڑے دھوکہ میں ڈال رہی تھی کیونکہ وہ آپ کو بطور جانشین رسول دکھا رہا تھا چونکہ اسوقت تک مذہب وسیاست شیر و شکر سمجھے جاتے تھے۔ اور سلطنت و حکومت کے ساتھ دینی پیشوا بھی سمجھا جاتا تھا اور حسین کا بیعت کر لینا یہ معنی رکھتا تھا کہ یزید کو خاندان رسول نے بھی دینی پیشوا تسلیم کر لیا ایسی صورت میں جب یزید کی بدکرداریاں ظاہر ہوتیں اور عام مسلمانوں کو ان سے واقفیت حاصل ہوتی تو پھر ایسے دین کی ان کے دل میں کیا وقعت رہ جاتی جس کا ہادی [illegible] اور انتہا درجہ کا فاسق و بدکردار ہو ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

یہی وقت تھا کہ حسین استقلال کے ساتھ اپنی ناراضی کا اظہار کر کے دین کو روک لیں اور اپنی مخالفت سے عام لوگوں پر یہ ظاہر کر دیں کہ یزید کی خلافت کو اسلام جیسے مبارک دین سے کوئی تعلق نہیں لوگوں کو چاہیے کہ اس مغالطہ میں نہ آئیں۔ چونکہ حسین جانتے تھے کہ اب قوم کے جذبات و احساسات وہ نہیں رہے جو نانا اور باپ کے زمانہ میں تھے بلکہ اب ان کے ایک ایک حصہ پر خود غرضی و جاہ طلبی اور [illegible] حسی کا فالج گرا ہوا ہے لہذا تاوقتیکہ آواز کے ساتھ شہ رگ سے خون نہ نکلے گا سننے والوں کے سرد دلوں میں گرمی نہیں پیدا ہو سکتی۔ شہادت کا عظیم الشان واقعہ جب اطراف عالم میں بیان کیا جائے گا تو لوگ خواہ مخواہ سبب دریافت کرنے کی کوشش کریں گے اور اس وقت یہ راز کھل جائے گا کہ حسین کیا چاہتا تھا اور یزید کیا؟

دین اسلام کی ترویج میں جناب رسول خدا نے جس قدر جانفرسا مصائب برداشت کئے تھے حسین ان سے بخوبی آگاہ تھے ایسی صورت میں کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنے تازہ اور گرم خون کے قطرے عزیز رکھتے ہوئے اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے تباہ و برباد ہوتا دیکھ لیتے انھوں نے بہت پہلے سے تہیہ کر لیا تھا کہ ضرورت کے وقت وہ نہ صرف اپنی جان کی بلکہ تمام خاندان کی گرانقدر قربانیاں کربلا کی قربان گاہ میں چڑھا کر اسلام سے بڑے وقت کو ٹال دینگے انھوں نے بارہا پوچھنے والوں سے کہہ دیا تھا کہ میں کربلا میں زندہ رہنے کے لئے نہیں جاتا بلکہ سر دینے کے لئے جا رہا ہوں اسی لئے حسین نے اپنے ناموس کو مدینہ میں نہیں چھوڑا بلکہ کربلا تک اپنے ساتھ رکھا چنانچہ مکہ میں خود ان کے بھائی حضرت محمد حنفیہ نے باصرار روکنا چاہا مگر حسین نے یہی فرمایا کہ مجھے اپنے صادق القول نانا نے خبر دی ہے کہ اگر میں

سوراخ مار و مور میں بھی پناہ لونگا تو بھی امیہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے میرا شہید ہونا یقینی ہے۔ محمد حنفیہ نے کہا اگر ایسا ہے تو عورتوں کو ساتھ نہ لیجائیے۔ فرمایا خدا کی یہی مرضی ہے کہ انھیں دشمنوں کے ہاتھ میں قید دیکھے۔
یہ واقعات بتاتے ہیں کہ حسین اپنے واقعہ شہادت سے بے خبر نہ تھے۔ تاہم وہ لشکر یزید سے آخر وقت تک صلح کی بات چیت کرتے رہے۔ جب مفر کی کوئی صورت نہ نکل سکی تو وہ مدافعانہ جنگ کی جو ایک کمزور مظلوم، ظالم کے حربوں کو بچانے کے لئے کیا کرتا ہے۔ اگرچہ حسین کا مٹھی بھر آدمیوں سے غریب الوطنی بھوک اور پیاس کے عالم میں خاموشی کے ساتھ مقابلہ کرنا دشمن کی ظاہری قوت کو شکست دینے میں کامیاب نہ ہوسکا لیکن آج دنیا اس بات کو جانتی ہے کہ اس مظلومی اور بیکسی نے چند ہی روز بعد کیا قیامت برپا کی جس کے خون ناحق کا انتقام لینے کے لئے بہت جلد سرزمین عرب پر اتنی تلواریں نیاموں سے نکل آئیں کہ قاتلان حسین کو روئے زمین پر کہیں پناہ کی جگہ نظر نہ آتی تھی اور مظلوم پر تلوار اٹھانے والے چند روز چین سے نہ بیٹھ سکے۔

حسینی معجزہ اور اسلام کی زندہ حقانیت

عزاداران حسین پر خدا کی رحمت ہوتی ہے

حسین کا عزادار مرکر زندہ ہوگیا

اخبار مخبر عالم مرادآباد ۱۶ فروری ۱۹۶۱ء صفحہ ۴ پر .. واقعات او .. کے سلسلہ میں حسب ذیل واقعہ درج ہے نارنول (ریاست پٹیالہ) سے مسٹر امین صدیقی منشی فاضل اطلاع دیتے ہیں کہ علموں کے جلوس کے محلہ لباطیاں سے گزرنے کے وقت ایک لڑکا یا علی یا علی کہتا ہوا بیہوش ہوگیا لیکن برابر نعرے لگاتا رہا۔ ۵ بجے شام سے رات کے دس بجے تک یہی حالت رہی دس بجے اس کی نبضیں ساقط ہوگئیں بدن سرد ہوگیا چنانچہ ہاتھ پاؤں باندھ دئے گئے اور کانوں میں روئی لگا دی گئی لوگ اس کی زندگی سے مایوس ہوکر گریہ و بکا میں مشغول ہوئے۔ لیکن ٹھیک جنازہ کی تیاری کے وقت یہ عاشق حسین یا علی کا نعرہ لگا کر ایک دم اٹھ بیٹھا مقامی حکما نے تحقیق کے بعد بالاتفاق کہا ہے کہ وہ مرچکا تھا اس لئے کہ نبضیں ساقط تھیں سانس بند ہوگیا تھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ اطراف وجوانب میں اس حسینی معجزہ پر اسلام کی زندہ حقانیت کے چرچے ہورہے ہیں یہ بھی ایک کرشمہ قدرت ہے جس سے واقعہ کربلا کے روح فرسا و دردناک حالات کا اظہار عام ہوتا ہے۔

جہاں تک ہم کو علم ہے مارول میں عزاداری کرنے والے تمام سنی حضرات ہیں جو پوری عقیدت اور انتہائی جوش کے ساتھ اس رسم خیر کو ہر سال انجام دیتے ہیں خداوند عالم ان کی قدر قیمت .. کرے۔ مذکورہ بالا واقعہ سے بھی مخالفین عزاداری اگر سبق حاصل نہ کریں تو یہ ان کی انتہائی بدنصیبی اور شقاوت قلبی ہے ہر سال

اِس قسم کے معجزات اسی لئے ظہور پذیر ہوا کرتے ہیں کہ جو لوگ تعزیہ داری کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے ہیں ان کی تمام تر کوششیں رائگاں ثابت ہوں اور یہ معجزات ڈانواں ڈول لوگوں کے لئے مشعل ہدایت بنکر گمراہی سے بچالیں۔ واقعہ مذکورہ اِس امر کی بین شہادت ہے کہ خدائی تائید اور حضرات آئمہ کی امداد عزاداران حسین کے ساتھ ساتھ ہے۔ ؎ چراغے راکہ ایزد بر فروزد - اگر کس پف زند ریشش بسوزد

یہی وجہ ہے کہ باوجود انتہائی مخالفت کے تعزیہ داری کو روز بروز فروغ ہوتا جارہا ہے اور ہر سال عزاداران امام مظلوم کی تعداد میں ایک حیرت انگیز اضافہ نظر آتا ہے۔ عزاداران حسین اپنے انتہائی جوش میں جلوس عزا کے ساتھ ساتھ جس زور سے سینہ زنی کرتے یا زنجیروں کے ماتم سے اپنی پشت کو زخمی کرتے ہیں وہ بظاہر ایک نہایت ہی خوفناک صورت ہوتی ہے اور بدعقیدہ لوگوں کو ان کی زندگی خطرہ میں نظر آتی ہے لیکن بحمد اللہ ان کی صحت کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہونچتا امام مظلوم کی مدد سے ان کے تمام زخم بغیر کسی دوا کے استعمال کے دو تین روز میں بالکل اچھے ہوجاتے ہیں۔ وہ شیر دل عاشقان حسین نہ درد سے کراہتے ہیں نہ کمزوری سے تڑپتے اور بلکتے ہیں بلکہ اپنے کام کاج میں بدستور مشغول رہتے ہیں ان کو ذرا محسوس نہیں ہوتا کہ بدن پر ہلکا سا بھی چرکا ہے۔

اگر مسلمان ان غیبی امدادوں کو نظر اعتبار سے دیکھیں تو ان کو ضرور انتہائی خلوص کے ساتھ عزاداری میں حصہ لینا چاہیے بالیقین عزاداری امام مظلوم سے اسلام کی بہت بڑی شوکت و حقانیت کا اظہار ہوتا ہے۔ کفار پر اثر ڈالنے اور انکو دائرہ اسلام میں کھینچ لانے کے لئے اس سے زیادہ موثر طریقہ کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا۔ مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ متفقہ طور سے ہر سال عزاداری میں حصہ لیں اور جہاں تک اس کو فروغ دیا جاسکتا ہو فروغ دیں۔ مدیر نور

عالم انسانیت پر امام حسین کے احسانات

از جناب اعجاز صاحب جارچوی بی اے بی ٹی امروہہ

آج پورے بارہ سو اٹھاون سال یکم محرم الحرام ۱۳۶۰ھ کو معرکہ کربلا کو ہوگئے۔ ظلم و بے انصافی کی بڑی سے بڑی زہرہ شگاف للکار کے مقابلہ میں پوری ہمت، جرأت اور پامردی کے ساتھ اپنے خون کا آخری قطرہ بہاکر حق و انصاف کا علم بلند رکھنا --- یہ ہے وہ احسان جو عالم انسانیت پر امام حسین علیہ السلام نے کیا اور کذب و باطل کے اس الم انگیز صرصر و طوفان میں ایمان و دیانت کی مشعل کو ہمیشہ کے لئے بجھ جانے سے محفوظ کرلیا۔

دنیا کی تاریخ میں حق و باطل کی باہمی معرکوں کی بے شمار مثالیں پیش ہوسکتی ہیں اور زندگی کے اس طوفان زار میں انصاف و بے انصافی کے مابین لاتعداد ہنگامے برپا ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے لیکن کربلا کے تپتے ہوئے ریگستان اور بے آب و گیاہ لق و دق بیابان میں امام مظلوم نے اپنے بہتر مٹھی بھر بھوکے پیاسے رفقا کے ساتھ کذب و دروغ کے مقابلہ کی جو حیرت انگیز مثال دنیا کے سامنے پیش کی ہے اور اپنے خون کے قطروں سے دنیا کی تاریخ میں ایمان و دیانت کے جس چمکتے ہوئے باب کا اضافہ کیا ہے اس کی مثال نہ آجتک دنیا پیش کرسکی ہے اور نہ آگے چلکر اس کا امید ہے۔

تاریخ عالم کا وہ خونیں سانحہ جسے معرکہ کربلا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کی یاد ہر سال منائی جاتی ہے روحانیت و حق پروری کا ایک ایسا درس عظیم تھا جس نے انسانیت کے شرف و وقار کو ہمیشہ کے لئے تباہ ہونے سے بچالیا اور دنیا کو یہ بتلا دیا کہ ایمان و دیانت کی جنگ میں کامیابی و ناکامیابی کا معیار عام دنیوی معیار سے بالکل مختلف ہے۔
اِس میں کلام نہیں کہ اِس قلق افزا سانحہ عظیم کا ظاہری نتیجہ یہ ہوا کہ امام حسین اپنے معدودے چند ساتھیوں کے ہمراہ

شہید کردیئے گئے اور حریف مقابل فخر و غرور کا سر اٹھائے کر فتح و ظفر کے نقارے پر چوب مارتا ہوا میدان جنگ سے واپس ہوا۔ لیکن آج دنیا پر یہ حقیقت مستور نہیں رہی ہے کہ اس جنگ کا نتیجہ وہ نہیں تھا جو یزید پلید اور اس کے ہوا خواہوں نے قرار دیا۔ اس لئے کہ اگر ظاہر میں نظروں نے دیکھا کہ حق کے نام لیوا ایک ایک کرکے موت کے گھاٹ اتاردیئے گئے اور ایمان و انصاف کی صدا بلند کرنے والوں کی آواز کو نصف النہار کی بیٹیں ہمیشہ سے بہ نوک شمشیر دبا دیا گیا۔ لیکن حقیقت بین نظروں نے اسی وقت دیکھ لیا تھا کہ یزید کی یہ ظاہری فتح درحقیقت بدترین قسم کی شکست ہے جس نے کذب و دروغ کے ہر جھنڈے کو سرنگوں کرکے حق و صداقت کے علم کو ابدالآباد تک کے لئے اونچا کردیا ہے اور امام حسین جس مقصد عزیز کو لیکر کھڑے ہوتے تھے اس کا ایک ایک حرف اہل دنیا کے قلوب پر پتھر کی لکیر کی طرح ہمیشہ کے لئے مرتسم ہوگیا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ امام حسین نے عالم انسانیت کو علی العموم اور عالم اسلام کو علی الخصوص درس دیا ایثار و قربانی کا، باطل کی ہر طاقت کے مقابلہ میں پامردی کیسا تھ سر د آزما ہو جانے کا، ظلم و طغیان کے خلاف سراپا شور و ہنگامہ بنجانے کا، راہ حق میں خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا لیکن آج بد قسمتی مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ امام حسین کی یادگار کو مٹانے کی جد و جہد، سعی و کوشش کیجاتی ہے محرم کے موقع پر باہمی جھگڑے بھی ہوتے ہیں، شیعہ سنی فساد بھی ہوتا ہے، ہندو مسلم مناقشات بھی ہوتے ہیں حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہندو مسلم شیعہ سنی، عیسائی انگریز غرضکہ ہر فرد بلا لحاظ قوم و ملت ہم آہنگی کے ساتھ اس محسن اعظم کی یادگار مناتے اور عالم انسانیت پر جو احسانات اس انسان کامل نے کئے ہیں انکو دنیا والوں کے سامنے تقلید و پیروی کے لئے پیش کرتے

وفات حسرت آیات

ہم نہایت افسوس و ملال کے ساتھ یہ خبر درج کرتے ہیں کہ گزشتہ ماہ فروری میں ہماری قوم کی ایک ممتاز ہستی جناب مولانا و مقتدانا مولوی سید ممتاز حیدر صاحب قبلہ آف وثیقہ ہائی اسکول فیض آباد نے اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ جناب مولانا مرحوم بڑی خوبیوں کے انسان تھے خداوند عالم ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو اس مصیبت عظمیٰ اور داہیہ کبریٰ میں صبر جمیل کرامت فرمائے

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ز جام دہر مے کل من علیہا فان۔

حسینی سیزدہ صد سالہ یادگار کے متعلق انجمن حیدری جائس کی رائے

(از جناب سید عبد القائم آل محمد صاحب مہر بی اے سکرٹری رسل و رسائل انجمن حیدری جائس)

متذکرہ بالا یادگار کے متعلق ہندوستان کے اہل الرائے حضرات نے بہت کچھ خامہ فرسائی فرمائی اور اپنے زریں خیالات کو قوم کے سامنے پیش کیا ہے چنانچہ انجمن ہذا نے بھی دو صورتیں تجویز کی ہیں جو مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

(۱) حرم اقدس مولانا ابا عبد اللہ الحسین علیہ التحیۃ والثنا واقع کربلائے معلیٰ (عراق) جا بجا مرمت طلب ہے اس کی مرمت کی جائے۔

(۲) ہندوستان کی تاریخ عزاداری حسب ذیل عنوان سے مرتب کیجائے (۱) مقام عزاداری لیکر اس کی کل آبادی مسلم تعداد۔ شیعہ تعداد۔ شیعہ عزادار۔ سنی عزادار۔ ہندو عزادار۔ کل صرفہ عزاداری۔ صرفہ عزاداری اہل ہنود۔ مصارف عزاداری اہل تسنن۔ مصارف عزاداری اہل تشیع۔ مصارف کہاں سے مہیا ہوتے ہیں۔ تاریخ عزاداری وہاں کی کیا ہے، مراسم عزاداری کیا ہیں، تفصیل مراسم۔ کوئی وقف متعلق عزاداری ہے یا نہیں۔ کتنے امام باڑے ہیں۔ اس مقام کے مخصوص مراسم۔ فہرست تبرکات اگر کچھ ہوں۔ لباس غم کیا ہے۔

انجمن حیدری جائس ان تجاویز کو نہایت مفید اور مناسب سمجھتے ہوئے قوم کے سامنے و نیز ادارہ "حسینی سیزدہ صد سالہ یادگار" کے سامنے پیش کرتی ہے۔ ان کی اہمیت کے متعلق دلائل پیش کرکے تحریر کو مطول نہیں کرنا چاہتی۔ مدبران قوم جس قدر غور فرمائیں گے ان تجاویز میں وسیع اور مفید تر میدان نظر آئیں گے۔ والسلام

خادم قوم

مہر جائسی بی اے سکرٹری رسل و رسائل انجمن حیدری جائس

ہائے حسین

(از منشی کامل سراج الشعرا جناب سید عبد القائم آل محمد صاحب مہر جائسی بی اے)

چراغ مرقد زہرا حسین، ہائے حسین — علی کا راج دلارا حسین ہائے حسین
حسن کی آنکھوں کا تارا حسین ہائے حسین — رسول حق کا نواسہ حسین ہائے حسین۔
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

بہار گلشن زہرا حسین ہائے حسین — علی کا نخل تمنا حسین ہائے حسین
نبی کا گیسوؤں والا حسین ہائے حسین — خدا کا بندہ یکتا حسین ہائے حسین
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

وہ ساقہ الحرم کا حسین ہائے حسین — وہ خوف لشکر اعدا حسین ہائے حسین
وہ چار سمت سے نرغہ حسین ہائے حسین — وہ بیکسی کا سراپا حسین ہائے حسین
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

وہ جسم پھول سا تیرا حسین ہائے حسین　　وہ تیغ و نیزہ اعدا حسین ہائے حسین
کسی نے تیر جو مارا حسین ہائے حسین　　زمیں پہ زین سے آیا حسین ہائے حسین
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

پڑی ہوئی وہ بلا میں رسول کی اولاد　　وہ فوج ظلم کی بیداد بر نبیؐ بیداد
وہ زلزلہ میں ہر اک لحظہ عالم ایجاد　　وہ استغاثہ کی صورت میں آخری فریاد
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

وہ شاہ یکہ و تنہا وہ عصر کا ہنگام　　وہ صدر پاک وہ زانوئے شمر بد انجام
وہ سر برہنہ کھڑی دور زینبؑ ناکام　　خدا سے بخشش امت کی وہ دعائے امام
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین،
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

وہ تین روز کی بھوک اور وہ دھوپ کا صدمہ　　وہ پیاس اور وہ نگاہوں کے سامنے دریا
وہ دست پاک پہ میداں میں ایک شش ماہہ　　وہ انتہائے مظالم وہ حد صبر و رضا
شہید ہو گیا پیاسا حسین ہائے حسین
ہمارا شاہ ہمارا حسین ہائے حسین

از دفتر انجمن امامیہ کپورتھلہ۔
اخ ایمانی عالیجناب مخدوم قوم اڈیٹر صاحب رسالہ نور مراد آباد دام اقبالہ
سلام علیکم۔ علی ولی مدد۔ براہ مہربانی اپنے رسالہ نور میں مضمون ذیل کو جگہ دیکر مشکور فرمایئے۔

امام باڑہ کپورتھلہ

شیعہ دنیا خوب جانتی ہے کہ سرکار مہاراجہ صاحب بہادر آف کپورتھلہ نے مذہبی آزادی کا ثبوت دیتے ہوئے شیعان کپورتھلہ کو ایک جگہ آبادی کپورتھلہ میں برائے امام باڑہ و مسجد عطا فرما کر اہل اسلام کو ہمیشہ کے لئے احسانمند فرما دیا۔ اگرچہ راستہ میں ہمارے ساتھ بہت مخالفت ہوتی رہی یہاں کہ مسلمانوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ امام باڑہ ہرگز ہرگز نہ بنایا جاوے کیونکہ ہمارے بزرگان دین کی ہتک ہے مگر پھر بھی اکثریت کی آواز کو احکام ریاست نے ٹھکرا دیا کہ یہ بالکل غلط ہے امام باڑہ میں سوائے اخلاقی سبق و واقعات کربلا کے اور کسی قسم کا کوئی بیان نہیں کیا جاتا اور دنیا میں اجکل ایسے سبق لینے کی از حد ضرورت ہے وہ اس لئے کہ اس میں کامیابی کے بہترین راز پوشیدہ ہیں جس سے ہماری زندگی آرام سے گزر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ
بکمال فیاضی سرکار والا نے ایک کنال دو مرلہ زمین اراضی معہ سند ملکانی سید الشہداء علیہم السلام کے نام پر وقف کردی ہے انشاء اللہ پھر کبھی فرصت پر مفصل حالات کا انکشاف کرونگا۔ فی الحال مختصر الفاظ میں قوم کے سامنے اپنی درخواست پیش کرکے اپنے فرائض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔
عرصہ تقریباً اڑھائی سال کا ہوا۔ قومی اخبارات و رسائل و پوسٹرز کے ذریعہ اپیل در اپیل کی گئیں مگر واہ رے شیعان علی آپ نے ابھی تک کروٹ بھی نہیں بدلی۔ اس امام باڑہ کپورتھلہ کو دیگر شیعی دنیا کی یادگاروں سے خاص پوزیشن

حاصل ہے کہ جس جگہ اسقدر مخالفت کے بعد کامیابی ہو چکی ہے اور پھر قوم توجہ نہ کرے کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بندہ خود کسی دروازہ پر بھیک مانگنے نہیں گیا مگر یہ قوم کا عمل ہو گیا ہے کہ جب تک سائل دروازہ پر حاضر نہ ہو ویسے امداد کرنا ثواب میں داخل نہیں ہے۔ میری مجبوری یہ ہے کہ میں کسی وقت بھی سرکار والا کی خدمت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا نوکری کا معاملہ ہے۔ غیر قومیں تمسخر اڑا رہی ہیں۔ پنجاب شیعہ کانفرنس و علمائے دین نے بھی پوری توجہ دلائی مگر اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ اگر یہ امام باڑہ تعمیر ہونے سے چھ ماہ اور رک گیا تو دو سال کے بعد عطیہ سرکار منسوخ ہو جائے گا۔ اور اس کمزوری و ذمہ داری کی قوم ذمہ دار ہوگی۔ میں قیامت کے دن خدا کے رسول اور اہل بیت علیہم السلام سے آپ کی محبت کی شکایت کرونگا۔ آیئے اور ہماری امداد فرماکر محمد و آل محمد علیہم السلام کو خوش کیجئے۔

جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا صاحب قبلہ بھی اپنی قلم مبارک سے اس کے متعلق قوم کو توجہ دلائیں

والسلام۔ خادم المومنین وزیر خان داروغہ افسر اصطبل حضوری۔ بانی امامباڑہ و جنرل سکریٹری انجمن امامیہ

کیا رسالہ نور کو پندرہ روزہ کر دیا جائے

رسالہ نور کے بہت سے قدردان حضرات ہم سے یہ خواہش ظاہر فرما رہے ہیں کہ رسالہ نور بجائے ماہواری کے پندرہ روزہ کر دیا جائے۔ آخر فروری میں ہمیں ایک خط مکرمی و محترمی جناب وزیر خان صاحب داروغہ اصطبل سرکاری و جنرل سکریٹری انجمن امامیہ کپورتھلہ کا موصول ہوا ہے جس میں مذکورہ بالا خواہش پر زور الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے اور ممدوح نے اپنی اس قابل قدر تجویز کو بصورت اپیل رسالہ نور میں درج فرمانے کو بھی لکھا ہے لہذا ہم موصوف کا خط بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ نور ایک علمی رسالہ ہے اور معلومات کا بہترین ذریعہ ہے جس کے لئے میرے خیال میں ایک ماہ کی میعاد بہت زیادہ ہے بلکہ یہ رسالہ تو ایک ماہ میں دو بار ہونا چاہیئے آجکل شیعی دنیا میں ایسے رسالہ کی بڑی ضرورت ہے۔ جناب شمس الواعظین نے ایک بڑی کمی کو پورا کیا ہے اس کا اجر اللہ تعالے و ائمہ اطہار سے ہوگا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری طرف سے مومنین کی خدمت میں ایک ماہ میں دو بار اجرا کی اپیل پیش کرکے چندہ بجائے ۲ کے ۳ روپیہ کر دیں جو کہ میرے خیال میں آجکل کے زمانہ میں یہ چندہ مناسب ہے۔"

ہم داروغہ صاحب موصوف کی اس قدردانی اور پر خلوص ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم رسالہ نور کو پندرہ روزہ کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے تمام خریدار کم از کم دو دو خریدار پیدا کرکے بذریعہ منی آرڈر انکا چندہ بھجوا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کاغذ کی گرانی نے ہمارے اوسان خطا کر دئے ہیں روز بروز قیمت بڑھتی جا رہی ہے سیاہی کی گرانی نے طباعت کی اجرت بھی بڑھا دی ہے پیکنگ پیپر جو پہلے ۴ر دستہ ملتا تھا اب ۱۰ر دستہ مل رہا ہے۔ ایک ماہ میں تین روپیہ کا صرف پیکنگ پیپر اخبار کی چٹوں میں صرف ہو جاتا ہے۔ ہم اپنی قوم کے شکر گزار ہیں کہ اس نے امید سے زیادہ ہماری حوصلہ افزائی کی اور صرف ایک سال میں رسالہ نور کو اتنی ترقی دیدی جو اور رسالوں کو برسوں بھی ممکن نہیں لیکن بدنصیبی سے یہ زمانہ چونکہ جنگ کا ہے اور کاغذ وغیرہ کی گرانی سے اخراجات خلاف امید بہت زیادہ ہو گئے ہیں اس لئے ہر ماہ آمدنی سے خرچ بڑھا ہی رہتا ہے جسکی وجہ سے جناب سرپرست مدظلہ اور تمام اسٹاف کو سخت پریشانی کا سامنا رہتا ہے۔ اگر ہماری قوم کے عالی ہمت حضرات ازراہ ہمدردی قومی و مذہبی اپنے گرانقدر عطیات سے یا کم از کم نئے خریدار پیدا کرکے ہماری ہمت افزائی فرمادیں تو ہم بخوشی رسالہ کو ایک ماہ میں دو بار شائع کرنے لگیں گے۔ ہم اس اپیل

کو شائع کر کے بزرگان قوم و ملت سے خصوصاً اور ناظرین نور سے عموماً اس بارہ میں اظہار خیال چاہتے ہیں۔ داروغہ صاحب نے جو چندہ سالانہ تین روپیہ تجویز فرمایا ہے وہ بلحاظ اخراجات موجودہ صفحات کی صورت میں بہت کم ہے۔ کم از کم چار روپیہ ہونا چاہیئے ورنہ صفحات کی یہ تعداد قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ پوسٹیج دوگنا ہو جائے گا اور موجودہ رقم پر صرف ۸ ر کا اضافہ اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ چھپائی، پیکنگ اور کاغذ وغیرہ علیحدہ رہے البتہ چار روپیہ تک یہ کمی کچھ پوری ہو سکتی ہے

والسلام　راقم مدیر

پٹیالہ کا محرم

ریاست پٹیالہ میں سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی حضرات مومنین نے مراسم عزا نہایت جوش و انہماک کے ساتھ انجام دئے۔ ہر روز صبح ۹ بجے جناب وزیر صاحب مرحوم و مغفور کے عزاخانہ میں مجلس ہوتی تھی جس میں حضرت ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا و مقتدانا جناب مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی تقریباً دو ڈھائی گھنٹہ روزانہ بیان فرماتے تھے امسال جناب مولانا مدظلہ نے نفس اور روح کے مسئلہ پر دس روز متواتر وہ پر زور تقریر فرمائی کہ لوگوں کے دلوں پر سکے بیٹھ گئے۔ وہ وہ عجیب و غریب نکات اور علمی مباحث حضرت قبلہ نے بیان فرمائے کہ زبان کو ان کی داد دینے کا یارا نہیں۔ ایک سمندر تھا کہ طوفان اٹھا رہا تھا جس طرف حضرت قبلہ کے بیان کا رخ ہو جاتا تھا بس جواہرات بکھرنے لگتے تھے۔ خداوند عالم نے سرکار عالی کی زبان میں جو جادو کا اثر دیا ہے اس کو کون نہیں جانتا۔ بیان میں وہ سلاست اور صفائی کہ جاہل سے جاہل سمجھ لے پھر وہ پر لطف چٹکیاں اور گدگدیاں کہ گھنٹوں سننے والا وجد میں سر دھنتا ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ کے بیان کی تعریف میں صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔ ع

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست،

نفس و روح کا جیسا مشکل مسئلہ اور اس کے دقیق مضامین جاہل کیا عالموں کی بھی سمجھ میں آنے مشکل ہیں لیکن یہ حضرت قبلہ ہی کا زور بیان تھا کہ اسکو پانی کی طرح بہا دیا اور اسطرح مثالیں دے دیکر سمجھایا کہ ایک ایک بات ہر شخص کی سمجھ میں آگئی۔ بات بات پر ہر طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوتی تھی رہ رہ کر درود کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ نہ صرف شیعہ حضرات بلکہ بیشمار سنی حضرات بھی حضرت قبلہ کے بیحد معترف و مداح تھے اور آپ کا بیان ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے آپ کی تقریر سے حضرات اہلسنت نے بے حد اثر لیا۔ یہ حضرت قبلہ ہی کے بیان کا اثر تھا کہ کٹر وہابی تک مجلس سے رو کر اٹھے۔ شخصیت حسین مظلوم پر ایسی مکمل روشنی جناب قبلہ نے ان مجالس میں ڈالی کہ مخالف سکتہ میں رہ گئے اور یہ کہتے بنی کہ بیشک ہم کو اس سے قبل حسینی معرفت حاصل نہ تھی۔ کتاب اللہ کی وراثت کا مسئلہ، رسالت کی شان جس انوکھے انداز سے حضرت قبلہ مدظلہ نے بیان فرمائی بخدا لوگوں کے کان آج تک اس سے آشنا نہ تھے۔

تمام مجالس میں لاوڈ اسپیکر کا انتظام خلیفہ فیملی کی طرف سے رہا جس سے حضرت قبلہ کا موعظہ دور دور تک لوگوں نے سنا خداوند عالم اس خاندان عالیشان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور جاہ و مناصب میں روز افزوں اضافہ ہو کہ ان کی وجہ سے پٹیالہ کی عزاداری میں بڑا زور ہے خاصکر سردار خاندان فخر ملت جناب مولانا خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب قبلہ کی ذات بڑی غنیمت ہے ان کا اثر ان کا تقدس ان کا مذہبی جوش وہاں کے تمام مومنین میں ایک نئی جان ڈالے ہوئے ہے خلیفہ سید سعید حسن صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و خلیفہ سید افتخار حسین صاحب و بیگم صاحبہ جناب خلیفہ سید ہادی حسن صاحب مرحوم و مغفور و جناب خلیفہ سید محمد مسلم صاحب و جناب خلیفہ سید محمد اسلم صاحب بی اے و جناب خلیفہ سید محمد رضی صاحب بی اے و جناب خلیفہ سید سعادت حسین صاحب بی اے وغیرہ جس غیر معمولی انہماک سے ان مجالس کو فروغ

پذیر بنانے میں سعی فرماتے ہیں وہ ہزار ہزار تحسین و آفریں کی مستحق ہے۔ ہزار ہا روپیہ ان مجالس میں صرف ہوتا ہے۔ باہر سے آنیوالے مومنین کے قیام و طعام کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

شام کو چار بجے امام خانہ جناب شیخ کلب حسین صاحب میں مجلس ہوتی ہے جس میں امسال جناب مولوی عالم صاحب قبلہ نوگانوی نے بیان فرمایا۔ بعض مجالس میں جناب مولانا خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب قبلہ مدظلہ نے بھی اپنے موعظہ سے مخصوص اثرانگیز طریقہ پر مومنین کرام کو مثاب فرمایا۔ ایک مجلس میں حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ نے بھی موعظہ فرمایا اور اپنے مخصوص طرز بیان سے مومنین کو محظوظ فرمایا۔

شام کے پانچ بجے امام خانہ حاجی جیوا صاحب میں مجلس ہوتی ہے۔ یہاں بھی ایک مجلس میں حضرت ادیب اعظم مدظلہ کا بیان ہوا۔ پانچ بجے شام کو جلالی صاحبان کے یہاں مجالس ہوتی ہیں یہاں بھی ایک مجلس میں جناب ادیب اعظم نے جواز گریہ اور جواز عزاداری کے متعلق نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

رات کو ۹ بجے امام خانہ کندلہ میر میں مجالس ہوتی ہیں۔ جناب مولانا عارف حسین صاحب قبلہ بیان فرماتے ہیں سنی حضرات بکثرت اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں۔ اس محلہ کے سید صاحبان جو ایک خاندان سے ہیں بڑے انہماک اور خلوص سے یہ مجالس کرتے ہیں اور بڑی دریا دلی اور عقیدت کے ساتھ زر کثیر احیاء مراسم دین میں صرف کرتے ہیں۔ جناب میر جمیل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا اور سابق ناظم پٹیالہ کا وجود بہت غنیمت ہے وہ اس خاندان کے ممتاز سردار ہیں بڑے خلوص اور عقیدت کے ساتھ ان مجالس میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کے علاوہ جناب سید محمد رضا صاحب ناظم ریاست پٹیالہ۔ جناب سید صغیر حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس پنشنر۔ جناب سید مقبول حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس پنشنر۔ جناب سید سجاد حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ جناب سید جواد حسین صاحب۔ جناب سید افضال حسین صاحب وغیرہ کے مساعی جمیلہ ان مجالس کے متعلق حد درجہ قابل داد ہیں خداوند عالم ان حضرات کو خوش و خرم رکھے۔

آٹھ محرم کو خلیفہ فیملی کے زیر اہتمام ذوالجناح کا ایک جلوس بھی نکلتا ہے۔ امام خانہ شیخ کلب حسین صاحب مرحوم سے تقریباً ۴ بجے شام کو یہ جلوس ایک عظیم الشان حلقہ کے ساتھ برآمد ہو کر بازار میں سے ہوتا ہوا امام خانہ کندلہ میر میں تقریباً ۸ بجے رات کے پہنچ جاتا ہے۔ یہ جلوس تبلیغی حیثیت سے حد درجہ موثر ثابت ہوتا ہے اطراف پٹیالہ میں جتنی شیعہ بستیاں ہیں ان کے اکثر مومنین اس جلوس میں شرکت کرتے ہیں ہر ہر حلقہ بڑے جوش سے ماتم کرتا ہوا اور نوحہ پڑھتا ہوا جب چلتا ہے تو ایک عجیب اثرانگیز سماں ہوتا ہے راستہ میں جابجا مقررین اپنی اپنی تقریریں بھی کرتے ہیں جن سے مجمع پر بڑا اثر پڑتا ہے امسال یہ جلوس بہت کامیاب رہا۔ بیرونی مومنین کا مجمع بھی زیادہ تھا حلقہ بھی بہت بڑا تھا اور نہایت انتظام کے ساتھ نوحہ خوانی ہو رہی تھی۔ جناب نجم آفندی کے تبلیغی نوحے خاص طور سے بڑا کام کر رہے تھے۔ جلوس نکلنے برآمد ہونے سے پہلے عزاخانہ میں مجلس ہوئی جس میں حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی جو مدتوں یادگار رہے گی۔ مجلس میں بہت زیادہ گریہ ہوا۔ لاؤڈ اسپیکر کا اس مجلس میں بھی انتظام تھا۔ جب یہ جلوس وزیر صاحب کی کوٹھی کے سامنے پہنچا یہاں بہ سبب چوطرفہ بازار ہونے کے خلق اللہ کا بہت ہجوم تھا لاؤڈ اسپیکر ہر طرف لگے ہوئے تھے بیچ بازار میں کھڑے ہو کر جب حضرت ادیب اعظم نے ایک نہایت پرزور تقریر فرمائی تو تمام مجمع پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور ہر طرف لوگ آبدیدہ ہو رہے تھے یہ تقریر ایسی زوردار اور موثر تھی کہ اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ مدتوں لوگوں کو یاد رہیگی لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ سے دور دور تک یہ تقریر پہنچ رہی تھی اور لوگ بڑے شوق سے خاموشی کے ساتھ سن رہے تھے دسویں محرم کو امام خانہ میر کندلہ میر سے تعزیہ برآمد ہوا آج بھی جابجا لاؤڈ اسپیکر لگے ہوتے تھے جن سے نوحہ خوانی کی آوازیں اور مقرروں کی تقریریں دور دور تک پہنچ رہی تھیں جب بارہ بجے دن کے تعزیہ بازار میں آیا تو یہاں پہلے حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے تقریباً آدھ گھنٹہ تعزیہ کے متعلق نہایت موثر اور پرزور تقریر فرمائی اس کے بعد دوسری تقریر جناب مولانا عارف حسین صاحب قبلہ نے کی جو بلحاظ ضرورت بہت زیادہ مفید تھی لوگ اس تقریر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اس موقع پر

جناب سید ہادی حسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل نے بھی نہایت پرجوش انداز میں ایک بڑی معنی خیز تقریر فرمائی جس سے مجمع حد درجہ متاثر ہوا خداوند عالم حضرات پٹیالہ کی توفیقات کو اور زیادہ فرمائے اور آئندہ سال اس سے زیادہ انہماک ان سے ظاہر ہو۔

امسال مسلم ہائی اسکول پٹیالہ کی انتظامیہ کمیٹی اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے حضرت ادیب اعظم مدظلہ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ آپ ایک تقریر مسلم اسکول میں بھی فرمادیں جناب قبلہ نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور روز یکشنبہ وقت دو بجے دن کے آپ نے وہاں بھی اپنے خاص دلکش انداز میں امام حسین علیہ السلام کے مقصد شہادت پر تقریر فرمائی عام مسلمانوں کے علاوہ بکثرت شیعہ صاحبان بھی اس جلسہ میں شریک تھے یہ بڑی کارآمد اور کامیاب تقریر تھی۔
ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ حضرت قبلہ ہمیشہ خوش وخرم رہیں اور ہم مومنین پٹیالہ ان کے مواعظ حسنہ سے سالہا سال یوں ہی مستفید و مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔ راقم غلام محمد پٹیالوی۔

شمیم بکڈپو کا مایہ ناز تبلیغی تحفہ

حد درجہ مفید اور دلچسپ شیعہ لٹریچر

دینی کہانیاں حصہ اول قصہ خوانی کے ذوق وشوق اور ناول وڈرامہ کیطرف نوجوانوں کی طبیعت کا لگاؤ دیکھتے ہوئے ہم نے یہ کتاب انبیا و مرسلین کے حالات میں نہایت دلچسپ اور سلیس اردو میں شائع کی ہے جسکی نظیر اردو زبان میں ابتک موجود نہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں حضرات انبیا کی تاسی کرنے اور ان کے اخلاقی کارناموں سے سبق حاصل کرنیکی صلاحیت آجائیگی یہ کتاب اتنی دلچسپ اور موثر ہے کہ شروع کرنیکے بعد بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ قیمت صرف ۱۲ ار

حصہ دوم۔ اسی سلسلہ میں دوسری کتاب جس میں چہاردہ معصومین اور خلفائے ثلاثہ کے حالات نہایت آسان اور دلچسپ عبارت میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف علام نے یہ کمال دکھایا ہے کہ دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے اور تمام کتب تفاسیر وسیر و تواریخ سے نیاز کر دیا ہے واقعات نہایت معتبر ہیں اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیے قیمت ۱۲ ار

حصہ سوم اس کتاب میں انسان نما درندہ صفت بنی امیہ کا بدنما کیرکٹر۔ ان کی نسبی کھوٹ۔ ائمہ پر مظالم، مذہبی بدعات، شیعوں کی تباہی وبربادی کے خونی مناظر۔ عیاشیوں اور شراب خواریوں کی بہتات، حرمین کی بیحرمتی۔ مدینہ میں زناکاری اور دولت وشہوت پرستی۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنیکی ترویج، موضوعہ احادیث وغیرہ کی پردہ دری اچھی طرح کی گئی ہے اور جا بجا دلچسپ جملوں اور چٹ پٹے فقروں نے کتاب کو حد درجہ دلکش بنا دیا ہے۔ قیمت ۱۲ ار

حصہ چہارم۔ اس کتاب میں چودھویں صدی کی یہ قابل قدر تحقیق درج کی گئی ہے کہ عباس جنکو عباسی مورخوں نے فرزند عبدالمطلب لکھ مارا ہے وہ درحقیقت غلام تھے اس دعوے کو بیشمار عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا ہے اسکے علاوہ بنی عباس کا عروج و زوال اور ان کے مظالم کی داستان بیان کی گئی ہے۔ بالکل نئی چیز ہے قیمت ۱۴ ار

حصہ پنجم۔ اس کتاب میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے لیکر واجد علی شاہ بادشاہ اودھ تک عرب وایران اور ہندوستان کے تمام شیعہ بادشاہوں کے حالات درج کئے گئے ہیں جس کا نام شیعہ سلاطین ہے۔ اردو میں شیعہ سلاطین کے حالات ایک جگہ اب تک موجود نہ تھے اس کتاب کا مقدمہ خاص طور سے قابل دید ہے صفحات ..لم قیمت [illegible]

خواتین اسلام طبقہ نسواں کیلئے مشعل ہدایت کا کام دینے والی، نکوکاری وخوش کرداری کا سبق سکھانیوالی۔ خدا و رسول کی اطاعت کیطرف کھینچکر لانے والی صنف نازک کے دلوں میں مذہبی جوش اور دینی خدمات کی امنگ بھرنے والی بہترین اخلاق کی معلم کتاب ہے۔ جس میں اسلام کی مقدس خواتین کے مذہبی کارنامے درج کیے گئے ہیں۔

سرفروشان ملت شیعوں کا مذہبی جوش۔ ایمانی جوش۔ قومی ایثار، دینی ہمدردی قابل تقلید عملی زندگی خالص مذہبی خدمات کی بہترین تصویر دکھانے والی کتاب جس میں اصحاب رسول۔ اولاد ائمہ اور اصحاب آئمہ اور دیگر شیر دل کامل الایمان شیعوں کی ان جانی اور مالی قربانیوں اور مذہبی کارناموں کا تذکرہ ہے جو انھوں نے تیرہ سو برس کے اندر اپنی جانوں پر کھیل کر انجام دئے۔ آخر کتاب میں تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کا حال درج ہے۔ قیمت عہ

عمار یاسر صحابیوں میں ممتاز صحابی دین اسلام کے سچے فدائی۔ اہل بیت کے جاں نثار۔ شیعیت کے علم بردار حضرت عمار یاسر کے زریں کارنامے جنکو پڑھکر ایمان تازہ ہو جاتا ہے قیمت ۳ر

تحفۃ الابرار۔ خدا و رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ علم حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ، اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی جس میں مذہبی احکام۔ اخلاق و عادات اور جملہ ضروریات زندگی کے متعلق حضرت رسولخدا اور حضرات ائمہ کی احادیث کو اس شان سے پیش کیا گیا ہو کہ ہر چھوٹا بڑا عالم و جاہل مرد و عورت بخوبی سمجھ سکے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب مومنین کے لئے آفتاب ہدایت ہے۔ قیمت عہ

مذہبی مکالمہ مذہب شیعہ کی حقانیت کے پرزور استدلال سے ایوان سنیت میں زلزلہ ڈالدینے والی کتاب جس میں ایک شیعہ اور سنی دو شخصوں کی نہایت مہذب گفتگو درج کی گئی ہے اور سنی و شیعہ مذہب کے اندر جس قدر نزاعی مسائل ہیں ان کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ عبارت نرم اور مہذب ہے دلائل نہایت قوی اور مستند ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد دونوں مذہبوں کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے اگر کوئی انصاف پسند سنی اس کتاب کو دیکھ لے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ بغیر شیعہ ہوئے نہ رہے گا۔ قیمت عہ

ناموس اسلام یہ کتاب تمام واقعات کربلا پر ایسی مکمل روشنی ڈالتی ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کتاب میں امام حسین اور ان کے بہتر ساتھیوں کے حالات پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اہل سنت کے بہت سے اعتراضات کے مدلل جوابات دئے گئے ہیں قیمت عہ

مناظرہ تقدیر و تدبیر تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار جیسے خشک اور پیچیدہ مسائل کو حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے بصورت مکالمہ اس کتاب میں ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اسکو پڑھکر آسانی سے یہ بتلا سکتا ہے کہ تقدیر کیا ہے اور تدبیر کیا جبر کیا ہے اور اختیار کیا۔ قیمت ۶ر

لطائف الشعراء روتوں کو ہنسانے اور مردہ دلوں کو زندہ دل بنانے کا بہترین ذریعہ۔ ہماری اس کتاب میں اردو، فارسی، عربی کے سیکڑوں شاعروں اور بذلہ سنجوں کے وہ وہ ادبی نکات ظرافت چٹکلے اور پھڑکتے لطیفے نظم و نثر میں درج ہیں جنکو پڑھکر مردہ دل سے مردہ دل آدمی پھڑک اٹھتا ہے۔ قیمت ۸ر

بچوں کی دینیات حصہ اول ہمارا دعویٰ ہے کہ اب تک مذہب شیعہ میں کم سن بچوں کی دینی تعلیم کے لئے اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب میں اصول دین کو بچوں کے فطری مذاق کا لحاظ رکھتے ہوئے بصورت سوال جواب نہایت آسان اور دلچسپ زبان میں سمجھایا گیا ہے اگر آپ اپنے چھوٹے بچوں کو آسان طریقہ سے دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھائیے۔ قیمت ۳ر

حصہ دوم اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں بصورت سوال و جواب فروع دین کو نہایت آسان عبارت میں سمجھایا گیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں حضرت ادیب اعظم مدظلہ کی تصنیف ہیں۔ قیمت حصہ دوم ۳ر

ملنے کا پتہ۔ شمیم بکڈپو مراد آباد یو پی۔

جنابِ علامہ برزخی کی ڈائری

چوتھی شوال کو میں نے اپنے شیعہ سنّی احباب کی دعوت کی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد ایک سنی دوست کہنے لگے شیعہ مذہب میں کیا برا دستور ہے کہ مردہ کے پاخانہ کے مقام میں گز گرم کرکے ڈال دیتے ہیں یہ سنتے ہی ایک شیعہ صاحب بول اٹھے اس کو ایسی ہی رسم سمجھئے جیسے سنّی صاحبان بچّہ کی ختنہ کی کٹی ہوئی کھال بحفاظت رکھ چھوڑتے ہیں اور جب وہ مرتا ہے تو وہی کھال اس کے منہ میں دیدیتے ہیں تاکہ جب منکر و نکیر سوال کریں کہ تیرا مذہب کیا ہے تو وہ کھال کو دانتوں میں دبا کر کہہ دے " اہل السنّت "۔ میں یہ برجستہ جواب سنکر حیران رہ گیا۔

ایک دن بیگم نے مجھ سے پوچھا تمہارے نزدیک خلیفہ رسول کے شرائط کیا ہیں۔ میں نے کہا۔ علم و ایمان و معرفت بیگم نے کہا کیا یہ شرائط خلفائے ثلثہ میں موجود تھیں۔ میں نے کہا نہ ہوتیں تو وہ خلیفہ ہی کیسے ہوتے انھوں نے کہا تم غلط کہتے ہو ان بیچاروں نے تو خود کبھی ان تینوں باتوں میں سے ایک کا دعویٰ بھی نہیں کیا نہ ان کا کوئی خطبہ نہ کوئی مناجات نہ تصنیف نہ تالیف نہ ایمان کے کام نہ معرفت کے درس پھر کیسے پتہ چلے کہ وہ عالم تھے، اگر عالم ہوتے تو اپنی جہالت کا اقرار نہ کرتے۔ اگر باایمان ہوتے تو رسالت میں شک نہ کرتے اگر معرفت ہوتی تو احکام الٰہی کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ میں یہ جواب سنکر دم بخود ہو گیا۔ بیگم نے کہا۔ اجی مجھ سے پوچھو تو ع " پیراں نمی پرند و مریداں می پرانند " والا مضمون ہے۔

میرے پڑوس میں ایک بوڑھیا رہا کرتی تھی معمولی عقل کی عورت تھی مگر مذہبی تحقیقات کا شوق تھا ایک روز بیگم سے آکر کہنے لگی بی! یہ سنّی شیعہ کا کیا جھگڑا ہے آج مجھے بھی سمجھا دو۔ بیگم اس سوال پر بہت زچ ہوئیں جاہل عورت کو کیا سمجھاتیں مگر ان کی فطری ذکاوت اس موقع پر کام کر گئی مسکرا کر کہنے لگیں بڑی بی جھگڑا کیا ہے خلیفہ بلا فصل کا ہے۔ اس نے کہا میں سمجھی نہیں۔ بیگم بولیں سنو بی! بات یہ ہے کہ حضرت رسولخدا جس مسجد میں نماز پڑھایا کرتے تھے ان کے مرنے کے بعد اس بات کی ضرورت ہوئی کہ کوئی پانچوں وقت وہاں جاکر اذان دے اور نماز پڑھائے سب مسلمانوں نے پہلے خلیفہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا انھوں نے کہا بھائی میں بال بچوں والا آدمی ہوں جب تک میرا کچھ فصلانہ مقرر نہ کردگے میں یہ کام کیسے انجام دے سکتا ہوں مسلمانوں نے کہا بات تو ٹھیک ہے سب نے مل جل کر ان کا فصلانہ مقرر کر دیا کئی برس وہ اسی فصلانہ پر نماز پڑھاتے اور اذان دیتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو دوسرے صاحب ان کی جگہ مقرر ہوئے انھیں بھی حسب دستور فصلانہ ملتا رہا ان کے بعد جب تیسرے صاحب ہوئے تو ان کو بھی فصل ملنے لگی ان کے بعد جب حضرت علی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا میں تو ان دینی خدمات کو بلا فصل کے انجام دونگا یہ تو اللہ اور رسول کا کام ہے اس میں فصل و اجرت کیسی چنانچہ انھوں نے فصل نہ لی اور بلا فصل کے کئی برس یہ کام انجام دیتے رہے۔ بس بی یہ جھگڑا ہے شیعہ کہتے ہیں نبی کا جانشین بلا فصل کا ہونا چاہیئے اور سنی کہتے ہیں فصل والا ہو۔ بیگم کا جواب سنکر بوڑھیا بولی اللہ تمہیں جیتا رکھے آج یہ بات میری سمجھ میں آئی ہے اے بی تو بہ تو بہ اللہ اور رسول کے کام میں اور فصلانہ۔ میں تو ایسے لوگوں کا اب کبھی ذکر بھی نہ سنونگی۔
بیگم کے اس عجیب و غریب جواب سے مجھے اتنی ہنسی آئی کہ مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگا۔

ایک دن بیگم نے مجھ سے کہا تم بڑے مخلص مسلمان بنے پھرتے ہو ذرا یہ تو بتاؤ صحاح ستہ میں دنیا بھر کے ایرا غیرا نتھو خیرا سے تو بکثرت روایتیں نقل کی گئیں لیکن اہل بیت علیہم السلام سے گنتی کی چند حدیثیں نقل کرنے پر کیوں اکتفا کی گئی ہے۔ میں نے سر جھکا کر کہا اِس کا جواب سوچکر دونگا۔ بیگم نے کہا اِس کے سوا اور جواب ہی کیا ہے کہ جھوٹے موتیوں میں سچے موتی ملاتے شرم آئی ہو گی بے خیالی میں جو دو چار مل گئے وہ مل گئے باقی سے اجتناب کیا گیا۔

ماہ رمضاں میں میرے اور بیگم کے ہمیشہ افطار پر چخ چلتی۔ میں مخلص مسلمان اِدھر سورج نظر سے چھپا اور کھٹ سے روزہ توڑا۔ بیگم ہیں کہ کھڑی مشرقی سرخی کو تاک رہی ہیں۔ جب تک خوب اندھیرا نہ ہو جائے کیا ممکن ہے کہ وہ افطار کر لیں ایک دن میں نے جھنجھلا کر کہا تم بھی کیا آدمی ہو ہمیشہ روزہ کو نا مکروہ کر کے کھولتی ہو۔ بیگم ہنسیں اور اپنے خاص انداز میں کہنے لگیں میرا عمل تو قرانی آیت پر ہے۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ روزہ کو رات تک کھینچو۔ میں نے کہا تم آیت کا مطلب سمجھی نہیں اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب رات شروع ہو تو کھول ڈالو۔ بیگم نے کہا شروع کے معنی تم نے کہاں سے لیے میں نے کہا اِلی کے معنی یہاں ابتدا ہی کے تو ہیں بیگم نے کہا اِس بات کو ذرا یاد رکھنا میں نے کہا خوب یاد ہے انھوں نے کہا اب ذرا اِس آیت کا ترجمہ کرنا فاغسلو وجوھکم وایدیکم الی المرافق۔ میں نے کڑک کر کہا اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھ دھوؤ کہنیوں تک بیگم نے کہا مگر یہاں تو تم الی کے ویسے معنی نہیں لیتے میں نے کہا کیوں نہیں۔ بیگم نے کہا وضو میں تمہارا عمل اِس کے خلاف ہے ہاتھ دھونے چاہئیں کہنیوں سے تم دھوتے ہو کہنیوں تک ایک بام دو دو ہوا " یہ کیا مضمون ہے۔ اگر الی کے معنی یہاں کہنیوں کے آخر تک ہیں تو پھر پہلی آیت میں رات کے آخر تک کے ہونے چاہئیں اور اگر وہاں رات کے شروع ہونے کے ہیں تو یہاں بھی کہنیوں کے شروع ہونے کے مراد لینے چاہئیں۔ میں یہ جواب سنکر ایسا ہو گیا جیسے کسی کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بیگم سے مذہبی مسائل میں ہمیشہ ہارتا ہی رہتا ہوں وہ پکی رافضی ہیں اور میں مخلص مسلمان۔ بعض وقت باتوں پر غصّہ تو بہت آتا ہے مگر جھگڑے کے خیال سے چپ ہو کر رہ جاتا ہوں اگر وہ دو بچوں کی ماں نہ بن گئی ہوتیں تو مولوی غلام علی جیلانی کے ارشاد کے مطابق کبھی کی طلاق دے چکا ہوتا۔

ایک روز مولوی کلب عمر کہنے لگے کہ امیر المومنیں حضرت عمر کو جو شک نبوت میں صلح حدیبیہ کے روز ہوا تھا اس کے کفارے میں حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں بہت خیرات کی۔ مولوی شبلی نعمانی نے الفاروق میں اِس کا تذکرہ کیا ہے کلب علی بھلا کب خاموش ہونے رہنے والے تھے فوراً بولے کہ جناب مولوی صاحب یہ خیرات کا قصہ دو حال سے خالی نہیں یا تو حضرت عمر کا شک صلح حدیبیہ سے ان کے زمانہ خلافت تک قائم رہا اور جب خلافت ہاتھ آگئی جو اُن کا اصل مقصود اسلام لانے سے تھا تب شک رفع ہوا یا یہ کہ شک تو پہلے ہی رفع ہو گیا تھا لیکن بوجہ مفلسی و نادارى کے کفارہ نہ دے سکے لیکن جب خلیفہ ہو گئے اور مسلمانوں کا مال ہتھے چڑھ گیا تو حلوائی کی دکان اور دادا جی کی فاتحہ والا مضمون ہو گیا۔

اور سنئے آپ نے جو حضرت عمر کو امیر المومنیں فرمایا ہے تو حضرت غور سے سنئے کہ سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انما المومنون الذین آمنو باللہ و رسولہ ثم لم یرتابو۔ مومنیں تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور کبھی شک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ تو شک کرنے والے کو مومن بھی نہیں فرماتا آپ شک کرنے والے کو امیر المومنیں کہتے ہیں۔ فرمائیے کہ قران کو جھٹلا کر آپ مسلمان بھی رہے یا نہیں۔ اب آپ نے اندازہ کیا کہ حضرت عمر کی صحبت کا اثر ایسا متعدی ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی لوگوں کو کافر بنا دیتا ہے۔ یہ سنکر مولوی کلب عمر مبہوت ہو گئے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ابو سفیان مدینہ میں پہونچے اور حضرت علی علیہ السلام کو بہکایا کہ آپ نے خلافت خاندان تیم وعدی میں جانے دی اور دیکھتے رہے اگر کہئے تو مدینہ سے مکہ تک گھوڑوں سے بھر دوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کو ڈانٹ دیا کہ تم پہلے بھی رسول سے لڑتے رہے اور اب بھی فساد کرا کر اپنا مطلب پورا کرنا چاہتے ہو کہ اسلام کو برباد کردو۔ یہ خبر جب خلافت کے گروہ کو پہونچی تو ابو سفیان کو بلا کر اس کے بڑے بیٹے کو عامل شام کردیا جب حضرت ابوبکر نے انتقال کیا تو اسی زمانہ میں ابوسفیان کا بیٹا مرگیا اور اپنے مرتے وقت اپنے بھائی معاویہ کو اپنی جگہ پر مقرر کر گیا حضرت عمر نے خلیفہ ہوکر معاویہ کو بحال رکھا

ایک روز مولوی غلام معاویہ نہایت خوشی کے لہجہ میں کہنے لگے کہ مولوی شبلی نعمانی نے جو اسناد امیر معاویہ کی اچھائی میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ حضرت عمر نے ان کو شام کا عامل بحال رکھا۔ غلام علی بولے کہ جناب مولوی صاحب کیا آپ حضرت عمر کو عالم الغیب جانتے ہیں کہنے لگے کہ ہرگز نہیں غلام علی بولے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ حضرت عمر کو جو محبت حضرت علی سے تھی اگر ان کو کسی طرح سے یہ معلوم ہو جاتا کہ معاویہ حضرت علی سے لڑیگا اور ان کو گالیاں دیگا تو حضرت عمر اگر اس کو قتل نہ کراتے تو ہرگز ہرگز اپنے ملک میں نہ رہنے دیتے۔ مولوی غلام معاویہ کچھ دیر سوچکر بولے کہ بیشک ایسا ہی ہوتا۔ تب غلام علی نے کہا کہ یہ سند مولوی شبلی کی بیکار ہوئی اسی پر اور اسناد کو بھی سمجھ لیجئے۔ راقم علامہ برزخی۔

آل انڈیا شیعہ ڈائرکٹری

از اعجاز جارچوی بی اے بی ٹی امام المدارس ہائی اسکول امروہہ

انجمن وظیفہ سادات و مومنین کے سلور جوبلی نمبر کو افراد قوم نے بیحد پسند فرمایا اور مقتدر حضرات نے خواہش ظاہر فرمائی کہ میں ایک ایسی کتاب شائع کروں جس میں تسبیح فاطمہ کے منتشر دانوں کو ایک رشتہ منسلک کر سکوں اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایسی کتاب مرتب کروں جس میں تمام ہندوستان کے مقتدر افراد کا سبہ۔ روسا عظام، علما کرام، شعرا و مصنفین مدیران رسائل و جرائد، وکلا، قومی کارکنان اور گریجویٹس ہوں اس کتاب میں انجمن وظیفہ سادات و مومنین کی ممبری کی کوئی قید نہ ہوگی اور نہ اس کتاب کو انجمن مذکور سے کوئی تعلق ہوگا بلکہ یہ ایک ڈائرکٹری قوم شیعہ کی ہوگی جس کے پائدار نقوش ہمیشہ ہمیشہ شیعی دنیا کے صفحۂ قلب پر باقی و برقرار رہ سکیں گے۔ یہ ایک قومی البم ہوگا جس کے ذریعہ دور و دراز کے مومنین ایک دوسرے سے گھر بیٹھے متعارف ہو سکیں گے۔ یہ ایک چمنستان ایمان ہوگا جس کیواسطے رنگ رنگ کے پھول طرح طرح کے گل بوٹے ایک جگہ فراہم کردئے جائیں گے۔ یہ ایک قومی گلدستہ ہوگا جس کی ایک یا دو جلدوں میں متفرق اوراق ملت شیرازہ بندی کیساتھ جمع کئے جائیں گے اور یہ مجلہ مشاہیر قوم کے حالات زندگی کا ایک ایسا مجموعہ ہوگا جس کی مثال شاید کہیں مشکل سے مل سکے۔

میں اس کتاب کو باعتبار ترتیب و تالیف اور صوری و معنوی حیثیت سے دلکش و دلفریب بنانے میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہیں کرونگا۔ اس قومی گلدستہ کی تصنیف سے میرا مقصد یہ ہے کہ قوم کے مقتدر و مخیر حضرات۔ قومی کارکنان علماء کرام، بزرگان ملت کا عام شیعی دنیا سے تعارف کراؤں اور ان کے حالات زندگی اور تصاویر ایک جگہ جمع کرکے دنیا پر یہ ظاہر کردوں کہ ہماری قوم میں کیسے کیسے باخبر اور باایثار حضرات موجود ہیں۔ اس کتاب کے دس باب ہونگے جو حسب ذیل ہیں

باب اوّل علمائے کرام (الف) مجتہدین عظام (ب) واعظین و ذاکرین (ج) عام علماء جو علمی درسگاہوں میں معلم ہیں اور جن کی آمدنی پانچسو روپیہ سالانہ سے زائد ہے **باب دوم**۔ رؤسائے عظام (الف) پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زائد کی آمدنی والے حضرات (ب) بارہ ہزار روپیہ سالانہ سے زائد کی آمدنی والے زمینداران و رؤسا (ج) چھ ہزار سے زائد والے حضرات (د) بارہ سو روپیہ سالانہ سے زائد آمدنی والے حضرات۔ **باب سوم** قومی کارکنان (الف) قومی اداروں کے صدر و سکرٹری وغیرہ (ب) زائرین (ج) حجاج **باب چہارم** ملازمت پیشہ حضرات (الف) جن کی تنخواہ بارہ ہزار روپیہ سالانہ یا زائد ہے (ب) جن کی تنخواہ چھ ہزار روپیہ سالانہ ہے (ج) جن کی تنخواہ بارہ سو روپیہ سالانہ سے زائد ہے (د) پنشن یافتہ حضرات جن کی پنشن چھ سو روپیہ سالانہ سے زائد ہے (ہ) مشہور و معروف حکماء و ڈاکٹران و اطبا جن کی آمدنی بارہ سو روپیہ سالانہ ہے۔ **باب پنجم** مدیران رسائل و جرائد (الف) مدیران روزنامہ جات (ب) مدیران سہ روزہ اخبارات (ج) مدیران ہفت روزہ اخبارات (د) مدیران ماہنامہ وغیرہ **باب ششم** مصنفین و مولفین (الف) مذہبی کتب کے مصنفین (ب) فلسفہ تاریخ و سیر کے مصنفین (ج) علمی، ادبی و اخلاقی کتب کے مصنفین۔ **باب ہفتم** وکلا و بیرسٹر (الف) ہائیکورٹ کے وکلا (ب) دیوانی کے وکلا (ج) فوجداری کے وکلا (د) مختار صاحبان دیوانی و فوجداری **باب ہشتم** تجار و سوداگران (الف) جنکو سالانہ ٹیکس سو روپیہ سے زائد دینا ہوتا ہے (ب) جنکو سالانہ ٹیکس سو روپیہ سے کم دینا ہوتا ہے۔ **باب نہم** متولیان اوقاف (الف) اعزازی متولیان اوقاف جن کی سالانہ آمدنی بارہ ہزار سے زائد ہے (ب) تنخواہ دار متولیان جنکی تنخواہ چھ سو روپیہ سالانہ سے زائد ہے۔ **باب دہم** (الف) جو برسرکار ہیں (ب) جو برسرکار نہیں ہیں

نوٹ۔ پچاس روپیہ ماہانہ کی آمدنی رکھنے والے حضرات کے بھی مختصر حالات دئے جائیں گے۔

اس کتاب کا خاکہ پیش کر دینے کے بعد افراد قوم اور بزرگان ملت سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسے حضرات کے پتوں اور اسمائے گرامی سے مجھ کو مطلع فرما دیں جو اس کتاب میں شامل ہو سکیں تاکہ میں ان بزرگوں سے حالات زندگی اور تصاویر حاصل کر سکوں۔ حالات زندگی ایسے ہوں کہ کوزہ میں دریا آجائے اور مجھ کو غیر ضروری حالات کے قطع و برید کی ضرورت پیش نہ آئے خاص طور سے ان امور کو زیادہ وضاحت سے قلمبند فرمائیں (۱) مقام و تاریخ پیدائش (۲) ابتدائی و اعلیٰ تعلیم (۳) ملازمت معہ تنخواہ و آمدنی (۴) قومی خدمات۔

حالات زندگی کے ہمراہ اپنا فوٹو صاف اور اعلیٰ قسم کا روانہ فرما دیجئے بلاک نہ بھیجا جائے۔ اس لئے کہ تمام بلاک ایک ہی سائز کے تیار ہوں گے۔ ۴ سو الفاظ کے حالات زندگی کے مصارف معہ مصارف بلاک وغیرہ فی کس چھ روپیہ سے کم نہ ہونگے۔ جو حضرات تصاویر طبع کرانی پسند نہ فرمائیں وہ ۴ سو الفاظ کے حالات زندگی کے مصارف طباعت صرف مبلغ تین روپیہ روانہ فرمائیں اس لئے کہ اس کتاب کو دس ہزار کی تعداد میں شائع کرنے کا ارادہ ہے اور ممکن ہے کہ دو جلدوں میں ہو۔ اس کتاب سے ہماری قوم کا جمود و جمود بڑی حد تک دور ہو سکے گا اور ایک بیداری پیدا ہو گی امید کہ اس کتاب کی تیاری میں افراد قوم میری امداد فرمائیں گے۔ ممکن ہے کہ میں مختلف شہروں کا دورہ بھی کروں تاکہ حالات زندگی اور تصاویر حاصل کر سکوں۔ اگر اس کتاب کی طباعت و ترتیب کے سلسلہ میں افراد قوم مجھ کو اپنے زریں مشوروں سے مستفید فرمائیں تو میں بیحد شکر گزار ہونگا نیز یہ کہ اس تحریک کی تائید و مخالفت سے میں خوش ہونگا تاکہ تاریک و روشن پہلوؤں پر اچھی طرح روشنی پڑ سکے اور بعد کو نکتہ چینی اور جا و بیجا تنقید کی نوبت نہ آئے۔ بزرگان ملت سے یہ درخواست ہے کہ وہ حالات اور فوٹو کے بھیجنے میں پس و پیش نہ فرمائیں اس لئے کہ یہ ایک گرانقدر خدمت ہے جو نسلاً بعد نسلٍ یادگار رہیگی جن سے ہماری آئندہ نسلیں سبق حاصل کر سکیں گی اگر قوم اس تحریک کو پسند نہ کرے تو مجھ کو کوئی خاص اصرار بھی نہیں ہے کہ یہ کتاب شائع ہی ہو۔ جن حضرات کے حالات اس کتاب میں شائع ہونگے ان کی خدمت میں ایک جلد پیش کیجائیگی۔ فی الحال اس کام کے پروپیگنڈے کے لئے

ایک سال صرف کیا جائیگا لیکن حالات کے بھیجنے میں تاخیر نہیں فرمانی چاہیے تاکہ فوٹوؤں کے بلاک تیار ہونے میں آسانی ہو۔ (اعجاز جارچوی بی اے بی ٹی امام المدارس ہائی اسکول امروہہ ضلع مراد آباد)

تنقید و تبصرہ

جناب نواب سید محمد حسین صاحب کوثر نبیرہ عالیجناب نواب سید مظفر حسین صاحب بہادر مرحوم مصنف ادراد المومنین کو خدا جزائے خیر دے کہ وہ ایک بڑی اہم دینی خدمت انجام دے رہے ہیں یعنی اصول کافی کی احادیث کا نہایت سلیس اردو میں ترجمہ فرما رہے ہیں اس وقت تک کتاب العقل والجہل۔ کتاب العلم اور کتاب المعاشرت کا ترجمہ چھپکر تین حصوں میں شائع ہوا ہے۔ یہ تینوں حصے ہماری پیش نظر ہیں۔ ترجمہ نہایت بامحاورہ اور قابل دید ہے تینوں حصوں کی قیمت ۱۰ ہے حصہ اول کی ۲ حصہ دوم کی ۴ حصہ سوم ۴ حضرات مومنین جلد طلب فرما کر نواب صاحب موصوف کی اس جانکاہ محنت کی قدر کریں۔ خدا کرے کہ بقیہ اجزا بھی اُس کے جلد از جلد طبع ہو جائیں اور احادیث کا یہ بابرکت ذخیرہ اردو زبان میں بھی مومنین کے لئے فائدہ بخش ہو۔ مدیر نور

ملنے کا پتہ۔ نواب سید محمد حسین صاحب کوثر احاطہ نواب صاحب بازار رام نرائن کانپور۔

شہادت امام مظلوم کے بعد اہلحرم پر کیا گذری

(از مدیر)

جب کربلا سے کوفہ کو روانہ ہونے لگے تو عمر سعد نے شہدائے کربلا کے سروں کی تقسیم اس طرح کی کہ قیس بن اشعث کندی کو جو قبیلہ کا سردار تھا تیرہ سر دئے۔ شمر ذی الجوشن کو جو قوم ہوازن کا سردار تھا ستر ہ سر دئے۔ گروہ بنی اسد کو سولہ اور قبیلہ مذحج کو سات سر ملے باقی سر اسی طرح دوسرے قبیلوں پر تقسیم کئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک خولی ملعون کو دیا گیا۔

لاشہ ہائے شہدا کا دفن جب عمر سعد شہدائے کربلا کے لاشوں کو یوں ہی خاک پر پڑا چھوڑ گیا تو اس کے جانے کے بعد اہل غاضریہ جو قبیلہ بنی اسد سے تھے اپنی زراعت کی ضرورت سے ادھر آئے ان غریب الوطنوں کی لاشوں کو اس حالت میں دیکھکر ان کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور اپنے قبیلہ کے لوگوں کو جمع کرکے قبریں کھودیں اور بے غسل و کفن لاشوں کو سپرد خاک کیا۔

کوفہ میں داخلہ جب ابن زیاد کو خبر پہونچی کہ اہلحرم اسیر ہو کر آرہے ہیں تو اس نے سارے شہر میں ڈھنڈورا کرایا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھکر گھر سے نہ نکلے۔ دس ہزار فوج کو حکم دیا کہ گلی کوچوں پر کھڑی ہوکر ناکہ بندی کرلے تاکہ امام حسین علیہ السلام کا کوئی دوست جوش میں آکر فتنہ برپا نہ کرے۔ شہر کے ضروری انتظام کے بعد اس نے دربار کو خوب آراستہ کرایا ع قدرت خدا کی جشن تھا قتل حسین کا۔

دوسرے دن عمر سعد اپنے لاؤ لشکر کو لیکر بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اہل بیت کے داخلہ کی خبر پاکر چاروں طرف راستوں اور چھتوں پر کوفہ کے مردوں اور عورتوں کا وہ ہجوم ہوا کہ کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ جب شہیدوں کے سر خاک و خون میں اَٹے نظر آئے اور بنی زادیوں کو برہنہ سر باحال تباہ اونٹوں پر سوار دیکھا تو دوست و دشمن مرد و زن زار زار رونے لگے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جب ان کا یہ حال دیکھا تو

نہایت کمزور آواز میں فرمایا " کیوں کوفہ والو! جب تم ہمارے حال پر روتے اور نوحہ کرتے ہو تو پھر بتاؤ ہمارا قتل کرنے والا کون ہے؟ لکھا ہے کہ جب یہ لٹا ہوا قافلہ بازار سے گزر رہا تھا تو کسی نے ان سے پوچھا تم لوگ کس قوم اور قبیلہ کے ہو انھوں نے کہا ہم آل محمد ہیں۔ جناب زینب نے اس موقع پر تماشائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

" اے اہل کوفہ! اے مکر و فریب کرنے والو! ہماری آنکھیں تمہارے ظلم و ستم سے اب تک خونبار ہیں۔ تم نے ہم سے عہد و پیمان کر کے توڑ ڈالے۔ تم بڑے مکار و دغاباز اور جھوٹے ہو۔ جب تم ہمارے وارثوں کو قتل کر چکے تو اب ہماری بیکسی و بےبسی پر ٹپ ٹپ آنسو بہا رہے ہو خدا تمہیں ہمیشہ رلاتا ہی رہے۔ اے بے غیرتو! تم نے اپنے دامن پر وہ دھبہ لگایا ہے جو قیامت تک چھٹنے والا نہیں۔ تم نے اپنے رسول کے فرزند کو قتل کیا۔ تم نے ایک ایسے شخص کی گردن پر چھری پھیری ہے جو تمہارا دینی اور دنیوی رہنما تھا تم بڑے ہی ظالم اور بہت ہی سنگدل ہو۔ تم نے ایسا خوفناک کام کیا ہے جو خدا کے نزدیک ہرگز قابل معافی نہیں۔ خدا تمہارے ہاتھوں کو قطع کرے اور طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار کرے۔ اے بے رحمو! کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے رسول خدا کے کس فرزند کو قتل کیا ہے کیسے عہد کو توڑا ہے۔ کیسی صاحب عظمت بی بیوں کو گھر سے نکال کر بے پردہ کیا ہے کس کی عزت و حرمت کو برباد کیا ہے تمہارے اس ظلم سے قریب تھا کہ آسمان پھٹ پڑیں زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پہاڑ الٹ جائیں۔ آسمان سے خون برسنے لگے۔ وہ وقت قریب ہے کہ تم خدا کے عذاب میں گرفتار ہو اگر عذاب میں ڈھیل ہے تو اس پر خوش نہ ہو وہ بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتا "

اس تقریر کا کوفہ والوں کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ سب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور ندامت سے انکے سر جھک گئے

دربار ابن زیاد میں داخلہ

خولی اور بشیر بن مالک سب سے پہلے امام مظلوم کا سر لئے ابن زیاد کے سامنے آئے اور بشیر نے عربی کے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

" اے امیر میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے۔ میں نے ایک ایسے بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے بچپن میں دو نو قبلوں (کعبہ اور بیت المقدس) کی طرف نماز پڑھی ہے۔ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بہترین انسان اور نسب کے اعتبار سے تمام دنیا میں بڑھا چڑھا تھا "

ابن زیاد نے کہا کم بخت اگر حسین تیرے نزدیک بہترین انسان تھے تو تو نے ان کو قتل کیوں کیا ایسی صورت میں تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں تجھے موت کی نیند سلا دوں چنانچہ اس نے غلام کو حکم دیا کہ ابھی اس کا سر اڑا دے۔ (روضۃ الاحباب) بشیر کا یہ قتل ہمدردی حسین میں نہ تھا بلکہ اس لئے تھا کہ اس نے سر دربار فضائل حسین بیان کئے تھے۔

ابن زیاد نے امام مظلوم کا سر ایک طشت میں رکھا اور اسے دیکھکر بہت خوش ہوا۔ حضرت کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر کہنے لگا کیسے خوبصورت دانت ہیں۔ یہ حال دیکھکر زید بن ارقم صحابی زار زار رونے لگے اور کہنے لگے او شقی اپنی چھڑی ان مقدس ہونٹوں سے ہٹا لے بخدا میں نے حضرت رسولخدا کو ان ہونٹوں کے بوسے لیتے دیکھا ہے۔ یہ سنکر ابن زیاد کو غصہ آگیا اور جناب زید کو اسی وقت دربار سے نکلوا دیا۔

لکھا ہے کہ ابن زیاد ملعون اہلحرم کو اسیر دیکھکر بڑی خوشی کے ساتھ کہنے لگا " خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو ذلیل و خوار کیا اور تمہارے جھوٹ کو تم پر ظاہر کیا " جناب زینب سے ضبط نہ ہو سکا فرمانے لگیں " شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمارے نانا رسولخدا کو تمام عالم پر فضیلت دی اور ان کے سبب سے ہم لوگوں کو عزت عطا فرمائی اور دنیا کی تمام برائیوں سے ہم کو دور رکھا۔ بے شک خدا بدکار بندوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے لیکن ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ اور ہی ہیں " اس ملعون نے غضبناک لہجہ میں کہا " دیکھو خدا نے تمہارے بھائی کے ساتھ کیا کیا " جناب زینب نے فرمایا " جو کچھ خدا نے میرے بھائی کے ساتھ کیا ہے (۳۱) میں سراسر بہتری دیکھتی ہوں کیونکہ آل محمد وہ

محترم ہستیاں ہیں جنھیں خدا نے اپنی قربت عطا کرنے کی غرض سے شہادت کا درجہ بخشا ہے۔ اے پسر مرجانہ اس بات پر بھے خوش نہ ہونا چاہیئے بہت جلد خدا تجھ سے اس ظلم کی باز پرس کریگا اور اس دن کوئی تیرا نجات دینے والا نہ ہوگا "
یہ تقریر سنکر ابن زیاد کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور حضرت زینب کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ عمر بن حریث نے بگڑ کر کہا " اے پسر زیاد تو کس قدر بے غیرت ہے۔ اب تیری جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ عورتوں پر بھی ہاتھ اٹھانے لگا۔ خدا کی قسم اگر تو نے دختر علی کو قتل کرایا تو ابھی دربار میں خون کی ندی بہہ جائے گی "
عمر بن حریث کے بگڑے تیور دیکھکر ابن زیاد ڈر گیا اور جناب زینب کے قتل سے باز رہا اور حکم دیا کہ ان قیدیوں کو اس خرابہ میں جاکر قید کرو جو جامع مسجد کے پاس ہے۔ جناب زینب فرماتی ہیں کہ جب تک ہم اس قیدخانہ میں رہے سوائے لونڈیوں اور اسیر عورتوں کے کوفہ کی کوئی شریف خاندان عورت ہمارے پاس نہ آئی کیونکہ وہ ہمکو ذلیل و خوار سمجھتی تھیں

کوفہ سے شام کو روانگی

ابن زیاد نے اہل بیت کو کوفہ میں اس وقت تک قید رکھا جب تک اس کے اطلاعی خط کا جواب یزید کے پاس سے نہ آلیا۔ کوفہ سے یہ قافلہ شمر ذی الجوشن، عمر سعد، زفر بن قیس وغیرہ سرداران فوج کے ہمراہ شام کو روانہ ہوا اور اربعین کے روز یعنی بیسویں صفر کو کربلا میں پہلی منزل ہوئی۔ یہ روایت غلط ہے کہ شام سے واپسی پر اہل بیت کو پہلا چہلم کربلا میں ہوا کیونکہ صرف چالیس روز کی مدت میں شام کو جانا اور آنا اور قید رہنا ممکن نہیں پہلا چہلم کوفہ ہی سے روانگی کے وقت اہل بیت کو کربلا میں ہوا تھا۔

کوفہ سے شام تک کی منزلیں

پہلی منزل کوفہ سے کربلا یہاں ایک روز قیام رہا۔ دوسری منزل قادسیہ۔ یہ مقام کوفہ سے ساڑھے سات میل ہے۔ تیسری منزل موصل۔ شمر نے حاکم موصل کو آراستگی شہر کے متعلق لکھا جب شیعان موصل کو یہ خبر ملی تو انھوں نے کہا اگر یہ قافلہ ادھر سے گزرا تو ہم قاتلان حسین کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑیں گے امیر موصل نے شمر کو یہ حال لکھ بھیجا وہ ڈر گیا اور بجائے موصل میں منزل کرنے کے ایک دور کے گاؤں میں ٹھہرا۔ اس مقام کے متعلق ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ جب شمر نے نیزہ سے امام حسین علیہ السلام کا سر اتارا تو خون کا ایک قطرہ ٹپک کر ایک پتھر پر گر پڑا۔ اس پتھر سے ہر سال روز عاشورہ تازہ خون جوش مارا کرتا تھا۔ اور دور دور کے شیعہ اسکی زیارت کے لیئے آیا کرتے تھے۔ مروان نے اپنی سلطنت کے زمانہ میں اسے ضائع کرا دیا یہ پتھر مشہد نقطہ کے نام سے مشہور تھا۔ چوتھی منزل تکریت تھی یہاں کے حاکم نے شہر کی آئینہ بندی کی تھی اور یہ مشہور کیا تھا کہ ایک خارجی کا سر آرہا ہے لیکن ایک نصرانی نے اس کی تردید میں کہا یہ سر کسی خارجی کا نہیں ہے یہ سر حسین بن علی کا ہے یہ سنتے ہی تمام شہر میں شورش پھیل گئی مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھی شامل ہو گئے اور قاتلان حسین سے جنگ کا قصد کیا ملکہ شمر کو پتہ چلا تو وہ تکریت میں نہ اترا اور تھوڑے فاصلہ پر دارعروہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پانچویں منزل وادی نخلہ تھی چھٹی منزل شہر لیا تھی یہاں کے لوگوں نے فوج یزید سے سخت مقابلہ کیا بہت سے لوگ قتل ہوئے پھر شمر نے ان کے گھر لوٹ کر آگ لگادی۔ ساتویں منزل دیر کجیل تھی۔ آٹھویں منزل نصیبین۔ نویں منزل شہر دعوات دسویں منزل قنسرین یہاں کے لوگوں کو جب پتہ چلا کہ یہ لوگ فرزند رسول کا سر کاٹکر لارہے ہیں تو شہر کا دروازہ بند کرلیا اور اپنے کوٹھوں پر چڑھکر قاتلان حسین پر لعنت کی اور پتھر پھینکے۔
گیارہویں منزل معرۃ النعمان تھی۔ بارہویں منزل شہر شیرز۔ یہاں کے لوگوں نے بھی فوج یزید کو شہر کے اندر سے گزرنے کی اجازت نہ دی۔ تیرہویں منزل ارض سیبور تھی یہاں کے لوگوں نے فوج یزید سے سخت جنگ کی چھ سو آدمی فوج شقاوت کیش کے مارے گئے اہل سیبور بہت سے قتل ہوئے۔ جناب ام کلثوم نے اس شہر کی سرسبزی اور شادابی کے لیئے دعا فرمائی تھی چنانچہ آج تک وہاں ہر چیز سستی ملتی ہے۔ چودھویں منزل قلعہ حماۃ تھی۔ پندرہویں منزل شہر حمص، یہاں کے لوگوں نے بھی فوج یزید کا مقابلہ کیا اور چھتیس اشقیا ہلاک کرڈالے۔ سولہویں منزل بعلبک تھی سترہویں منزل دیر راہب تھی یہاں ایک راہب مسلمان ہوا اس کا واقعہ بخوف طوالت درج نہیں کیا جاتا اٹھارویں منزل شہر حران

تھی۔ یہاں بھی ایک یہودی راہب جس کا نام یحییٰ حرانی تھا مسلمان ہوا یزیدیوں نے اسے قتل کر ڈالا اب تک وہ یحییٰ شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

شہر دمشق میں اہلبیت کا ورود

جب شہر دمشق میں داخلہ کا وقت آیا تو شمر نے فوج کو حکم دیا کہ باب الساعات کی طرف سے چلیں جہاں خلق اللہ کا ہجوم زیادہ تھا۔ لکھا ہے کہ جب یہ قافلہ جامع مسجد کے پاس پہنچا تو ایک شامی نے یہ سمجھکر کہ یہ قیدی کفار ہیں کہا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو ہلاک کیا اور فتنہ کی جڑ کو اکھاڑ ڈالا امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اے شخص تو نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا تو نے یہ آیت بھی پڑھی ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اس نے کہا پڑھی ہے فرمایا یہ آیت بھی پڑھی ہے وات ذالقربیٰ حقہ کہا پڑھی ہے فرمایا اور یہ آیت بھی پڑھی ہے انما یرید اللہ الخ کہا پڑھی ہے فرمایا اے بھائی یہ سب آیتیں ہماری ہی شان میں نازل ہوئی ہیں ہم ہی رسول کے ذوی القربیٰ ہیں ہم ہی وہ اہل بیت ہیں جنکو خدا نے ہر برائی سے پاک رکھا ہے یہ سنکر وہ شامی گھبرا گیا اور درگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا خداوندا میں توبہ کرتا ہوں اور ان لوگوں سے سخت بیزار ہوں جنھوں نے تیرے رسول کے اہل بیت کو قتل کیا پھر اس نے امام علیہ السلام سے کہا میں ان آیتوں کو ہمیشہ پڑھا کرتا تھا مگر ان کا مطلب نہیں سمجھا تھا اب میں توبہ کرتا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے فرمایا اگر تو نے سچے دل سے توبہ کی ہے تو خدا تیری توبہ ضرور قبول کریگا اور تو روز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا (مقتل اسفرائنی۔ ینابیع المودۃ)

سہل ساعدی سے مروی ہے کہ جب اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ معہ سرہائے شہدا بازار شام سے گزر رہا تھا تو پانچ شامی عورتوں نے سر امام حسین علیہ السلام پر پتھر مارنے شروع کئے میں نے اپنی آنکھیں فوراً بند کرلیں اور خدا سے ان ملعون عورتوں کے لئے بد دعا کی ابھی میری دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ وہ پانچوں کوٹھے سے گر کر مر گئیں (مقتل اسفرائنی۔ ناسخ التواریخ)

اہلبیت اور دربار یزید

جس وقت اہل بیت کو دربار یزید میں لائے وہ شقی شراب پی رہا تھا اور شطرنج سامنے بچھی ہوئی تھی اس نے حکم دیا کہ امام مظلوم کا سر اس کے تخت کے نیچے رکھدیں۔ وہ جام پر جام پیے جا رہا تھا اور جو تھوڑی سی شراب پیالہ میں رہ جاتی تھی وہ اسی طشت میں ڈالدیتا تھا۔ اہلحرم مجرموں کی طرح اس کے سامنے کھڑے تھے پھر اس شقی نے ایک چھڑی اٹھا کر دندان مبارک امام مظلوم کے ساتھ گستاخی کرنی شروع کی ابو برزہ اسلمی صحابی سے یہ گستاخی نہ دیکھی گئی بگڑ کر کہنے لگے اے یزید حسین کے دانتوں پر سے چھڑی ہٹا لے بخدا میں نے حضرت رسولخدا کو دیکھا ہے کہ ان دانتوں اور ہونٹوں کے بوسے لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے "تم جوانان جنت کے سردار ہو خدا تمہارے قاتلوں کو ہلاک کرے ان پر لعنت خدا ہو اور دوزخ میں ان کو جگہ ملے" یہ سنکر یزید کو غصہ آ گیا اور ابو برزہ کو نکال دینے کا حکم دیا۔

یزید اور امام زین العابدینؑ کی گفتگو

یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا تمہارے باپ اور دادا نے اس بات کی تمنا کی تھی کہ حکومت ان کے ہاتھ میں آئے لیکن شکر ہے اس خدا کا جس نے ان کو قتل کرایا امام علیہ السلام نے فرمایا اے پسر معاویہ خلافت و حکومت ہم اہلبیت ہی سے مخصوص ہے تو اس وقت پیدا بھی نہ ہوا تھا کہ معرکہ بدر و احد و خندق میں حضرت رسولخدا کا علم ہمارے ہی دادا کے ہاتھ میں تھا۔ اے یزید! اگر تو اس ظلم کو سمجھتا جو تو نے میرے باپ بھائیوں چچا اور چچا زاد بھائیوں پر کیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ دیوانہ ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاتا اور ہمیشہ خاک پر بیٹھا نالہ و فریاد کیا کرتا افسوس میرے باپ فرزند فاطمہ کا سر تیرے سامنے طشت میں رکھا جائے اور تو خوش ہو۔ اس ذلت کے لئے تیار ہو جا جو قیامت کے دن تجھے ہونے والی ہے یزید یہ سنکر غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ان سب کو اس قید خانہ میں قید کیا جائے جو محل کی دیوار کے نیچے ہے۔

اہلبیت کا قید ہونا جس قید خانہ میں اہلبیت کو قید کیا گیا وہ ایک زمین دوز تہ خانہ تھا جس میں روشنی بہت کم تھی اور تازہ ہوا کا گزر نہ تھا برسوں سے خالی پڑا ہوا تھا آہ اولاد رسول! چھوٹے چھوٹے بچے. خلک ستائی بی بیاں اور ایسا تنگ و تاریک قید خانہ۔

لکھا ہے کہ ہر روز شام کو تھوڑا سا کھانا اور تھوڑا سا پانی اہلبیت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ یہ کھانا مقدار میں اتنا کم ہوتا تھا کہ سب شکم سیر ہو کر کھا نہ سکتے تھے بی بیاں بچوں کو پہلے کھلا دیتی تھیں جو بچتا تھا وہ رو رو کر خود کھا لیتی تھیں کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ ان بیکسوں سے ملنے کے لئے قید خانہ میں جا سکے۔ بی بیوں کو زور زور سے رونے کی سخت ممانعت تھی کہی [illegible] بروایتے ایک سال اسی طرح اہلحرم اس تنگ و تاریک قید خانہ میں مقید رہے۔ جس مصیبت سے یہ وقت گزرا اس کا اندازہ ہو نہیں سکتا۔

اہلبیت کا قید سے رہا ہونا - ایک روز یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو بلا کر کہا میں نے تم کو رہا کیا اب تم کو اختیار ہے چاہئے یہاں رہو چاہے مدینہ جاؤ انھوں نے فرمایا ہم اپنے شہیدوں پر جی بھر کر نہیں رو پائے ایک مکان یہیں ہمارے لئے خالی کرا دے تاکہ ہم صف ماتم بچھا کر اچھی طرح رولیں چنانچہ یہ بہتر کے سوگوار قید خانہ سے نکل کر ایک مکان میں آئے اور اپنے شہیدوں کو یاد کر کے نوحہ خوانی شروع کی دن رات سوائے رونے اور ماتم کرنے کے اور کوئی کام نہ تھا۔ تمام دمشق میں قریشی یا ہاشمی خاندان کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے وہاں آکر امام مظلوم کا پرسا نہ دیا ہو جو لوگ یزید کے خوف سے شہادت حسین پر اُف نہ کر سکے تھے اب وہ گروہ کے گروہ پرسے کو چلے آرہے تھے۔ اور رو رو کر اپنے قصور کی معافی چاہتے تھے اب دمشق کے [illegible] تھا اور ہر شخص یزید کو برا کہہ رہا تھا۔

اہلحرم نے ایک ہفتہ دمشق میں قیام کیا پھر وہاں سے مدینہ کی روانگی کا قصد ظاہر کیا اہل بیت کی روانگی سے قبل تمام قاتلان حسین کو جمع کیا اور امام زین العابدین کے سامنے یہ ثابت کرانا چاہا کہ وہ شقی قاتل حسین نہیں ہے اور وں نے تو اس کی خوشامد میں اس کی برأت کا اظہار کر دیا لیکن جب حصین بن نمیر سے پوچھا گیا تو اس نے کہا اے امیر کیا تو واقعی یہی چاہتا ہے کہ میں قاتل حسین کا نام تجھے بتلا دوں۔ سُن حسین کا اصلی قاتل وہ ہے جس نے فوجی جھنڈے تیار کئے جس نے لشکر آراستہ کئے جس نے خطوط بھیجکر لوگوں کو مخالفت حسین پر ابھارا اور ان کو طرح طرح سے ڈرایا دھمکایا۔ یزید نے پوچھا ایسا کس نے کیا اس نے کہا تو نے۔ یہ سنکر یزید کا سر شرم سے جھک گیا اور وہ کھسیانہ ہو کر محل کے اندر چلا گیا۔ وہاں اس طشت کو سامنے رکھکر جس میں سر حسین تھا رونے اور منہ پر طمانچے مارنے لگا بار بار کہتا تھا "اُف میرا اور حسین کا معاملہ کیسا سخت آپڑا ہے" باقی آئندہ۔

نوحہ

از جناب سید توصیف الحسن صاحب بیکس امروہوی

رو رو کہتی تھی سکینہ شہ والا آؤ
راہ تکتی ہوں بڑی دیر سے بابا آؤ
بیٹھا جاتا ہے مرا غم سے کلیجہ آؤ
مجھ کو اس زنداں میں بھیجا آؤ
آپ آئے نہیں میں کہتی ہوں بابا آؤ

درد فرقت سے نہیں منہ کا مزا مجھ کو
جان لب پر ہے بابا اس قید کی سختی نے مجھے
یوں بھلا دیتا ہے کیا نازکی پالی کو کوئی
بالا تو مجھے جا کے خود شہ والا آؤ
تم زباں سے نہ کروں گی کوئی شکوہ آؤ
زخم میں آپ کو دکھلاؤں گی بابا آؤ

اب جفا ہم سے سہی جاتی نہیں جلادوں کی
اب لے بیری قسم کھاتی ہوں اے شاہ زماں
سامنے حسین کے بندے مرے کانوں سے بھی
ہم زنداں میں بپا ہوتا تھا بیکس اس دم
رو کے جب کہتی تھی بچی مرے بابا آؤ

دولہا اور دولہن کا مناظرہ

(از جناب ابوالمہدی علامہ السید شفیق حسن صاحب قبلہ نقوی الواسطی اختر امروہوی

(مضمون کے سلسلہ کیلیے جنوری کا رسالہ ملاحظہ فرمائیے)

میں۔ دیکھو اس منظر کو قران کریم نے بھی کس انداز میں پیش کیا ہے۔ (یہ کہکر میں نے سورہ قیامت کو نکالکر یہ ارشاد قرانی پیش کیا کہ۔ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃٌ الیٰ ربہا ناظرۃٌ و وجوہٌ یومئذٍ باسرۃٌ تظنّ ان یفعل بہا فاقرۃٌ۔

یہ سنکر دولہن جلدی سے کہنے لگیں کہ "اس کا با محاورہ ترجمہ آپ خود کر دیجئے"

میں۔ دیکھو میں خود ترجمہ قرانی کرنے سے احتیاط کو ضروری سمجھتا ہوں اس لئے حضرات علمار کرام کے ترجموں کو ملحوظ رکھکے حتیٰ الامکان محاورات میں اس کو ادا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ۔

"قیامت کے روز بعض لوگوں کے چہرے تو بشاش ہوں گے کیونکہ وہ اپنے رب کا دیدار کرتے ہونگے اور بعضوں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہونگی کیونکہ ان کو تو شکست فاش کا ادبار گھیرے ہوئے ہوگا۔

دولہن۔ کیا آپ کے اس ترجمہ پر میں یہ رائے صحیح قائم کرسکونگی کہ اس ایک آیت نے شیعوں کی اس تمام عمارت کو منہدم کردیا جو انھوں نے اور ان کے اسلاف نے دیدار الہی کے خلاف تعمیر کی تھی۔

میں۔ ہاں ہاں صحیح اور بالکل صحیح اس لئے کہ یہ کوئی عقلی ڈھکوسلا یا کسی کی روایت تو ہے نہیں کہ جس میں کسی عذر یا تقریر کی گنجائش نکل سکتی ہو۔ یہ تو قران کا محکم اور مفصل فرمان ہے کہ جس سے کوئی کافر ہی انکار کرسکتا ہے۔

دولہن۔ تو کہیں شیعوں کی وکالت میں آپ مجھے کافر نہ کہہ دیں اس لئے کہ میں یہاں دیدار میں وہ روڑا اٹکائے دیتی ہوں کہ جسکو شاید ہٹایا نہ جاسکے۔

میں۔ اُف! معاذ اللہ تو کیا تم قران کریم کے خلاف یہ جرأت کروگی۔

دولہن۔ توبہ توبہ۔ قران کریم تو میرا دین و ایمان اور میرے عقیدہ و ایقان کی جان ہے۔

میں۔ پھر اور آپ کیا کرینگی کہ قران دین و ایمان بھی رہے اور پھر اس کی تردید بھی کردیجائے۔

دولہن۔ نہیں نہیں۔ بھلا قران کی تردید کون کم بخت کرسکتا ہے۔

میں۔ تو پھر آخر آپ کرینگی کیا۔

دولہن۔ میں اس کی اس تفسیر سے انکار کرونگی کہ جو حقیقت کے خلاف ہے۔

میں۔ بھلا آپ یہاں تفسیر سے کیوں الجھتی ہیں جبکہ ارشاد قرانی بالکل واضح اور محکم ہے۔

دولہن۔ دیکھئے آپ معاف فرمائیں تو میں یہی عرض کرونگی کہ یہ آیت ہرگز ہرگز محکم و غیر متشابہ نہیں ہے۔

میں۔ انشاء اللہ بھلا جناب اس میں غیر محکم اور متشابہ ہونے کا کونسا پہلو ہے

دولہن۔ اس میں متشابہ ہونے کا پہلو رب کا کلمہ ہے اس لئے کہ رب غیر خدا کے لئے بھی کہا جاسکتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر خداوند عالم کو رب الارباب کہتے ہیں۔

میں۔ ہاں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ غیر خدا کو کفار اپنا رب کہتے ہیں اور خداوند عالم اس لئے رب الارباب ہے کہ وہ ان مصنوعی خداؤں کا بھی خدا ہے

دولہن۔ نہیں غیر خدا کو تو انبیا نے بھی رب کہا ہے۔

میں۔ اچھا۔ وہ کہاں۔

دولہن ۔ یہ دیکھئے (یہ کہکر دولہن نے سورہ یوسف نکالا ۔ اور کہا کہ دیکھئے جناب یوسف نے اپنے ساتھی سے قیدخانہ میں یہ فرمایا تھا کہ وَاذْکُرْنِی عِنْدَ رَبِّکَ (سورہ یوسف ۔ رکوع پنجم) کہ اپنے آقا یعنی بادشاہ مصر سے میرا بھی ذکر کردینا اور نہ صرف یہ کہ حضرت یوسف ہی نے ایسا فرمایا بلکہ خود جناب رب الارباب نے بھی یہیں یہ فرمایا ہے کہ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ ۔ کہ شیطان نے اس کو بھلا دیا اور اس نے یوسف کا ذکر اپنے آقا سے نہ کیا۔

میں ۔ مگر اس کی جو وجہ ہے اس کو آپ نظرانداز کررہی ہیں ۔

دولہن ۔ وہ کیا ۔

میں ۔ وہ یہ کہ وہ قیدی شاہ مصر کو اپنا خدا سمجھتا تھا اسی کے عقیدے کی بناپر حضرت یوسف اور جناب باری نے اس کا رب فرمایا ہے ۔

دولہن ۔ شاید ایسا تو نہیں ہے اِس لیے کہ فرعون موسوی سے پہلے مصر کے کسی بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا

میں ۔ نہیں کیا اور ضرور کیا ۔ یا یہ کہ جاہل رعایا نے خود ان کو اسی طرح خدا سمجھ لیا کہ جس طرح ہندوستان کے جاہل ہندوں نے مہاراجہ رامچندر کو اپنا خدا سمجھ لیا تھا حالانکہ تعلیم یافتہ ہندو یہ کہکر اب اس کا انکار کرتے ہیں کہ رامچندر جی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں پرمیشر یعنی خدا ہوں ۔

دولہن ۔ لیکن میں نے تو یہ نہیں سنا کہ جناب یوسف کے زمانہ میں شاہ مصر کو کوئی خدا کہتا ہو ۔

میں ۔ اِس میں سننے نہ سننے کی بحث ہی فضول ہے اِس لئے کہ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے چنانچہ اسی مقام پر یہ ارشاد یوسفی نقل کیا گیا ہے کہ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ یعنی اے میرے قیدخانہ کے ساتھیو کیا جدا جدا پروردگار اچھے ہیں یا اللہ کہ جو واحد و غالب ہے ۔

دولہن ۔ درست ۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ حضرت یوسف نے دنیا کے بت پرستوں اور مشرکوں کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے پرخلوص اور مومن ساتھیوں سے یہ فرمایا ہوگا کہ بھئی ذرا غور کرنا کہ متفرق خداؤں کا ماننا اچھا ہے یا اس ایک خدا کا جو سب پر غالب ہے

میں ۔ حضرت یوسف کے پرخلوص اور مومن ساتھی کون ۔

دولہن ۔ وہی کہ جو قیدخانہ میں آپ کے ساتھ تھے ۔

میں ۔ لاحول ولاقوۃ الّا باللہ ۔ بھلا وہ پرخلوص و مومن کیسے ہوسکتے ہیں اجی وہ تو دونوں کافر تھے ۔

دولہن ۔ معاذ اللہ میں تو ایسا نہیں کہہ سکتی ۔

میں ۔ یہ کیوں ۔

دولہن ۔ یہ اِس وجہ سے کہ کسی نبی کے صحابی کافر کیسے ہوسکتے ہیں

دولہن کا یہ فقرہ سنکر میں ہنس پڑا اور میں نے کہا کہ اچھا یہ آپ نے ایک دوسری طرف وار کردیا مگر وہاں کا معاملہ ہی دوسرا

دولہن ۔ نہیں میں نے کسی طرف وار تو نہیں کیا ۔ مگر خیر اس کو آپ یاد رکھیں ۔

میں ۔ اچھا تو تمہیں یہ تسلیم ہے کہ وہ دونوں قیدی کافر تھے ۔

دولہن ۔ اچھا یہی سہی ۔ لیکن آپ اِس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔

میں ۔ یہ کیوں

دولہن ۔ یہ اِس وجہ سے کہ اگر وہ دونوں عزیز مصر ہی کو خدا سمجھتے تو حضرت یوسف یہ فرماتے کہ کسی بندہ کو خدا سمجھنا صحیح نہیں اور یہ نہ فرماتے کہ متفرق خداؤں کو اچھا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ بت پرست تھے جو ۔ چاند سورج ، درخت ، جانور اور پتھروں کو اپنا معبود اور رب جانتے تھے ۔

میں ۔ تو اِس سے آپ نے کیا نتیجہ نکالا ۔

دولہن ۔ میں یہ عرض کرتی ہوں کہ حضرت یوسف اور جناب باری نے جو عزیز مصر یا ملک مصر کو اس قیدی کا رب کہا ہے ۔

اس کے معنی آقا و مخدوم کے ہیں نہ کہ معبود و آلہ کے اور اگر اس سے آپ مطمئن نہ ہوں تو قرآن سے اور سندیں بھی اس کی پیش کیجا سکتی ہیں۔

میں۔ اچھا اور بھی سنائیے کہ وہ کونسی اسناد ہیں۔

دولہن نے اس پر سورہ بنی اسرائیل کا تیسرا رکوع نکالا اور یہ آیت پڑھی کہ قل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا۔ یعنی اس طرح دعا کرو کہ الہی میرے دونوں پالنے والوں یعنی ماں باپ پر رحم فرما۔ اب آپ غور فرمائیے کہ ربیانی کے فاعل رب ہی کہلاتے جائینگے یا کیا اور پھر یہ کہ قل کے امر کیساتھ یہ ارشاد کیا گیا ہے۔

میں۔ ہاں یہ تو تم نے بڑی زبردست سند پیش کردی۔ واقعی ربیانی کے فاعل تو ضرور رب ہی کہلائینگے۔

دولہن تو جب ماں باپ رب کہلاتے جاسکتے ہیں تو جو ماں باپ سے بھی بلند درجہ رکھتے ہوں ان کو رب نہ کہا جائیگا

میں۔ وہ کون۔

دولہن۔ مثلاً حضرت رسول کریم کہ وہ تمام امت اسلامیہ کے باپ اور پالنے والے ہیں اور انھیں کو اہل نجات قیامت کے روز زیارت کرکے خوش اور غیر مومن پریشان ہونگے

میں۔ ہاں یہ تم سچ کہتی ہو کہ وہ سب کے باپ اور پرورش کنندہ امت ہیں مگر توحید الہی کے مانتے ہوئے کسی غیر خدا کو رب کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

دولہن۔ یہ آپ کا حسن اعتقاد یا توحید پرستی کا کمال ہے لیکن حقیقت تو وہی ہے کہ رب کا لفظ عام ہے اور اسی وجہ سے کسی غیر خدا کو رب النوع کہنے والے کے لئے شرک کا فتوی نہیں دیا جاتا۔

میں۔ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اچھا تو قیامت کے روز کو لیئے رب کا نظارہ ہونا مانا جائے۔

دولہن۔ حضور رسول کریم صلعم کا کہ جنکی شفاعت سے مومنین کامیاب و مسرور اور منافقین و مشرکین و ملحدین و کافرین، ناکامیاب و مخبوط الحواس ہو جائیں گے۔

میں۔ لیکن دیدار الہی کا مسئلہ تو ایسا ہے کہ جس پر سواد اعظم کا اجماع ہے۔

دولہن۔ خیر اجماع تو صرف سواد اعظم ہی کا کیا بلکہ ہندوستان کے کروروں ہندوؤں کا بھی نسلاً بعد نسل اس پر اجماع ہے اور ان کو سواد اعظم پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ سواد اعظم تو قیامت کیلئے دیدار الہی کا امید وار بنا ہے اور ہندو اجودھیا و بندرابن میں قبل قیامت ہی اپنے خود ساختہ پرمیشر کے درشن کرچکے ہیں۔ لیکن اس سے اصل مسئلہ تو فیصل نہیں ہوجاتا

میں۔ تو کیا تمہارے نزدیک دیدار الہی ہوگا ہی نہیں۔

دولہن۔ ہوگا کیا معنی۔ ہو ہی نہیں سکتا۔

میں۔ دیکھو دولہن۔ تم نے یہ کہکر کہ ہو ہی نہیں سکتا، اس وقت ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

یہ سنکر دولہن نے فوراً اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے اپنے داہنے کان کی لَو پکڑلی اور خوفزدہ سی صورت میں مجھ سے کہا کہ توبہ توبہ بتلائیے تو سہی کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔

میں۔ دیکھو تم نے دیدار الہی کو ناممکن الوقوع کہکر حضرت موسی کی نبوت پر حملہ کردیا کہ انھوں نے ایک ناممکن و محال امر کی خدا سے خواہش کی اور عرض کیا کہ رب ارنی انظر الیک یعنی اے پروردگار تو اس طرح مجھکو اپنا دیدار کرادے کہ میں تجھے دیکھ لوں۔

اس پر دولہن کہنے لگیں کہ آئیے میں اور آپ دونوں اس وقت بہت دیر تک لاحول کی تلاوت کریں اس لئے کہ اس وقت اس کمرے میں شیطان کا دخل معلوم ہوتا ہے

میں۔ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔

دولہن۔ یہ خیال مجھکو اس وجہ سے پیدا ہوا کہ ابھی ابھی ایک گناہ میں نے کیا تھا اور پھر فوراً ہی میرے پاکباز مخاطب......

میں ۔ کہیئے کہیئے ۔ یعنی آپ کے مخاطب نے بھی گناہ کیا ۔ اچھا ۔ اب آپ ہی بتلایئے کہ وہ کونسا گناہ ہے کہ جو مجھ سے سرزد ہوا

دولہن ۔ حضرت موسیٰ پر اتہام

میں ۔ کونسا اتہام

دولہن ۔ یہ کہ انھوں نے خواہش کی ۔

میں ۔ خوش ۔ یہ آپ نے خوب کہی ۔ بھلا آپ ہی بتلایئے کہ یہ خواہش حضرت موسیٰ نے اگر نہ کی تھی تو کیا کوہ طور پر رَبِّ اَرِنِی اَنظُر اِلَیک ۔ میں نے جا پکارا تھا ۔

دولہن ۔ معاذ اللہ ۔ بھلا آپ ایسی لغو حرکت کیوں کرتے ۔

میں ۔ ارے میاں! تم کیسی باتیں کرتی ہو کہ ایک اولوالعزم پیغمبر کے قول و فعل کو تو بہ تو بہ لغو حرکت بتلا رہی ہو

دولہن ۔ افوہ ۔ آپ بڑی صفائی سے کلیم اللہ کو متہم کر رہے ہیں

میں ۔ بھئی ۔ عجیب معمہ ہے ۔ واللہ مولانا سچ کہتے تھے ۔

دولہن ۔ کون مولانا ۔

میں ۔ ہیں ایک مولانا ۔ تم ان کو نہیں جانتیں ۔

دولہن ۔ تو انھوں نے سچ کیا کہا تھا ۔

میں ۔ انھوں نے ایک روز تذکرۃً یہ فرمایا تھا کہ یہ شیعہ لوگ سیدھی سادی اور اچھی خاصی باتوں میں ایسا گورکھ دھندا سا بچھا دیتے ہیں کہ مدمقابل چکرا جاتا ہے ۔

دولہن ۔ تو میں نے یہاں کونسا گورکھ دھندا بچھا دیا ۔

میں ۔ یہ گورکھ دھندا نہیں تو اور کیا ہے کہ تمام دنیا جانتی ہے اور قرآن پکار پکار کر سنا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جناب باری سے یہ خواہش کی اور آپ اسکو اُن پر تہمت قرار دے رہی ہیں ۔

دولہن ۔ اچھا تو ذرا یہ بتلا دیجئے کہ آپ جو عدالت میں اپنے موکلوں کی طرف سے عرض معروض کرتے ہیں وہ سب آپ کی ہی خواہش کے ماتحت ہوتی ہے ۔

میں ۔ نہیں ایسا تو نہیں ہوتا کیونکہ ہم تو وہاں جو کچھ وکالت کرتے ہیں وہ محنتانہ کا معاوضہ ہوتا ہے ۔

دولہن ۔ تو معاف فرمایئے شاید آپ نے طور کے مسئلہ کو بغور ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ آپ کو ثابت ہو جاتا کہ درخواست رویت کے وقت طور پر حضرت موسیٰ کی حیثیت ایک ایڈوکیٹ سے مختلف نہ تھی ۔

میں ۔ اچھا ۔۔۔ یہ آپ نے نئی گھڑی

دولہن ۔ نہیں نہ یہ نئی ہے اور نہ میں نے گھڑی ہے بلکہ یہ واقعہ ہے کہ جو قرآن نے بیان کیا ہے ۔

میں ۔ درست ۔ وہ کہاں ۔

اس پر دولہن نے سورہ بقر کا چھٹا رکوع نکالکر یہ ارشاد الہٰی تلاوت کیا کہ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً یعنی اے بنی اسرائیل کے اکھڑو اسکو بھی تو یاد کرو کہ تم نے یہ کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ہرگز ایمان نہ لائینگے ، تا وقتیکہ ہم کھلم کھلا خدا کو نہ دیکھ لیں ۔

میں نے دولہن کے اس بے تکلف ، صحیح اور بامحاورہ ترجمہ سے محظوظ ہو کر کہا کہ ماشاء اللہ کتنا پیارا سلیس اور محاورہ کے موافق ترجمہ تم نے کیا ۔ واللہ مجھے بہت پسند آیا ۔

اس پر دولہن شرما گئیں ، اور کچھ توقف کے بعد کہنے لگیں کہ یہ بھائی جان کے الفاظ تھے جو میں نے نقل کر دئے ہیں وہ ایک روز اسی عبارت میں ترجمہ کر رہے تھے

میں ۔ درست ہے ۔ یعنی آپ بھائی جان کے الفاظ کی پلیٹ ہیں ۔ اچھا تو پھر ۔

دولہن ۔ جی ہاں ۔ تو جب بنی اسرائیل کے بیوقوفوں نے یہ "نکڑ" نور" جواب دیدیا تو اتمام حجت کے طور پر نبوت نے یہ عنوان "وکالتاً" اختیار کیا کہ الہی مجھکو اپنا چہرہ دکھادے اور یہ ایسا ہی عنوان تھا جس طرح آپ وکیل صاحبان اپنے موکلوں کی طرف سے عدالت کی خدمت میں کہتے ہیں کہ حضور میرا یہ نقصان مدعا علیہ نے کیا ہے، اور میرا فریق مقابل سے یہ معاہدہ ہوچکا ہے، اور میرا خرچہ دلادیا جائے حالانکہ عدالت بھی جانتی ہے کہ آپ کا کوئی ذاتی تعلق نفع و نقصان وغیرہ کا اس مقدمہ سے نہیں ہوتا۔

ناموس اسلام۔ امام حسین علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری ۱۲؍
شاہ یثرب۔ امام حسین علیہ السلام منظوم سوانحعمری ۸؍
سیرۃ المختار۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کے زمانہ کے تمام واقعات نہایت دلچسپ اردو میں ناولانہ طرز پر۔ قیمت ۱۰؍

چہاردہ معصومین کی سوانحعمریاں

مولفہ جناب ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی جو نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی ہیں۔

(۱) سوانحعمری حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ۱۱؍
(۲) 〃 حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام ۱۱؍
(۳) 〃 حضرت سیدہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا ۷؍
(۴) 〃 حضرت امام حسن علیہ السلام ۵؍
(۵) 〃 حضرت امام حسین علیہ السلام ۱۵؍
(۶) 〃 حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ۷؍
(۷) 〃 حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ۵؍
(۸) 〃 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۹؍
(۹) 〃 حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷؍
(۱۰) 〃 حضرت امام علی رضا علیہ السلام ۸؍
(۱۱) 〃 حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۴؍
(۱۲) 〃 حضرت امام علی نقی علیہ السلام ۷؍
(۱۳) 〃 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ۴؍
(۱۴) 〃 حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام ۹؍

چودہ مکمل کتابوں کا سیٹ غیر مجلد چھ روپیہ گیارہ آنہ۔

سرو چمن۔ امام حسن علیہ السلام کی مبسوط اور مکمل سوانحعمری اس کو پڑھکر معاویہ کی چال بازیوں کی اچھی طرح پردہ دری ہو جاتی ہے۔ مولفہ جناب فوق بلگرامی قیمت ۸؍
تحفۂ رضویہ۔ امام رضا علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری مولفہ جناب فوق صاحب بلگرامی۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ
شیخ جیلانی۔ عبدالقادر جیلانی کے سچے اور صحیح حالات [illegible]
ہمارے رسول۔ حضرت رسولخدا کی مختصر سوانحعمری چھوٹے چھوٹے بچوں کیلئے آسان زبان میں۔ قیمت [illegible]
ہمارے مشکلکشا۔ حضرت امیر المومنین ؑ کی مختصر سوانحعمری ۲؍
ہماری خاتون جنت۔ جناب سیدہ کی مختصر سوانحعمری چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے۔ قیمت ۲؍

احسن القصص۔ حضرات انبیا کے منظوم حالات۔ اس کتاب کے مصنف کو سرکار نظام نے سو روپیہ عنایت فرمایا تھا۔ ۶؍
ابوطالب۔ حضرت ابوطالب کی مکمل سوانحعمری۔ قیمت ۸؍
عمار یاسر۔ مقدس صحابی رسول کے حالات۔ قیمت ۳؍
چودہ معصوم۔ مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے چودہ معصومین ؑ کے حالات زندگی ایک جگہ جمع ہیں۔ ۸؍

قران و تفسیر

قران مجید۔ جلی قلم سے لکھا ہوا مجلد قران مجید ۱۲؍
تفسیر انوار القران۔ اردو زبان میں ایسی تفسیر دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں جو صحیح معنی میں تفسیر کہی جاسکتی ہو۔ جس میں آیات کے متعلق تسکین بخش توضیحات ہوں۔ اعتراضات کے جوابات ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس اہم ضرورت کو جناب سرکار علامہ مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر گوپال پوری نے تفسیر انوار القران لکھکر پورا کردیا۔ علامہ موصوف نے اس تفسیر میں ہر ایک آیت کے متعلق عجیب و غریب نکات بیان فرمائے ہیں اور مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کو نہایت قوی ادلہ سے باطل کیا ہے اہلسنت کی تفاسیر کے جابجا حوالے دئے ہیں غرض قابل دید اور حد درجہ مفید تفسیر ہے۔

تفسیر مذکور زیر طبع ہے اب تک ۱۸۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں جن کی قیمت پہلے سے روپیہ تھی مگر اب چھ روپیہ چھ آنہ کردی گئی ہے۔ (۶؍۶)

کتب احادیث

تحفۃ الابرار۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ تقریبًا ایک ہزار احادیث کا مجموعہ۔ قیمت ۸؍
الصافی شرح اصول کافی۔ علم حدیث کی مشہور کتاب کافی کی مکمل شرح دو جلدوں میں۔ فارسی ترجمہ مع متن عربی قیمت مجلد آٹھ روپیہ۔ غیر مجلد [illegible]
خلاصہ مقدمات صافی۔ قیمت ۲؍
الہیئۃ والاسلام۔ تحقیقات ہیئت جدید کیساتھ ساتھ اسلامی ہیئت کا ذکر۔ یہ کتاب علامہ شہرستانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ

ہے جس کو جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ زنگی پوری نے سلیس اردو میں ترجمہ کرکے مسلمانوں پر عموماً اور شیعوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس کتاب سے آپ کو پتہ چلے گا کہ اب سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے آئمہ نے مسائل علم ہیئت کو جس شان سے حل فرمایا تھا جدید تحقیق بالکل اس کے ساتھ ساتھ ہے جس سے ان حضرات کی حقانیت اور علم ماکان و مایکون کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ علم دوست حضرات کو یہ کتاب ضرور ملاحظہ فرمانی چاہئے۔ قیمت ۸ر

کتب دینیات و مسائل

بچوں کی دینیات۔ حصہ اوّل۔ چھوٹے بچوں کو اصول دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ نئے انداز سے لکھی گئی ہے۔ قیمت ۳ر

حصہ دوم۔ یہ کتاب فروع دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ تیار کی گئی ہے۔ ۳ر

نصاب تعلیم دینیات۔ یہ سلسلہ بچوں کو تدریجاً دینی تعلیم دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے جس سے بچے تھوڑے سے ہی عرصہ میں اچھی خاصی معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ قیمت حصہ اوّل ۳ر حصہ دوم ۳ر حصہ سوم ۴ر حصہ چہارم ۶ر

رسالہ تقلید۔ اس رسالہ میں فقہ کے ضروری مسائل پر بہت واضح طور سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۴ر

طریقۃ الصلوٰۃ۔ مع ترجمۃ الصلوٰۃ۔ اس کتاب میں نماز کا طریقہ۔ ترجمہ۔ شکیات و مبطلات نماز اور دیگر ضروری مسائل کو سمجھایا گیا ہے۔ نیز واجب اور سنتی نمازوں کا بیان نہایت آسان زبان میں کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

دینیات کی پہلی کتاب ۱؍ر شیعی دنیا میں مشہور اور مقبول کتابیں

دینیات کی دوسری کتاب ۴ر مصنفہ جناب مولوی

دینیات کی تیسری کتاب ۵ر فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم

تحفۃ المومنین۔ جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد عرف مولوی منن صاحب قبلہ کا اردو عملیہ۔ قیمت ۶ر

مفید الحاج۔ ترجمہ مناسک۔ جناب حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اصفہانی۔ قیمت ۱۰ر

کتب مناظرہ

مذہبی مکالمہ۔ ایک سنی اور ایک شیعہ کے درمیان فیصلہ کن مناظرہ نہایت موثر اور مہذب انداز میں۔ ۸ر

ایمان ثلاثہ۔ اس کتاب میں اصحاب ثلاثہ کے اسلام، ایمان، خدمات اسلامی، جہاد فی سبیل اللہ، محبت رسول وغیرہ پر قرآن و احادیث اور کتب سیر و تواریخ اہلسنت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور حضرت علیؑ کے ایمان و جہاد فی سبیل اللہ سے موازنہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

نور ایمان۔ یہ کتاب شیعی دنیا میں بہت کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ موجودہ ایڈیشن تقریباً ۵۰۰ صفحات سے زیادہ ترمیم و اضافہ کے ساتھ بہترین کاغذ پر نہایت آب و تاب سے چھپی ہے۔ قیمت دو روپیہ

نور العین فی جواز البکاء علی الحسین۔ اس کتاب میں بہترین دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر رونا جائز ہے۔ مصنفہ جناب مولانا محسن علی صاحب سبزواری مرحوم و مغفور۔ قیمت صرف ۵ر

الجواہر۔ فرقہ مرزائی کے اعتراض تبرا کا مکمل جواب۔ ۴ر

خلافت الٰہیہ حصہ اوّل۔ ان تینوں کتابوں میں قوی **حصہ دوم** دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کے **حصہ سوم** اصلی حقدار حضرت علیؑ ہیں نہ کہ خلفائے ثلثہ۔ اس کتاب میں خلافت پر جیسی مدلل بحث کی گئی ہے بہت کم دوسری کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ قیمت حصہ اوّل ۱۲ر حصہ دوم ۱۰ر حصہ سوم ۱۲ر

تنزیہ الانبیاء۔ اس کتاب میں بہترین دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات انبیا معصوم ہوتے ہیں اور انبیا کو خاطی سمجھنے والوں نے جو جو گناہ ان برگزیدہ ہستیوں کے سر تھوپے ہیں اس کتاب میں ان سب کی تردید کی گئی ہے اور ہر الزام کے متعلق تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

نص خلافت۔ مسئلہ خلافت کے حل اور اس بحث خاص میں کہ خلافت ابوبکر کے متعلق رسول اللہ نے نص نہیں فرمائی اس کتاب میں کافی ثبوت جمع کئے گئے ہیں۔ ۸ر

فلسفہ مدح صحابہ۔ ۱؍ر

سر مختوم فی عقد ام کلثوم۔ کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے لیکن خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب ایک جید عالم اہلسنت کے قلم سے لکھی گئی ہے۔ قیمت ۲ر

مومن فطری۔ حضرات ائمہ اثنا عشر کی حقانیت کے چند فطری ثبوت نظم میں۔ جناب رشتی کے نتائج افکار ۱۰ ار

النور۔ اس بات کا عقلی و نقلی ثبوت کہ عثمان حضرت رسولخدا کے داماد نہ تھے یہ وہ عجیب و غریب کتاب ہے جسکو پڑھ کر علمائے اہلسنت پر سکوت کا عالم طاری ہے۔ ۴ر

رد اکبر۔ ایک خارجی کے ان تمام اعتراضات کے جواب جو اس نے مذہب شیعہ پر بڑے دعوے کیساتھ کئے تھے ۳ر

مخمس مقبول۔ اہل بیت علیہم السلام کی شان میں شاعر اعظم جناب طریق رامپوری کا وہ عجیب و غریب مخمس جسکو پڑھ کر روح شاعری وجد میں آجاتی ہے۔ قیمت ۴ر

حجۃ الایمان۔ یہ بے نظیر کتاب اہلسنت کے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو نام نہاد مولوی حضرات آئمہ کے مستجاب الدعوات ہونے مصلحت خداوندی سے واقف ہونے اور غیب دانی وغیرہ پر کیا کرتے ہیں۔ اس کتاب نے حضرات آئمہ کی گرانقدر شخصیت کو کچھ ایسے انوکھے انداز سے پیش کیا ہے کہ اسکو پڑھکر روح ایمان تازہ ہو جاتی ہے۔ ۸ر

ناصر الایمان۔ یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس نے پنجاب کے کئی معزز خاندانوں کو دائرہ سنیت سے نکالکر مذہب امامیہ میں کھینچا تھا۔ اس کتاب میں سنیت کی پوری پوری پول کھولی گئی ہے۔ قیمت صرف ۸ر

نور حق۔ قادیانیوں کے چند اعتراضات کے جوابات ۳ر

میزان حق مذہب شیعہ کی حقانیت کا بہترین ثبوت ۱۲ر

رسالہ تقیہ۔ جواز تقیہ پر بڑی مدلل بحث۔ قیمت ۹ر

اسلامی نماز۔ اس لاجواب کتاب میں علمائے اہل سنت کے بیشمار اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہل سنت کا طریقہ نماز بالکل غلط ہے اور شیعوں کی نماز عقلاً و نقلاً دونوں طرح صحیح اور موافق حکم خدا و رسول ہے۔ قیمت ۸ر

مناظرہ تقدیر و تدبیر۔ اس کتاب میں تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار کے مسئلہ کو نہایت آسان طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

مصحف ناطق۔ اس کتاب میں قران کے مسئلہ تحریف پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حسبنا کتاب اللہ کہنے والے کے قول کو نہایت قوی استدلال سے باطل کیا گیا ہے۔ ۱۰ر

صاعقہ طور۔ یہ کتاب ایک سابق حنفی المذہب عالم کی ہے گھر کے بھیدی نے سنیوں کے بعض اعتراضات کے نہایت دندان شکن جواب دئے ہیں۔ قیمت ۲ر

رسالہ الولی۔ اس کتاب میں عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ انما ولیکم اللہ میں ولی سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور ولی کے معنی اولی بالتصرف ہیں نہ کہ دوست یا ناصر وغیرہ ۴ر

بسط الیدین۔ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقلی و نقلی ثبوت ۳ر

کشف الظلام۔ غیبت حضرت حجۃ پر اعتراض کا جواب ۶ر

امامت والخلافت۔ ۲ر

امامۃ القران۔ جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم نے اس کتاب میں ۳۷ آیتوں سے امامت ائمہ کو ثابت کیا ہے ۶ر

تقیہ۔ جواز تقیہ پر قابل دید بحث۔ ۱ر

حصول اسلام کی حقیقت۔ سنیوں کی ایک کتاب حصول اسلام کا جواب جس میں سنیت کی قلعی کھولی گئی ہے۔ ۴ر

فتح مبین۔ شکوری پارٹی کے ان اعتراضات کا جواب جو خلافت کے متعلق النجم میں کئے گئے تھے۔ قیمت ۳ر

میزان محبت۔ محبت و بغض اہل بیت پر قابل دید بحث ۳ر

مدح و تبرا کی علمی بحث۔ قیمت ۲ر

تبرے کی حقیقت۔ قیمت ۳ر

مدح ثلاثہ اور تبرا کے متعلق ایڈیٹر پانیر کے بیانات ار

فیصلہ جونپور۔ اگر آپ شیعہ مذہب کی حقانیت اور تبرے کا جواز ایک ہندو مصنف کے قلم سے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ لاثانی کتاب ضرور پڑھئے۔ قیمت ۴ر

حقیقۃ المسیح۔ عیسائیت کی تردید میں بہترین کتاب ۶ر

کشف الاشتباہ۔ لعن و تبرا۔ تحریف و تقیہ وغیرہ مسائل کے متعلق ایک روسی عالم کے ۲۰ سوالات کے محققانہ جوابات، ایک نجفی مجتہد کی طرف سے۔ اس کتاب میں جوابات کی اصل عربی عبارت کے ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ۶ر

مسئلہ خلافت و امامت۔ دلچسپ ذخیرہ تحقیقات جو ہندو فاضل پنڈت پرنام صاحب کی قوت علمی اور زور قلم کا نتیجہ ہے۔ ۴ر

انتصار۔ قران و حدیث سے اس امر کا ثبوت کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے مگر سنیوں میں جائز ہے۔ قیمت ۶ر

کتب فضائل و مناقب

کوکب دری۔ اس کتاب کے مصنف ایک جلیل القدر سنی عالم ہیں جنہوں نے اس کتاب میں سات سو روایات فضائل اور واقعات تاریخی سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہلسنت نے حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ سے کس قدر افضل لکھا ہے اور وہ کیسے کیسے محامد و اوصاف کے قائل تھے۔ قیمت قسم اوّل ۱۲ قسم دوم ۱۴

سحر مبین۔ چہاردہ معصومین کے فضائل کا منظوم ذخیرہ ۸؍

مواعظ حسنہ۔ علامہ ہردی اعلی اللہ مقامہ کے مواعظ کا وہ قابل دید مجموعہ جس میں قران و حدیث کے وہ بیشمار نکات اچھوتے اور نرالے انداز میں بیان کئے گئے ہیں جن کے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ ذاکرین اور واعظین کے لئے بیحد مفید کتاب ہے۔ اب تک تین ایڈیشن ہوچکے ہیں قیمت ۸؍

سپہر امامت کے بارہ برج۔ ۵؍

ذخیرہ مناقب مع ہفت بند کاشی مشہور کتاب ہے ۱۰؍

ذخیرہ مناقب مع ہفت بند کاشی و دیگر ضروری مناجات ۱۲؍

مجموعہ مناقب مع دیگر ضروری مناجات۔ قیمت ۲؍

کائنات قبل اسلام۔ کائنات قبل اسلام کی بہیمیت و بربریت کا نظارہ۔ جاپان۔ مصر، تبت۔ ہند فارس، جزیرہ مالٹا، روس، یونان، یورپ، عرب وغیرہ کی اخلاقی مذہبی اور تمدنی تاریخ کا جائزہ۔ مستشرقین یورپ کی الزام تراشیوں کا تماشا علم الاصنام کی دلچسپ تحقیقات، مادیت کی گھنگھور گھٹا میں توحید خالص کی برق تابی، فاران کی چوٹیوں پر دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا اثر اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت صرف ۵؍

فلسفہ مذہب شیعہ۔ جرمنی محقق کے قلم سے ۱؍

فلسفہ اہلبیت۔ اگر آپ محمد و آل محمد کے کارنامے اہل یورپ کی زبان سے سننا چاہتے ہیں اور واقعات کربلا کو فلسفیانہ روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو اس بے نظیر کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۱۴؍

قصائد نجم۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کے قصائد کا مجموعہ ۱۴؍

الشہید۔ شہادت حسینی کے متعلق بہترین مضامین کا مجموعہ۔ ۲؍

گوہر مقصود۔ امام عصر علیہ السلام کی شان میں فارسی کا بہترین قصیدہ۔ قیمت ۱؍

کتب مراثی و نوحہ جات

کلیات انیس۔ میر انیس صاحب مرحوم کے مراثی کا مکمل مجموعہ چار جلدوں میں قیمت جلد اوّل ۱۲ جلد دوم ۱۲؍ جلد سوم ۱۴ جلد چہارم ۱۴

نظم نفیس۔ میر نفیس مرحوم کے چوٹی کے چھ مرثیے ۱۴؍

بوستان رشید۔ جناب رشید کے مراثی کا مجموعہ۔ ۱۴

خورشید خاوری۔ میر صاحب کے شاگرد رشید جناب وقار صاحب کے مرثیوں کا مجموعہ۔ قیمت ۱۴؍

انتخاب کلام انیس و دبیر۔ قیمت ۴؍

اشارات غم۔ حضرت نجم آفندی کے نوحوں کا مجموعہ ۸؍

نوحہ جات مہر۔ جناب مہر جائسی کے دلگداز نوحوں کا مجموعہ جو دو بیاضوں میں قیمت ہر بیاض ۲ مکمل سیٹ ۱۴

منظر شہادت۔ محترمہ جناب حجاب صاحبہ بلگرامی کے نوحہ و ماتم کا مجموعہ مستورات کیلئے خاص تحفہ۔ قیمت ۲؍

عروج غم۔ جناب جلیل صاحب کے نوحوں کا مجموعہ ۱؍

کلام لطیف۔ سلاموں کا مجموعہ۔ قیمت ۴؍

کتب مجالس و مقاتل

ذائقہ ماتم۔ چہل مجلس مشہور کتاب ہے۔ ۸؍

ابتلائے اعظم۔ سیرت حسینی کا بصیرت افروز بیان، یزید کی بغاوت کا ثبوت۔ جواز گریہ وغیرہ قیمت ۶؍

جواہر البیان۔ حدیث خوانی کی بہترین کتاب۔ زبان نہایت سلیس ہے اور واقعات تواریخ معتبر اور احادیث صحیحہ سے مع حوالہ جات لکھے گئے ہیں۔ نکات ایسے ایسے کہ مجلس پھڑک اٹھے۔ مصائب نہایت مبکی ہیں۔ قیمت ۱۲

مفتاح البیان۔ یہ کتاب بھی حدیث خوانی ہی کیلئے چھوٹے سائز پر دو حصوں میں لکھی گئی ہے قیمت ہر حصہ ۱۴

زینت المجالس۔ یہ کتاب بھی حدیث خوانی کے لئے بہترین کتاب ہے۔ ہر مجلس کسی آیت قرانی سے شروع کی گئی ہے۔ زبان سلیس ہے قیمت ۱۴

تقریر الشہادتین۔ ترجمہ سر الشہادتین۔ قیمت ۵؍

کتب اعتقادات

الدّرالفرائد۔ اعتقادات حقہ کا مجموعہ۔ قیمت ۱ر

صفات ثبوتیہ۔ اس کتاب میں خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ کو دلچسپ عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ ۵ر

راز قدرت۔ عقائد حقہ اسلام کے متعلق نہایت عام فہم اور سلیس عبارت میں فلسفیانہ مباحث۔ قابل دید علمی نکات اور اہم مسائل کا نہایت اطمینان بخش جواب مصنفہ نفس دوراں سید الحکما مولوی حکیم سید قمر الزماں صاحب۔ ۱۲ر

اثبات الحجاب۔ پردہ کا عقلی و نقلی ثبوت ۶ر

تحقیق دعا۔ حقیقت دعا کا بیان۔ ۵ر

گاؤ کشی اور مسلمان۔ گاؤ کشی کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کا بیان۔ قیمت ۲ر

قومی کارنامے

شیعہ رجب اور جیل نمبر۔ قابل دید سالنامہ۔ تبرائی ایجیٹیشن لکھنؤ کے حالات اور اسیران تبرا کی تصاویر۔ ۸ر

سلور جوبلی نمبر۔ انجمن شیعہ سادات و مومنین کا سلور جوبلی نمبر جس میں بیشمار شیعہ مشاہیر کے حالات اور فوٹو جمع کئے گئے ہیں۔ ایک قابل دید قومی گلدستہ ہے جس کا کاغذ اور لکھائی چھپائی بھی قابل دید ہے۔ ۸ر

شاعر اہلبیت جیل میں۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کی ان نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے تبرائی ایجیٹیشن کی اسیری کے زمانہ میں جیل کے اندر لکھی تھیں۔ ۲ر

اخلاقی و مذہبی افسانے

شریف خون۔ شیعہ لٹریچر میں بالکل نئی کتاب۔ نہایت دلچسپ تاریخی ڈرامہ جس کا پلاٹ امیر مختار کے حالات سے لیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

اختر النساء بیگم۔ عورتوں اور خصوصاً نوجوان لڑکیوں کے لئے دلچسپ اور موثر اخلاقی ناول۔ ۱۲ر

اجتماع ضدین۔ قابل دید اخلاقی ناول۔ ۸ر

دلگداز افسانے۔ نہایت دلچسپ اور موثر افسانوں کا مجموعہ۔ عبارت نہایت رنگین اور شیریں ہے۔ قیمت ۸ر

بچوں کی کہانیاں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے اخلاقی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں۔ چار باتصویر کتابوں کا خوشنما سیٹ۔ قیمت ہر حصہ ۳ر مکمل سیٹ ۱۰ر

لڑکیوں کی کہانیاں۔ ذرا سیانے بچوں کے لئے چار کتابوں کا باتصویر خوشنما سیٹ جن میں اخلاقی کہانیاں درج کی گئی ہیں۔ قیمت ہر حصہ ۳ر مکمل سیٹ ۱۰ر

آل انڈیا دولہن کانفرنس۔ دلچسپ معاشرتی ناول اس کتاب میں ناولانہ طرز پر مختلف قسم کی انمل بے جوڑ شادیوں کا خاکہ اڑایا گیا ہے۔ زبان بڑی پیاری ہے۔ قیمت ۱۲ر

تعلیم یافتہ دولہن۔ لڑکیوں میں تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے لئے ایک اخلاقی ناول۔ ۲ر

مسدس جوہر۔ مسدس حالی کے طرز پر قوم کی اصلاح کے لئے جناب جوہر کا بہترین مسدس۔ قیمت ۴ر

احترام اسلام۔ اسلام میں تربیت کی تعلیم۔ ۳ر

ایک نوخیز لڑکی کا خط۔ شادی کی غلط رسوم کا انسداد ۲ر

معلم امور خانہ داری

پخت و پز۔ ہر قسم کے کھانے پکانے، اچار مربے چٹنیاں وغیرہ بنانے کی بہترین ترکیبیں۔ قیمت صرف ۸ر

گھر گرہستی۔ یہ کتاب لڑکیوں کو ضرور پڑھائی جاتی ہے جس میں امور خانہ داری کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ساتھ ہی مختلف قسم کے کھانوں کی ترکیب بھی درج ہے ۱۲ر

متفرق کتب

خزینہ مضامین۔ مضمون نویسی سکھانے والی کتاب ۸ر

انشائے لشتوال۔ لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے والی کتاب۔ قیمت صرف ۸ر

خزینہ عجائبات۔ ۸ر

لطائف الشعرا۔ ادبی لطائف کا مجموعہ۔ ۸ر

رفتار زمانہ۔ تہذیب جدید کا ظریفانہ خاکہ ۵ر

نئی روشنی کا قانون۔ پردہ کی حمایت میں رسالہ ۳ر

تین انمول رتن

میرا دعویٰ ہے کہ یہ دوائیں نیز دواخانہ اکبر کی ہر ایک دوا سو فیصدی مفید اور مجرب ہے۔ تجربہ امتحاں کی بہترین کسوٹی ہے؛ جھوٹ، خوشامد، تصنع و بناوٹ سے سروکار نہیں۔

(۱) لیپ حیرت انگیز معروف بہ لیپ مجلوق رجسٹرڈ۔ عدیم المثال، بہترین، مستند، مجرب۔ یہ وہی دوا ہے جس کا نسخہ حکیم صاحب سرپرست دواخانہ نے ہندوستان کے مشہور طبی رسائل میں ہمدردی و ترقی فن اور خدمت ملک کی غرض سے شائع کرا دیا ہے۔ جس کو ملک کے صدہا اطبا، وید ڈاکٹروں نے بنا کر تجربہ کیا اور تصدیق عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اب تک ہزارہا ناکارہ سست کمزور و مجلوق شفا حاصل کر چکے ہیں جن کی سندات موجود ہیں۔ یہ عجیب و غریب حیرت انگیز شے ہے جو دنیائے طب قدیم و جدید کی اوّل ایجاد ہے عضو خاص کے جملہ نقائص کجی، دبلاپن، غیر ہمواری، چھوٹاپن دور ہو کر عضو خاص کو موٹا، سخت، دراز کرتا ہے۔ حرکت قوت، نعوظ، انتشار، طاقت بدرجہ کمال پیدا ہوتی ہے، بیشمار زندہ درگور مرضا اب تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ مجلوق و کمزور کے لئے ایک نعمت ہے اگر اس کے فوائد کے اعتبار سے اس کی قیمت ایکصد روپیہ رکھی جاوے جب بھی کم ہے تجربہ شرط ہے قیمت دو تولہ پانچ روپیہ۔

(۲) سفوف اکبر رجسٹرڈ۔ معروف بہ نشاط زندگی ۵۰۶ - جریان، کثرت احتلام، رقت، سرعت، کمی باہ کی بہترین دوا۔ منہی، ممسک، جو لوگ اس امر کے شاکی ہیں کہ جریان کا علاج ناپید ہے وہ اس دوا کو ضرور استعمال کریں یہ دوا اپنے فوائد کی وجہ سے صدہا حکما اور وید صاحبان نیز ہزارہا عوام و خواص سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے ایک ڈبہ ۴۸ خوراک جو ۱۲ یوم کے لئے کافی ہے دو روپیہ آٹھ آنہ۔

(۳) مکمل بکس دق و سل ۵۹ سل ریوی (یعنی پھیپھڑہ کی دق و سل) مگر پھیپھڑہ سے مسلسل و متواتر کثرت سے خون نہ آیا ہو نہ ایسا ذبول واقع ہوا ہو کہ مریض پوست و استخواں کا ڈھانچہ رہ گیا ہو۔ قدرے قوت مدافعت اور قوت ارادی موجود ہو۔ اس کے لئے یہ دوا سو فیصدی شفا کا حکم رکھتی ہے۔ اس دوا سے دعوے کیساتھ علاج کیا جا سکتا ہے انشاء اللہ کبھی خطا نہ کریگی میں یقین دلاتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ اس دوا کے مقابلہ میں کوئی دوا اب تک کسی طب میں موجود نہیں ہے۔ اس کو اشتہاری دوا نہ خیال کریں بلکہ آپ کے علم و یقین میں جس مقام پر اس قسم کے مرضا ہوں ان کو آگاہ کر دیجئے اور آپ سفارش کیجئے کہ فوراً جس قدر جلد ممکن ہو۔ **بکس دق و سل ۵۹** منگوا کر مریض کو استعمال کرا دیں (یا شمس الاطبا، سراج الحکما، خادم الملک حکیم سید اکبر حسین صاحب قبلہ رجسٹرڈ انڈین میڈیسن بورڈ یوپی درجہ اوّل و سرپرست دواخانہ اکبر رجسٹرڈ سے مریض کا معائنہ کرا کے مشورہ حاصل کریں)

حکیم صاحب موصوف تمامی ہندوستان میں علاج دق و سل و امراض مردانہ، کمزوری باہ و نامردی وغیرہ کے ماہر خصوصی تسلیم کئے جا چکے ہیں۔ بیشمار سندات آپ کو اس مرض کے سلسلہ میں حاصل ہو چکی ہیں۔ میں دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کو مریض یا مریض کے سرپرست سے شرمندہ نہ ہونا پڑیگا۔ قیمت مکمل بکس بیس یوم کے لئے مبلغ آٹھ روپیہ (عہ)

مینیجر دواخانہ اکبر (رجسٹرڈ) گدڑی بازار الہ آباد۔ یوپی،

باہر تھا مگر ان اشخاص کے اصرار پر جو کہ انتہا مالدار و ہمدرد قوم و ملت و دواخانہ کے ہیں اور ہمارے علاج و ادویہ اس دواخانہ سے امراض مہلک و خطرناک سے شفائے کلی جلد پاچکے ہیں ان کے اصرار پر نصف قیمت ادویہ کا ایک سال تک کیلئے اعلان کرتے ہیں ہر سہ موصوفین نے ہم سے وعدہ منتقل فرمالیا ہے کہ نصف قیمت پر دوا فروخت کرنے سے ایک سال تک دواخانہ کو جو نقصان ہوگا وہ روپیہ ہر مہینہ برابر روانہ کرتے رہیں گے چونکہ ہر سہ حضرات نے ہم سے اپنے اخفائے نام کا عہد حلفیہ لے لیا ہے اس لئے ان کے اسمائے گرامی کا اظہار ہم نہیں کرسکتے ہیں اگر اجازت اظہار نام کی ہوتی تو ناظرین رسالہ نور کو معلوم ہو جاتا کہ یہ حضرات کتنے بڑے مالدار اور ہمدرد قوم و ملت و دواخانہ کے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر مریض استعمال ادویہ دواخانہ بہار عیش کی نہ کریں تو ان کی شومیٔ قسمت ہے۔ اور ہماری ہر مرض کی دوا ہر موسم میں بخوبی یکساں نفع دیتی ہے۔

اس کو ضرور ملاحظہ فرمایئے

گو بکثرت سارٹیفکٹ ملازماں گورنمنٹ و عام و خاص پبلک کے دواخانہ میں موجود ہیں اگر ان کو مشتہر کرنا مثل دیگر اشتہاری دواخانوں کے ہرگز ہم نے گوارا نہ کیا۔ ہم نے خاص سنبھل میں ایسے مہلک و خطرناک مریضوں کا بکثرت علاج کیا ہے اور جو ہمارے علاج و ادویہ ہمارے دواخانہ سے بالکل اور جلد تندرست ہوگئے۔ حکاماں سنبھل و عام و خاص پبلک کا اب یہ مقولہ ہے کہ ہمارے علاج اور دواخانہ بہار عیش کی ادویہ میں مثل جادو کے اثر ہے خریداران ادویہ دواخانہ بہار عیش کے اطمینان قلب کے لئے ہم ایسے مجسٹریٹ تحصیل سنبھل کا سارٹیفکٹ درج ذیل کرتے ہیں جو کہ تحصیل سنبھل میں قریب چھ سال کے رہے اور جو کہ ۱۸ نومبر ۱۹۵۸ء کو تحصیل سنبھل سے تحصیلداری تحصیل ٹھاکردوارہ ضلع مرادآباد کو تبدیل ہوگئے بغیر ہماری استدعا کے مندرجہ ذیل سارٹیفکٹ ہمارے دواخانہ میں بھیجدیا۔ تحصیلدار صاحب موصوف نے بکثرت مریضوں کو سنبھل میں ہمارے علاج سے فوراً آرام ہوتے ہوئے خود دیکھا وہ ہمارے علاج اور ہمارے دواخانہ کی ادویہ کے دل سے معتقد تھے۔

ترجمہ سارٹیفکٹ انگریزی

میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم سید احمد حسین رضوی مالک دواخانہ بہار عیش سنبھل نہایت تجربہ کار حکیم ہیں۔ غریبوں کو مفت دوا تقسیم کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے مریضوں پر بیحد توجہ مبذول رکھتے ہیں کبھی تساہل نہیں فرماتے امراض کی تشخیص میں بہترین ملکہ ہے نیز انڈین میڈیسن بورڈ یوپی (لکھنؤ) سے ۱۹۵۶ء سے سالانہ امداد پا رہے ہیں میری دلی خواہش ہے کہ یہ اپنی زندگی میں ہر طرح کامیاب رہیں۔
فقط دستخط شیو نرائن سکسینہ مجسٹریٹ تحصیل سنبھل مورخہ ۱۶ ار نومبر ۱۹۵۸ء۔

کل شیعان علیؑ کو مژدہ دخول جنت

عرصہ قریب تین ماہ کا ہوا میں نے خواب میں دیکھا کہ دو لشکر مسلح آمنے سامنے صفیں باندھے آمادہ جنگ کھڑے ہیں ایک صف میں امیر المومنین علی علیہ السلام بھی کھڑے ہیں اور آمادہ جنگ ہیں اسی صف میں یہ گنہگار بھی حضرت کے بائیں بغل سے ملا ہوا کھڑا ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔
ان احادیث نبوی سے بندہ بخوبی واقف ہے کہ بحالت خواب شیطان بصورت انبیاؑ میرے اوصیاکے ہرگز بھی نہیں آسکتا ہے اور جو کوئی انبیا و اوصیا پر جھوٹ بولیگا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔
اس خواب کے نظر آنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ عرصہ ۵۰ سال سے ناد علی کا عامل ہوں اور پچاس سال سے بلا ناغہ ہر شب کو بطریقہ خاص چہاردہ معصوم و شہدائے کربلائے معلیٰ علیہ السلام کو پکارتا ہوں اٹھتے بیٹھتے ان کا نام اور ان

کا ذکر میرے ورد زبان ہے اور جس قدر فروختگی ادویہ سے منافع ہوتا ہے جگہ بجگہ قومی و مذہبی اداروں کو مستقل طور سے ماہوار کل دیدیتا ہوں مزارات مقدسہ عراق دکربلائے معلیٰ وغیرہ سے مشرف ہو چکا ہوں۔ سنبھل جہاں مذہب شیعہ کا نام لینا بھی داخل گناہ سمجھا جاتا ہے بلاخوف وخطر بقدر اپنے علم کے اپنے مذہب حق کی تبلیغ بھی ہمیشہ کرتا ہوں ان ہی وجوہات سے میرے مولیٰ و آقا امیر المومنین علی علیہ السلام نے بذریعہ خواب مجھکو بشارت دنیا ہی میں دیکر ہر طرح سے مطمئن فرمادیا کہ تو ہماری صف میں اور مذہب حق پر ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ جوان کے مذہب پر ہوگا وہ بلاشک وشبہ جنتی ہے۔

میں نے اپنے اس خواب کا حال مشرح بحضور قبلہ وکعبہ جناب مولانا کلب حسن صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ کی خدمت میں بغرض تعبیر بذریعہ خط روانہ کیا تعبیر طویل ہے اس کے مختصر فقرے درج ذیل ہیں یہ جواب مولانا مدظلہ کا ۱۵ جنوری ۴۱ء کو مجھکو موصول ہوا ہے (تعبیر خواب) جناب عالی نے جو اپنے خواب کی تعبیر خیال کی ہے وہ بالکل حق ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ معصومین کی شکل میں متشکل ہونے پر شیطان قادر نہیں ہے (حدیث نبوی تحریر فرمائی ہے) اور دلیل عقلی یہ ہے کہ معصومین کی شکل میں شیطان کو خداوند عالم بحالت خواب متشکل ہونے کی اجازت دیدے تو فائدہ تبلیغ اور احکام انبیا پر اعتبار باقی نہ رہے گا۔ دستخط ومہر کلب حسین بقلمہ

چونکہ یہ خواب ہر فرد شیعہ سے متعلق ہے لہذا ان کو خوشخبری جنتی ہونے و مذہب حق پر ہونے کی دیتا ہوں۔

کل ادویات دواخانہ بہاریش (۲۱) دسمبر ۴۰ء تک نصف قیمت پر روانہ ہونگی۔

اطبائے دربار شاہان اودھ (لکھنؤ) کی ہر مرض کی خاندانی مجربات پیٹنٹ ادویات تجربہ شدہ دوسو سال

فہرست ادویہ دواخانہ بذریعہ کارڈ جلد مفت طلب فرمائیے۔

عمر اسلاف شہنشاہوں میں ساری گذری ۔۔۔ پانچویں پشت طبابت میں ہماری گذری

فروختگی ادویات کا کل منافع مذہبی و قومی ضروری کاموں میں دیا جاتا ہے۔ جملہ فرمائشوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی جواب طلب خطوط کیساتھ ہمیشہ ٹکٹ ڈاک ضرور آنے آرڈر میں حوالہ نور تحریر فرمایئے۔

اکسیر سرعت انزال ۱۲؎ اس کی شکایت عام طور سے ہر عمر کے مردوں کو ہے اور وہ اب قطعی مایوس العلاج بھی ہو چکے ہیں اور وہ لطف مباشرت سے بالکل محروم ہیں اس سفوف کے استعمال سے مرد مباشرت سے ہرگز فارغ نہیں ہوتا ہے جب تک اس کا دل نہ چاہے اگرچہ تمام شب مباشرت میں گزر جائے قیمت معہ محصولڈاک ۱۴ خوراک پانچ روپیہ بارہ آنہ۔

اکسیر طلاء مخصوص ۱۲؎ بوجہ بلوغ و اغلام، جریان، آتشک، سوزاک، کثرت مباشرت وغیرہ کے اگر عضو تناسل میں کجی لاغری، چڑ پنی، رگیں پھولی، سرعت انزال، جریان کی بہت زیادہ شکایت ہے اور قوت مردمی بھی بالکل زائل ہو گئی ہے اور آپ قطعی مایوس العلاج بھی ہو چکے ہیں تو اس کو ضرور جلد استعمال کریں اس کی زود اثری آپ کو حیرت میں ڈال دیگی مثل جادو کے فوراً اثر کرتا ہے قوت باہ میں تو اس قدر جلد ترقی روزافزوں ہوتی ہے کہ تاب ضبط ہرگز نہیں رہتی ہے اور پھر امراض مندرجہ بالا کی کسی قسم کی شکایت تا زیست نہیں ہوتی ہے۔ ہر عمر کے مرد کو یکساں مفید ہے آبلہ سوزش وغیرہ سے یہ طلاء مبرا ہے ترکیب استعمال بہت ہی آسان ہے اس کے مجرب اور زود اثر ہونے میں شک وشبہ کو ذرا بھی دخل نہیں ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک فی شیشی آٹھ روپیہ بارہ آنہ (۱۲ ؎)

خادم قوم

حکیم حاذق سید احمد حسین رضوی لکھنوی گورنمنٹ پنشنر رجسٹرڈ فسٹ کلاس ممبر آف انڈین میڈیکل صوبجات متحدہ لکھنؤ خلف فخر الحکما حکیم سید عبد العلی صاحب لکھنوی طبیب دربار شاہی لکھنؤ وشبقہ دار شاہی - دواخانہ بہاریش سنبھل ضلع مراد آباد

قابل اعتماد کشتہ جات

تاجروں اور اطبا صاحبان کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی

۱۔ **کشتہ نقرہ**۔ جگر و معدہ کو نافع ہے کمزوری کو زائل کرتا اور اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے ہضم اچھا کرتا باہ کو برانگیختہ کرتا اور جسم کو فربہ و چست کرتا ہے یہ کشتہ دو چاول ایکتولہ مکھن یا خمیرہ گاؤزباں جواہر والا ۷ ماشہ کیساتھ استعمال ہوتا ہے قیمت للعہ تولہ

۲۔ **کشتہ مثلث**۔ جریان کے لئے نہایت مفید ہے مادہ تولید کو بڑھاتا اور غلیظ کرتا ہے قوت مردمی کو نہایت مفید ہے اور جگر کو قوت پہنچاتا ہے ۲ چاول معجون آرد خرما ایکتولہ یا مکھن ایکتولہ میں ملا کر کھایا جاتا ہے۔ قیمت ۸ر تولہ۔

۳۔ **کشتہ ابرک سیاہ**۔ نزلہ زکام، درد کمر، بخار ریگ مثانہ قوت باہ کے مفید ہے خوراک ۲ چاول قیمت عہ تولہ

۴۔ **کشتہ پوست بیضہ مرغ** ذیابیطس کو فائدہ مند ہے اور جریان میں نہایت نفع دیتا ہے خوراک ۴ چاول ۱۲ر تولہ

۵۔ **کشتہ شاخ آہو**۔ درد پسلی اور نمونیہ کیلئے حد درجہ مفید ہے برسوت زناں کے لئے نافع۔ ۴ر تولہ

۶۔ **کشتہ مرجان**۔ دل کو قوت دیتا ہے اور کھانسی کو مفید ہے خوراک ۲ چاول خمیرہ گاؤزباں سادہ ایکتولہ کیساتھ ۴ر تولہ

۷۔ **کشتہ عقیق**۔ دل کو قوت دیتا ہے سل کے لئے نہایت مفید ہے پھیپھڑے کے زخم کو بھرتا ہے خوراک ۲ چاول ۸ر تولہ

۸۔ **کشتہ قرن ایل**۔ معدہ اور پسلی کے درد کے لئے نہایت مفید ہے بلغمی کھانسی کو فائدہ دیتا ہے اور خنازیر کو نافع ہے خوراک ۴ چاول ایک تولہ جوارش جالینوس کے ساتھ ۴ر تولہ

۹۔ **کشتہ حجر الیہود**۔ سنگ گردہ اور مثانہ کو خارج کرتا ہے ہزاروں بار کا مجرب ہے خوراک ۲ چاول معجون عقرب ۵ ماشہ کیساتھ ۱۲ر تولہ

۱۰۔ **کشتہ قلعی** جریان کے لئے نہایت مفید ہے سرعت، رقت، کثرت احتلام کو فائدہ مند ہے معدہ اور باہ کو قوت دیتا ہے خوراک ۲ چاول نبوب کبیرہ ۵ ماشہ یا معجون آرد خرما ایک تولہ کیساتھ۔ ترشی اور بادی چیزوں سے پرہیز۔ پندرہ روپیہ سیر ۲ر تولہ

۱۱۔ **کشتہ سنکھ**۔ تپ کہنہ کے لئے حد درجہ مفید ہے۔ ۴ر تولہ

۱۲۔ **کشتہ نیلا تھوتھا**۔ پرانی سے پرانی آتشک کو چند روز کے استعمال کے بعد جڑ سے کھو دیتا ہے قیمت عہ تولہ

۱۳۔ **کشتہ یاقوت سرخ**۔ حد درجہ مقوی اعضائے رئیسہ ہے قیمت عہ تولہ۔

۱۴۔ **کشتہ مرگانک**۔ معدہ کو قوت دیتا ہے امراض جگر کے لئے بیحد مفید ہے اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے للعہ تولہ

۱۵۔ **کشتہ گیودنتی**۔ آتشک۔ وجع المفاصل۔ عرق النساء وغیرہ کو نافع۔ فالج اور لقوہ کو بھی مفید ہے اور سوداوی امراض میں تو بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے یہ کشتہ ۴ چاول منقی میں رکھکر کھاتے ہیں پانی سے نگل لیں زیادہ لال مرچ اور ترشی کا پرہیز ۲ر تولہ

۱۶۔ **کشتہ صدف**۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے قلب کو فرحت دیتا ہے ۲ چاول بالائی یا مکھن کیساتھ کھائیں ۸ر تولہ

جوہر نوسادر۔ یہ ایک قسم کا چورن سمجھنا چاہیے جو غذا کو ہضم کرتا ہے اور جگر و تلی کے لئے مفید ہے۔ ۲ر تولہ

نوسادر سیال۔ ہمارا یہ عرق ہاضم نوسادر سے تیار کیا گیا ہے جس کے چند قطرے ہضم کو درست کرنے کے لئے کافی ہیں بچہ جوان بڈھا مرد عورت مریض، تندرست سب کو فائدہ مند ہے۔ اگر اس کی ایک شیشی گھر میں موجود ہے تو کسی کو بدہضمی کی شکایت نہیں ہو سکتی۔ ہماری یہ دوا ہیضہ کی قاتل ہے اور جگر و تلی کو نافع پھر کوڑیوں کے مول ۴ر تولہ۔

ملنے کا پتہ۔ ماہر فن کشتہ جات سید جعفر حسین معرفت رسالہ نور

رسالہ نور سید انور حسین پبلشر نے یونین الیکٹرک پریس مراد آباد میں چھپوا کر سیتیم ملکہ پور مراد آباد یوپی سے شائع کیا

شمیم بکڈپو کے اغراض و مقاصد

یہ بکڈپو اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا گیا ہے کہ مذہبی اور اخلاقی کتابین نہایت دلچسپ اردو مین شائع کر کے قوم شیعہ کے زن و مرد کو اسلامی لٹریچر سے عموماً اور مذہب شیعہ کے تاریخی واقعات اور مذہبی معاملات سے خصوصاً پوری طرح واقف کیا جاسے۔ اس ادارے کے سرپرست قوم شیعہ کے مشہور و معروف واعظ و مصنف ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا و مقتدانا جناب مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی ہین جنھون نے اپنی انتہائی دلچسپی اور قابل قدر جانفشانی سے کام کر کے ایک ہی سال کے اندر آٹھ دس کتابین کافی ضخیم اس ادارے سے شائع کرا دین جنھون نے بہت جلد شیعی دنیا مین غیر معمولی مقبولیت حاصل کر کے کارکنان بکڈپو کی بہت بڑی ہمت افزائی کی۔ انشاءاللہ سال آئندہ کے ختم تک اور بہت سی کتابین شائع ہو سکین گی۔

حضرت مولانا مدظلہ کا طرز تحریر جیسا کچھ دلچسپ اور ہر دلعزیز ہے اس کو ہندوستان کا ادبی حلقہ بخوبی جانتا ہے۔ سلیس عبارت مین وہ ادبی چٹکیان اور گدگدیان ہوتی ہین کہ پڑھنے والے کے منہ سے بیاختہ واہ واہ نکل جاتی ہے۔ ہندوستان کے مصنفین مین خواہ وہ کسی قوم کے ہون یہ فخر جناب سرپرست مدظلہ ہی کو حاصل ہے کہ اب تک سو سے زائد کتابین آپ کے قلم سے نکلکر طبع ہو چکی ہین ایسے باکمال مصنف اور عالم دین کی سرپرستی کا فخر بحمداللہ اس ادارے کو حاصل ہے۔

آپ اس مذہبی اور تبلیغی ادارہ کی امداد حسب ذیل طریقون سے فرما سکتے ہین

(۱) اس کی سرپرستی قبول فرما کر جو یقیناً عنداللہ اجر عظیم کا استحقاق پیدا کرنے والی ہے اس کا زر اعانت ۵۰ر ہے۔ اس صورت مین بکڈپو کی تمام مطبوعہ کتابین عمر بھر آپ کی خدمت مین بلا قیمت پیش کی جائین گی اور اسکے جملہ معاملات مین آپ کی زرین رائے پر عمل کیا جائیگا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن آپ کے نام پر کر کے آپ کا فوٹو بھی اس کتاب مین دیا جائے گا۔

(۲) لائف ممبری منظور فرما کر جس کا چندہ پچاس روپیہ ہے اس صورت مین بکڈپو اپنی تمام مطبوعہ کتابین عمر بھر نصف قیمت پر یا بیس سال تک بلا قیمت پیش کرتا رہیگا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن بھی آپ کے نام نامی سے کریگا۔

(۳) دس سالہ ممبری منظور فرما کر اس کا چندہ پچیس ۲۵ روپیہ ہے اس صورت مین دس سال تک جملہ کتابین بلا قیمت آپ کی خدمت مین پیش ہونگی اور کسی ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن بھی آپ کے نام نامی سے ہوگا۔

(۴) سالانہ ممبری منظور فرما کر اس کا چندہ پانچ روپیہ سالانہ ہے اس صورت مین ایک سال تک کل مطبوعہ کتب (اس سال کی) بلا قیمت آپ کی خدمت مین پیش ہونگی۔

(۵) اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہین تو اس کو ہمارے بکڈپو مین فروخت کرنیکی غرض سے بھیج دیجئے۔ ہر سال ماہ ستمبر کے آخر مین بعد وضع کمیشن ۲ر فی روپیہ آپ کا کل مطالبہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا جائے گا۔

(۶) اگر آپ کے یہان پرانی تفسیر، تاریخ، علم کلام، علم حدیث وغیرہ کی کتابین ہون اور آپ اُن کو فروخت کرنا چاہتے ہون تو ہمارے یہان اُن کو بھیج دیجئے ہم پرانی کتابون کی فہرست مین اُن کو داخل کرا کے فروخت کرائین گے۔ کمیشن کتابون کی حالت معلوم ہونے پر طے ہو سکتا ہے۔

بکسیلروں اور کمیشن خریداروں کیساتھ رعایتیں

نوٹ ۱۔ حسب ذیل کمیشن صرف اُن ہی کتابوں پر دیا جائے گا جو شمیم بک ڈپو کی مطبوعہ اور ملکیت ہونگی۔

شرحِ کمیشن۔ (۱) پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک ۲۵ فیصدی

(۲) پچاس روپیہ سے سو روپیئے تک ۳۵ فیصدی

نوٹ۔ پانچ روپیہ ایڈوانس آنے پر پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کی کتابوں کے آرڈر کی تعمیل کیجائیگی۔

۲۔ پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کی تعمیل کے لئے مبلغ دس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے خرچ پیکنگ بذمہ دفتر ہوگا اور محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار۔

۳۔ ممالک غیر سے پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کے آرڈر کیلئے مبلغ دس روپیہ اور اسی طرح پچاس سے سو روپیہ تک کے آرڈر کے لئے بیس روپیئے ایڈوانس آنا ضروری ہے کسٹم بذمہ خریدار۔

نور میں اشتہار دیکر فائدہ حاصل کیجئے

نور میں اشتہار دینا یقیناً آپ کی تجارت کیلئے بڑے فروغ کا باعث ہے کیونکہ رسالہ تمام اطراف ہندوستان میں مقتدر اور قدر دانان علوم وفنون کی نظر سے گزرتا ہے۔ ہم آپ کا اشتہار کسی ایسے مناسب موقع پر دینگے کہ ہر شخص کی نظر کا اس پر پڑنا ضروری ہوگا۔ اشتہارات کی اجرت ہم نے اپنے تمام معاصر رسالوں کی نسبت کم رکھی ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ نور کا مسطر ۳۲ سطر کا ہے اس بنا پر ایک صفحہ میں آپ کا بڑے سے بڑا اشتہار آسکتا ہے۔ ایک بار نور میں اشتہار دیکر ضرور آزمائش کیجئے۔ ہم کو قوی امید ہے کہ پھر آپ کا اشتہار ہمارے رسالہ میں مستقل طور سے رہے گا۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

راقم منیجر نور

نرخنامہ اشتہارات

ایک سال بارہ مرتبہ	فی صفحہ للعہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم عـہ	١/٤ کالم معہ
چھ ماہ چھ مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم معہ	١/٤ کالم للعہ
تین ماہ تین مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ [illegible]	نصف کالم للعہ	١/٤ کالم [illegible]
ایک ماہ ایک مرتبہ	فی صفحہ [illegible]	نصف صفحہ للعہ	نصف کالم [illegible]	١/٤ کالم عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

نور

شمیم بک ڈپو مراد آباد
کا
مذہبی اخلاقی و ادبی ماہانہ رسالہ
یو۔ پی

جلد ۲ | ماہ جنوری ۱۹۴۱ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ | نمبر ۲

تفسیر الآیات

تفسیر ۱۹۵۹

از جناب قبلہ حضرت ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب مدظلہ العالی

(۱) کل شئ ھالک الا وجہہ

ابوحمزہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام آیہ کل شئ ھالک الا وجہہ کے معنی دریافت کئے آپ نے فرمایا خدا اس سے برتر ہے کہ وجہ (چہرہ) رکھتا ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے دین کے۔

حرث بن مغیرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے۔ فرمایا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس شخص کے جس نے طریق حق اختیار کیا۔

صفوان جمال سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے اس آیت کے معنی دریافت کئے تو فرمایا جس شخص کو خدا نے اطاعت محمد و اطاعت آئمہ کی سعادت عطا فرمائی ہے وہ ہے وہ وجہ جو ہلاک نہ ہوگا پھر آپ نے پڑھا من یطع اللہ فقد اطاع اللہ

اور اسی اسناد سے حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا ہم ہیں اللہ کا وہ وجہ جو ہلاک ہونے والا نہیں۔

فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ہم ہیں وہ مثانی جسکو خدا نے اپنے نبی کو عطا اور ہم ہیں وجہ اللہ۔ جناب صدوق علیہ الرحمہ، کتاب التوحید میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کا مطلب نحن المثانی سے یہ ہے کہ ہم وہ ہیں جنکو حضرت رسولخدا نے قرین قران فرمایا ہے اور لوگوں کو قران اور ہمارے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنی امت کو خبر دی ہے کہ یہ دونو جدا نہونگے، تا اینکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔

خیثمہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے آیہ کل شئ ھالک الخ کے متعلق سوال کیا فرمایا وجہ سے مراد دین خدا ہے اور رسول اللہ اور امیرالمومنین دین اللہ، وجہ اللہ، عین اللہ ہیں اور اس کی زبان اور ہاتھ ہیں۔ ہم وجہ اللہ ہیں۔ ہم اس وقت تک بندوں میں رہیں گے جب تک اللہ کی طرف ان کی حاجت ہے پس جب ان کی حاجت خدا کی طرف نہ رہے گی تو وہ ہم کو اپنی طرف اٹھالے گا اور پھر وہ کرے گا جو اسکو محبوب ہوگا۔

فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے۔ خدائے عزوجل نے ہم کو پیدا کیا اور ہماری خلقت کو اچھا بنایا اس نے ہم کو صورت دی اور اچھی صورت دی اس نے ہم کو اپنی رافت و رحمت سے اپنے بندوں میں اپنی آنکھ اور زبان ناطق اور اپنا دست کشادہ اور اپنا وجہ اور اپنا دروازہ جسکی طرف دلالت کیجاتی ہے اور اپنا زمین و آسمان کا خزانہ قرار دیا۔ ہماری وجہ سے درختوں میں پھل لگتے اور اثمار پکتے ہیں ہماری ہی وجہ سے نہروں میں پانی جاری ہوتا ہے اور آسمان پر بادل آتا ہے اور گھاس زمین میں اگتی ہے اور ہماری ہی عبادت دیکھکر لوگوں نے خدا کی عبادت کی اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی عبادت نہ کی جاتی۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ دوسرے شخص کی بابت کہہ رہا ہے قبح اللہ وجھک و وجھہ من یشبھک (خدا تیرے چہرہ کو بدنما کرے اور اس شخص کے چہرہ کو بھی جو تجھ سے مشابہ ہے) حضرت نے فرمایا اے شخص ایسا نہ کہہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (اللہ نے آدم کو بھی اسی کی صورت پر پیدا کیا ہے۔)

[illegible]یث سے تشبیہ ترک کردی گئی ہے اور لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے [illegible]پیدا کیا ہے، یہ تو کھلی گمراہی ہے۔ خدا کے صورت کہاں کہ وہ اس پر آدم کو پیدا کرتا۔

[illegible]امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ یابن رسول اللہ لوگ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ... فرمایا خدا ان کو قتل کرے انھوں نے اوّل حدیث کو ترک کر دیا ہے

(۲)

(۲) یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدیّ

(اے ابلیس تجھے اس امر سے کس نے روکا کہ تو اس کو سجدہ کرے جسکو میں نے اپنی قوت سے پیدا کیا)

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ مذکور کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ید کلام عرب میں بمعنی قوت و نعمت ہے چنانچہ فرماتا ہے واذکر عبدنا داؤد ذاالاید اور فرماتا ہے والسماء بنیناھا باید یعنی بقوۃ اور فرماتا ہے ایدھم بروح منہ یعنی قواہم (اس نے ان کو قوت دی) کہا جاتا ہے لفلان عندی ایادی کثیرۃ یعنی فواضل و احسان و لہ عندی ید بیضاء یعنی نعمت۔

محمد بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے مذکورہ بالا آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا بیدیّ کے معنی ہیں بقدرتی و قوتی (اپنی قدرت و قوت سے)

جناب صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے نیشاپور میں بعض مشائخ شیعہ سے سنا ہے کہ آیہ مذکورہ میں ائمہ علیہم السلام ما منعک ان تسجد لما خلقت پر رک جاتے تھے یعنی وقف کرتے تھے اور پھر ابتدا کرتے تھے بیدیّ استکبرت ام کنت من العالین (یعنی اے شیطان تو میری نعمتوں کی وجہ سے استکبار اور عصیاں پر قوی ہوا یا تو عالیں میں سے بن بیٹھا مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت لما خلقت پر ختم ہو جاتی ہے اور دوسری بیدیّ استکبرت سے شروع ہوتی ہے اس صورت میں کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(۳)

یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود

حسین بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اِس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ نور کا ایک پردہ کھول دیا جائیگا پس مومنین سجدہ میں گر پڑیں گے۔ اور منافقیں کے اصلاب سخت ہو جائیں گے اور وہ سجدہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

محمد بن علی الحلبی نے حضرت ابوعبداللہ سے اِس آیت کے متعلق سوال کیا فرمایا خدائے جبار صاحب برکت ہے پھر آپ نے اپنی ساق کی طرف اشارہ کیا اور اس سے ازار کو ہٹا دیا پھر فرمایا وہ سجود کے لئے بلائے جائیں گے لیکن طاقت نہ رکھتے ہونگے ان پر ہیبت چھا جائیگی آنکھیں حیران ہونگی دم گھٹنے لگے گا ذلت ان کو گھیرے ہوئے ہو گی حالانکہ جب ان کو سجدہ کے لئے بلایا جائے گا تو وہ صحیح و سالم ہونگے۔

کتاب التوحید میں صدوق علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت کا یہ ارشاد فرمانا تبارک الجبار اور پھر اپنی ساق کی طرف اشارہ کرنا اور اس کو کھول دینا یہ بتاتا ہے کہ حضرت کی مراد یہ تھی کہ خدائے جبار اِس سے برتر ہے کہ اس کا وصف ساق سے کیا جائے یہ توصفت انسان ہے۔

ازارہ نے حضرت ابوعبداللہ سے اِس آیت کے متعلق پوچھا تو حضرت نے اپنی ساق سے کپڑا ہٹا دیا اور اپنا دوسرا ہاتھ اپنے سر پر رکھکر فرمایا سبحان ربی الاعلیٰ یعنی خدا اس سے منزہ ہے کہ اس کی ساق ہو

ہمارے اہل سنت بھائیوں میں ایک فرقہ جو مجسمہ کہلاتا ہے بڑی بے چینی سے خدا کی ننگی پنڈلی دیکھنے کا مشتاق بنا بیٹھا ہے۔ اسی کے تصور میں کیسے کیسے حال آیا کرتے ہیں قاتلھم اللہ انّی یؤفکون

از جناب ابوالمہدی علامہ سید شفیق حسن صاحب اختر امروہوی

رباعی

وہ محبوب خالق ، یہ احمد کی جاں
وہ شاہ رسل ، یہ امام زماں ،
وہاں ما عرفنا ، یہاں لو کشف
وزیرے چنیں ، شہر یارے چناں

آئمہ اور اصحاب آئمہ کے دلچسپ مناظرے

(از حضرت ادیب اعظم مدظلہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں ایک نصرانی پادری اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تھا جسکو بریہہ کہتے تھے۔ نصرانی از روے فخر اس کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اگر بریہہ نہ ہوتا تو اس دین میں بہتری نظر نہ آتی۔ ہشام امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب خاص میں سے تھے اور فن مناظرہ میں کمال رکھتے تھے ایک دن بریہہ بہت سے نصرانی اپنے ساتھ لیکر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔

بریہہ ۔ تمہارا مسیح کے بارہ میں کیا اعتقاد ہے۔

ہشام ۔ یہی کہ وہ خدا کے بندے اور اس کے برگزیدہ رسول تھے۔

بریہہ ۔ تم ان کو خدا کا بیٹا کیوں نہیں مانتے۔

ہشام ۔ تم ان کو خدا کا بندہ کیوں نہیں مانتے۔

بریہہ ۔ اس لئے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

ہشام ۔ اگر خدا کا بیٹا ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے تو آدم بے ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے وہ عیسیٰ سے زیادہ خدا کا بیٹا کہلانے کے مستحق ہیں۔

بریہہ ۔ اچھا یہ تو بتاؤ تمہارے نبی سے مسیح کو کیا نسبی تعلق ہے۔

ہشام ۔ وہ آنحضرت کے چچیرے بھائی تھے کیونکہ مسیح اولاد اسحاق سے ہیں اور محمد مصطفےٰ اولاد اسمعیل سے۔

بریہہ ۔ تم مسیح کو باپ کی طرف کیسے نسبت دیتے ہو حالانکہ ان کے باپ نہیں تھے۔ وہ ایک قدیم ذات تھے۔

ہشام ۔ جب خدا اور مسیح دونوں قدیم تھے تو ان میں باپ کون ہوا اور بیٹا کون

بریہہ ۔ جو زمین پر نازل ہوا وہ بیٹا ہے۔

ہشام ۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جو زمین پر نازل ہوا وہ باپ ہے۔

بریہہ ۔ بیٹا چونکہ باپ کا رسول تھا اس لئے زمین پر آیا

ہشام ۔ تو باپ بیٹے سے زیادہ حکم کرنے والا ہوا کیونکہ باپ مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے اور بیٹا اس کو سمجھانیوالا

بریہہ ۔ نہیں مخلوق کو باپ اور بیٹے دونوں نے پیدا کیا ہے

ہشام ۔ جب وہ اس کام میں برابر کے شریک تھے تو دونوں کو زمین پر نازل ہونے سے کس نے منع کیا

بریہہ ۔ اشتراک کیسا وہ تو دونوں شئے واحد ہیں۔ صرف نام جدا جدا ہیں۔

ہشام ۔ نام میں ایک کیوں نہیں

بریہہ ۔ تم کج بحثی کرنے لگے۔

ہشام ۔ تم اب لاجواب ہونے لگے۔

بریہہ ۔ بیٹا باپ سے اس درجہ متصل ہے کہ مثل شئے واحد کے ہے۔

ہشام ۔ غلط کہتے ہو۔ بیٹا باپ سے منفصل ہے۔

بریہہ ۔ یہ کیسے

ہشام ۔ اس لئے کہ باپ اس وقت ہوتا ہے جبکہ بیٹا نہیں ہوتا

بریہہ ۔ صفات میں اشتراک ہو تو زمانہ کا تقدم و تاخر کوئی چیز نہیں۔

ہشام ۔ زمانہ میں تقدم و تاخر ہو جائے تو پھر دونو قدیم کہاں رہتے ہیں۔

بریہہ ۔ خدا کی طرح عیسیٰ کی ذات بے عیب تھی

ہشام ۔ تم غلط کہتے ہو۔ ان میں ایک بہت بڑا عیب تھا

بریہہ ۔ بھلا وہ کیا۔

ہشام ۔ وہ عبادت بہت کم کرتے تھے۔

بریہہ (جھنجھلاکر) تم جھوٹ بولتے ہو۔ وہ سب سے زیادہ عبادت کرتے تھے۔

ہشام (مسکراکر) بھلا کس کی عبادت کرتے تھے۔

بریہہ ۔ اپنے آسمانی باپ کی۔

ہشام ۔ بس تو میرا مدعا ثابت ہوگیا۔ جو دوسروں کی عبادت کرتا ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

(۲)

ہشام بن الحکم سے مروی ہے کہ ایک زندیق امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں آپ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔

امام - تیرا اعتقاد کیا ہے؟

زندیق - میں دو خداؤں کا قائل ہوں،

امام - یہ عقلاً درست نہیں۔

زندیق - کیوں

امام - دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ دونو قدیم ذاتیں قوی ہونگی یا ضعیف یا ایک قوی ہوگا دوسرا ضعیف۔ اگر دونو قوی ہیں تو ان میں سے ہر ایک اپنے غیر کو دفع کرکے تنہا حکومت کیوں نہیں کرتا اور اگر ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو درحقیقت وہ ایک ہی ہے کیونکہ دوسرے کا عجز ظاہر ہے

زندیق - اگر کم و بیش طاقت کے ساتھ دونوں رہیں تو کیا خرابی ہے۔

امام - یا تو وہ ہر معاملہ میں متفق ہونگے یا ہر جہت سے مختلف اگر ہر امر میں متفق ہوں تو دو کی ضرورت کیا اور اگر مختلف ہوں تو نظام عالم میں ابتری ہو جائے اور چونکہ ایسا نہیں ہو رہا لہذا معلوم ہوا مدبر عالم ایک ہی ہے۔

زندیق - ابھی آپ کی بات کو میرا دل نہیں مانتا۔

امام - اچھا یوں سمجھ۔ اگر خدا دو ہیں تو ان کے درمیان ایک وسعت و کشادگی ہونی چاہئے تاکہ وہ دو کہلائے جا سکیں

زندیق - بے شک

امام - تو اب وسعت ایک تیسری شے ہوگی اور یہ بھی ان دو کے ساتھ قدیم ماننی پڑیگی لہذا بجائے دو کے تین قدیم ہوئے

زندیق - اگر تین ہی مان لئے جائیں تو کیا خرابی ہے۔

امام - اس صورت میں ان کے درمیان بغرض حصول تمیز ایک مقام فصل ماننا پڑے گا لہذا دو مقام اور تجویز کرنے ہونگے۔

زندیق - خیر یوں ہی سہی

امام - تو اس صورت میں پانچ قدیم ہو جائیں گے اور اسی طرح یہ تعداد قدما بڑھتی ہی رہے گی تا اینکہ غیر محدود صورت اختیار کرلے گی۔

(۳)

ایک زندیق نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا

زندیق - وجود باری پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔

امام - افعال کا وجود ان کے صانع کی دلیل ہوا کرتا ہے کیا کسی عمارت کو دیکھکر یہ پتہ نہیں چلتا کہ کوئی اس کا بنانے والا ہے اگرچہ وہ تمہارے سامنے موجود نہ ہو

زندیق - پھر وہ ہے کیا

امام - وہ ایک ایسی شے ہے جو تمام اشیا کے خلاف ہے یہ میرا شے کہنا مطلب سمجھانے کے لئے ہے ورنہ نہ اسکے جسم ہے نہ صورت نہ وہ کسی حاسہ سے محسوس ہوتا ہے نہ کسی آلہ سے ادراک کیا جا سکتا ہے۔ اوہام اس کو پا نہیں سکتے۔ زمانہ کی تبدیلیوں کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

زندیق - کیا آپ اس کو سمیع و بصیر بھی کہتے ہیں۔

امام - ہاں وہ سنتا ہے بغیر اعضا کے دیکھتا ہے بغیر آلہ کے۔ وہ اپنی ذات سے سنتا اور اپنی ذات سے دیکھتا ہے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ وہ کوئی اور شے ہے اور نفس کوئی اور شے ہے یہ تو میں نے تیرے سمجھانے کے لئے بلحاظ اپنے نفس کے کہہ دیا ہے۔ وہ سمیع و بصیر، عالم و خبیر بغیر اختلاف ذات اور اختلاف معنی ہے۔

زندیق - آخر پھر وہ ہے کیا۔

امام - وہ رب ہے، وہ معبود ہے، وہ اللہ ہے، اللہ کہنے سے یہ نہ سمجھنا کہ مراد الف اور لام اور میم ہے بلکہ اس سے مقصود وہ ذات ہے جو خالق اور صانع اشیا ہے جس کے اوپر یہ لفظ بولے جاتے ہیں وہی اللہ ہے

زندیق - پس جو موہوم ہے وہ مخلوق ہے۔

امام - اگر موہوم ہوتا تو پھر توحید باقی نہ رہتی جو موہوم بالحواس ہے وہ مدرک ہے اور جسکو تم حواس سے پالو اور جسکی تمثیل قائم کرسکو وہ تو مخلوق ہے۔ صانع اشیا کیواسطے دو مذموم جہتوں سے خارج ہونا چاہئے ایک ان میں سے نفی ہے یعنی ابطال و عدم اور دوسرے تشبیہ ہے صفت مخلوق سے جو مرکب اور مؤلف ہے۔ مصنوعات کا وجود صانع کا اثبات ہے اور ان کا اسکی طرف مضطر ہونا ثابت کرتا ہے کہ وہ مصنوع ہیں اور ان کا صانع ان کا غیر ہے وہ سب اپنے حدوث میں، اپنی ترکیب و احتیاج میں ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ وہ صغر سے کبر کی طرف، سواد سے بیاض کی طرف، قوت سے ضعف کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا صانع ایسا نہیں وہ ان سب باتوں میں ان

سے بالکل جدا ہے ورنہ ان کی طرح وہ بھی مخلوق ہوتا۔
زندیق۔ جب خدا کا وجود ثابت کیا تو اس کو محدود بنا دیا
امام۔ میں نے محدود نہیں بنایا بلکہ ثابت کیا ہے۔
زندیق۔ تو اس صورت میں خدا کے لئے انیت و ماہیت قرار پاتی ہے۔
امام۔ کوئی شے بغیر انیّت و ماہیت کے ثابت نہیں ہوتی
زندیق۔ تو پھر خدا کے لئے کیفیت بھی ضرور ہوگی۔
امام۔ ہرگز نہیں۔ کیفیت ہوتی ہے بلحاظ حدوث صفات اور احاطہ امکان کے۔ اگر انیت اور ماہیّت کی نفی کیجائے تو اس کی ذات اور ربوبیت سے انکار ہو جائے گا۔ جس نے غیر کے ساتھ اسکو تشبیہ دی اس نے مخلوق کی صفت کو اس میں ثابت کیا حالانکہ ان کو استحقاق ربوبیت نہیں پس ایک ایسی ذات کا ہونا لابد ہے جو بدون کیفیت ہو۔
زندیق۔ کیا وہ اشیا کا بنفسہ معائنہ کرتا ہے۔
امام۔ اس کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ وہ معائنہ اشیا مباشرت و معالجت کے ساتھ کرے کیونکہ یہ صفت مخلوق کی ہے اسی طرح رضا و غصہ جو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتا ہے صفت مخلوق و عاجز و محتاج ہے اور خدا کو قطعاً کسی کی احتیاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے اس نے اشیا کو بغیر کسی حاجت و سبب کے محض اختراعاً و ابتداءً پیدا کیا ہے۔
زندیق۔ پھر قرآن میں الرحمٰن علی العرش استویٰ کا مطلب کیا ہے۔
امام۔ خدا نے اپنے نفس کا وصف بیان کیا ہے یعنی وہ عرش پر غالب ہے نہ یہ کہ عرش اس کا حامل ہے یا عرش اس کا احاطہ کرنے والا ہے بلکہ وہ عرش کا روکنے والا اور قائم کرنے والا ہے۔ خدا کسی مکان کا محتاج نہیں
زندیق۔ جب وہ کسی خاص جگہ نہیں تو آپ لوگ دعا کے وقت آسمان کی طرف کیوں ہاتھ اٹھاتے ہیں زمین کی طرف کیوں نہیں جھکاتے
امام۔ اس کے علم و احاطہ قدرت کے اعتبار سے سب مقامات یکساں ہیں لیکن اس نے اپنے اولیا اور اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو سوئے آسمان عرش کی طرف اٹھائیں کیونکہ خدا نے اسکو معدن رزق قرار دیا ہے۔
زندیق۔ اچھا یہ تو بتایئے یہ انبیا و مرسلین کہاں سے ثابت ہوئے۔
امام۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارا ایک خالق اور صانع ہے جو ہم سے اور تمام مخلوق سے عالی و متعالی ہے اور یہ صانع ایسا حکیم ہے کہ نہ مخلوق کے لئے اس کا مشاہدہ کرنا جائز ہے نہ اس کا لمس کرنا۔ نہ وہ ان سے ملتا ہے نہ وہ اس سے ملتے ہیں تو ضرور ہوا کہ اس کی مخلوق میں کچھ اسکے ایسے سفیر اور ایسے بندے ہوں جو مصالح اور منافع کی طرف بندوں کی دلالت اور رہنمائی کریں اور ایسی چیز بتائیں جس کے کرنے میں ان کی بقا اور ترک میں فنا ہو تیس مخلوق میں امر کرنے والوں اور نہی کرنے والوں کا خدا کی طرف سے معین کیا جانا ثابت ہوا پس وہی انبیا اور مخلوق خدا کے اصفیا ہیں وہی حکما ہیں حکمت سکھانے والے اور حکمت کے ساتھ مبعوث ہونے والے ہیں وہ شکل و صورت میں لوگوں سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن خدا کی طرف سے حکمت و دلائل و براہین و شواہد میں تائید یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں مریضوں کو اچھا کرتے ہیں۔ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی ہر نبی کیساتھ علم ہوتا ہے اور صدق مقال تاکہ وہ اسکی عدالت

۴۴ **زندیق**۔ فرزند رسول خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ نے میرے تمام شبہات دور فرما دیئے اب میں صدق دل سے مسلمان ہوتا ہوں اور آپ کی امامت کا اقرار کرتا ہوں۔

طب الائمہ

(مدیر)

حضرات ائمہ نے امراض کے جو بے مثل علاج تحریر فرمائے ہیں وہ ناظرین نور اور دیگر حضرات مومنین کے فائدہ کی غرض سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سرسام ۔ جس شخص کو تپ میں سرسام کا خوف ہو اس کا علاج یہ ہے کہ ککڑی کا چھلکا اتار کر کاسنی کے پانی میں پکائیں پھر اسے مل چھان کر اور تھوڑی سی مصری ملا کر تین روز پلائیں انشاء اللہ سرسام نہ ہوگا ۔ گلاب کا کف اٹھا کر سر پر رکھنے سے بھی سرسام نہیں ہوتا ۔

کابوس ۔ صاحب کابوس کی فصد کرا کے سوئے کو شہد میں پکا کر تین دن کھلائیں ۔ انشاء اللہ کابوس پھر نہ ہوگا ۔

ناخنہ ۔ کتاب طب الائمہ میں ہے کہ سرمہ کا یہ نسخہ خزانہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام میں پایا گیا تھا اس کے بعد نوشیرواں کے پاس پہنچا اور پھر امیر المومنین علیہ السلام کے خزانہ میں آیا ۔

توتیا ۔ یکدرم ۔ ملح اندرانی ½ مثقال ۔ سرمہ اصفہانی دو درم ۔ کافور ایک حبہ ۔ زعفران نصف قیراط ۔ ہلیلہ خورد ۵ عدد ہلیلہ کو پانی میں بھگو کر جوش دیں جب چوتھائی پانی رہ جائے تو اسے کپڑے میں چھان لیں پھر تمام ادویہ کو اس میں کھرل کریں اور سرمہ بنا کر آنکھ میں لگائیں ۔ اس سے بہت سے امراض چشم کو فائدہ ہوتا ہے ۔ ناخنہ کٹ جاتا ہے ۔ آنکھ سے پانی بہنا بند ہو جاتا ہے ۔ سفیدی جاتی رہتی ہے ۔ بینائی مضبوط ہو جاتی ہے ۔

زکام ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو زکام ہو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ روئی کو بنفشہ کے روغن میں تر کر کے سوتے وقت مقعد پر رکھ لیں ۔ اور ایک علاج یہ بھی فرمایا کہ سیاہ دانہ ایک دانگ کندس نصف دانگ کو بلکے بلکے کوٹ کر ناک سے اوپر کو چڑھائیں ۔

نکسیر ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کا علاج یہ فرمایا ہے کہ سیب کو ستو سا بنا کر پانی میں ملاتے اور کھاتے ۔

درد دندان ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے دانتوں میں درد ہو اسکو چاہیئے کہ سجدہ گاہ پر ہاتھ پھیر پھیر کر درد کی جگہ لگائے اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ گیہوں کو مقشر کر کے اس کا روغن نکالو اور ایک قطرہ اس دانت پر لگاؤ جو مجوف ہو چکا ہو اور درد کر رہا ہو پھر روئی اس روغن میں تر کر کے اس کان میں رکھو جس طرف درد ہو ۔

برسام ۔ جو کے ستو ہر روز دو مرتبہ پینے چاہئیں ۔

ضعف قلب و لاغری ۔ بکری کا گوشت دودھ میں پکا کر کھانا چاہئے ۔

درد شکم ۔ شہد کو آب باراں میں ملا کر پینا چاہئے ۔

قلت ہضم ۔ مرغ کے انڈے کی زردی کھانا بہت مفید ہے ۔

تخمہ ۔ انار شیریں مع اندرونی پوست کے کھانا تخمہ کو دور کرتا ہے ۔ کھانا ہضم کرتا ہے ۔

قراقر ۔ کالا دانہ شہد کے ساتھ کھانا چاہئے ۔

درد شکم و معدہ ۔ ہلیلہ سیاہ ، بلیلہ ، آملہ ، حجر الیہود ، فلفل ۔ دارچینی ۔ زنجبیل ، شقاقل ، دوج ، اسارون ، خولنجان ۔ مساوی الوزن کوٹ چھان کر رکھیں اور گائے کے تازہ گھی میں چرب کریں پھر بموزن کل ادویہ کف گرفتہ شہد لیکر اس میں ملائیں ۔ معجون بنالیں اور مازو یا فندق کی برابر گولی بنا کر کھائیں ۔ ورم شکم اور درد معدہ کو بیحد مفید ہے ، بلغم کو نکالتا ہے سنگ مثانہ کو دور کرتا ہے ۔

گیندوے یا کدو دانے ۔ سرکہ انگوری کھانا چاہئے ۔ نہار منہ خرما کھانا بھی مفید ہے ۔

درد قولنج ۔ خربوزہ کھانا مفید ہے ۔ جو شخص سوتے وقت کاسنی کے سات پتے کھالے گا درد قولنج سے محفوظ رہے گا ۔

اسہال ۔ باجرہ کے ستو آب زیرہ میں ملا کر کھانا بہت مفید ہے ۔

ہچکی ۔ حرمل سفید ۔ بزر قطونا ۔ صمغ عربی ۔ گل ارمنی ۔ بموزن لیکر آگ پر بریاں کرے اور سفوف بنا کر کھاتے ۔

یرقان ۔ پوست خیار ۔ کاسنی کی جڑ اور اس کے پتوں کو پانی میں پکالے اور مل چھان کر مصری ملا کر تین دن نہار منہ پیئے ۔ ایک بار پینے کی مقدار ایک رطل ہے ۔

ریگ گردہ ۔ ہلیلہ سیاہ ۔ بلیلہ ۔ آملہ مستقل ۔ فلفل ۔ دارچینی ۔ زنجبیل ۔ شقاقل ۔ دوج ۔ اسارون ۔ خولنجان مساوی

وزن) گوشت چھان کر روغن تازہ گاؤ میں ملائیں پھر ان کو دو حصہ شہد میں خمیر کریں اور بیری کی برابر گولیاں بنا کر کھائیں ورم بطن، درد معدہ، قطع بلغم کو مفید ہے۔ فضلات مثانہ کو دور کرتا ہے۔

تقطیر بول - اسپند کو پہلے چند مرتبہ ٹھنڈے پانی میں دھوئے پھر ایک بار گرم پانی میں پھر سایہ میں سکھائے اور خالص تیل ملا کر اس سفوف کو نہار منہ کھائے۔ . . . . باقی آئندہ

دوزخ کی سیر

از جناب شمیم صاحب ابن حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ نور ماہ نومبر سنہ ۴۰ء (جنت کی سیر)

دوسری رات کو آنکھ لگتے ہی میں دوسری دنیا میں تھا۔ میں اس وقت ایک عالیشان اونچے دروازہ کی چھت پر کھڑا ایک عجیب ہولناک منظر دیکھ رہا تھا۔ وقنا ربنا عذاب النار۔ اس دروازہ کے سامنے ہی وہ ہوشربا اور روح فرسا عمارت تھی جس کو دوزخ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دروازہ اتنا بلند تھا کہ دوزخ کا ایک ایک منظر ہم بآسانی وہاں سے دیکھ سکتے تھے۔ آج تک ایسا قیامت خیز منظر ایسا خوفناک نظارہ کبھی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا۔

یہ عمارت کیا تھی آگ کے شعلوں کا ایک سمندر تھا جس سے کوئی گوشہ کوئی حصہ خالی نظر نہ آتا تھا اور پھر شعلے سے شعلے تھے زمین سے آسمان تک ان کی لپٹیں جا رہی تھیں۔ گرمی کا یہ عالم کہ کوسوں تک کی فضا کرۂ ناری بنی ہوئی تھی۔ ان شعلوں میں ہم نے دیکھا کہ ہزاروں گز لمبے اژدہے جن کے پیکر سرتاسر آگ کے بنے ہوئے تھے چاروں طرف اڑتے پھرتے تھے اس عمارت کے بیشمار دروازے تھے ان پر خوفناک سپاہی آتشیں گرز ہاتھوں میں لئے ہوئے پہرہ دے رہے تھے۔ آتشی مخلوق کا ایک گروہ بنی آدم کو ایندھن کی طرح اس میں جھونکتا جاتا تھا جو عمارت کے اندر پہنچا آگ کے شعلے فوراً اس کو چاروں طرف سے لپٹ جاتے۔ کھالیں جل رہی تھیں۔ چربیاں پگھل رہی تھیں لیکن ان پر بھی جانیں نہ نکلتی تھیں۔ ایک جلد جلتی تھی دوسری اس کی جگہ پر آجاتی تھی فضا کے آتشیں سانپ لہراتے ہوئے آتے اور ناک و منہ کی راہ سے بدن کے اندر گھس جاتے۔ خوفناک اژدھے منہ کھولے بڑھتے اور اپنے چھری سے تیز اور آگ سے زیادہ گرم دانتوں سے ایک ایک کا بدن چابنے لگتے ہر طرف وہ شور و غل تھا وہ دہائی مچی ہوئی تھی کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ ان کے چہرے تارکول کی طرح سیاہ تھے ناک اور منہ میں سے بھاڑ کی طرح دھواں نکل رہا تھا۔ سر کا مغز پگھل پگھل کر ناک کی راہ سے باہر آ رہا تھا۔ جب یہ العطش العطش کی پکار مچاتے تھے تو کھولتا ہوا پانی راد اور پیپ ملا ہوا، خون اور کچ لوہو سے بھرا ہوا ان کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ جب بھوک بھوک کا شور مچاتے تو تھوہڑ کی زہریلی بھجا جس کی بدبو سے دماغ پاش پاش ہو جاتے زبردستی ان کے منہ میں ٹھونسی جاتی تھی اور کھینے والا جھڑک کر اور غصہ سے ڈانٹ کر کہتا تھا ذُق انک انت العزیز الکریم (ہاں ہاں اب اسے کھا تو دنیا میں بڑا آبرو دار بنا پھرتا تھا)

اس عمارت میں بہت سے درجے تھے۔ ہر درجہ کے آدمیوں کا لباس جداگانہ تھا۔ سزا کی شانیں جداگانہ تھیں جیسا جنگیں جرم تھا ویسی ہی سزا دیجاتی تھی۔ بعض لوگوں کے لباس ایسے سڑاند سے قطران یعنی تارکول کے تھے کہ اس کی بو سے خدا محفوظ رکھے ان کی ہیئتیں بھی کچھ بدلی ہوئی تھیں کسی کا چہرہ سور کا معلوم ہوتا تھا کسی کا کتے کا سا۔ کسی کا بندر کا سا کسی کا لنگور کا سا۔ یہ لوگ کچھ ایسی تکلیف میں تھے کہ کسی پہلو ان کو آرام نہ تھا ایک ایک آدمی کے اوپر دو دو موکل تعینات تھے۔ یہ بڑی خوفناک اور سخت دل مخلوق تھی بات بات پر دنیا کے گناہ یاد دلا کر آتشی کوڑوں سے

ایسا ایسا مارتے تھے کہ مجرم مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا۔ کتنا ہی رحم رحم پکارتے مگر وہ ان کی بات پر کان نہ دھرتے ان دوزخیوں میں ایک دوسرے کے سر الزام رکھکر کہتا میں تو اس بدبخت کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسا ہوں، اسی نے بہکا کر میرا ستیاناس مارا ہے۔

کوئی کہتا آہ ہم کو خبر نہ تھی کہ ایسی سخت سزا دیجائیگی ہم تو دار دنیا کو ایک کھیل تماشا سمجھتے تھے اسی وجہ سے انبیاء و مرسلین وغیرہ کی بات کو کبھی کان لگا کر نہ سنا۔ خدا کے نیک بندوں کا مضحکہ اڑایا۔ اُف ہماری جان آج کس مصیبت میں ہے، یہ سنکر وہ موکل کہتے تھے بدبختو چپ رہو تم پر ایک ذرہ ظلم نہیں کیا گیا۔ تم یقیناً اسی سزا کے قابل تھے۔ حجت خدا تم پر ہر طرح تمام ہو چکی ہے اب ابدالآباد تک تم کو اسی حالت میں رہنا ہوگا۔ اب اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتو۔ دنیا کے چند روزہ آرام کے پیچھے تم نے دائمی عذاب اپنے لئے مول لیا ہے۔

میں نے دور سے دیکھا کہ ایک بوڑھے آدمی کو دو موکل آتشیں کوڑوں سے اس طرح مار رہے تھے کہ وہ بلکا جاتا ہے، اس بڈھے کی لمبی چھاج سی داڑھی سوکھی جھاڑی کی طرح جل رہی تھی رال منہ سے اور رینٹھ ناک سے بہہ رہی تھی۔ سر پر کانٹوں کا ایک تاج رکھا تھا جس کا ہر کانٹا موم بتی کی طرح جل رہا تھا اس کی زبان جو تارکول کی طرح کالی تھی منہ سے چھاتی تک لٹکی ہوئی تھی۔ بدن توے کی طرح کالا تھا۔ کالی کالی زبان پر رہ رہ کر یہ الفاظ چمکتے تھے " بات کا جھوٹا نام کا سچا "۔ اس کے گلے میں ایک لوہے کی لمبی چوڑی تختی پڑی تھی اس پر جلی حرفوں میں لکھا تھا۔

مطلب کا یار غرض کا بیمار۔ دل کا بودا ہمت کا ہیٹا۔ ظلوم و جہول۔ سخت نامعقول۔ ایمان سے دور شرک سے قریب۔ حقوق اہل اللہ کا غاصب۔ منہیات شرعیہ کا عامل۔ ابلیس کا پجاری۔ پیکر غداری۔ اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے والا۔ دولت ایمان کو ایک باغ کے پیچھے بیچنے والا۔ سرکشوں کا مددگار۔ اہل ایمان سے بیزار "

یہ ذلیل بڈھا بار بار اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹتا اور اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرکے کہتا۔

کاش میں رسول کا بتایا ہوا راستہ اختیار کرتا۔ کاش میں اس کم بخت کو دوست نہ بناتا۔ اسی نے مجھکو سیدھے راستہ سے ہٹایا ہے اور شیطان تو انسان کا رسوا کرنے والا ہے ہی۔

اس کے چاروں طرف فضا میں رہ رہ کر یہ آوازیں گونجتی تھیں۔

" ظالم انسان! تو نے لوگوں کو جائز حق سے محروم کیا تھا۔ سچوں کو جھٹلایا تھا۔ رسول پر اتہام باندھا تھا، چند روزہ حکومت کے گھمنڈ میں بیکس ہستیوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے تھے۔ مکاری اور فتنہ پردازی کا جال پھیلایا تھا۔ دیکھ آج تو کیسا بےکس و بےبس ہے۔ دیکھ منعم حقیقی تجھ کو تیرے مظالم کی کیسی سخت سزا دے رہا ہے۔ اب ابدالآباد تک دوزخ تیرا ٹھکانہ ہے "

او ذلیل کمینے ذلیل طینت انسان تیری گردن پر بہت سے ناحق خون ہیں۔ تیرے بدکردار سپہ سالار نے ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہوکر اس کے شوہر کو تہ تیغ کر دیا اور تو نے خود غرضی کی بنا پر اس سے باز پرس تک نہ کی تیری حکومت کا زمانہ بہت جلد ختم ہوگیا اب دیکھ تیری وہ ظالمانہ حکومت کیا رنگ لا رہی ہے۔

مجھ کو سخت حیرت تھی کہ یہ ذلیل بڈھا کون ہے بہت کچھ پوچھا مگر اس سے زیادہ پتہ نہ چلا کہ یہ زبردستی کسی قوم کا دینی پیشوا اور دنیوی حکمراں بن گیا تھا چونکہ مرد جاہل اور بد اعمال تھا لہذا قدرت کے منصفانہ فیصلہ کی بموجب آج دوزخ کا ایندھن بنا ہوا ہے۔

بڈھے کے پاس ہی آگ کے شعلہ خیز فرش پر ایک بڑا لمبا تڑنگا آدمی ہتکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑا خاردار طوق گلے میں ڈالے بیٹھا تھا اس کے تمام بدن سے شعلے نکل رہے تھے۔ گردن میں ایک کالا ناگ پڑا بل کھا رہا تھا۔ سر کا بھیجا ناک

اور منہ کی راہ سے نکل نکل کر تمام بدن پر پھیل رہا تھا یہ شخص مادرزاد برہنہ تھا اور جسم کے ہر حصہ میں لوہے کی سرخ سرخ کیلیں ٹھکی ہوئی تھیں۔ گلے کی تختی پر لکھا تھا۔

گندم نما جو فروش۔ ناحق کوش بادہ نوش۔ اسلام کا مداری۔ کفر کا پجاری۔ غیظ و غضب کا بھوت۔ بدنام کنندہ عالم ناسوت۔ بزدل بھگوڑا۔ جوانمردوں کا گھوڑا۔ الٹی گنگا بہانے والا۔ خدائی قانون میں پیوند لگانے والا دین کا چور۔ دل کا کمزور۔ ایمان کا رہزن۔ نیکوں کا بدظن۔ حسد و نفاق کا بندہ۔ خود غرضی کا دھندا "

اس کو چاروں طرف سے غلیظ سیاہ دھواں گھیرے ہوئے تھا جس میں خوفناک بجلیاں رہ رہ کر کوندرہی تھیں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اس کے ماحول میں یہ صدائیں گونجتی تھیں

اہل دوزخ! آگاہ ہو یہ وہ خبیث طینت انسان ہے جو خدا کے معصوم بندوں پر لغو گوئی اور ہرزہ سرائی کا الزام لگاتا تھا نیکوں کو ستاتا اور بدوں کو سر پر بٹھاتا تھا۔ اس مغلوب الغضب انسان نے غصہ کی آگ میں ستم رسیدہ انسانوں کے گھر جلانے کے سامان کئے تھے۔ اس نے خدا کے عزیز بندوں کو ذلیل کرنا چاہا تھا۔ اس نے گوشہ نشین بیکسوں کی گردنوں میں ظلم کے پھندے ڈالے تھے۔ اہل اللہ کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا تھا۔ احکام الٰہی کو استخفاف کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس نے اپنی حکومت میں ظلم کا نام عدل رکھا تھا۔ اس نے بدعتوں کا طوفان اٹھایا اس نے دین کے بدلے دنیا کو خریدا۔ مظلوموں کی آہیں روز محشر رنگ لائیں۔ خدائے عادل کی سرکار سے دوزخ کا دائمی عذاب اس کے لئے سزا تجویز ہوئی ہے۔

اس سے تھوڑی دور فاصلہ پر ایک اور خبیث طینت انسان ہر طرف بھاگا بھاگا پھرتا تھا اس کے تمام بدن پر تارکول ملا ہوا تھا اور اس پر بےشمار سانپ بچھو بھڑیں اور مکھیاں لپٹی ہوئی تھیں۔ دوزخی شعلوں کی خوفناک دیواریں اس کے چاروں طرف محیط تھیں یہ ایسا بلبلا کر روتا تھا کہ دیکھنے والوں کا کلیجہ منہ کو آتا تھا اس کے آس پاس دو کڑھاؤ تھے ایک میں چاندی کھول رہی تھی دوسرے میں سونا۔ قضا و قدر کے موکل اسی تپتے چاندی اور سونے سے بار بار اس کی پیشانی اور پہلو داغتے تھے اس کی حالت بڑی عبرتناک تھی۔ میں نے دیکھا کہ یہ اپنے انتہائی اضطراب میں ایک گروہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا تھا۔ ہائے میں نے ان لوگوں کی محبت اور ہمدردی میں یہ مصیبت مول لی ہے۔ میں ان کو اپنا عزیز اور کنبہ دار سمجھتا تھا لیکن آج ان میں سے کوئی ایک بھی میرے کام نہیں آرہا۔

دوزخ کے موکل باواز بلند اس کے گرد یہ صدائیں بلند کر رہے تھے۔

ناہنجار دوزخیو! دیکھو یہ دنیا کا وہ ناکارہ اور ستم شعار بادشاہ ہے جس نے دوسروں کے جائز حقوق مار کر کنبہ پروری کی تھی جس نے پرائے مال میں تصرف کر کے سونے چاندی سے اپنے صندوق بھرے تھے۔ خدا کے نیک بندوں کو حکومت کی دھونس جمانے کے لئے بے جرم و قصور لات اور گھونسوں سے مارا تھا۔ جلاوطن کیا تھا۔ یہ سیاہ کاروں اور خبیث طینتوں کا پشت پناہ بنا تھا آج یہ اپنی بداعمالیوں کی بنا پر قدرت کے ایسے زبردست شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے کہ جس سے کبھی اس کو رہائی مل ہی نہیں سکتی۔

سب سے نیچے کے طبقہ میں ایک عجیب الخلقت انسان نظر آیا اس کا منہ سور کا سا تھا نیچے کتے کے سے اس کے پیچھے ایک لمبی دُم تھی جس سے پھلجھڑی کی طرح پے درپے شرارے نکل رہے تھے۔ سب سے عجیب بات یہ تھی کہ آگ کے شعلے اس کے منہ سے گھستے اور پاخانہ کی راہ سے باہر نکلتے تھے۔ اس کے چاروں طرف بڑے بڑے لوہے کے کڑھاؤ گرم پانی سے بھرے کھول رہے تھے۔ قضا و قدر کے موکل تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس حیوان صفت انسان کو پکڑ کر گیند کی طرح کڑھاؤ میں ڈال دیتے تھے اس میں گرتے ہی اس کے بدن پر فٹ بال سے بڑے بڑے پھپھولے پیدا ہو جاتے تھے

بہت کتنا ہی گڑگڑاتا اور فریاد کرتا مگر کوئی کان نہ لگاتا۔ اس کے پھپھولوں کو چھریوں سے پھوڑ کر خدائی موکل طشتوں میں پانی بھر لیتے اور وہی اس خبیث انسان کو پلایا جاتا۔ اس کے گلے کی تختی پر لکھا تھا۔

مکاری کا پیکر، غداری کا پتلا، فتنہ وفساد کا مجسمہ، ہوا وہوس کا پرستار۔ خود غرضی کا بیمار حیوان سیرت بصورت انسان۔ رہزن دین وایمان۔ کفر وشرک کا متوالا۔ بدعتوں کی پوٹ۔ ظلم وستم کا دیو

اس کے ارد گرد رہ رہ کر یہ آوازیں گونج رہی تھیں۔

دوزخیو! دیکھو یہ وہ درندہ صفت بادشاہ ہے جس نے حکومت کے زور میں بے شمار نیک بندوں کا خون بہایا تھا۔ حقداروں کا حق چھینا تھا۔ بے استحقاق حکومت کا مالک بنا تھا اس ظالم کے ایک ہاتھ میں زہر کی پڑیا رہتی تھی دوسرے میں خون آشام تلوار کسی کو دھوکا دیکر زہر سے مارتا تھا کسی پر ناجائز الزام لگاکر تیغ کے گھاٹ اتارتا تھا۔ یہ ظالم ہمیشہ خدا کے نیک بندوں سے لڑنے پر کمر بستہ رہا اس نے مکر وفریب سے اہل اللہ کو ذلیل وحقیر کرنا چاہا تھا اعمال بد سے اس کو حذر نہ تھا خدا و رسول کا خوف وخطر نہ تھا منعم حقیقی کی سرکار سے آج اس خبیث انسان کو ان بدکرداریوں کی یہ عبرتناک سزا مل رہی ہے۔

اس کے بعد وہ ہولناک منظر سامنے آیا کہ اس کے بیان سے کلیجہ لرزتا ہے ایک گروہ کو دیکھا کہ آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا ہے اس کے بدن پر کئی کئی گز لمبے اور موٹے کالے کالے بال تھے۔ ان کے سینے شق تھے اور ان کے اندر سے اس طرح سرخ سرخ شعلے نکل رہے تھے جیسے بھٹی کے اندر سے نکلتے ہیں قضا و قدر کے بیشمار موکل قسم قسم کے آتشیں ہتھیار لیے درپے ان پر مار رہے تھے۔ ان کے بدنوں سے گوشت کے لوتھڑے جدا ہو ہو کر چاروں طرف گر رہے تھے اور بدن کی چربیاں پگھل پگھل کر پرنالے کی طرح بہہ رہی تھیں ہڈیوں میں سے خوفناک چنگاریاں اڑ رہی تھیں سانپوں اور اژدہوں کے منہ سے جو زہریلا پانی ٹپکتا تھا وہ سب کا سب اسی بدذات گروہ کو زبردستی پلایا جاتا تھا۔ ان سب کے بیچ میں ایک انسان سر سے پیر تک شعلہ بنا ہوا نظر آرہا تھا یہ سب لوگ، اسی کی طرف بار بار اشارے کر کے یہ کہتے سنائی دیتے تھے۔ " ہائے اس ظالم کی بدولت اس عذاب میں گرفتار ہیں اس کے انعام اکرام کے لالچ میں ہم نے خدا کے نیک بندوں پر وہ وہ ظلم کئے کہ جن سے بسا اوقات ہمارے کلیجے خود لرز لرز گئے ہم نے دار فانی کو دار باقی سمجھکر آخرت کے عذاب کی ذرا پرواہ نہ کی۔

ان کے گلے کی تختیوں پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

اہل دوزخ! دیکھو یہ دہی ستم ایجاد اور ظلم شعار پارٹی ہے جس نے اس ظالم بادشاہ کی خوشنودی کے لئے خدا کے چند نیک بندوں کو انتہائی بیدردی سے ہلاک کیا تھا۔ یہ وہ ظالم ہیں جنھوں نے دنیا کے مال وزر کے لالچ میں اپنے ایک محسن کے سارے خانداں کو اپنی خون آشام تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

ان کے گرد فضا میں یہ آوازیں گونجتی تھیں۔

ظالم انسانو! شقاوت وسنگدلی کے پتلو! دیکھو آج تمہارا زور قدرت کے زبردست ہاتھوں سے کسطرح ٹوٹتا ہوا نظر آرہا ہے تم نے ایک مظلوم گروہ پر ظلم وستم کی بجلیاں گرائی تھیں۔ تم نے خاصان خدا کے جان ومال وآبرو پر بری طرح ہاتھ ڈالا تھا۔ تم نے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں پر رحم کھانے کی قسم کھالی تھی تم نے چند گھنٹے میں ایک بھرے خاندان کی صفائی کردی تھی۔ تم سمجھتے تھے کہ تم سے اس ظلم کا بدلہ لینے والا کوئی نہیں۔ اب اپنے وحشیانہ ظلم وستم کا مزہ چکھو۔ چکھو اور خوب چکھو۔

اِس گروہ کی عبرتناک حالت دیکھکر میرے دل پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ سارا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا اور باوجود انتہائی صبر و ضبط کے چیخ نکل گئی۔ بی بی پاس ہی سو رہی تھیں گھبرا کر اٹھ بیٹھیں۔ شانہ ہلا کر کہنے لگیں خیر ہے تم چیخ کیوں رہے ہو کسی چیز نے کاٹ لیا یا بدخوابی ہوئی میرے حواس ایسے گم تھے کہ تا دیر ان کی بات کا جواب نہ دے سکا۔ آخر جب کچھ دیر بعد ہوش ٹھکانے ہوئے تو ان سے سارا ماجرا بیان کیا وہ ہنسکر کہنے لگیں میں تو کل ہی سمجھ گئی تھی کہ جس نے آج جنت کی سیر کی ہے وہ کل دوزخ کی سیر ضرور کریگا۔ چلو آج تمہیں ان دونوں سیاحتوں سے فرصت مل گئی۔ اچھا ہوا کہ تم نے خدا کے نیک و بد دونو قسم کے بندوں کے انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔

اِصلاحُ الرّسوم

از جناب سید اکبر حسین صاحب

جہاں اور بہت سی مذموم رسوم ہم میں رواج پا گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میت اور میت والوں کے ساتھ صحیح معنی میں ہمدردی نہیں کیجاتی۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی گھر میں موت ہو جاتی ہے تو کنبہ قبیلہ کی عورتیں خبر پا کر آنے لگتی ہیں اور دو چار آنسو نکالنے کے بعد پان چھالی کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں۔ اہل میّت جو اپنی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں مردہ کا غم بھولکر زندوں کے غم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ امیر تو خیر اس ٹکر کو آسانی سے جھیل لیتے ہیں لیکن ناداروں اور مفلسوں کو بعض اوقات سخت پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ایک طرف تو غریبوں کو اپنے عزیز کے کفن دفن کی فکر لاحق ہوتی ہے دوسری طرف کنبہ والیوں کے لئے پان چھالی کی۔ آنے والیاں آتی تو ہیں اظہار ہمدردی کے لئے لیکن عملاً وہ ہمدردی ایک ظلم کا پہلو اختیار کر لیتی ہے۔ اِس رسم کا انسداد دو طریقہ سے کیا جا سکتا ہے اول یہ کہ جس طرح کھانے کا بار عزیز اور ہمسایہ کے لوگ اپنے سر لیتے ہیں اسی طرح پان چھالی وغیرہ کا خرچ بھی اپنے ذمہ لیں دوسری صورت یہ کہ جب تک مردہ دفن نہ ہو اِس طرف کوئی توجہ نہ کریں۔

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ جنازہ گھر میں رکھا ہوتا ہے اور کنبہ والی مستورات آپس میں ملکر گپ شپ اڑانے لگتی ہیں دنیا بھر کے قصے قضایا فیصل ہونے لگتے ہیں باہمی معاملات پر رائے زنی ہوتے لگتی ہے۔ ورثائے میت کے رونے پیٹنے کے انداز پر نظریں پڑنے لگتی ہیں۔ ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر تنقید ہونے لگتی ہے۔ کاش وہ سمجھیں کہ ایسے مواقع کسقدر عبرتناک ہوتے ہیں۔ دنیا میں ہر شخص کو مرنا ہے جو بدبخت آج دوسروں کے حال بد پر ہنستا ہے۔ کل لوگ اس پر بھی ضرور ہنسیں گے۔ میت اور ورثائے میت کیساتھ ایسے موقع پر اظہار ہمدردی کرنا فرض انسانیت ہے میت کے ساتھ تو یہ ہمدردی ہونی چاہیے کہ کنبہ والے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں اس کی بخشش کی دعائیں مانگیں صرف چار آنسو بہا دینے سے میت کا بار ہلکا نہیں ہوتا بلکہ اسکو تو ایسے اعمال خیر کی ضرورت ہے کہ جو اس کی بخشش کا ذریعہ ہو سکیں رہے اہل میت ان کے ساتھ سب سے بڑی ہمدردی یہ ہے کہ کسی مردہ عزیز کے مرنے سے جن تکالیف کا ان کو سامنا ہو گیا ہے قبیلہ والے ان کو دور کرنے کی فکر کریں اور دامے درمے قدمے سخنے جس قسم کی مدد ہو سکتی ہو اس سے دریغ نہ کریں۔

اِس سلسلہ میں جس خاص امر کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اہل میّت کے چھ مہینہ یا سال بھر تک جو مستورات پرسے کی غرض سے آئیں وہ اپنے کھانے پینے کا بار ہرگز ان مصیبت زدوں پر نہ ڈالیں۔ اپنے گھر سے کھا کر آئیں اور رسم تعزیت بجا لا کر واپس جائیں ایک ایسے شخص کی حالت پر غور کرو جو ہماری قوم میں بہت زیادہ نادار

ہے۔ اس نے میت کے کفن دفن کا انتظام نہ معلوم کس طرح قرض ادھار لیکر کیا ہے روزمرہ کے ضروری اخراجات کے لئے اس کو انتہائی پریشانیوں کا سامنا ہے نہ معلوم کن کن مصائب میں وہ بیچارے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں آبرو دار ہیں شریف ہیں اپنی عسرت اور ناداری کا اظہار بھی کسی پر کرنا نہیں چاہتے لیکن کنبہ کی مستورات دو دو چار چار جب بغیر اطلاع کے دوسرے تیسرے روز آتی رہتی ہیں تو ان بیچاروں کی غربت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے بتاؤ وہ بیچارے کیا کریں، جہاں اپنا ہی پیٹ پالنے کے لالے پڑے ہوں وہاں اس قسم کی مہانداری کیسے نبھے اگر بیچارے ان کے لئے پان چھالی کا بند و بست نہ کریں کھانے پینے کو نہ کہیں تو سارے کنبہ میں بدنامی ہو۔ طعنہ زنی سے لوگ کلیجہ زخمی کر دیں کسی کو منہ دکھانے کی قابل نہ رہیں اور اگر یہ سب ساماں کریں تو لائیں کہاں سے۔ جب اپنے پیٹ کے لئے غریبوں سے چوری نہیں ہوتی تو دوسروں کے لئے کیا ہوگی غرضکہ یہ ہمدردی کی صورت اکثر اوقات سخت پریشاں کن ثابت ہوتی ہے اہل میت اپنا غم بھول کر مہانداری کی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ کنبہ والوں کا قصد تو ہوتا ہے تسلی اور دلجوئی کا لیکن عملاً مصیبت بالائے مصیبت ہو جاتی ہے پھر عجیب بات یہ ہے کہ سال بھر تک میت کا دروازہ کھلا ہوا سمجھا جاتا ہے جس کا دل چاہے بے روک ٹوک بغیر کسی اطلاع کے چلا آتے۔ ایک دو دن کی مصیبت ہو تو بھگتی جا سکتی ہے لیکن آئے دن کی یہ مہانداری بھلا کیسے نبھے اس کے انسداد کی سخت ضرورت ہے۔ صورت اس کی یہ ہونی چاہیئے کہ ہماری مستورات یہ طے کر لیں کہ جب تعزیت میں کسی کے یہاں جائیں تو میت کے یہاں کھانا نہ کھائیں۔ گھڑی دو گھڑی تسکین بخش باتیں کر کے واپس آ جائیں اور جو عملی ہمدردی ہو سکے اسے پورا کریں۔ دوسری بات یہ ہونی چاہیئے کہ اپنے آنے کی اطلاع ضرور دیدیں تیسرے تعزیت کے لئے ایک وقت معین کر لیا جائے۔ مثلاً ایک ماہ کے اندر اندر کنبہ کی عورتیں بغرض تعزیت آیا کریں اس کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہو جائے مقصود یہ ہے کہ صورت وہ اختیار کیجائے جو غریبوں کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔

تیسری خاص بات یہ ہے کہ مردہ کے نیگوں میں مثلاً دسواں، بیسواں۔ چالیسواں یا چھ ماہی و برسی وغیرہ میں جب عورتیں جمع ہوں تو ادھر ادھر کی باتیں چھوڑ کر میت کے ساتھ احسان کی تدبیر کریں اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ جو قرآن پڑھ سکتی ہوں قرآن پڑھیں جو نہیں پڑھ سکتیں وہ میت کے لئے نمازیں پڑھیں ایک کہے میں ایک مہینہ کی صبح کی نمازیں پڑھے دیتی ہوں دوسری کہے میں ظہر کی ایک ہفتہ کی نمازیں پڑھتی ہوں اسی طرح ایک ایک وقت کی نمازیں تقسیم کر لیں دس بیس عورتوں کی اس عالی ہمتی اور پامردی سے مردہ کی کئی برس کی قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔ نمازوں کے بعد تسبیحیں پڑھنے اور استغفار کرنے کا نمبر ہے جو بوڑھی عورتیں زیادہ نمازیں نہیں پڑھ سکتیں وہ یہ کام کریں بہرحال وہ دن ایسے کاموں میں صرف ہو جس سے مردہ کی نیکیوں میں اضافہ ہو یہی اس کے ساتھ سچی ہمدردی ہے یہی اس کے ساتھ محبت رکھنے کا بہترین ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ ایک صورت مردہ کے ساتھ ہمدردی کی یہ بھی ہے کہ کنبہ میں جو حیثیت دار ہوں وہ ورثائے میت کو حسب حیثیت کوئی رقم پیش کریں کہ اس سے مردہ کے لئے نمازیں پڑھوا دینا۔ قرآن پڑھوا دینا۔ زیادہ رقم ہو جائے تو زیارات کرا دینا اور زیادہ ہو تو حج کرا دینا۔

غور کیجیے مردہ کے ساتھ یہ کتنا بڑا احسان ہوگا۔ خالی رونے اور مصنوعی آہ و واویلا کرنے سے یہ صورت بدرجہا بہتر ہے کسی کے رونے دھونے سے غریب میت کو کیا فائدہ۔ فاتحہ کے متعلق بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ عموماً لوگ اچھے اچھے لذیذ کھانوں پر فاتحہ دلاتے ہیں ہمارے خیال میں اس کی بجائے یہ ہونا چاہیئے کہ سادہ کھانا ہو اور بجائے دس محتاجوں کے بیس کو کھلایا جائے۔ جتنے محتاجوں کے زیادہ پیٹ بھرینگے اتنا ہی میت کو زیادہ ثواب ہوگا ہم مسلمانوں کا ہندوں کی طرح یہ عقیدہ نہیں کہ کھانا مردہ کے سامنے جاتا ہے اور وہ کھاتا ہے بلکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس قدر مسکینوں کے پیٹ بھریں گے اور جتنے محتاجوں و بھوکوں کو کھلایا جاتا ہے بقدر اس کے خدا مردہ کو نیکیاں دیتا ہے قیمتی کھانا اگر کم تعداد میں ہوگا تو کم لوگ کھائیں گے لہذا کم ثواب ملے گا۔ سادہ کھانا زیادہ مقدار میں ہوگا اور اس کو زیادہ محتاج

کھائیں گے تو زیادہ ثواب ملیگا - ثواب کا مدار کھانے والوں کی تعداد پر ہے نہ کہ کھانے کی نوعیت پر - فاتحہ میں پلاؤ قورما اور مزعفر و بریانی قطعاً موقوف کرنے کی قابل ہیں - اِس کا ایک بُرا اثر یہ ہے کہ اِس کے ذائقہ میں بہت سے مرد و عورت اپاہج بن بیٹھے ہیں اور انھوں نے اپنی بسر اوقات کا ذریعہ ہی فاتحہ کا کھانا قرار دے لیا ہے چونکہ یہ صورت قوم کے حق میں مضر ہے لہذا ترک کرنے کی قابل ہے -

---

عَلّامہ بَرزخی کی ڈائری

کل شام مولوی غلام جیلانی مجھ سے کہنے لگے شیعہ ایک ایسے امام کے بھی قائل ہیں جو ان کو نظر نہیں آتا اور غار میں چھپا بیٹھا ہے بھلا ایسے شخص کے وجود سے فائدہ - میں تو ان کا مرید تھا ہی ارادت کی جھونک میں کہہ گیا بالکل ٹھیک -
میری برابر مولوی علی محمد بیٹھے تھے وہ بڑے کٹر رافضی ان سے کہاں ضبط ہوتا - فرمانے لگے ایسے خدا ہی کے ماننے سے کیا فائدہ جو نظر نہیں آتا اور چھپا بیٹھا ہے اور ایسے قرآں ہی کے ماننے سے کیا فائدہ جو یومنوں بالغیب کو ہدایت کرنے کے لئے آیا ہو - اور ایسے نبی ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو غار میں جا چھپا ہو اور ایسے پیغمبر ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو آسمان پر اٹھا کر نظروں سے غائب کر دیا گیا ہو - اور ایسے شیطاں نبی کو ماننے سے کیا فائدہ جو چھپ چھپ کر بہکاتا ہو اور ایسے فرشتوں ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو پوشیدہ ہوں اور ایسی روح ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو پس پردہ اپنے کام کر رہی ہو اور ایسی نگاہ ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو آنکھ سے دکھائی نہ دیتی ہو اور ایسی جنت ہی کو ماننے سے کیا فائدہ جو نظر کے سامنے موجود نہ ہو اور ایسے دوزخ ہی کا اعتقاد کیوں رکھا جائے جو سامنے نہ ہو اور ایسے کرام کاتبیں ہی کو کیوں مانا جائے جو سامنے نہ لکھتے ہوں -
میں تو یہ ترکی بہ ترکی جواب سنکر دم بخود ہو گیا اور مولوی غلام جیلانی بیچارے تو ایسے کٹے کہ اوپر کا دم اوپر تھا اور نیچے کا دم نیچے -

---

کل رات میں نے بیگم کے چھیڑنے کو کہا تقیہ نے شیعوں کے مذہب کو بدنام کر دیا بھلا جس مذہب میں جھوٹ بولنا جائز ہو وہ مذہب ہی کیا - بیگم بانو بستر پر لیٹی تھیں یا طیش میں بھری اٹھ بیٹھیں - کہنے لگیں تم ہمیشہ ایسی ہی جلی کٹی باتیں کیا کرتے ہو شیعوں پر تو الزام لگانے کو بیٹھ گئے اور خلیفہ دوم عمر کو کچھ نہیں کہتے کہ انھوں نے کتنا بڑا تقیہ بے ضرورت کیا تھا - میں نے گھبرا کر کہا - ایں ایں ! کیا کہہ رہی ہو حضرت عمر اور تقیہ اور وہ بھی بے ضرورت - بیگم نے کہا مجھ سے سنو ! رسول کی رحلت کے بعد حضرت عمر نے چلانا شروع کیا کہ رسول نہیں مرے جو کوئی کہے گا مر گئے میں اس کا سر اڑا دونگا - کیوں جی اس گفتگو کو کیا کہوگے ؟ جھوٹ یا سچ - سچ تو کہہ ہی نہیں سکتے لامحالہ جھوٹ ہی کہنا ہوگا اور وہ بھی سفید جھوٹ مگر تم ٹھہرے مخلص مسلمان بھلا ان کو جھوٹا کیوں کہنے لگے بس اقرار کرلو کہ تقیہ میں ایسا کہا تھا - اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہو کہ بے ضرورت تھا اور پھر یہ بھی کہو کہ ناجائز تھا - میں نے کہا الہی توبہ ستم تو بلا کی طرح لپٹ گئیں وہی مضمون ہو گیا ع چھیڑ تو مت کہ بھرے بیٹھے ہیں -

---

ایک روز حکیم غلام قادر مجھ سے کہنے لگے شیعہ جماعت سے بہت کم نماز پڑھتے ہیں حالانکہ ان کی مذہبی کتابوں میں جماعت کی تاکید بہت زیادہ ہے - میں نے کہا غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے یہاں پیشنماز کا جامع الشرائط ہونا ضروری ہے اور اہل سنت کے یہاں کا مسئلہ ہے کہ صلوا خلف کل بر و فاجر (ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لو) بس یہ سنتا

صرف یہ ہے اور شیعوں کا مہنگا اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سستی چیزیں دنیا میں زیادہ ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ اپنے علما کے جتنے قدر داں ہیں سنی نہیں۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ اگر ہر شب شب قدر بودے شب قدر را قدر نبودے۔

ایک دن میں نے بیگم سے کہا جب حضرت ابو بکر نے عہد رسالت میں یعنی جبکہ حضرت مرض الموت میں مبتلا تھے امام بنکر مسجد رسول میں نماز پڑھائی تو جانشینی رسول ان کے لئے مسلم ہوگئی۔ ایسی حالت میں شیعہ ان کی فضیلت کو کیوں نہیں مانتے۔ بیگم نے کہا جب سنیوں میں یہ مسئلہ ہے کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز پڑھ لو تو اس میں فضیلت کیسی اور خلافت کا استحقاق کہاں۔

ایک دن ایک شیعہ واعظ نے تین باتیں ایسی کہیں کہ آجتک مجھے نہیں بھولیں اس نے کہا حضرت ابوبکر کو تمام عمر میں تین عہدے ملے تھے مگر انجام بجز ایک کا بھی نہوا۔ حج کے امیر بنے تو واپس بلا لیئے گئے۔ خیبر میں سپہ سالار بنے تو بھاگ آئے۔ مرض الموت رسول میں ان کی صاحبزادی کی سرکار سے اجازہ پیشنمازی عطا ہوا تو رسول نے مسجد میں جاکر ہٹا دیا۔

ایک دن بیگم قرآن پڑھ رہی تھیں جب آیہ کان من الکافرین پر پہنچیں تو مجھ سے کہنے لگیں شیطان کافرین میں سے تھا اس سے معلوم ہوا کہ کچھ کافر اور بھی تھے یا ہونے والے تھے ان میں سے ایک شیطان بھی تھا میں نے جواب میں کہا پھر اس پر تمہیں تعجب کیوں ہے دنیا میں ہزاروں کافر ہوئے اور ہورہے ہیں انہی میں سے ایک شیطان کو بھی سمجھو۔ وہ تھرک کر بولیں اے ہے تم ہمیشہ بات کو الٹا کردیتے ہو۔ نجیبے عام کافروں سے کیا غرض شیطان خلافت کے نہ ماننے سے کافر ہوا تھا لہذا کچھ کافر اسی قسم کے اور ہونے چاہئیں۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ خدا کی منصوص خلافت سے انکار کرنے والا کافر ہے۔ میں بیگم کی بات کو سمجھ گیا اور خون کا سا گھونٹ پیکر رہ گیا۔

بیگم تو بلا کی تڑاق پڑاق ہیں مجھے خاموش دیکھکر لگیں گولہ باری کرنے۔ بولیں کیوں جی یہ شیطان آخر کافر ہوا کیوں۔ یہ تو دین کے وہ تینوں اصول ماننے والا تھا جنکو تم جیسے نخالص مسلمان مانتے ہیں وہ خدا کی وحدانیت پر ایمان بھی رکھتا تھا۔ وہ اس کے عباد مخلصین یعنی انبیا و مرسلین کو بھی مانتا تھا وہ قیامت کا بھی معتقد تھا اس کو تمہاری طرح نخالص مسلمان ہونا چاہئے تھا پھر قدرت نے اس کو کافر کیوں کہا معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں اصول کے علاوہ کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ اس کا نہ ماننے والا کافر ہوجاتا ہے اور وہ خلافت الہیہ ہے اسی کے انکار کی وجہ سے شیطان کافر ہوا۔ پس خلافت نصی سے ہر انکار کرنے والا شیطان بھی کہا جائیگا اور کافر بھی خواہ شیطان کی طرح جن ہو یا کسی اور کی طرح انسان۔ اسی لئے تو خدا نے دو قسم کے شیطانوں سے پناہ حاصل کرنے کی دعا کا حکم دیا ہے۔ اور من الجنۃ والناس فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ اتنا اور اضافہ کرلو کہ خلافت جب ایسا زبردست اصول ہے تو پھر اسے اصول دین میں کیوں نہ داخل کیا جائے۔

ہاں ایک بات تو رہ ہی گئی شیطان ایک بات کا اور بھی قائل نہ تھا اور وہ عدل باری ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ خدا نے میرے اور آدم کے بارہ میں عدل نہیں کیا اس بنا پر بھی وہ کافر ہوا پس عدل الہی بھی اصول میں داخل کرنے کی قابل ہے یہی وجہ ہے کہ شیعہ اصول دین پانچ مانتے ہیں اور عدل و امامت ہی ایسے اصول ہیں جن کی وجہ سے وہ شیطانی زمرہ سے علیحدہ ہوجاتے ہیں میں نے کہا پناہ بخدا بیگم تم تو غضب کی آدمی ہو۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم اس بلا کی علامہ اور کٹر شیعہ خاتون ہو تو میں نخالص مسلمان ہرگز ہرگز شادی ہی نہ کرتا۔ باقی دارد

رموز و نکات

از حضرت ادیب اعظم مدظلہ

پارہ ۲۶۔ الحجرات - ولکنّ اللّٰہ حبّب الیکمُ الایمان و زیّنہ فی قلوبکمُ وکرّہ الیکمُ الکفر والفسوق والعصیان اولٰئک ھم الرّاشدون (لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنایا اور تمہارے دلوں کو اس سے زینت بخشی اور مکروہ قرار دیا تمہارے لئے کفر کو فسق کو اور عصیان کو یہی وہ ہیں جو راشدین کہلاتے ہیں) اس آیت میں چار باتوں کا ذکر ہے ایک ایمان دوسرے کفر تیسرے فسوق چوتھے عصیان - ایک کی محبت دل میں ڈالی اور تین سے نفرت دلائی اسی کا نام تولّا اور تبرا ہے -

مخالفین تبرا ذرا آنکھیں کھول کر اس آیت کو پڑھیں ان الفاظ میں جو سچی تصویر ارباب صفات اربعہ کی کھینچی گئی ہے زبان اس کی تعریف سے قاصر ہے وہ لطیف اشارے ہیں کہ دل وجد کرتا ہے - خاصکر راشدون کا لفظ کتنا مختصر جو کنایہ کیا گیا ہے اہل نظر ہی اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں موخر الذکر تین صفتوں کے بعد ھم کی ضمیر استعمال کرنا جو جان داروں کے لئے مخصوص ہے اس پر دلالت کر رہی ہے کہ ان صفتوں سے مخصوص اہل صفت مراد ہیں اور یہ وہی ہیں جو راشدین کہلاتے ہیں ع برعکس نہند نام زنگی کافور -

ایک حدیث نے اس مضمون کی اور زیادہ توضیح کر دی ہے حبّ علی ایمان و بغضہ کفر - جنگ خندق میں آنحضرت نے برز الایمانُ کلّہ الی الکفر کلّہ حضرت علی کی شان میں ارشاد فرما کر سب کو نہ صرف بتا دیا بلکہ دکھا دیا کہ ایمان یہ ہے بس اسی پر دوسری صفتوں کو قیاس کر لو بات یہ ہے کہ جب کسی صفت کا بار بار ظہور ہوتا ہے تو خواہ وہ صفت اچھی ہو یا بری پھر وہ نام بن جاتی ہے - الکنایۃ ابلغ من التصریح -

---

قرآن کہتا ہے اَلَا اِنّ اَولیاءَ اللّٰہ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون (اولیاء خدا کو خوف و حزن نہیں ہوتا) پس اگر کسی کو حزن ہو اور رسول کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آئے لاتحزن اِنّ اللّٰہ معنا (حزن مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) تو اس کو اولیاء میں کیونکر شمار کیا جا سکتا ہے -

---

سلطان بصرہ نے ایک بار کسی شیعہ سے دریافت کیا فاطمہ افضل ہیں یا عائشہ - انھوں نے کہا عائشہ - اس نے متعجب ہو کر کہا کہ تم پہلے شیعہ ہو کہ ایسا کہہ رہے ہو انھوں نے فرمایا میں اس لئے کہتا ہوں کہ جناب عائشہ کی ایک نصّی فضیلت مجھے معلوم ہے - پوچھا بھلا کیا؟ انھوں نے کہا خدا فرماتا ہے فضّل اللّٰہ المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیما (اللہ نے لڑنے والوں کو گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر اجر عظیم عطا فرما کر فضیلت دی ہے) لڑنے کی صفت فاطمہ زہرا میں نہ تھی اور حضرت عائشہ میں موجود تھی لہٰذا ان کو فضیلت ہو گئی یہ سنکر بادشاہ دم بخود ہو گیا -

---

سورہ الحجر - وقل انّی انا النذیر المبین کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین (اے رسول کہدو کہ میں تو عذاب خدا سے صریحی طور پر ڈرانے والا ہوں (اے رسول ہم) ان کفار پر اسی طرح عذاب نازل کرینگے جسطرح ہم نے ان لوگوں پر نازل کیا جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ تھے جو قرآن کو پارہ پارہ کرنے والے تھے جب ہی تو ان پر کفار کا سا عذاب نازل کرنے کی خبر دی گئی ہے - مفسرین عامہ کہتے ہیں کہ ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو قرآن کے بعض احکام مانتے تھے اور بعض نہیں لیکن یہ قول صحیح نہیں کیونکہ یہود

اور نصاریٰ ہی قرآن کو پھاڑتے یا جلاتے نہیں تھے یہ صفت تو مسلمانوں ہی کے کسی پیشوا میں تھی فاعتبروا یا اولی الابصار

ومن ابائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبیناھم وھدیناھم الی صراط مستقیم (انبیا کے آبا میں سے ان کی اولاد میں سے ان کے بھائیوں میں سے ہم نے ان کو چنا اور ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی) اس آیت سے معلوم ہوا کہ خلافت اور نبوت ہمیشہ ذریت انبیا میں رہی ہے۔ اگر اصحاب اور امت میں ہوتی تو یوں فرماتا۔ من اصحابھم ومن امتھم۔

قرآن میں ہے والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (وہ اچھے بندے کہتے ہیں کہ خداوندا تو ہمکو ہماری ازواج و اولاد سے خنکی چشم عطا فرمایا اور ہم کو متقیوں کا امام بنا) اگر امامت بندوں کے ہاتھ میں ہوتی تو متقیوں کو یہ دعا مانگنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

حضرت عمر کی وفات پر عبدالرحمن بن عوف حضرت علی کو خلافت اس شرط پر دینا چاہتے تھے کہ وہ سیرت شیخین پر عمل کریں حضرت نے انکار کر دیا۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کی بیعت کرلی ہوتی تو ان کے کمال ایمان سے یہ بعید تھا کہ اس عہد پر قائم نہ رہتے اور سیرت شیخین پر عمل کرنے سے انکار کر دیتے انھوں نے خلافت چھوڑ دی لیکن اس امر کو گوارا نہ کیا کہ جسکو وہ شرعی نقطہ نظر سے ناجائز سمجھتے تھے اسی پر قیاس کرو امام حسین کا بھلا وہ کیونکر بیعت یزید پر راضی ہو سکتے تھے۔

وکذالک انزلنا الیک الکتاب فالذین اتیناھم الکتاب یومنون بہ ومن ھولاء من یومن بہ وما یجحد بایاتنا الا الکفرون (اور ایسے ہی ہم نے (اے رسول) تمہاری طرف کتاب نازل کی پس جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس پر ایمان لانے والے ہیں اور ان لوگوں میں سے بعض ایمان لانے والے ہیں اور کافروں کے سوا ہماری آیات سے کوئی انکار نہیں کرتا) تفسیر قمی میں ہے کہ جن کی طرف خدا نے کتاب نازل فرمائی وہ حضرت رسول خدا ہیں اور جنکو عطا فرمائی وہ آل محمد ہیں اور من ھولاءِ سے عام لوگ مراد ہیں جن میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نہیں۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے الذین اورثوا الکتاب من بعدھم لفی شک منہ مریب (جو لوگ ان لوگوں کے بعد وارث کتاب بنائے گئے وہ تو کھلم کھلا شک میں پڑے ہوتے ہیں) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو اللہ نے کتاب کا وارث بنایا تھا پس ان کے بعد جن کو دوسرے لوگوں نے وارث بنایا یا سمجھا وہ اہل یقین میں سے نہیں ہیں بلکہ اہل شک میں سے ہیں۔ یہی شک صلح حدیبیہ میں پھوٹ نکلا تھا۔ انچہ در دل است بزباں می آید۔

روح

از جناب سید شاکر حسین صاحب نقوی امروہوی ثم جے پوری مولف محیط التواریخ و محیط الاحزان

روح کیا چیز ہے۔ اس کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے جس کا ہر متجسس کے دل میں پیدا ہونا فطری بات ہے وہ خیال کرتا ہے کہ آخر یہ کیا شے ہے کہ شکم مادر کے اندر ہی جنین کی تکمیل ہو جانے پر تمام آثار زندگی پیدا کر دیتی ہے اور جسمانی نشو و نما کے ساتھ ساتھ یہ بھی مدارج ترقی طے کرتی اور جب مدت معینہ کے بعد تنزل شروع

ہوتا ہے تو اختلاط سے اثر پذیر ہو کر آخر کار قالب عنصری کو چھوڑ دیتی ہے اور وہ بےحس و حرکت پڑا رہ جاتا ہے۔ اس کے تمام قوائے داخلی و خارجی معدوم ہو جاتے ہیں نہ اس کو آگ میں جلانے سے اذیت ہوتی ہے نہ پانی میں سڑنے مٹی میں دبنے سے نہ اعضا کی قطع و برید سے۔ لیکن یہ خیال اور سوال ایسا معمہ ہے کہ آج تک حل نہیں ہو سکا، جس کی حقیقت اور اصلیت کے انکشاف میں انسانی دماغ کی کنج کاوی اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے اور اس اقرار کے سوا چارہ نہیں ع کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا۔

وہ مقدس طبقہ جسے روحانیین کہلائے جانے کا شرف حاصل ہے وہ بھی اسکے اظہار میں خاموش ہے۔ اگر یہ عقدہ مرنے کے بعد حل ہوتا ہے تو کوئی روح واپس آکر خبر نہیں دیتی اور

کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

کا مصداق ہو جاتا ہے۔ الہامی کتابیں جو روحانیت کی تعلیم کا سرچشمہ ہیں وہ بھی اس سر مکتوم کے انکشاف میں امداد نہیں دیتیں۔ سب سے آخری آسمانی کتاب (قرآن مجید) میں بھی اس کے متعلق صراحت نہیں اور جب روحانیین اولین و آخرین کے سردار (حضرت ختمی مآب صلعم) سے اس کی بابت کچھ لوگ استفسار کرتے ہیں تو بذریعہ وحی صرف اس حکم پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کا حکم ہے اور نہیں دیا تم کو علم مگر تھوڑا)

اب کونسا ذریعہ ہو سکتا ہے جس سے روح کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ حکما اور علما جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ قیاسی اور تاویلی ہیں جن سے عقلاً ایقان اور قلباً اذعان کا درجہ حاصل نہیں ہوتا بہرحال روح کے متعلق دو قسم کے خیال ہیں ایک گروہ فنائے روح کا قائل ہے دوسرا بقائے روح کا۔ جو لوگ فنائے روح کو مانتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ روح اس حرکت کا نام ہے جو مدبر بدن اور حرارت غریزی کے نام سے موسوم ہے۔ جب تک انسان یا حیوان کے جسم میں دوران خون کا سلسلہ جاری ہے یہ حرارت بھی قائم اور ممد حیات ہے اور اگر داخلی اسباب سے خون کی تولید بتدریج یا دفعۃً بند ہو جائے یا اس کا دوران رک جائے یا خون اپنے عمل کو چھوڑ دے یا فاسد ہو کر نظام جسمانی کو خراب کر دے یا اس کا اخراج اس قدر ہو جائے کہ حرارت کو قائم نہ رکھ سکے تو یہ حرارت غریزی جو باعث بقائے حیات ہے منطفی ہو کر انسان یا حیوان جسد بیجان رہ جائیگا۔ علمائے علم الابدان و سائنس دہریئے اور لامذہب اور وہ لوگ جو جزا و سزا کے قائل نہیں ان کا یہی عقیدہ ہے۔

دوسرا گروہ جو بقائے روح کا قائل ہے اس کی بھی دو شاخیں ہیں ایک وہ جس کا خیال ہے کہ روح جب کسی بدن کو چھوڑتی ہے تو اپنے اعمال کی جزا و سزا کے مطابق دوسرا جسم اختیار کر لیتی ہے خواہ وہ انسانی ہو یا حیوانی یا نباتی اس کے بعد وہ پھر اور قالب میں مجسم ہوتی ہے اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے جسے تناسخ یا آواگون کہتے ہیں ہندو، بدھ، جین، سکھ اسی عقیدہ کے پابند ہیں دوسرا گروہ وہ ہے جو بقائے روح کا قائل ہے لیکن تناسخ کے چکر کا منکر ہے اس کا عقیدہ ہے کہ جسم انسان کو چھوڑ کر روح نہ تو فنا ہوتی ہے نہ دوسرا قالب اختیار کرتی ہے بلکہ وہ خاص حالت میں اسی صورت کیساتھ رکھی جاتی ہے اور اس وقت تک رہیگی جب تک خالق کائنات اسی قالب خاکی کیساتھ پھر زندہ کرے اور اس کے نیک و بد اعمال کے موازنہ اور محاسبہ کے ایک ایسے عالم میں پہونچا دے جو سرور و راحت کے لحاظ سے بہشت اور تکالیف و عذاب کے اعتبار سے دوزخ کہلاتا ہے۔ اس عقیدہ میں یہودی، عیسائی اور مسلمان شامل ہیں۔ اسقدر تو عموماً مسلم ہے کہ یہ مسئلہ عقائد کا اہم مسئلہ ہے عام لوگوں کے خیال میں اس کی اہمیت عقیدہ معاد کے لحاظ سے زیادہ ہے کیونکہ اگر روح کا وجود تسلیم نہ کیا جائے تو معاد کا اثبات نہیں ہو سکتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ کل نظام مذہبی کی بنیاد ہے۔ وجود باری تعالی، نظام کائنات، نبوت، عقاب و ثواب، ان تمام

مسائل کا اذعان روح کی حقیقت پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے۔
روح کے متعلق اہل علم کی رائیں بہت مختلف ہیں۔ حکمائے طبعیین اور جالینوس و فیثاغورس کا یہ مذہب ہے کہ روح
کوئی جداگانہ چیز نہیں بلکہ ترکیب عناصر سے جو خاص مزاج پیدا ہوتا ہے اسی کا نام روح ہے ارسطو بھی اس کا ہی
قائل ہے آجکل کے اکثر حکمائے یورپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ان کے نزدیک جسم کی ترکیب کے سوا انسان میں
اور کوئی چیز نہیں۔ اسی سے وہ حرکات و افعال سرزد ہوتے ہیں جن کو لوگ روح کے خواص و افعال کے نام
سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض علمائے اسلام بھی اسی خیال کی تائید میں ہیں اسی بنا پر وہ اس بات کے بھی قائل ہیں
کہ انسان جب مرتا ہے تو روح بھی فنا ہو جاتی ہے ایسے متکلمین اور طبعیین میں صرف یہ فرق ہے کہ طبعیین کے
نزدیک انسان کا یہیں تک خاتمہ ہے لیکن متکلمین کے خیال میں خدا قیامت کے روز اسی جسم کو دوبارہ پیدا کر کے
اس میں نئے سرے سے روح پھونکے گا۔

افلاطون اور دوسرے حکما کا یہ مذہب ہے کہ روح ایک جوہر مستقل ہے جو جسم سے بطور آلہ کے کام لیتا ہے۔ بدن
کے بدن کے فنا ہونے سے اس کی ذات میں کوئی نقصان نہیں ہوتا البتہ آلہ کے ہونے سے جو کام وہ کرتا تھا وہ
رک جاتا ہے۔ بوعلی سینا، امام غزالی، صوفیہ اور اکثر حکمائے اسلام کا یہی مذہب ہے مولانا روم بھی اسی کے
قائل ہیں۔ بوعلی سینا نے اشارات، وغیرہ میں اثبات روح کے بہت دلائل لکھے ہیں جن کو دیکھ کر تسلی آتی ہے،
سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب انسان کسی ایسی چیز کا تصور کرتا ہے جس کا تجزیہ نہیں ہو سکتا مثلاً نقطہ وغیرہ، تو
ضرور ہے کہ جس چیز میں یہ تصویر مرتسم ہو وہ بھی غیر منقسم ہے کیونکہ اگر وہ منقسم ہوگی تو جس چیز کا تصور ہوا ہے وہ
بھی منقسم ہو سکے گی کیونکہ محل کے انقسام سے حال کا انقسام لازم ہے حالانکہ ہم یہ پہلے فرض کر چکے ہیں کہ نقطہ وغیرہ
منقسم نہیں ہو سکتے۔ اب جس چیز میں نقطہ کی صورت مرتسم ہوئی ہے وہ جسمانی نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر جسمانی ہوگی تو
اس کا تجزیہ ہو سکے گا۔ اور جو چیز اس میں مرتسم ہے اس کا بھی تجزیہ ہو سکے گا اور یہ محال ہے اس سے ثابت ہوا
کہ انسان میں کوئی ایسی چیز بھی ہے جو جسمانی نہیں اور اسی کا نام روح ہے۔ لیکن اگر یہ استدلال صحیح ہو تو بو رنگ وغیرہ
کا بھی انقسام ہو سکے گا کیونکہ یہ چیزیں جسم میں پائی جاتی ہیں اور جسم قابل انقسام ہے اور یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب محل
قابل انقسام ہوتا ہے تو جو چیز اس میں حال ہوتی ہے وہ بھی قابل انقسام ہوتی ہے۔

بوعلی سینا نے اسی قسم کے اور بہت سے یادر ہوا دلائل قائم کئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ روح وغیرہ اس قسم کی چیزیں نہیں
جن پر اس قسم کے دلائل قائم ہو سکیں جیسے محسوسات اور مادیات کے لئے قائم ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کی حقیقت اگر جوامر
کی اس طرح تشریح کیجائے جو کسی قدر معقول اور قابل قبول ہو۔ یہ بات تو بدیہی ہے کہ عالم میں جو چیزیں موجود ہیں ان میں
بے انتہا فرق مراتب پایا جاتا ہے سب سے کمتر درجہ عناصر کا ہے یعنی وہ چیزیں جن میں کسی قسم کی ترکیب نہیں اس لئے
ان میں دست قدرت اپنی زیادہ صناعیاں نہیں دکھا سکتا اس طبقہ کو جماد کہتے ہیں اس کے بعد ترکیب شروع ہوتی
ہے اور یہی عالم فطرت کی ترقیوں کی پہلی منزل ہے ترکیب کا پہلا درجہ نباتات ہیں۔ نباتات کے لاکھوں اقسام ہیں
اور ان میں فطرت کی ہزاروں عجیب و غریب صناعیاں نظر آتی ہیں لیکن چونکہ ان میں ادراک کا شائبہ نہیں وہ ایک
درجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ نباتات کے بعد حیوانات کا درجہ ہے جن کی صفت ممیزہ ادراک اور یہیں سے روحانیت
کی ابتدا ہے روح کے اور بہت سے اوصاف ہیں جن کی وجہ سے وہ اوروں سے ممتاز ہے لیکن سب سے بڑا خاصہ
ادراک ہے اس لئے روح درحقیقت ادراک ہی کا نام ہے اور چونکہ ادراک کے مراتب میں فرق ہے اس لئے بعض
افراد میں کم بعض میں زیادہ اور بعض میں اس سے زیادہ ہے۔ روح اگرچہ تمام حیوانات میں پائی جاتی ہے اور حیوانات
کے مختلف انواع ہیں۔ ان کے مراتب نہایت متفاوت ہیں تاہم حیوانات میں جو روح ہے وہ ترقی کی ایک خاص
حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اس حد کو روح حیوانی کہتے ہیں اس سے آگے جو درجہ ہے وہ روح انسانی ہے۔ اس ر

جس کے خواص اور اوصاف یہ ہیں۔

(۱) وہ ایک جوہر مجرد اور جسمانیت سے بری ہے اس کا تعلق جسم سے نہیں بلکہ ایک خاص قوت سے ہے جو انسان میں موجود ہے یہ تعلق اس قسم کا ہے جسطرح آفتاب کا آئینہ سے آفتاب اپنی جگہ موجود ہے لیکن اس کا عکس آئینہ پر پڑتا ہے اور اس کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح روح عالم ملکوت میں ہے اس کا پرتو عالم روحانی پر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان عجیب وغریب فنون کا مظہر بن جاتا ہے۔

(۲) روح کی ترقی کے مراتب سلسلہ بسلسلہ بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا ایک ایسا درجہ آتا ہے جو عام روح انسانی سے اسی قدر بالا تر ہے جسقدر انسانی روح حیوانی روح سے۔ یہی درجہ نبوت کا ہے۔ عقول مجردہ اور روحانیت جو نظام عالم کے کام پر مامور ہیں اسی روح کے سلسلہ میں واقع ہیں۔

(۳) جسطرح انسان کا جسم جو کام کرتا ہے اسوجہ سے کرتا ہے کہ اس پر روح کا پرتو ہے اسی طرح عالم روح پر قدس کا پرتو ہے۔

خلاصہ یہ کہ روح ایک جوہر مجرد ہے اور انسان میں جو روح حیوانی ہے (جس کو جان بھی کہتے ہیں) یہ اس کے کام کرنے کا ایک آلہ ہے جس طرح کاریگر آلہ کے بغیر کام نہیں کرسکتا روح بھی اس روح حیوانی کے بغیر کام نہیں کرسکتی لیکن فی نفسہ وہ بالکل جداگانہ شے ہے اور چونکہ وہ جوہر مجرد ہے یعنی نہ مادہ ہے نہ مادہ سے مرکب شے ہے اس لئے اس کو فنا نہیں انسان دراصل اسی روح کا نام ہے اور یہ جسم اور روح حیوانی اس کا قالب ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ عالم میں دو قسم کی چیزیں پائی جاتی ہیں کثیف اور لطیف۔ یہ بھی بداہتہً نظر آتا ہے کہ کثیف چیز کتنی ہی طویل وعریض اور عظیم الشان ہو لیکن جب تک اس میں لطیف جزو شامل نہیں ہوتا وہ محض ہیچ اور مبتذل ہوتی ہے۔ پھول میں خوشبو آنکھ میں نور جسم میں حرکت مادہ میں قوت نہ ہو تو یہ بیکار چیزیں ہیں لطافت کے مدارج ترقی کرتے جاتے ہیں۔ جو مثالیں ابھی بیان ہوئیں یہ کمال لطافت کی مثال نہیں کیونکہ خوشبو وغیرہ میں مادہ کا شائبہ پایا جاتا ہے اور لطافت کے کمال کے یہ معنی ہیں کہ نہ خود مادہ ہو نہ مادہ سے نکلا ہو اس درجہ کو حکماء کی اصطلاح میں تجرد عن المادہ کہتے ہیں اور اس کا پہلا مظہر روح ہے لیکن روح میں پھر بھی اس قدر مادیت موجود ہے کہ وہ مادہ میں آسکتی ہے چنانچہ جسم انسانی میں روح کا سمانا بدیہی طور پر ثابت ہے اس لئے وہ مجرد محض نہیں ہے لیکن سلسلہ ترقی کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درجہ بھی موجود ہے اور یہی مجردات ہیں جو تمام عالم پر متصرف ہیں اور اس عظیم الشان مشینری کو چلا رہے ہیں۔

حکمائے اسلام نے ان دونوں مراتب کا نام خلق اور امر رکھا ہے اور قرآن مجید کی اس آیت الا له الخلق والامر کے یہی معنی قرار دیتے ہیں اس اصطلاح کے موافق مادیات کو عالم خلق اور مجردات کو عالم امر کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت قل الروح من امر ربی میں جو روح کو امر کہا ہے اس کے یہی معنی ہیں۔ اس تمام سلسلہ پر غور کرنے سے آخری نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب روحانیات جو عالم خلق پر متصرف اور اس کی علت ہیں مادہ زماں اور مکاں سے مجرد ہیں تو ان روحانیات کا خالق اور بھی مجرد اور منزہ محض ہوگا۔

مجردات ملائکہ۔ علۃ العلل۔ سب اسی مسئلہ کی فروعات ہیں اور کم سے کم یہ کہ خدا کے اجمالی تصور کا ایک ذریعہ ہے اس لئے حضرات صوفیہ سب سے زیادہ اسی مسئلہ پر توجہ کرتے ہیں اور امام الروحانیین حضرت علی مرتضیٰ کے اس ارشاد ہدایت بنیاد۔ مَن عَرَفَ نفسہٗ فقد عَرَفَ ربہٗ پر ان کا ایمان ہے۔

شمیم بک ڈپو کا مایہ ناز تبلیغی تحفہ !

شیعی دنیا میں انتہائی مقبول کتابیں

حد درجہ مفید اور دلچسپ شیعہ لٹریچر

پورے سیٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

دینی کہانیاں حصہ اوّل - قصہ خوانی کے ذوق و شوق اور ناول و ڈرامہ کیطرف نوجوانوں کی طبیعت کا لگاؤ دیکھتے ہوئے ہم نے یہ کتاب انبیاء و مرسلین کے حالات میں نہایت دلچسپ اور سلیس اردو میں شائع کی ہے جسکی نظیر اردو زبان میں اب تک موجود نہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں حضرات انبیا کی تاسی کرنے اور ان کے اخلاقی کارناموں سے سبق حاصل کرنیکی صلاحیت آجائیگی۔ یہ کتاب اتنی دلچسپ اور موثر ہے کہ شروع کرنیکے بعد بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ عبارت نہایت آسان ہے قیمت صرف ۱۲/

حصہ دوم - اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں چہاردہ معصومین اور خلفائے ثلثہ کے حالات نہایت آسان اور دلچسپ عبارت میں درج کئے گئے ہیں اس کتاب میں مصنف علام نے یہ کمال دکھایا ہے کہ دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے اور تمام کتب تفاسیر و سیر و تواریخ سے بے نیاز کر دیا ہے واقعات نہایت معتبر ہیں۔ قیمت ۱۲/

حصہ سوم - اس کتاب میں انسان نما درندہ صفت بنی امیہ کا بدنما کیریکٹر۔ ان کی نسبی کھوٹ۔ ائمہ پر مظالم۔ مذہبی بدعات شیعوں کی تباہی و بربادی کے خونی مناظر۔ عیاشیوں اور شراب خواریوں کی بہتات۔ حرمین کی بیحرمتی مدینہ میں زناکاری۔ دولت و شہوت پرستی۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنیکی ترویج۔ موضوعہ احادیث کی پردہ دری اچھی طرح کی گئی ہے اور جا بجا دلچسپ جملوں اور چٹ پٹے فقروں نے کتاب کو حد درجہ دلکش بنا دیا ہے۔ ۱۲/

حصہ چہارم اس کتاب میں چودہویں صدی کی یہ قابل قدر تحقیق درج کی گئی ہے کہ عباس جنکو عباسی مورخوں نے فرزند عبد المطلب لکھ مارا ہے وہ درحقیقت غلام تھے۔ اس دعوے کو بیشمار عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اس کے علاوہ بنی عباس کا عروج و زوال۔ ان کے ظلم و جور۔ سادات کشی کے خون رلانے والے مناظر شیعوں کی تباہیوں اور بربادیوں کی عبرتناک داستانیں۔ ائمہ پر مظالم و تشدد و ہلاکت وغیرہ واقعات نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھے ہیں حالات سب معتبر اور مستند ہیں۔ شیعہ لٹریچر میں یہ بالکل نئی چیز ہے۔ قیمت ۱/۴

حصہ پنجم - اس کتاب میں امیر المومنین حضرت علیؑ سے لیکر واجد علیشاہ شاہ اودھ تک عرب و ایران اور ہندوستان کے تمام شیعہ بادشاہوں کے حالات درج کئے گئے ہیں جس کا نام شیعہ سلاطین ہے۔ اردو میں شیعہ سلاطین کے حالات ایک جگہ اب تک موجود نہ تھے اس کتاب کا مقدمہ خاص طور سے قابل دید ہے۔ صفحات تقریباً ۵۰۰ قیمت ۸/

خواتین اسلام ۔ طبقہ نسواں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دینے والی ۔ نکوکاری و خوش کرداری کا سبق سکھانیوالی ۔ خدا و رسول کی اطاعت کی طرف کھینچکر لانے والی صنف نازک کے دلوں میں مذہبی جوش اور دینی خدمات کی امنگ بھرنے والی بہترین اخلاق کی معلم کتاب ہے جس میں اسلام کی مقدس خواتین کے مذہبی کارنامے درج ہیں ۔ ۸ر

سرفروشان ملت ۔ شیعوں کا مذہبی احساس ۔ ایمانی جوش ۔ قومی ایثار ۔ دینی ہمدردی ۔ قابل تقلید عملی زندگی ۔ خالص مذہبی خدمات کی بہترین تصویر دکھانے والی کتاب جس میں اصحاب رسول اور اولاد آئمہ ۔ اصحاب آئمہ اور دیگر شیر دل کامل الایمان شیعوں کی ان جانی اور مالی قربانیوں اور مذہبی کارناموں کا تذکرہ ہے جو انھوں نے تیرہ سو برس کے اندر اپنی جانوں پر کھیل کر انجام دئے آخر میں تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کا حال درج کیا گیا ہے ۔ قیمت ۸ ء

عمار یاسر ۔ صحابیوں میں ممتاز صحابی ۔ دین اسلام کے سچے فدائی ۔ اہل بیت کے جاں نثار شیعت کے علمبردار حضرت عمار کے زریں کارنامے جن کو پڑھکر روح ایمان تازہ ہو جاتی ہے ۔ قیمت ۳ر

تحفۃ الابرار ۔ خدا و رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ علم حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ ۔ اردو زبان میں کوئی کتاب ایسی نہیں ملتی جس میں مذہبی احکام ۔ اخلاق و عادات اور جملہ ضروریات زندگی کے متعلق حضرت رسول خدا اور حضرات آئمہ کی احادیث کو اس شان سے پیش کیا گیا ہو کہ ہر چھوٹا بڑا عالم و جاہل سمجھ لے سمجھ سکے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب مومنین کے لئے آفتاب ہدایت ہے ۔ قیمت ۱۲

مذہبی مکالمہ ۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کے پر زور استدلال سے ایوان سنیت میں زلزلہ ڈالدینے والی کتاب جس میں ایک شیعہ اور ایک سنی دو شخصوں کی نہایت مہذب بحث درج کی گئی ہے اور سنی و شیعہ مذہب کے اندر جس قدر نزاعی مسائل ہیں ان کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے عبارت بہت نرم اور مہذب ہے دلائل نہایت قوی اور مستند ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد دونوں مذہبوں کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے ۔ اگر کوئی انصاف پسند سنی اس کتاب کو دیکھ لے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ بغیر شیعہ ہوئے نہ رہے گا ۔ قیمت صرف ۱۲

ناموس اسلام ۔ یہ کتاب تمام واقعات کربلا پر ایسی مکمل روشنی ڈالتی ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں رہتی ۔ اس میں امام حسین اور ان کے بہتر ساتھیوں کے حالات پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اہل سنت کے بہت سے اعتراضات کے مدلل جوابات دئے گئے ہیں ۔ قیمت ۱۲

مناظرہ تقدیر و تدبیر ۔ تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار جیسے خشک اور پیچیدہ مسائل کو حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے بصورت مکالمہ اس کتاب میں ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اس کو پڑھکر آسانی سے بتلا سکتا ہے کہ تقدیر کیا ہے اور تدبیر کیا ۔ جبر کیا ہے اور اختیار کیا ۔ عبارت بہت ہی آسان ہے قیمت ۴ر

لطائف الشعرا ۔ روتوں کو ہنسانے اور مردہ دلوں کو زندہ دل بنانے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ ہماری اس کتاب میں اردو ۔ فارسی ۔ عربی کے سینکڑوں شاعروں اور بذلہ سنجوں کے وہ وہ ادبی نکات ظریفانہ چٹکلے اور پھڑکتے لطیفے نظم و نثر میں درج ہیں جنکو پڑھکر مردہ دل سے مردہ دل آدمی پھڑک اٹھتا ہے ۔ قیمت ۸ر

بچوں کی دینیات حصہ اول ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اب تک مذہب شیعہ میں کم سن بچوں کی دینی تعلیم کے لئے اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی ۔ اس کتاب میں اصول دین کو بچوں کے فطری مذاق کا لحاظ رکھتے ہوئے بصورت سوال و جواب نہایت آسان اور دلچسپ زبان میں سمجھایا گیا ہے ۔ اگر آپ اپنے چھوٹے بچوں کو آسان طریقہ سے دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں تو یہ کتاب پڑھایئے ۔ قیمت ۳ر

حصہ دوم ۔ اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں بصورت سوال و جواب فروع دین کو نہایت آسان عبارت میں سمجھایا گیا ہے ۔ یہ دونوں کتابیں حضرت ادیب اعظم مدظلہ کی تصنیف ہیں ۔ قیمت ۳ر

ملنے کا پتہ ۔ شمیم بکڈپو مراد آباد یوپی

نور کے متعلق اہل علم و فضل کی رائے

سلطان المتکلمین سیّد المجتہدین جناب سرکار علاّمہ مولانا سید محمد سبطین صاحب قبلہ دامت برکاتہ تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم بندہ جناب سرپرست نور زاد اللہ نورکم۔ سلام مسنون

مزاج بخیر۔ نور کے صفحات بستہ بستہ مطالعہ میں آئے۔ سبحان اللہ جسکی پہلی ہی کا لی شعاع صبح امید معلوم ہوتی تھی وہ اب آفتاب صبح امید کیوں نہ ثابت ہو۔ نور تبلیغ و تاکید حق و نصرت دین کا صحیح فرض ادا کر رہا ہے۔ مناظرہ کلام۔ تاریخ اور علم و ادب کے بہترین مقالات اِس میں درج ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنا نور جاری کرکے ناخدا شناس قوم پر بڑا احسان کیا ہے کاش قوم اپنی فرض شناسی سے نور کی خدمات کا عملاً اعتراف کرے۔ میں اِس کی قلمی امداد سے اب تک قاصر رہا ہوں لیکن اس کو بھولا نہیں ہوں انشاءاللہ کبھی کچھ ضرور لکھوں گا کہ یہ بھی ایک فریضہ ہے۔

قصیدہ مدحیہ

بہ بارگاہ ہمایونی اعلحضرت حضور غالب کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

از جناب محمد اعزاز عالم صاحب۔ فاخرؔ بدایونی۔

جام بھر کر آب کوثر سے پلا پھر ساقیا! ۔۔۔ گلشن ہستی میں پھر آئی بہار جانفزا

سبزہ خوابیدہ گلشن ہوا بیدار پھر ۔۔۔ چہچے کرنے لگے پھر طائران خوش نوا

ہے کہیں سرو سہی کو دیکھکر قمری بنال ۔۔۔ ہیں کسی جا بلبلیں گلہائے رنگیں پر فدا

قہقہہ زن کبک حسن ماہ کامل دیکھ کر ۔۔۔ شمع محفل کے لئے پروانہ آتش زیر پا

ہمکنار بحر ہو یہ آرزو ہر موج کو ۔۔۔ رات دن گرم سفر ریگ رواں کا قافلا

کر رہے ہیں جذب ذرے پر تو خورشید کو ۔۔۔ مہر گردوں سے قمر آمادہ کسب ضیا

ہے غرض ہر ایک شے مطلوب کی خواہش میں محو ۔۔۔ واقف قانون کشش ہے دہر کا چھوٹا بڑا

موسم رنگیں کی رنگینی سے ہے یہ طرفہ رنگ ۔۔۔ ہے جدھر دیکھو ادھر متوالیوں کا اک جھمگٹا

آج اس کے دن کی خوشی میں ہوگئی ہے مے حلال ۔۔۔ جام بیما صورت رنداں ہے دیکھو پارسا

میرا ساقی مخزن جود و سخا مشہور ہے ۔۔۔ اس کے خم خانہ کا رہتا ہے ہمیشہ در کھلا

نعش اس کا بہر سائل مانع ردّ سوال ۔۔۔ نام اس کا خلق میں حاجت روا مشکلکشا

کون ساقی! ساقی تسنیم و کوثر شاہ خلد ۔۔۔ مالک ملک ولایت واقف سرّ خدا

شہسوار لافتیٰ و باب علم مصطفٰے ۔۔۔ مرد میداں عمل یعنی علی مرتضٰے

مدح میں جس کی ملائک لاتے ہوں وحی الہ ۔۔۔ ہو بشر سے کسطرح اس کی ثنا کا حق ادا

ہاں مگر ہر ذرہ ہے واقف ضیا پاشی مہر ۔۔۔ مدح میں حضرت کی لکھ دوں میں بھی اک مطلع ثنا

مطلع ثانی

مرحبا اسلام کے ہیرو۔ امام حق نما، ۔۔۔ حبذا فخر عرب تو قوم کا تھا ناخدا

ذات تیری ملت بیضا کو ہمت آفریں ۔۔۔ نام تیرا رعب اسلامی کو کافی برملا

گرچہ گزرے ہیں جری ہر ایک قوم و ملک میں ۔۔۔ کارناموں سے ہے جن کے قوم ان کی آشنا

رستم ایران یا کلدانیوں کا بخت نصر ۔۔۔ ہرقل یونان یا اسکندر مقدونیا

چین کا کنفیوشس ہو برطانیہ کا آرتھر
سیزر روما کہ ہنی بال افریقہ میں تھا

مصر کا توتنخمن - بھارت کا ارجن اور کرشن
ہنس کا ہیرو اٹیلا فاتح البانیا

روس کا لینن کہ بونا پارٹ ماہین فرانس
پیرجگر واشنگٹن امریکنوں کا ناخدا

گرچہ اپنی قوم میں گزرے ہیں نام آور یہ سب
زور حیدر - رعب حیدر - خلق حیدر کس میں تھا

بے غرض تھیں فی سبیل کس کی خدمتیں
کس کا تلقین اصول معرفت تھا مدعا

کون بیواؤں یتیموں کا تھا یوں پرسان حال
کون بیماروں ضعیفوں کا رہا حاجت روا

حرب میں مثل علی تھی کس کی ضرب مستقیم
جسکا مقصد تھا دل کافر کا سیدھا کاٹنا

بے ادب دشمن سے سرزد ہو کبھی بیہودگی
دستکش اس کی سزا سے ہو یہ کس کا ظرف تھا

حرب میں تقدیم دشمن پر نہ کرنا دستِ خاص
شان الطاف علی مغلوب پر جود و عطا

کون تھا نان جویں پر مظہر زور عظیم
کون اس پستہ قدی پر غالب مرحب ہوا

کسکی شمشیر دو پیکر تھی کہ جس کی ضرب سے
شرق سے تا غرب یوں توحید کا ڈنکا بجا

ابتدائے آفرینش سے سنا ہے یہ کبھی
اپنے قاتل کو کسی نے کاسہ شربت دیا

کیا کسی کا خلق میں فرزند تھا مثل حسین
دہر میں حق اور صداقت جس نے قائم کر دیا

قائد اعظم جو ان اوصاف سے ہو بہرہ مند
کیوں نہ ہو تقلید اس کی فرض ہر انسان کا

ہمکو یا رب وقت امن و عافیت یا وقت جنگ
خوشہ چین مزرعہ اوصاف حیدر تو بنا

کام اپنے سب خودی ، خود مطلبی سے پاک ہوں
خدمت مخلوق و خالق ہو ہمارا راستا

قاعدہ اپنے عمل کا ہو صراط مستقیم
راستی وہ ہے کہ جس سے راضی ہوتا ہے خدا

رحم کے خوگر بنیں اور ظلم سے ہوں محترز
مونس و ہمدرد مجبوروں کے ہوں صبح و مسا

کر سکے طاقت نہ کوئی راہ حق سے منحرف
ہو قناعت اور استقلال میں ہم کو مزا

یا الٰہی مجھ حقیر و ناتواں پر فضل کر
حشر میں ہوں میں شمول پیروان مرتضےٰ

عفو ہوں میرے گنہ سب رحمت غفار سے
دیں بشارت خلد کی مجھ کو محمد مصطفےٰ

عزت و توقیر دے مجھکو مری اولاد کو
میرے بچہ کا بڑھے دنیا و دیں میں مرتبا

جو مکاں ہم نے بنایا ہے ترے افضال سے
اس پہ نازل ہو نہ کوئی آفت ارض و سما

آئے باغ دہر میں ہر سال جبتک فصل گل
موجزن دل میں رہے حب علی کا ولولا

مے کو شیشہ ، شیشہ کو جب تک رہے درکار مے
نام پاک ساقی کوثر پہ ہر دل ہو فدا

ہوں مسلماں مسلک ایماں پہ چل کر کامراں
بار الٰہا جلد ہو مقبول فاخرؔ کی دعا

ہماری عید

از جناب سید شفا احمد صاحب نقوی امروہوی مکینکل انجینیر سپرنٹنڈنٹ الیکٹرک ایم ای ایس ملتان

رسالہ نور نومبر سنہ ۴۰ء میں جناب نور الدین صاحب کا ایک مضمون زیر عنوان "عید مبارک" نظر سے گزرا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان حضرات کو جو اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ مضمون کیا ہے ایک شعلہ جوالہ ہے جو حساس دلوں کو جلا کر خاکستر کر دے۔ اس مضمون نے مجھے بھی چند سطریں لکھنے پر مجبور کیا جو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

ہم نے عید کا مفہوم صرف یہی سمجھا ہے کہ یہ ایک خوشی کا دن ہے۔ جس طرح ٹڈے پتنگے تاریکی میں روشنی نمودار ہونے سے خوش ہو جاتے ہیں۔ پھدکتے ہیں۔ کودتے ہیں۔ اچھلتے ہیں اور روشنی کی طرف دوڑتے ہیں۔ بس یہی ہماری عید کا مقصد ہے۔ اچھے اچھے کپڑے پہن کر، بچوں کو پہنا کر خوش ہوئے۔ عیدی بانٹی متعلقین کو انعام و اکرام دے ڈالے۔ عزیزوں دوستوں سے مل لئے ان کو خوش کیا سب کا منہ میٹھا کیا۔ کباب چٹنیاں اڑائیں دوسروں کو کھلائیں اور بس عید ختم ہوئی اور عید کا مقصد پورا ہو گیا۔ غور کرنے کی لائق ہے یہ امر کہ زندگی کے دو پہلو ہیں ایک حیات مادی دوسرے حیات روحانی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو صورتیں ہیں حیات انفرادی اور حیات اجتماعی۔

حیات مادی میں اگر صرف حیات انفرادی پر نظر ڈالیں تو عید ہمارے لئے صفائی اور پاکیزگی کا پیغام لاتی ہے تاکہ ہم اپنے جسم کی صفائی کے طریقے اور حفظان صحت کے اصول۔ لباس کی صفائی اور پاکیزگی۔ مکان کی صفائی کے طور طریق سمجھ سکیں اور اپنے اہل و عیال کو اور متعلقین کو بھی جسم کی صفائی۔ لباس کی صفائی اور پاکیزگی۔ اسباب کی صفائی۔ مکانات کی صفائی غرضکہ ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے کا اور ان کو قرینہ سے آراستہ کرنے کا سبق پڑھائیں اور اس خوشی کے دن کے طفیل میں اصول طہارت۔ اصول حفظان صحت اپنے اہل و عیال اور متعلقین کو سمجھا دیں۔

اگر حیات اجتماعی کی طرف توجہ کریں تو عید ہمارے لئے ایسا عظیم الشان پیغام لاتی ہے کہ اگر اس پر ہم عامل ہو جائیں تو اقوام عالم کے قلوب میں لرزہ پیدا کر دے۔ جس کو ہم اپنی خود غرضی اور خود نمائی کے کثیف حجابوں کی وجہ سے سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ وہ پیغام کیا ہے۔

مسلمانو! سنو! غور سے سنو! آج مساوات کے مظاہرہ کا دن ہے۔ ایثار کا دن ہے۔ نفس کشی کا دن ہے۔ نفس پروری کا دن نہیں۔ تم میں سے جتنے صاحبان ثروت و وجاہت ہیں تمام گرد و نواح کے غریب بھائیوں کی خبر لیں۔ بھوکوں کو سیر کریں جو برہنہ ہوں ان کو لباس پہنائیں۔

ہاں خواب غفلت میں سونے والو اٹھو۔ قعر مذلت میں گرے ہوئے بھائیوں کا ہاتھ پکڑو۔ بلند مرتبہ والو عجز و انکسار اختیار کرو۔ تم بلندی سے نیچے اترو پست لوگوں کی برابر آکر ان کو بلند کرو۔ اپنی برابر ان کو کھڑا کر کے ان کے حوصلے بلند کرو۔ محمود و ایاز سب ایک صف میں کھڑے ہو جاؤ دنیا کو دکھلا دو کہ اسلام میں شاہ و گدا سب برابر ہیں یہاں نسل و رنگ۔ امارت و افلاس کوئی بھی باعث امتیاز نہیں ہوتی۔ اسلام ایسی مساوات سکھلاتا ہے کہ سفید رنگ عرب سیاہ فام حبشی، بادشاہ و فقیر۔ آزاد و غلام سب مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

اب کچھ توجہ حیات روحانی کی طرف بھی ضروری ہے۔ چند سطور نہایت اختصار سے پیش کرتا ہوں۔

قربان اس پیشوا کے جس نے عید کے دن نئے کپڑے پہننے کا سبق سکھایا تاکہ بچپن سے یہ خیال ذہن نشین ہو جائے کہ عید کا دن اچھے اچھے کپڑے پہننے کا دن ہے اور جب بچے اس خیال کو لئے ہوئے جوان ہوں اور ان کے قوائے عقلی میں نمو ہو تو کبھی تو اس کی طرف بھی توجہ کرنے کی قابل ہونگے کہ عید کا دن لباس کثیف اتارنے کا دن ہے۔ ہمارا لباس باطنی جو نہایت درجہ کثیف و غلیظ ہو چکا ہے اس کو بھی بدلنے کی فکر کرنی چاہئے اور لباس پاکیزہ کی جستجو کریں اور غور و فکر کریں کہ کسی طرح لباس تقویٰ ہاتھ آئے تاکہ لباس خبیث اتار کر لباس تقویٰ پہنیں۔ افسوس صدیاں گزرتی جا رہی ہیں۔ بچے جوان، جوان بوڑھے ہوئے مگر اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ لباس باطن عید کے دن تو اچھا اچھا ہوتا۔ پھول پھول کا ہوتا، اللہ اللہ کا ہوتا۔ افسوس ہماری عقلوں پر۔ ہم بچوں سے بھی بدتر ہیں۔

عید کا دن اچھا کھانے کا دن ہے۔ افطار کا دن ہے۔ جناب رب العلمین نے زکوٰۃ فطرہ واجب قرار دیکر ایسا نظام قائم فرما دیا ہے کہ ہر مفلس نادار بھی عید کے دن فاقہ شکنی کر سکے۔ مگر افسوس ہماری روح جو فاقے کرتے کرتے مردہ ہو چلی ہے اس کو قوت لایموت پہونچانے کی بھی ہم کو فکر نہیں ہوتی۔ کاش عید کے دن تو اس طرف توجہ کرتے کہ آج تو ہر مفلس فاقہ کش کی فاقہ شکنی ہو جاتی ہے اس غریب نادار کی بھی فاقہ شکنی کا کچھ انتظام کریں مگر ہم تو ایسے دنیا کے کتے بنے ہوئے ہیں کہ کبھی اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ ہماری تمام تر توجہ کا مرکز شکم مادی بنا ہوا ہے۔ اس کی خوب مزیدار حلوے، پراٹھے کباب، سموسے، فیرنی، شیر برنج، سوئیاں، دہی بڑے، زردہ، پلاؤ، بریانی وغیرہ سے تواضع کرتے ہیں اور روح جو باعث حیات ابدی ہے کبھی فنا ہونے والی نہیں فاقوں سے نڈھال ہے اس کے لئے قوت لایموت کی بھی کبھی فکر نہیں ہوتی، فریاد، فریاد۔

عید کا دن عزیز و اقارب سے، دوست احباب سے ملاقات کا دن ہے جس شخص کو جس سے محبت ہوتی ہے ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اپنے محبوب سے کسی نہ کسی طرح ملے خواہ کتنی ہی مالی قربانی کرنی پڑے۔

ہاں محبت کا دعویٰ کرنے والو! تم بھی کسی برگزیدہ ہستی کسی برگزیدہ خاندان کے بقیہ، کسی برگزیدہ گروہ سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو۔ کیا کبھی خیال آیا کہ اپنے محبوب حقیقی اپنے ولی سے ملنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ سچ بتاؤ کیا کبھی عید کو اس محبوب کا خیال بھی آیا کبھی قلب متوجہ ہوا کہ اس پیارے سے بھی مل سکتے۔ اگر نہیں ہوا تو یقین کر لو کہ دعوائے محبت جھوٹا ہے۔ اور شیطان لعین نے ہم کو جہنم میں پہونچانے کے لئے بہکا دیا ہے کہ تم تو بڑی محبت کرنیوالے ہو۔ محباں اہل اطہار ہو۔ جنت تو تمہارے لئے ہی خلق ہوئی ہے۔ سوائے تمہارے جنت کا حقدار کون ہو سکتا ہے۔ اس نے ہماری امیدوں کو دراز کر دیا ہے۔ غفلت کے پردے عقل و ہوش و خرد پر ڈال دئے ہیں ورنہ غور کرنیکی بات ہے کہ اگر عید کے دن محبوب نہیں ملتا یا کسی وجہ سے نہیں آسکتا یا ہم اس تک نہیں پہونچ سکتے تو تمام دن روتے گزر جاتا ہے۔ نہ کپڑے بدلنے کو جی چاہتا ہے نہ کوئی کھانا اچھا معلوم ہوتا ہے سبحان اللہ کیا کہنا ایسے محبوں کا جو عید کے دن بھی بھولے سے اپنے محبوب کو یاد نہ کریں اس لئے کہ محبت کی علامت ہی یہ ہے کہ عید کے دن بھی محبوب کی یاد بالکل دل میں نہ آئے۔ محبت اسی کو کہتے ہیں لہذا ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے محباں صادق ہیں۔

عید کے دن حکام کی خدمت میں لوگ سلام کرنے کو حاضر ہوتے ہیں اور بالخصوص اسوقت جبکہ حاکم مسلمان ہو۔ اب ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ ہمارا حاکم حقیقی بھی کبھی ہم کو عید کے دن یاد آیا ہے کبھی اس کے دربار میں حضوری کی خواہش پیدا ہوتی ہے کبھی کوئی نذرانہ پیش کرنیکی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے اگر نہیں تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو ہم اس کو والی عصر ہی نہیں سمجھتے۔ یا اپنا حاکم نہیں سمجھتے۔ زبانی جمع خرچ درگاہ عالم الغیب میں کام آنیوالا نہیں ہے لوگوں کے زبانی دعووں کے جواب کو سورہ منافقون میں دیکھ لینا کافی ہے۔ مگر دیکھے تو وہ جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہوں۔ دل کے اندھوں کو کیا خاک نظر آتے۔

عید کا دن صفائی اور پاکیزگی کا دن ہے. جسم صاف و پاکیزہ ہوتے ہیں، کپڑے صاف و ستھرے ہوتے ہیں. خوشبو لگائی ہوتی ہے سر میں خوشبودار تیل ڈالتے ہیں لباس کو معطر کرتے ہیں اور جس قدر ہو سکتا ہے ہر شخص حسب حیثیت صفائی ستھرائی اور پاکیزگی ظاہری کا خیال کرتا ہے مگر کبھی اسطرف توجہ نہیں ہوئی کہ پاکیزگی باطن بھی ضروری ہے حالانکہ نماز عید میں جو سورتے پڑھتے ہیں ان دونوں میں پاکیزگی باطن کا ذکر ہے. پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں سورہ والشمس وضحٰھا پڑھنے کا حکم ہے۔

چنانچہ پہلی سورت میں ارشاد ہوتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (فلاح اس نے پائی جس نے تزکیہ نفس کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز ادا کی پھر ارشاد ہوتا ہے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (لیکن یہ لوگ تو زندگانی دنیا کی ہی خواہش کرتے ہیں) وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے)۔

اگر حیات دنیا کی تفصیل قرآن سے پیش کیجاوے تو بہت طول ہوگا لہذا صرف اسی پر اکتفا کرنی پڑتی ہے کہ دنیا [illegible] اچھے پر تکلف لباس. مزید [illegible] کر لینے. تفاخر باہمی مالداری و ثروت کا اظہار. نفیس مکانات محلات. فرش و فروش بچوں کی بہل بہل کھیل تماشے. یہ ہی وہ اشیاء ہیں جن کی طرف عید کے دن تمام تر توجہ منعطف ہوتی ہے. اسی کو قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ لوگ تو صرف حیات دنیا ہی کی خواہش کرتے ہیں. آخرت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا. افسوس ہے بندوں کے حال پر کہ از آدم تا خاتم النبیین تمام انبیا یہی کہتے چلے آئے کہ آخرت ہی کی طرف توجہ کرو. اپنے نفوس کو پاک و پاکیزہ بناؤ پھر بھی لوگ اسطرف متوجہ نہیں ہوتے. چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی (یہی بات تو ہے جو تمام انبیاء سابقین کے صحیفوں میں ہے. ابراہیم کے صحیفے ہوں یا موسیٰ کے۔

کربلا میں حق و باطل کا مقابلہ

از جناب منشی سید معجز حسین صاحب معجزؔ اسسٹنٹ ماسٹر قصبہ سرسی ضلع مراد آباد

فکر عقبیٰ اس طرف تھی حُبّ دنیا اس طرف — اسطرف عشق خدا عصیاں کا سودا اسطرف
مختصر سا اسطرف وحدت پرستوں کا گروہ — فوج میں شامل زمانہ کا زمانہ اسطرف
اسطرف طفل و جواں ملکر بہتر فوج تھی — تھی مدد کیواسطے دنیا کی دنیا اسطرف
اسطرف شوق شہادت میں ہراک سرشار تھا — تھا ہراک مست شراب ظلم بیجا اسطرف
اسطرف صبح و مسا تکبیر کے نعرے بلند — رات دن رن میں صدائے بوق و قرنا ''
اسطرف اسلام کا پرچم وہ لہراتا ہوا — گڑ رہا تھا کفر کا منحوس جھنڈا اسطرف
ہر زباں پر اسطرف نعت نبی. حمد خدا — تذکرہ جاگیر کا دولت کا چرچا اسطرف
اسطرف رگ رگ میں تھا اسلام کی الفت کا جوش — تھا رواں بربادی ملت کا دریا اسطرف
اسطرف جو بات تھی تفسیر تھی قرآن کی — لفظ جو نکلا وہ نکلا منہ سے بیجا اسطرف
اسطرف وہ رات دن معبود سے راز و نیاز — ہر گھڑی وہ عیش و عشرت کی تمنا اسطرف

چلکے معجزؔ حشر میں حُر سے مفصل پوچھنا
اسطرف کیوں آگئے کیا تم نے دیکھا اسطرف

قرآن کے اس اعلان کے باوجود. اس شد و مد سے تکرار کے باوجود کونسا نقص ہے جو عید کے دن حیات ابدی اور زندگانی آخرت کے اسباب کی طرف توجہ کرتا ہے. عوام جہال کا تو کیا ذکر. مذہب کی آڑ میں لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالکر اپنی پرستش کرنیوالے تو یہ غضب کرتے ہیں کہ اس سورہ میں قد افلح من تزکی کے معنی یہ بتلا دیتے ہیں کہ فلاح اس نے پائی جس نے زکوٰۃ فطرہ ادا کی بیچارے عوام بیچارے کیا جانیں کہ یہ سچ کہہ رہا ہے یا گمراہ کر رہا ہے مگر عوام کو اتنا تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ سورہ عید الفطر اور عید الضحیٰ دونوں عیدوں کی نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر عید فطر کو اس کے یہ معنی ہوگئے کہ فلاح اس نے پائی جس نے زکوٰۃ فطرہ ادا کی تو عید الضحیٰ میں کیا معنی ہونگے. عید الضحیٰ کو تو زکوٰۃ فطرہ نہیں ادا کیجاتی. اچھا اور اگر فرض کیا جائے کہ اس سورہ [illegible] تزکی کے معنی [illegible] ادا کرنا ہی ہوں تو ایسا ترجمہ کرنیوالے

سورہ والشمس کا ترجمہ کیا کریں گے جہاں ارشاد ہوتا ہے۔ ونفس وما سوّاھا ہ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا ہ قد افلح من زکّھا ہ (اور قسم ہے نفس کی اور اسکی جس نے اسکو درست کیا۔ پس اس کے دل میں ڈالدی اسکی بھلائی بھی اور اس کی برائی بھی تحقیق کہ فلاح اس نے پائی جس نے اسکو پاک کیا) یہاں تو بالکل واضح ہوگیا کہ یہاں پیسہ کوڑی کی زکوۃ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ ذکر ہے کہ نفس کو پاکیزہ کرنے پر فلاح و رستگاری آخرت کا انحصار ہے مگر افسوس ہے کہ اس بات کا کہیں ذکر ہی نہیں آتا حالانکہ قران پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ تزکیہ نفس یا نفس کو پاک کرنے کے کیا معنی ہیں۔ علماء سو یعنی وہ علما جو خبیث باطن ہونگے وہ تو یہی سمجھا ئیں گے کہ نفس کو پاک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ فاسد عقائد سے دل کو صاف کرلے یہی تزکیہ نفس ہے یعنی شرک وکفر کے عقائد دل سے نکال کر مسلمان ہوجانا ہی تزکیہ نفس ہے یہ قران کو تاویل سے پاژند بنا دینے والے جتنا چاہیں قران کو مسخ کرلیں آخرت میں خدا سے بچکر کہاں جائیں گے۔

اب مشکل یہ درپیش ہے کہ تزکیہ کے معنی کیسے معلوم ہوں۔ ایک بات ذہن میں آتی ہے کہ جب نماز عید میں ان دونوں سوروں کے پڑھنے کا حکم ہے تو نماز عید ہی میں تزکیہ کے معنی بھی ملنے چاہئیں۔ نماز عید کی دعائے قنوت پڑھئے اور اس پر غور کیجئے۔

اَللّٰھم اَہل الکبریاء والعظمۃ .... اسئلک بحق ھذا الیوم الذی جعلتہ للمسلمین عیدًا ولمحمد صلی اللہ علیہ والہ ..... ان تصلّی علٰی محمد وآل محمد وان تخرجنی من کل سوءٍ اخرجت منہ محمدًا وال محمد وان تدخلنی فی کل خیرٍ ادخلت فیہ محمدًا وآل محمد - (یا اللہ مالک کبریائی اور عظمت کے .... میں تجھ سے سوال کرتا ہوں واسطہ سے اس دن کے جس کو تو نے عید قرار دیا ہے مسلمانوں کے لئے اور محمد کیلئے اللہ رحمت نازل کرے اس پر اور اسکی آل پر .... اس بات کا (سوال) کہ رحمت نازل کر محمد اور آل محمد پر اور یہ کہ نکال دے مجھکو ان تمام برائیوں سے جن میں سے تو نے محمد و آل محمد کو نکالا اور داخل کردے مجھکو ان تمام خوبیوں میں جن میں تو نے محمد و آل محمد کو داخل کیا۔ اب تو تزکیہ نفس کے معنی واضح ہوگئے کہ پاکیزگی نفس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اعمال و افعال میں محمد و آل محمد کی پیروی کرنے والا ہو جائے۔ تزکیہ نفس یہی ہے کہ انسان کے اعمال و افعال۔ اس کی زندگی۔ اس کا ہر حرکت و سکون نقل ہو محمد و آل محمد کی زندگی کی۔ اور یہ دعا ہر عید کی نماز میں نو مرتبہ پڑھتے ہیں مگر کیا کبھی خیال ہوتا ہے کہ ہم درگاہ رب العزت میں کیا عرض کر رہے ہیں کیسی اہم چیز کا سوال کر رہے ہیں۔ اگر ہم کو اس کی خواہش نہیں ہے کہ جناب باری تعالیٰ ہم کو ان تمام برائیوں سے نکالدے جن سے اس نے محمد و آل محمد کو نکالا اور تمام ان خوبیوں میں داخل کردے جن میں محمد و آل محمد کو داخل کیا تو ہم کیوں ایسی فضول بکواس کرتے ہیں۔ کس چیز نے ہمارے قلوب پر ہماری آنکھوں پر۔ ہمارے کانوں پر مہر کر رکھی ہے اور ہماری عقلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں کہ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ یقین کرلیا ہے کہ صرف منہ سے کہنے اور طوطے کی طرح رٹ لگا دینے سے جنت مِلجاتی ہے۔

اگر اس بات کی سچی خواہش ہو اور دل سے خواستگار ہوں تو خدا کی طرف سے رحمت بڑھے مگر جب بے سمجھے اور بغیر خواہش کے صرف طوطے کی طرح رٹ لگا دیں تو رحمت خدا کیوں متوجہ ہو اور اس کفران نعمت کے سبب بجائے رحمت کے ہم پر عذاب کیوں نہ نازل ہو۔ یہی سبب ہے کہ ہم عذاب میں مبتلا ہیں۔ رحمت سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے جارہے ہیں اور ختم اللہ علیٰ قلوبھم کے مصداق بن گئے ہیں۔ خدا ہمارے حال پر رحم فرمائے اور سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سلام

از جناب پیکر صاحب سنبھلوی

سبب بخشش کا اپنی مدحت حیدر سمجھتے ہیں، عبادت حق کی ذکر نفس پیغمبر سمجھتے ہیں
ہمارا ادعائے مرتبت دانی ارے توبہ، علی کی ذات وہ ہے جسکو پیغمبر سمجھتے ہیں
بھٹک جائے تو کیسا خضر کھو جائے تو ہادی کیا یہ کیسے عقل والے ہیں کسے رہبر سمجھتے ہیں
عدم موجودگی مصطفیٰ میں جانشیں وہ ہے شب ہجرت جسے کفار پیغمبر سمجھتے ہیں
عجب کیا من وعن کہہ دیں شب معراج کا قصہ یہ باتیں گھر کی ہیں اسکو علی بہتر سمجھتے ہیں
شہادت ہی میں راز بخشش امت ہے پوشیدہ یہ وہ ہے راز جسکو شاہ بحر و بر سمجھتے ہیں
ہدایت کے یہ معنی ہیں امامت اسکو کہتے ہیں کرشہ نوک سناں کو آج بھی منبر سمجھتے ہیں
گلے پر تیر کھا کر اور تڑپ کر مسکرا دینا یہ تعلیم امامت ہے۔ اسے اصغر سمجھتے ہیں
عجب کیا دیکھ کر کرب و بلا آنسو نکل آئیں یہ کیسی خاک ہے اسکو فقط سرور سمجھتے ہیں
چھنے چادر، بندھے بازو دیا تشہیر ہوں دردر انھیں کیا ہر نفس جو مرضی داور سمجھتے ہیں
پہنکر بیڑیاں سجاد خوش ہیں مرضی حق پر مزے صبر و رضا کے عابد مضطر سمجھتے ہیں
رگ جان بھی سناں کیساتھ کھنچ آئے عجب کیا ہے کلیجہ میں ہے کتنا درد یہ اکبر سمجھتے ہیں

کوئی جو کچھ بھی سمجھے جان زہرا کو مگر پیکر،
ہم اپنی کشتی اعمال کا لنگر سمجھتے ہیں

دولہا اور دولہن کا مناظرہ

از جناب ابو المہدی علامہ السید شفیق حسن صاحب نقوی الواسطی اختر دایلیا امروہوی

(سلسلہ کیلئے گذشتہ رسالہ ملاحظہ ہو)

اس تقریر کے بعد جو میں مولانا کی خدمت میں گیا تو میں نے عرض کیا کہ ہمارے سوالات کو دیکھکر دولہن نے مجھ سے اپنے میکہ جانے کی اجازت لی ہے تاکہ وہ ان مسائل کے متعلق اپنے والدین سے ضروری معلومات کریں اور چند متعلقہ کتابیں اپنے ہمراہ لائیں۔ چنانچہ وہ اس وقت جانے والی ہیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ اچھا۔ یہ تو ہونا ہی تھا اس لئے کہ موصوفہ کے میکہ تشریف لیجانے کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ کے ان اٹل اعتراضات کے جوابات سوچنے کے لئے لکھنؤ۔ لاہور کھجوہ۔ ٹیکسلا اور عراق کی شیعہ کانفرنس بیٹھیگی اور آپ کے خسر صاحب اپنے مجتہدوں سے جاکر فریاد کریں گے کہ اللہ پاک کا یہ قہر ہم پر نازل ہوا ہے۔ مگر عذاب الہی کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ دیکھئے۔ روافض کے مقابلہ میں ہمیشہ ہمارے فرقہ حقہ نے رعایت برتی ہے اور ان کے آئے دن کے مہمل اعتراضات پر "جواب جاہلاں باشد خموشی" پر اکثر عمل کیا ہے لیکن باطل کے فروغ کو اب کہاں تک برداشت کیا جاسکتا ہے۔

میں۔ مگر نہیں حضور۔ اس پر کانفرنس وانفرنس کچھ نہیں بیٹھے گی۔ اس لئے کہ میں نے ان کو اس کے اظہار کی ممانعت کر دی ہے اور انہوں نے اس کا وعدہ کر لیا ہے۔

مولانا۔ جناب وعدہ وعید کو رہنے دیجئے ۔ کیا آپ ان لوگوں کی تقیہ بازی سے واقف نہیں ہیں کہ ان کے یہاں جھوٹ بولنے میں نو درجے ایمان کے مانے گئے ہیں ۔ آپ تاریخ کو دیکھ لیجئے کہ یہ لوگ تقیہ کرکے طاعون کی گلٹی یا چیچک کی طرح چھپ گئے اور بہروپیہ بنکر صوفیوں اور دیگر لوگوں کی صورت میں انھوں نے دنیا کو گمراہ کیا ۔ ورنہ یہ حقیقت ہے کہ اگر یہ لوگ تقیہ کی نقاب میں روپوش نہو جاتے تو حجاج ابن یوسف اور امیرالمومنین منصور دوانقی و متوکل عباسی جیسے قوت والے ان کا تخم بھی دنیا میں باقی نہ چھوڑتے ۔

میں ۔ نہیں حضور انشاءاللہ الرحمن ، اس راز کو وہ فاش نہیں کرینگی ۔

مولانا ۔ کیا خوب ۔ جناب وہ اپنے والدین سے اس بحث کو سمجھیں گی اور کتابیں لینگی تو ان کو ظاہر بھی کرنا ہی پڑیگا کہ یہ معاملہ ہے ۔

میں ۔ بجا ہے ۔ لیکن انھوں نے کہا ہے کہ میں وہاں تقیہ کرونگی ۔

مولانا ۔ تقیہ کیا کرینگی ۔

میں ۔ جی وہ یہ کہیں گی کہ مجھکو سنّی و شیعہ کے سوال و جواب کا ایک مجموعہ تیار کرنا ہے اور یہ صحیح بات ہے کہ میری اور ان کی بات چیت کی یادداشت مرتب ہوتی رہیگی ۔

مولانا ۔ درست ۔ مگر حقیقت الامر کو تو چھپا یا ہی جائیگا ۔

میں ۔ ہاں ، حقیقت تو ضرور مخفی رہے گی ۔

مولانا ۔ جی ہاں ۔ اسی کو تو تقیہ کہتے ہیں اور اسی میں تو روافض نے نو درجے ایمان کے تصنیف کر رکھے ہیں ۔

میں ۔ مگر حضور شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے " دروغ مصلحت امیز بہ از راستی فتنہ انگیز " فرما کر فتنہ سے بچنے کے لئے جھوٹ تک بولنے کی اجازت دے رکھی ہے اور یہاں یہ صورت ہے کہ آدھی مگر سچی بات کہکر تو مخاطب کو مطمئن کر دیا اور آدھی بات کو فتنہ و فساد کے خیال سے روک لیا ۔

مولانا ۔ بجا ہے ۔ مگر آپ کی طرح صحابہ کبار اور خصوصاً حضرت امیرالمومنین عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر مبارک اس پہلو کی طرف قطعی نہ پہونچی کہ انھوں نے کبھی اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی اور ہمیشہ حق کو ظاہر کرتے رہے اور آخر دنیا کو یہ کہنا پڑا کہ الحق ینطق علی لسان عمر کہ حق تو عمر ہی کی زبان سے بولتا ہے ۔

میں (کانپ کر) توبہ ۔ توبہ ۔ بھلا حضرت عمر خطاب کو حق پوشی سے کیا نسبت ۔ وہ تو اشداء علی الکفار ۔ تھے ان کے درّے کے سامنے کس کی مجال تھی کہ دم مار سکے مگر ہم ایسے دنیا دار اگر وقت اور موقع کی مصلحت کا لحاظ نہ کریں تو ہماری کس طرح بسر ہوسکتی ہے ۔

مولانا ۔ مگر جناب یہ معاملہ عقبیٰ کا ہے نہ کہ دنیا کا ۔ خیر آپ جانئے میرا خیال تو یہی ہے کہ یہ راز فاش ہوکر رہے گا مگر اللہ پاک کی عنایت سے آپ کے خسر صاحب کو تشیع کی قدر عافیت معلوم ہو جائے گی ۔

اس کے بعد مولانا نے اپنے تجویز کردہ سوالات کے متعلق چند پہلو مجھکو سمجھائے ۔ مولانا سے یہ بات چیت کرکے جو میں مکان پر آیا تو دیکھا کہ دولہن میکہ کے جانے کو تیار ہیں میں کمرہ میں داخل ہوا تو وہ تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس آئیں اور کہا کہ اجازت چاہتی ہوں ۔

میں نے کہا کہ ۔ اچھا ۔ مگر دیکھو یہ راز وہاں فاش نہ ہوجائے ۔

دولہن ۔ میں تو آپ سے عرض کر چکی ہوں کہ ہرگز اس کا افشا نہ کرونگی لیکن آپ کو اگر مجھ پر اعتبار نہ ہو تو پھر میں نہ جاؤں ۔

میں ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ بھلا تم اور غیر معتبر ۔ اور وہ بھی میرے نزدیک ۔ نہیں ہرگز نہیں ۔ آپ جائیے اور ضرور جائیے

دولہن ۔ ہاں میں نے اس خیال سے یہ عرض کیا کہ ایک مرتبہ افشاء راز کی ہدایت کرنے کے بعد جو پھر مجھکو متنبہ

کیا گیا تو شاید یہ بات عدم اعتماد ہی کی وجہ سے ہوئی۔

میں۔ نہیں نہیں۔ خدانخواستہ ایسا کیوں ہوتا۔ اچھا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

دولہن۔ تو مجھ کو اپنے غیر معتبر سمجھے جانے کا یقین کر لینا چاہئے اِس لئے کہ میکہ جاتے وقت آپ اپنے قیمتی الفاظ بھی یہیں رکھوائے لیتے ہیں۔

میں۔ اُفوہ۔ عجب تقریر! عجیب انداز بیاں ہے۔ نہیں صاحب الفاظ بیچارے کیا چیز ہیں مجھکو تو ماشاء اللہ آپ پر اتنا اعتبار ہے کہ آپ خود مجھکو ہی اپنے ساتھ لیتی چلئے۔

دولہن۔ تاکہ آپ کی موجودگی کی وجہ سے میں افشاء راز نہ کرسکوں۔

میں۔ خدا کی پناہ۔ اچھا جناب ہم سے غلطی ہوئی معاف کیجئے۔

دولہن۔ نہیں۔ میں خود معافی چاہتی ہوں کہ میں نے اِس مضمون کو بہت طوالت میں ڈالکر آپ کو زحمت دی مگر خیر میں آپ کو مکرر اطمنان دلاتی ہوں کہ انشاء اللہ اِس کی کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوگی۔

یہ کہکر دولہن پھر اجازت لیکر چلیں اور دو تین قدم کے بعد ٹھٹک کر کہا کہ ہاں اور عرض کرتی چلوں کہ میں چار پانچ روز میں حاضر ہونگی تاکہ اصولی حیثیت سے جسقدر ممکن ہو تمام امور کے نشیب و فراز آبا جان اور اماں جان سے سمجھ سکوں۔

میں۔ ہاں ہاں۔ ضرور۔ حالانکہ اِس سلسلہ کو شروع کرنے کے خیال سے یہ مدت زیادہ معلوم ہوگی۔ مگر نہیں ہر پہلو پر وہاں مطمئن ہونا ضروری ہے۔

دولہن نے میرے اِس جواب کا شکریہ ادا کیا اور اماں جان کے پاس تھوڑی دیر توقف کر کے روانہ ہوگئیں۔

چونکہ کئی روز سے اِس گفت و شنید کا ایک دلچسپ سلسلہ جاری تھا اور دن بھر یہ خیال رہنے لگا تھا کہ اب رات ہو تو بات چیت کریں اِس وجہ سے دولہن کی عدم موجودگی کا یہ زمانہ ذرا دشواری سے ختم ہوا۔ چوتھے روز یہاں سے اماں جان نے آدمی بھیجا مگر جواب یہ آیا کہ کل حاضر ہونگی۔ چنانچہ پانچویں دن تشریف لائیں تو میں نے دیکھا کہ ایک بکس بھی ساتھ لائی ہیں کہ جس کے متعلق رات کو معلوم ہوا کہ اُس میں کتابیں اور چند مسودے و رسالے بھی آئے ہیں

سلسلہ مقررہ کی تیسری شب

آخر جب ہم دونوں مطمئن ہو کر بیٹھے تو میں نے کہا کہ اِس سلسلہ کو شروع کرنے سے قبل میں بہ نظر احتیاط اِس امر کی یاد دہانی کرا دوں کہ ہم دونوں افہام و تفہیم کے ماتحت یہ گفتگو کرنے کو آمادہ ہوئے ہیں تاکہ صحیح بات کو صحیح اور غلط کو نہایت سچائی کیساتھ غلط ثابت کریں۔ لہذا اِس میں سخن پروری یا طبیعت پر گرانی کا اثر نہ لینا چاہیئے۔

دولہن۔ آپ نے بہت ضروری بات کی طرف مجھ کو ہدایت فرمائی۔ بے شک ہم کو اپنا نصب العین ایسا ہی قائم کرنا چاہیئے کہ کشادہ پیشانی اور رواداری کیساتھ جو امر حق ہو اس کو حق اور باطل کو قطعی باطل قرار دیں اور میں خلوص کیساتھ آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ انشاء اللہ میں کسی ناحق بات پر ہرگز۔ ہرگز نہ اڑونگی اور جس صداقت کیساتھ آپ مجھکو صراط مستقیم کی طرف رہبری کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں میں اس کو ہر وقت پیش نظر رکھونگی۔

میں۔ بس یہی وعدہ میں بھی تم سے کرتا ہوں۔ اچھا تو اب بسم اللہ کریں۔

دولہن۔ ہاں ضرور۔ لیکن میری یہ درخواست ہے کہ پہلے ہم دونوں وضو کریں۔ دو دو رکعت نماز پڑھیں۔ اور بارگاہ ایزدی میں دعا مانگیں کہ وہ ہم کو احقاق حق اور ابطال باطل کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یکجہتی کی کوشش ناکامیاب نہ ہو۔

میں۔ ماشاء اللہ۔ کیا اچھی تجویز ہے۔ واللہ تم بڑی پرخلوص ہو۔ یہ کہکر ہم دونوں نے اپنے اپنے طریقہ پر وضو کیا اور

دو دو رکعت نماز پڑھی اور دولہن نے مجھ سے کہا کہ پہلے آپ دعا فرمائیں اور میں آمین کہوں اور پھر میں دعا کردوں اور آپ آمین سے مدد دیں۔ چنانچہ میں نے اپنے خیال میں نہایت خلوص سے یہ دعا کی۔

"اے اللہ پاک اپنے حبیب اور خواجہ غریب نواز کے صدقہ میں ہم دونوں کو ایک سچے مذہب کا پابند اور متفق کر دے"

اس پر دولہن نے ہاتھ جوڑ کر آمین کہی اور پھر دھیمی آواز میں اس طرح دعا کی کہ الٰہی بتصدق حضرات معصومین ہم دونوں کو صراط مستقیم پر جمع کر دے۔

اس پر میں نے سر جھکا کر آمین کہی۔ انھوں نے اس کے بعد پھر سجدہ کیا اور کھڑے ہو کر کربلا شریف اور کعبہ شریف کیطرف کو آہستہ آہستہ سلام بھیجے۔

اس کے بعد ہم دونوں اپنے مقصود کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ اچھا اب آپ اپنا معارضہ نمبر ا ارشاد فرمائیے۔ میں نے اپنی نوٹ بک سے یہ سوال پیش کیا کہ۔

ا۔ شیعہ صاحبان وجود باری کا یقین نہیں رکھتے اور اسی وجہ سے وہ دیدار الٰہی کے منکر ہیں۔

دولہن۔ کیا اس اجمال کی آپ کچھ تفصیل بھی کر دینگے۔

میں۔ ہاں اس کی تفصیل یہ ہے کہ حقیقتاً شیعہ صاحبان مذہبی لباس میں دہریت کو چھپاتے ہوئے ہیں لیکن ان کا فرقہ چونکہ اسلام ہی میں سے نکلا ہے اور اسلام کا سواد اعظم واجب الوجود کے لئے ہزاروں دلیلیں رکھتا ہے جنکو شیعہ صاحبان رد نہیں کر سکتے لہذا وہ بظاہر تو وجود الٰہی کو مانتے ہیں۔ اور اپنے باطنی عقیدہ کے ماتحت اس پہلو کو انھوں نے اختیار کر لیا ہے کہ دیدار الٰہی ناممکن و محال ہے تاکہ بیوقوف لوگ اس کی رویت سے مایوس ہو کر آخر یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو جائیں کہ اگر خدا کا وجود ہوتا تو کبھی نہ کبھی ضرور ہی نظر آتا اور جبکہ ایسا نہیں ہے تو ضرور خداوند عالم اک فرضی مسمیٰ ہے۔

دولہن۔ درست لیکن میں عرض کرتی ہوں کہ واجب الوجود کے ثبوت میں شیعہ دلائل ایسی بین اور قاطع ہیں کہ جن کا مقابلہ کوئی غیر عقیدت نہیں کر سکتی اور اسی طرح عقیدہ دیدار الٰہی حقیقتاً منافی وجود ہے جسکو دل و دماغ میں جگہ دیکر منظور نظر کو ہرگز ہرگز واجب الوجود نہیں کہا جا سکتا۔

اچھا جبکہ شیعہ وجود الٰہی کے منکر اور فی الواقع ملحد ہیں تو گو سواد اعظم کے پاس کتنی ہی دلائل وجود کیوں نہ ہوں۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بلا دلیل یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا وجود ہرگز نہیں ہے۔

میں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ فرقہ شیعہ ایک تعلیم یافتہ اور مہذب فرقہ ہے اور ایسے لوگ کوئی دعوے بغیر دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

اس پر دولہن نے مسکرا کر کہا کہ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ تعلیم یافتہ اور مہذب ہونے کی وجہ سے شیعہ کوئی دعویٰ بے دلیل پیش ہی نہیں کر سکتے۔ مگر بلا دلیل ان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ خداوند عالم کا وجود نہیں۔

میں۔ نہیں یہ کوئی عجیب فلسفہ نہیں ہے اس لئے کہ بعض عقائد کسی خاص جذبہ کے ماتحت ہوا کرتے ہیں اور حضرات شیعہ کا یہ عقیدہ محض اہلسنت والجماعت کی مخالفت کی بنا پر ہے کہ جن کے خلفائے کرام و ائمہ عظام نے عالم کے گوشہ گوشہ میں وجود و توحید الٰہی کا سکہ قائم کر دیا ہے۔

دولہن اس پر متبسم سی ہوئیں اور کہا کہ آپ صاحبان تو یہ فرماتے ہیں اور شیعوں کا یہ کہنا ہے کہ جناب باری واجب الوجود ہے لیکن سنی عقیدہ کی رسائی اس کی بارگاہ تک نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ گروہ کسی غیر خدا کو اپنا خالق سمجھے ہوئے ہے۔

میں۔ لاحول ولا قوۃ۔ نہیں۔ شیعہ یہ بات بالکل غلط کہتے ہیں۔

دولہن۔ ہاں بات تو ان کی مجھکو بھی غلط معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بعض وجوہ ایسی ضرور ہیں کہ جو شیعوں کو ایسی بات کہنے کا موقع مل گیا ہے۔

میں۔ وہ کیا۔

دولہن۔ وہ یہ کہ جب سنی صاحبان اس کو اپنی نگاہوں میں محدود و مد نظر کرنے کے دعویدار ہیں اور واجب الوجود محدود و مشار الیہ ہو نہیں سکتا تو پھر مجبوراً یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ دیدار دکھانے والا مسمیٰ کوئی غیر واجب الوجود ہے

میں۔ سبحان اللہ یہ آپ نے نئی منطق پیش کی۔

دولہن۔ نئی کیا۔

میں۔ نئی یہ کہ۔ دیدار کا دعویٰ تو خود دلیل وجود الٰہی ہے۔ اور آپ اسی سے اس کے وجود کو توڑ رہی ہیں۔

دولہن۔ معاف فرمائیے۔ میں تو اس کو نہیں سمجھ سکی کہ دیدار خود کس طرح سے وجود باری کی دلیل ہے۔

میں۔ واہ۔ یہ تو بالکل صاف معاملہ ہے کہ ملحدین تو اس کے وجود سے منکر ہیں اور اہلسنت کا فرقہ حقہ مثبت وجود اب اگر قیامت کے روز اس کا دیدار ہو جائے گا جیسا کہ ہمارے پیشواؤں نے ببانگ دہل اعلان کیا ہے تو ملحدین کی کمریں ٹوٹ جائینگی اور فرقہ حقہ سنیہ نعمت دیدار سے کامیاب و سرفراز ہو کر منکرین کو اپنے دعویٰ کی تصدیق سے ذلیل دخوار کریگا اور اگر دیدار نہ ہوا تو ملحدین کی چڑھ بنیگی اور پھر نام نہاد مومنین گھبرائیں گے کہ اب دہریوں کا کیا جواب دیں۔

دولہن۔ میرے اس کلام پر تھوڑی دیر توقف کر کے کہنے لگیں ۔ کہ اُف یہ تو آپ نے بڑا عبرت انگیز مرقع پیش کیا ہے کہ جس پر شیعوں کو بہت زیادہ غور اور اپنے قدیمی عقیدے پر نظر ثانی کرنا چاہئے۔

مرتضیٰ

ازجناب محترمہ اصغری بیگم صاحبہ نسیم بنوری اہلیہ جناب داروغہ سید منذر حسین صاحب کورٹ انسپکٹر بسی ریاست پٹیالہ

۱
اہل اسلام مجھکو بتائیں ذرا
کون ہے با خدا کون ہے پیشوا
کون ہے وہ جو کعبہ میں پیدا ہوا!
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲
سب کا حاجت روا سب کا مشکل کشا
داعیٔ دین حق بازوئے مصطفیٰ
کون ہے جسکو سمجھے نصیری خدا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۳
کسکے قبضہ میں طول شام و سحر
اور محکوم کس کے قضا و قدر
کون ہے منبع بحر فیض و عطا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۴
تھا نظر بند مکہ میں حق کا نبی
کس نے ہر شب فدا اُنپہ جاں اپنی کی
صاحب قل کفیٰ، انما، ہل اتی
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۵
دعوت ذو العشیرہ کا تھا اہتمام
واں خلیفہ ہوا کون عرش احتشام
کسکو سونپے محمد نے کار خدا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۶
شب ہجرت کفن اوڑھ بستر مصطفیٰ
اپنی جاں بیچکر کون واں سوگیا
کس نے کی تھی [illegible] امانت ادا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۷
پا کے تنہا جب اعدا نے حملہ کیا
کون نرغہ میں گھر کے ہراساں نہ تھا
کون سینہ سپر بے خطر ہوگیا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۸
گرچہ مسلم عرب بھر میں تھے بیشمار
اور وہ ہمدرد کہلائے جو یار غار
کل ایمان کسکو نبی نے کہا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۹
کسکو من کنت مولاہ روز غدیر
سچ کہو کہہ گئے ہیں رسول قدیر
فرض کسکی مودت کو حق نے کیا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۰
جب عصا بن گیا سانپ موسیٰ ڈرے
کس نے جھولے میں اژدر کے ٹکڑے کیے
کون ہے وہ لقب جسکا حیدر ہوا
مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۱

طور پر جا کے کہلائے موسیٰ کلیم عرش پر کس سے بولے رسولِ کریم
کون تھا وجہ حق یا لسان خدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۲

کھا کے گندم لی آدم نے دنیائے زشت اور جو دیکے کس نے خریدا بہشت
نفس دیکے خریدی رضائے خدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۳

غرق امت ہوئی نوح کی تو تمام کس نے کشتی اسلام لی آ کے تھام
دین حق کیلئے بن گیا ناخدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۴

گو خلیل خدا کو تھا فدیہ ملا کس نے گھر بار نذر خدا کر دیا
کی یہ تکمیل کسکے پسر نے بتا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۵

تھے سلیماں کے قبضہ میں جن و طیور کس کا محکوم لیکن وہ تھا ذی شعور
کون ہے خضر کا رہبر و پیشوا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۶

کر کے دعوت سلیماں گھبرائے واں حشر تک خلق کا کون روزی رسا
کسکے محتاج عالم کے شاہ و گدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۷

گرچہ مختار جاں بخشی عیسیٰ ہوئے اور مبروص و نابینا اچھے کئے
کس نے صد سالہ مردوں کو زندہ کیا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۸

جبکہ عیسیٰ کو سولی پہ لٹکا دیا نام اسوقت کسکا زباں سے لیا
چرخ چارم پہ کون آن کر لے گیا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۱۹

کہدیا کسکو ہُوَ العلیُّ العظیم الولیُّ عزیزٌ حلیمٌ حکیم
کس کے لطف و کرم کی نہیں انتہا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۰

شکم ماہی میں تھے جبکہ یونس اسیر اس مصیبت میں کون انکا تھا دستگیر
کر دیا کس نے اک پل میں انکو رہا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۱

وہ تدبر کہ ممکن نہیں ہے جواب کون ہر معرکہ میں رہا انتخاب
تاجداروں کا سر کسکے در پہ جھکا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۲

منتخب منتخب۔ مطمئن، مستقل کسکے سینہ میں ختم الرسل کا ہے دل
کون نفس محمد ہے نفس خدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۳

کس پہ رحم اور شفقت کا ہے اختتام کون دشمن سے لیتا نہ تھا انتقام
کون ہے جس نے قاتل کو شربت دیا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۴

نام پر کس کے اسلام کو ناز ہے کسکی الفت سے ایمان ممتاز ہے
منقبت ہو گئی کس کی حمد خدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۵

کسکے قدموں سے لپٹی ہے راہ ثواب کون ہے ایلیا۔ کون ہے بوتراب
مسجدیں جس سے آباد وہ باخدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۶

مجھ سے پوچھیں فرشتے جو میرا امام میں بصد فخر ان سے کہوں لا کلام
مظہر شان حق باب علم خدا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۷

تھی نکیرین سے مجھکو دہشت کمال کر دئے کس نے آسان جواب و سوال
رہبر دین حق، ہادی و پیشوا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۸

جب خطاؤں نے کھولا جہنم کا در اور گنہ لے چلے اسطرف کھینچ کر
خلد میں مجھکو کون آن کر لے گیا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

۲۹

تیرے مولا کی یہ شان ہے اے نسیم الرؤف غفوراً۔ شکوراً حلیم
دست حق ہے دو عالم کا حاجت روا مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ مرتضیٰ

جو صاحب ایسے علم دوست اور مقتدر حضرات کے پچاس نام معہ مفصل اور صحیح پتہ کے دفتر کو روانہ فرمائیں گے جن کے نام رسالہ نور جاری کیا جا سکے، ان کو چھ ماہ تک نور مفت روانہ کیا جائیگا لیکن نام اور پتے غلط ثابت ہونے پر رسالہ بند کر دیا جائیگا۔ یہ نام کسی پرانی فہرست یا رپورٹ وغیرہ سے نقل نہ کئے جائیں بلکہ مختلف مقامات کے احباب و اعزہ کے نام ہوں۔ منیجر

حیاتِ صالح

از جناب مولوی سید شفیع حیدر صاحب ضیا ہیڈ مولوی مہراج سنگھ ہائی اسکول
(بہرائچ)

آج دنیا کا کون ایسا مذہب ہے جو اس کا مدعی نہ ہو کہ انسانی بقائے صالح کی ضمانت اگر ہے تو صرف ہمارے ذمہ ہے لیکن جب اس کے قوانین، اس کے ضوابط پر ایک ناقدانہ نظر کیجاتی ہے تو اس کا یہ دعویٰ صرف ایک بانگ دہل سے زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتا۔

ان مذاہب کو جانے دیجیئے جہاں صرف مادہ پرستی ہے حق یا طاقت و قوت ہی کو الٰہی قہاریت اور خدائی جبروتیت تسلیم کیا جاتا ہو وہاں انسانی قدر و قیمت، انسانی شرافت و عزت اسی کو دیجاتی ہے جو خلاف حکم خداوندی و من یفسد فیھا ویسفک الدماء اولاد آدم کے خون سے کھیل کر اور انسانی عرصہ حیات کو اپنی مادی طاقتوں اور قوتوں کے بل بوتے پر تنگ کر کے ان پر حکمراں اور ان کا میر کارواں بنجائے۔ اپنی جبری ہمہ گیری اور قہاری چیرہ دستی سے قوم و ملک کی خوشگوار اور پرسکون زندگی میں ہلچل ڈالکر تخت انانیت پر قدم رکھے اور مطلق العنانی کا تاج زیب سر کرے۔

فطرت کے اس چمن وجود میں اولیں شگوفہ کاری تو یہ تھی کہ وجودِ چمن سے پہلے ہی وجودِ باغبان۔ قافلہ زندگی ہنوز کتم عدم میں اور قافلہ سالار کے سر پر دستار خلافت۔

مگر اس سرکش انسان کی خودسری اور انانیت دیکھو کہ خود کو اس کا مستحق سمجھنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دل میں تمنائے امارت اور ہر سر میں سودائے قیادت پیدا ہو گیا۔ اور عوام کالانعام بھی معصومیت کو چھوڑ کر انھیں کے آستانہ نفسانیت اور بارگاہ حظیت میں سر جھکانے کو اپنی نجات و فلاح اور اپنی بقائے صالح تصور کرنے لگے۔

مطلق العنانی کے ہاتھوں ہوائے آمریت میں سب سے پہلے جو خون اس پاک اور مقدس زمین پر ہوا وہ ہابیل کا ہوا یہ انسانی پندار اور خودسری کا پہلا فساد تھا جو عالم وجود میں آیا۔ کاش اسوقت یہ انسان ہوش میں آکر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا اور اپنی اس سرکشی سے توبہ کر کے اس فساد کے اول سرچشمہ کو بند کر دیتا تو آج اس کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا کہ اس سیلاب کی آسمانوں سے ٹکرانے والی موجوں کے طلاطم سے زندگی کے مضبوط سفینے ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو رہے ہیں اور اس کا کوئی بس نہیں چلتا۔

اس فساد و شرار سے نہ صرف وہ دنیا جو مادہ پرستی یا طاقت حق ہے محفوظ رہ سکی بلکہ وہ کائنات بھی جسکی عمارت توحید و خدا پرستی پر رکھی گئی ہے وہ بھی اس کے زلزلوں کے تیز و تند جھٹکوں سے قائم نہ رہ سکی بلکہ اس کی بھی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔

بجائے اس کے کہ اس کائنات میں یک رنگی و یک جہتی نظر آتے ہزار ہا رنگ نظر آنے لگے اور وہ جلالت و عظمت جو توفیق آسمانی کی تائید اور معصوم ہاتھوں کی ان تھک کوششوں سے حاصل ہوئی تھی اسے بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے کھو بیٹھی۔ وہ دین الٰہی جو عالم سے تفوق و اختلاف کو مٹانے کے لئے آیا اور حیات انسانی کو بقائے صالح کا درس دینے آیا۔

(قد افلح من زکٰھا و قد خاب من دسّٰھا) جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہی فلاح یافتہ ہو گیا اور جس نے خراب رخنہ کر لیا وہی خسران میں رہا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ حبل الٰہی کو سب ملکر مضبوط تھامو اور اس سے توسل کرو اور باہم اس کے باب میں اختلاف نہ کرو اس میں تمہاری بھلائی اور فلاح ہے اسی توسل ہی میں تمہاری حیات صالح مضمر ہے۔ یا ابن آدم

خلقنک للبقاء و اناجی لایموت ا اسے اولاد آدم میں تجھ کو بقائے صالح کے لئے خلق کیا تو اس کو ضائع نہ کر میں بھی وہ زندہ ہوں جسکو کبھی موت نہیں، پس اے انسان اگر تو بھی اس حیات کا حصہ دار بننا چاہتا ہے تو ہماری مضبوط رسّی کو نہ چھوڑ اور باہم اختلاف نہ کر۔

مگر افسوس ہے کہ اسی حبل اور ریسمان الہی کے باب میں بیہن گر ہنت لا تجتمع امتی علی الخطاء کرکے باہم وہ تفرق و انتشار کا سیلاب پیدا کر دیا جس کی لہریں شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک پہونچ گئیں اور روز بروز اس کے جوش و خروش میں اضافہ پر اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے اور یہ دنیا جو درحقیقت انسانی حیات کی بقا حاصل کرنے کی ایک خوشگوار اور خوش آیند کھیتی ہے اسے نمونہ جنت بنا دیا اور حیاتی تمام خوشگواریوں کو تلخ کامیوں سے بدل دیا۔

لامذہبیت کا سیلاب

آج دنیا کی کون قوم ایسی ہے جو اس کی تیز رو میں نہ بہی چلی جا رہی ہو اور یورپ سے لامذہب ملک کی طاقت و قوت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر خود بھی اسی رنگ میں نہ رنگنا چاہتی ہو۔ اس کا انجام جو کچھ ہے وہ اہل نظر کے سامنے ہے گوشہ گوشہ میں اس عالم کے بدامنی و بداخلاقی کا دور دورہ ہے ہر طرف غیر اطمینانی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ جس کے پردہ میں بدنفسی و خود غرضی کی بجلیاں کوندتی ہوئی نظر آ رہی ہیں ہر ایک قہر و غلبہ کی راہوں کو ڈھونڈ رہا ہے۔ ہر نفس مطلق العنانی کی حکومت کا خواب دیکھ رہا ہے اور اسی کو اپنی نجات و فلاح اور بہبود کا ضمانت دار سمجھ رہا ہے۔

آج ہر لامذہب والے انسان کے نزدیک دنیا اور اس دنیا کی جو مادی ترقیاں اور روحانیت و وجدان شکن دلفریبیاں اور اس کی حکومت جو درحقیقت ڈکیتیت، سراسر رہزنیت اور خونخواریت ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ اس دنیا کے سوا کسی اور کائنات اور عالم کا تصور ہی نہیں کرتا نہ اس کے نزدیک کوئی خدا ہے نہ اس کی حکومت، نہ جنت ہے نہ دوزخ نہ اس کی عدالت ہے نہ قہاریت۔

وہ مذہبی قیود کی مضبوط زنجیروں کو توڑ پھینکنے کے بعد یہ سمجھا کہ میں آزاد ہو گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے زائد بھاری اور سنگین سلاسل میں گرفتار ہو گیا بزعم خود جس قعر سے نکلنے کی کوشش کی اس سے بدترین قعر میں جا گرا خدا پرستی چھوڑی، مادہ پرستیوں میں گرفتار ہوا، خدا کی قہاریت کو فراموش کیا، سائنس اور فلسفہ کی طاقت و قوت کا وارفتہ ہو گیا، روحانیت کو کھو بیٹھا، نفسانیت میں مبتلا ہوا، مذہبی رواداریوں کا تارک ہوا۔ وطنیت و قومیت کی الجھنوں میں جکڑ گیا غرضکہ جن قید و بند سے وہ چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا اس سے اس کو نجات نہ ملی بلکہ وہ اور ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے اوپر تار پر تار اور بند پر بند اور بناتا گیا اور اس کی الجھنوں میں اور گرفتار ہوتا گیا۔

ایک مذہبیت کو چھوڑا دوسری مذہبیت میں گرفتار ہوا صورت ایک ہی ہے مگر حالتیں بدلی ہوئی ہیں۔

پہلے خدا کی پرستش ہوتی تھی اب فلاسفہ اور سائنٹسٹ کی ہونے لگی۔ پہلے پیر و پیغمبر اولیاء اللہ، گرو اوتار کی اطاعت و فرمانبرداری کو موجب نجات و فلاح سمجھا جاتا تھا اب آلات اور طرح طرح کی مشینوں کو سبب نجات و فلاح سمجھا جانے لگا، پہلے صرف دو محاذ جنگ تھے اب سیکڑوں ہو گئے قومیت، وطنیت، تجارت، صنعت، معاشرت معیشت۔ اقتصادیت، فسطائیت، اشتراکیت، سامراج، جمہوریت۔ ڈکٹیٹریت وغیرہ۔

لامذہبیت اور کشمکش حیات

ترک مذہب سے انسان نے یہ سمجھا تھا کہ حیات کی کشمکش شاید سکون سے بدل جائیگی لیکن یہ خیال سراسر غلط نکلا، اور تا قیامت غلط رہیگا۔ یہ بات دوسری ہے کہ اپنی خود غرضی اور بدنفسی کی وجہ سے خود ایسا اندھا ہو رہا ہو کہ اسے یہ باتیں نہ سوجھتی ہوں۔

درحقیقت حیاتی سکون جو اطاعت فرمان الٰہی میں مضمر تھا اسے اس نے اپنی نفسانی فرمانبرداریوں میں ڈھونڈھنا شروع کیا پس بجائے اس کے کہ اسے ایک لمحہ کے لئے سکون ملے وہ اور کشمکش میں مبتلا ہوتا گیا۔ جن قوانین وضوابط کی بنیاد خاطی واثم نفس کے ہاتھ سے رکھی جائیگی ان سے سوائے جھگڑے اور فساد اور کیا ہو سکتا ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نہیں سیاسی قوانین بھی ایک حد تک انسانی جرائم کی روک تھام کرنیکے ذمہ دار ہیں لیکن یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہ قوانین اسی حد تک ان جرائم کی روک تھام کر سکتے ہیں جہاں تک انکا ظاہری تعلق اور دسترس ہے۔ لیکن ایک مذہبی قانون کا خوف انسان کو ہر موقع اور ہر لمحہ ڈرا سکتا ہے اور اسے ایک حد تک روک سکتا ہے۔

جرائم پیشہ لوگ جو قیود مذہب سے اپنے کو آزاد کر چکے ہیں جب وہ کسی جرم کیطرف مائل ہوتے ہیں تو وہ سیاسی اور حکومتی قانونوں کی زد سے بچنے کے لئے اس کی صورت کو بھی بدل دیتے ہیں اور نہایت بیباکی سے اس کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس پر فخر ومباہات بھی کرتے ہیں۔

برخلاف ایک پابند مذہب کے کہ اگر وہ اپنی نفسانی چیرہ دستی سے مجبور ہو کر کوئی جرم بھی کر بیٹھیگا تو بعد جرم اپنے ضمیر میں شرمندہ ضرور ہوگا اور یہی شرمندگی اور ندامت اسکے آئندہ جرم سے روکیگی نہ یہ کہ اسے اور بیباک کر دے گی یہ بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ اصل میں لامذہبیت ہی کشمکش کی بڑھانے والی ہے نہ اصل مذہب، اگر مذہب ہی موجب کشمکش حیات ہوتا تو فطرت ہرگز ہرگز ایجاد مذہب پر مجبور نہ ہوتی۔

مذہب نام ہے نظم و نسق عالم کا

دیکھو یہ نظم و نسق وہ ہے کہ جس کے رشتہ میں نہ انسانی حیات کو صرف سکون کی حالت میں رکھنے کے لئے منسلک کرنیکی سعی کی گئی ہے بلکہ اس تاگے میں جمادات، نباتات حیوانات کو بھی ان کی حقیقت کے موافق پرویا گیا چونکہ یہ انواع عالم تعقلات سے بے نصیب تھے اس لئے انھوں نے ہر فطری خط فرمان پر اپنا سر جھکا دیا اور بے چون وچرا اس پر عامل ہو گئے اسی وجہ سے ان کا حیاتی ہر لمحہ اک سکون کے دور سے گزر رہا ہے نہ اس میں انقلابات ہوتے ہیں نہ باہم راندں فسادات نہ ایک دوسرے کو ہڑپ کر جانے کے منصوبے باندھتے ہیں نہ ان میں شرارت ہے نہ بدلفیاں نہ ہلاکت آفریں زر کے عملیات۔ اسی وجہ سے وہ نہایت سکون و آرام سے اپنی زندگی گزارتے ہیں نہ ان میں کوئی مریض ہوتا ہے نہ ان کو اسپتال کی ضرورت، نہ دوا کی احتیاج اگر موت بھی آتی ہے تو اپنی عمر طبیعی تک پہونچکر مرتے ہیں۔

یہ سب باتیں کیوں حاصل ہیں صرف اسی وجہ سے کہ وہ حیوانات اپنے ان قوانین فطریہ پر جو قدرت نے انکی سرشت اور طینت میں رکھہ دئے ہیں سختی سے عامل ہیں پس اسی کا نام مذہب ہے جس سے خالی یہ انواع عالم بھی نہیں۔

پس اسی طرح اس انسان کے لئے بھی اس کے تعقلات اسکے احساسات اسکے نفسیات اس کے روحانیات کا اندازہ لگا کر اس نبض شناس عالم نے ایک قانون مرتب کیا جس کا نام دین فطری رکھا جسکے اصول جس کی استعداد کو پیدائش انسانی کے ساتھ ساتھ اس کی طینت میں ودیعت کیا۔ مگر اس سرکش انسان نے اسی لئے مخالفت کی اور ان جبلی باتوں کو ایسا کھویا کہ گویا اس میں یہ تھی ہی نہیں یا ان کی اس کو تعلیم ہی نہیں دی گئی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ وہ آج شرافت کے اس نقطہ اوج سے ہٹا جہاں عالم ملکوت کی معصوم ہستیاں بھی اس کے آستانہ عظمت پر سر جھکاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس نقطہ سے ہٹنا تھا کہ وہ نہ صرف حیوانیت کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرا بلکہ وہ ایک ایسے لامعلوم اندھے کوئیں میں جا گرا جہاں خود اسکی بدنفسیوں اور خود غرضیوں کے بڑے بڑے آتشیں نہنگ و خونخوار وشعلہ بار اژدر دوڑ پڑے اور خود اسکی تکہ بوٹی کرنے لگے اور اس کی پرسکون وخوشگوار حیات اس دنیا ہی میں جہنم کا عذاب ونکال بن گئی۔

شمیم بکڈپو کی اخلاقی ومذہبی کتابیں

کتب تواریخ

۱ **اسوۃ الرسول**۔ حصہ اوّل یہی وہ معرکتہ آلارا کتاب ہے جس نے مولانا شبلی کی کتاب سیرۃ النبی کی غلط بیانیوں کی وہ پردہ دری کی ہے کہ ہر انصاف پسند کی نظر میں اس کی وقعت دو کوڑی کی ہوگئی ہے۔ اس میں عرب کے قدیم تمدن و معاشرت اور سیاست وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے تاریخی واقعات حضرت عبدالمطلب کے زمانہ تک ہیں مصنفہ جناب فوق بلگرامی قیمت عہ

۲ **آہنگ حیات**۔ مدح ثلاثہ اور تبرا ایجی ٹیشن کی مکمل تاریخ ۵ر

۳ **شہداء ملت**۔ تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ میں شہید ہونے والے مجاہدین کے جگر خراش حالات۔ قیمت صرف ۲ر

۴ **سکہ اور شرح تبادلہ**۔ اس کتاب میں سکہ اور شرح تبادلہ کی تاریخ۔ موجودہ کساد بازاری پر اس کا اثر اور ہندوستان کی موجودہ اقتصادی مشکلات اور اس کا علاج واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

سوانحعمریاں

۵ **دینی کہانیاں حصہ اوّل**۔ حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک تمام انبیا و مرسلین کے مکمل حالات۔ قیمت صرف ۱۲ر

۶ **حصہ دوم**۔ چہاردہ معصومین اور خلفائے ثلثہ کے حالات ۱۲ر

۷ **حصہ سوم**۔ بنی امیہ کے پوست کندہ حالات اور مظالم ۱۲ر

۸ **حصہ چہارم**۔ بنی عباس کے مظالم اور نسبی تحقیق کا دفتر ۱۴ر

۹ **حصہ پنجم**۔ عرب۔ ایران ہندوستان کے شیعہ سلاطین کے حالات ۱۴ر

۱۰ **سرفروشان ملت**۔ شیعوں کے مذہبی کارنامے اور تیرہ سو برس کی جانی و مالی قربانیوں کا مفصل تذکرہ۔ آخر کتاب میں تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کا حال درج ہے۔ قیمت عہ

۱۱ **خواتین اسلام**۔ اسلام کی مقدس خواتین کے حیاتی کارنامے دینی خدمات اور مالی و جانی قربانیوں کا ذکر۔ قیمت ۸ر

۱۲ **ناموس اسلام**۔ امام حسین کی مکمل سوانحعمری۔ قیمت ۱۴ر

۱۳ **شاہ یثرب**۔ امام حسین کی منظوم سوانحعمری۔ قیمت عہ

۱۴ **سیرۃ المختار**۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کے زمانہ کے تمام واقعات نہایت دلچسپ اردو میں ناولانہ طرز پر۔ قیمت ۱۰ر

۱۵ **اسوہ حسنہ**۔ حضرت رسولخدا کے مختصر حالات ۱۰ر

۱۶ **آئینہ کربلا**۔ قتل عثمان سے لیکر امیر مختار تک کے حالات تاریخی نہایت دلچسپ مکالمہ کی صورت میں ناولانہ طرز پر۔ قیمت عہ، ۱۲؎

چہاردہ معصومین کی سوانحعمریاں

مولفہ جناب ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی یہ سوانحعمریاں نظامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی ہیں۔

۱۷	(۱)		سوانحعمری حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ	۱۱ر
۱۸	(۲)	″	حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام۔ قیمت	۱۱ر
۱۹	(۳)	″	حضرت سیدہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا	۷ر
۲۰	(۴)	″	حضرت امام حسن علیہ السلام	۵ر
۲۱	(۵)	″	حضرت امام حسین علیہ السلام	۱۵ر
۲۲	(۶)	″	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۷ر
۲۳	(۷)	″	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	۵ر
۲۴	(۸)	″	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	۹ر
۲۵	(۹)	″	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۷ر
۲۶	(۱۰)	″	حضرت امام علی رضا علیہ السلام	۸ر
۲۷	(۱۱)	″	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام	۴ر
۲۸	(۱۲)	″	حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۷ر
۲۹	(۱۳)	″	حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام	۴ر
۳۰	(۱۴)	″	حضرت امام مہدی علیہ السلام	۹ر

چودہ کتابوں کا مکمل سیٹ غیر مجلد۔ چھ روپیہ گیارہ آنہ ۶/۱۱

۳۱ **سرو چمن**۔ امام حسن علیہ السلام کی مبسوط اور مکمل سوانحعمری اس کتاب کو پڑھکر معاویہ کی چال بازیوں کی اچھی طرح پردہ دری ہوجاتی ہے۔ قیمت ۸ر

۳۰ **تحفۂ رضویہ** ۔ امام رضا علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری ۸ر

۳۱ **شیخ جیلانی** ۔ عبد القادر جیلانی کے سچے اور صحیح حالات ۶ر

۳۲ **ہمارے رسول** ۔ حضرت رسولخدا کی مختصر سوانحعمری چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے آسان زبان میں ۔ قیمت ۲ر

۳۳ **ہمارے مشکلکشا** ۔ جناب امیر علیہ السلام کی مختصر سوانحعمری ۲ر

۳۴ **ہماری خاتون جنت** ۔ جناب سیدہ طاہرہ کی سوانحعمری ۲ر

۳۶ **احسن القصص** ۔ حضرات انبیا کے منظوم حالات ۔ اس کتاب کے مصنف کو سرکار نظام نے سو روپیہ عنایت فرمایا تھا قیمت ۶ر

۳۷ **ابو طالب** ۔ حضرت ابو طالب کی مکمل سوانحعمری قیمت ۸ر

۳۸ **علی مرتضیٰ** ۔ بچوں کے لئے تاریخی سلسلہ کی پہلی کتاب ۶ر

۳۹ **عمار یاسر** ۔ مقدس صحابی رسول کے حالات ۔ قیمت ۳ر

۴۰ **چودہ معصومین** ۔ مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے چودہ معصوموں کے حالات ایک جگہ ملاحظہ فرمایئے ۸ر

قران و تفسیر

۴۱ **قران مجید** ۔ جلی قلم سے لکھا ہوا مجلد قران ۔ ۱۲ر

۴۲ **تفسیر انوار القران** ۔ اردو زبان میں ایسی تفسیر دیکھنے کو انکھیں ترستی تھیں جو صحیح معنی میں تفسیر کہی جاسکتی ہو جس میں آیات کے متعلق تسکین بخش توضیحات ہوں ۔ اعتراضات کے جوابات ہوں ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس اہم ضرورت کو جناب سرکار علامہ مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر گوپال پوری نے تفسیر انوار القران لکھکر پورا کردیا ۔ علامہ موصوف نے ہر ایک آیت کے متعلق عجیب وغریب نکات بیان فرماتے ہیں اور مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کو نہایت قوی دلائل سے باطل کیا ہے ۔ اہل سنت کی تفاسیر کے جابجا حوالے دئے ہیں ۔ غرض قابل دید اور حد درجہ مفید تفسیر ہے ۔

تفسیر مذکور زیر طبع ہے اب تک ۱۸۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں جنکی قیمت پہلے ۱۶ روپیہ تھی مگر اب چھ روپیہ چھ آنہ کردی گئی ہے ۔ ۶ر

کتب احادیث

۴۳ **تحفۃ الابرار** ۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ تقریباً ایک ہزار احادیث کا مجموعہ ۔ ۸ر

۴۴ **الصافی شرح اصول کافی** ۔ علم حدیث کی مشہور کتاب کافی کی مکمل شرح دو جلدوں میں ۔ فارسی ترجمہ معہ متن ، قیمت مجلد ۲۰ روپیہ غیر مجلد ۸ر

۴۵ **خلاصہ مقدمات صافی** ۔ قیمت ۲ر

۴۶ **رجال بخاری** ۔ اس کتاب میں بخاری کے راویوں کی ایمان و اعتقاد کی کھال کھینچی گئی ہے ۔ قیمت ۶ر

۴۷ **الہیئۃ والاسلام** ۔ تحقیقات ہیئت جدید کے ساتھ ساتھ اسلامی ہیئت کا ذکر یہ کتاب علامہ شہرستانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ ہے جسکو جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ زنگی پوری نے سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے اس کتاب سے آپ کو پتہ چلے گا کہ اب سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے آئمہ نے مسائل علم ہیئت کو جس شان سے حل فرمایا تھا ۔ جدید تحقیق بالکل اس کے ساتھ ساتھ ہے جس سے ان حضرات کی حقانیت اور علم ماکان و مایکون کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے ۔ علم دوست حضرات کو یہ کتاب ضرور ملاحظہ فرمانی چاہیئے ۔ قیمت صرف ۸ر

کتب دینیات و مسائل

۴۸ **بچوں کی دینیات حصہ اول** ۔ چھوٹے بچوں کو اصول دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ نئے انداز سے لکھی گئی ہے ۔ قیمت ۳ر

۴۹ **حصہ دوم** ۔ یہ کتاب فروع دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ لکھی گئی ہے ۲ر

۵۰ **نصاب تعلیم دینیات** ۔ یہ سلسلہ بچوں کو تدریجاً دینی
۵۱ تعلیم دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے جس سے بچے تھوڑی
۵۲ ہی عرصہ میں اچھی خاصی معلومات حاصل کر لیتے ہیں قیمت
۵۳ حصہ اول ۲ر حصہ دوم ۳ر حصہ سوم ۴ر حصہ چہارم ۶ر

۵۴ **رسالہ تقلید** ۔ اس رسالہ میں فقہ کے ضروری مسائل پر بہت واضح طور سے روشنی ڈالی گئی ہے ۔ قیمت ۴ر

۵۵ **طریقۃ الصلوٰۃ** ۔ مع ترجمۂ الصلواۃ ۔ اس کتاب میں نماز کا طریقہ ۔ ترجمہ ۔ شکیات و مبطلات نماز اور دیگر ضروری

مسائل کو سمجھایا گیا ہے نیز واجب اور سنت نمازوں کا بیاں نہایت آسان زبان میں کیا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

۵۶ **دینیات کی پہلی کتاب** ۱۰ر شیعی دنیا میں مشہور
۵۷ **دینیات کی دوسری کتاب** ۴ر ومقبول کتابیں
۵۸ **دینیات کی تیسری کتاب** ۵ر مصنفہ جناب مولوی فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم ومغفور۔

۵۹ **تحفۃ المومنین**۔ جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد عرف مولوی منن صاحب لکھنوی کا اردو عملیہ۔ قیمت ۶ر

۶۰ **معتمد المحاج**۔ ترجمہ مناسک جناب حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد اصفہانی۔ قیمت ۱۰ر

کتب مناظرہ

۶۱ **مذہبی مکالمہ**۔ ایک سنی اور ایک شیعہ کے درمیاں فیصلہ کن مناظرہ نہایت موثر اور مہذب انداز میں۔ قیمت ۸ر

۶۲ **ایمان ثلاثہ**۔ اس کتاب میں اصحاب ثلثہ کے اسلام ایمان۔ خدمات اسلامی، جہاد فی سبیل اللہ، محبت رسول وغیرہ پر قرآن واحادیث اور کتب سیر وتواریخ اہل سنت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور حضرت علی کے ایمان وجہاد فی سبیل اللہ سے موازنہ کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱۰ر

۶۳ **نور ایمان**۔ یہ کتاب شیعی دنیا میں بہت کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ موجودہ ایڈیشن تقریباً ۵۰۰ صفحات سے زیادہ ترمیم واضافہ کیساتھ نہایت آب وتاب سے چھپی ہے ۱۲ر

۶۴ **نور العین فی جواز البکاء الحسین**۔ مصنفہ جناب مولانا محسن علی صاحب سبزواری۔ اس کتاب میں بہترین دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین پر رونا جائز ہے۔ ۵ر

۶۵ **الجواہر**۔ فرقہ مرزائی کے اعتراض تبرا کا مکمل جواب ۴ر

۶۶ **خلافت الہیہ حصہ اول**۔ ان کتابوں میں قوی دلائل
۶۷ **حصہ دوم** سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کے اصلی
۶۸ **حصہ سوم** حقدار حضرت علی ہیں نہ کہ خلفا ثلثہ۔ اس کتاب میں خلافت پر بے مثل مدلل بحث کی گئی ہے۔ قیمت حصہ اول ۱۲ر حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم ۸ر

۶۹ **تنزیہ الانبیا**۔ اس کتاب میں بہترین دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات انبیا معصوم ہوتے ہیں اور انبیا کو خاطی سمجھنے والوں نے جو جو گناہ ان برگزیدہ ہستیوں کے سر تھوپے ہیں ان سب کی تردید کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

۷۰ **نص خلافت**۔ مسئلہ خلافت کے حل اور اس بحث خاص میں کہ ابوبکر کی خلافت کے لئے حضرت رسولخدا نے نص نہیں فرمائی کافی ثبوت دئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

۷۱ **سر مختوم فی عقد ام کلثوم**۔ کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے لیکن خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف ایک جید عالم اہل سنت ہیں۔ قیمت صرف ۲ر

۷۲ **مومن فطری**۔ حضرات ائمہ اثناعشر کی حقانیت کے چہرہ فطری ثبوت نظم میں، جناب رشیق کے نتائج افکار۔ قیمت ۱ر

۷۳ **النور**۔ اس بات کا عقلی ونقلی ثبوت کہ حضرت عثمان حضرت رسولخدا کے داماد نہ تھے۔ یہ وہ عجیب وغریب کتاب ہے جس کو پڑھکر علمائے اہل سنت پر سکوت کا عالم طاری ہے۔ ۴ر

۷۴ **رد اکبر**۔ ایک خارجی کے ان اعتراضات کے جوابات جو اس نے مذہب شیعہ پر بڑے دعوے کیساتھ کئے تھے۔ قیمت ۳ر

۷۵ **مخمس مقبول**۔ اہل بیت علیہم السلام کی شان میں شاعر اعظم جناب طریق رامپوری کا وہ عجیب وغریب مخمس جسکو پڑھکر روح شاعری وجد میں آجاتی ہے۔ قیمت ۴ر

۷۶ **حجۃ الایمان**۔ یہ بے نظیر کتاب اہل سنت کے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو نام نہاد مولوی حضرات ائمہ کے مستجاب الدعوات ہونے مصلحت خداوندی سے واقف ہونے اور غیب دانی وغیرہ پر کیا کرتے ہیں اس کتاب نے حضرات آئمہ کی گرانقدر شخصیت کو کچھ ایسی انوکھی شان سے دکھایا ہے کہ اسکو پڑھکر روح ایمان تازہ ہو جاتی ہے قیمت ۸ر

۷۷ **ناصر الایمان**۔ یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس نے پنجاب کے کئی معزز خاندانوں کو دائرہ سنیت سے نکالکر مذہب امامیہ میں کھینچا تھا اس میں سنیت کی پوری پوری پول کھولی گئی ہے ۸ر

۷۸ **نور حق**۔ قادیانیوں کے چند اعتراضات کے جوابات ۳ر

۷۹ **میزان حق**۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کا بہترین ثبوت ۱۲ر

۸۰ **رسالہ تقیہ**۔ جواز تقیہ پر بڑی مدلل بحث۔ قیمت ۹ر

۸۱ **اسلامی نماز**۔ اس لاجواب کتاب میں علمائے اہلسنت کے بیشمار اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہلسنت کا طریقہ نماز بالکل غلط ہے اور شیعوں کی نماز عقلاً ونقلاً ہر طرح صحیح اور موافق حکم خدا ورسول ہے۔ قیمت ۸ر

۸۲ **فلسفہ مدح صحابہ**۔ قیمت ۱ر

۸۳ **مناظرہ تقدیر و تدبیر**۔ اس کتاب میں تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار کے مسئلہ کو نہایت آسان طریقہ سے بیان کیا گیا ہے ۶ر

۸۴ **مصحف ناطق**۔ اس کتاب میں قرآن کے مسئلہ تحریف پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے اور حسبنا کتاب اللہ کہنے والے کے قول کو نہایت قوی استدلال سے باطل کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

۸۵ **صاعقہ طور**۔ یہ کتاب مولانا قاضی غلام حسین صاحب قبلہ سابق حنفی سنی کی ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے سنیوں کے بعض اعتراضات کے دنداں شکن جواب دئے ہیں۔ قیمت ۲ر

۸۶ **رسالہ الولی**۔ انما ولیکم اللہ میں ولی سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور ولی کے معنی اولیٰ بالتصرف ہیں نہ کہ ناصر یا دوست ۱۴ر

۸۷ **قواصم الظہور**۔ قادیانیوں کی تردید میں بہترین رسالہ ۱۰ر

۸۸ **بسط الیدین**۔ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقلی و نقلی ثبوت ۳ر

۸۹ **کشف الظلام**۔ غیبت حضرت حجت پر اعتراضات کا جواب ۶ر

۹۰ **امامت و خلافت**۔ ۲ر

۹۱ **امامۃ القرآن** جناب مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم نے اس کتاب میں ۳۰ آیتوں سے امامت آئمہ کو ثابت کیا ہے ۶ر

۹۲ **تقیہ**۔ جواز تقیہ پر شیعہ مشن کا رسالہ قیمت ۱ر

۹۳ **حصول اسلام کی حقیقت** سنیوں کی ایک کتاب حصول اسلام کا جواب جس میں سنیت کی قلعی کھولی گئی ہے ۴ر

۹۴ **فتح مبین**۔ شکوری پارٹی کے ان اعتراضات کا جواب جو خلافت کے متعلق النجم میں کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

۹۵ **میزان محبت**۔ محبت و بغض اہل بیت پر قابل دید بحث ۳ر

۹۶ **مدح اور تبرا کی علمی بحث**۔ قیمت ۲ر

۹۷ **تبرے کی حقیقت** قیمت ۳ر

۹۸ **مدح ثلاثہ اور تبرا کے متعلق ایڈیٹر پانیر کا بیان** ۱ر

۹۹ **فیصلہ جونپور**۔ اگر آپ شیعہ مذہب کی حقانیت اور تبرے کا جواز ایک ہندو مصنف کے قلم سے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھئے۔ قیمت ۴ر

۱۰۰ **حقیقۃ المسیح**۔ عیسائیت کی تردید میں بہترین کتاب عہ

۱۰۱ **کشف الاشتباہ**۔ لعن و تبرا۔ تحریف و تقیہ وغیرہ مسائل کے متعلق ایک روسی عالم کے ۲۰ سوالات کے محققانہ جوابات ایک نجفی مجتہد کی طرف سے۔ اس کتاب میں اصل کیساتھ ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

۱۰۲ **مسئلہ خلافت و امامت**۔ دلچسپ ذخیرہ تحقیقات جو ہندو فاضل جناب پنڈت ہرنام صاحب کی قوت علمی اور زور قلم کا نتیجہ ہے۔ قابل قدر کتاب ہے قیمت ۴ر

۱۰۳ **استبصار**۔ قرآن و حدیث سے اس امر کا ثبوت کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے مگر سنیوں میں جائز ہے ۶ر

کتب فضائل و مناقب

۱۰۴ **کوکب دری**۔ اس کتاب کے مصنف ایک جلیل القدر سنی عالم ہیں جنھوں نے اس کتاب میں سات سو روایات فضائل اور واقعات تاریخی سے یہ ثابت کیا ہے کہ اہلسنت نے حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ سے کس قدر افضل سمجھا ہے، اور وہ کیسے کیسے محامد و اوصاف کے قائل تھے۔ ۸ر

۱۰۵ **سحر مبین**۔ چہاردہ معصومین کے فضائل کا منظوم ذخیرہ ۸ر

۱۰۶ **مواعظ حسنہ**۔ علامہ ہروی اعلی اللہ مقامہ کے مواعظ کا وہ قابل دید مجموعہ جس میں قرآن و حدیث کے بیشمار نکات اچھوتے اور نرالے انداز میں بیان کئے گئے ہیں اب تیسرا ایڈیشن ہے۔ قیمت ۸ر

۱۰۷ **سپہر امامت کے بارہ بروج**۔ ۵ر

۱۰۸ **ذخیرہ مناقب** مع ہفت بند کاشی۔

۱۰۹ **فلسفہ مذہب شیعہ**۔ جرمنی محقق کے قلم سے ۔ر

۱۱۰ **فلسفہ اہلبیت**۔ اگر آپ محمدؐ و آل محمدؐ کے کارنامے اہل یورپ کی زبان سے سننا چاہتے ہیں اور واقعات کربلا کو فلسفیانہ روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو بے نظیر کتاب کو ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت عہ

۱۱۱ **قصائد نجم**۔ حضرت نجم آفندی کے قصائد کا مجموعہ عہ

۱۱۲ **الشہید خطبہ ۱ و ۲**۔ شہادت امام مظلوم کے متعلق بیش بہا مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ہر حصہ ۲ر

۱۱۳ **گوہر مقصود**۔ امام عصر علیہ السلام کی شان میں فارسی کا بہترین قصیدہ۔ قیمت ۱ر

کتب مراثی و نوحہ جات

۱۱۴ **کلیات انیس**۔ میر انیس صاحب مرحوم کے مراثی کا مجموعہ

مکمل چار جلدوں میں قیمت جلد اوّل ۱۲، جلد دوم ۱۲/ جلد سوم ۸ جلد چہارم ۸

۱۱۵ **نظم نفیس**۔ میر نفیس کے چوٹی کے چھ مرثیے ۸/
۱۱۶ **بوستان رشید**۔ جناب رشید کے مراثی کا مجموعہ ۸/
۱۱۷ **خورشید خاوری**۔ جناب وقار کے مراثی کا مجموعہ ۸/
۱۱۸ **انتخاب کلام انیس و دبیر**۔ قیمت ۴/
۱۱۹ **اشارات غم** حضرت نجم آفندی کے نوحوں کا مجموعہ ۸/
۱۲۰ **نوحہ جات مہر**۔ جناب مہر جائسی کے دلگداز نوحے چودہ بیاضوں میں قیمت ہر بیاض ۲/ مکمل سیٹ ۱/۱۰
۱۲۱ **کلام لطیف**۔ سلاموں کا مجموعہ قیمت ۴/
۱۲۲ **منظر شہادت**۔ محترمہ حجاب بلگرامی کے نوحہ و ماتم کا مجموعہ۔ مستورات کیلئے خاص تحفہ۔ قیمت ۲/
۱۲۳ **عروج غم**۔ جناب جلیل کے نوحوں کا مجموعہ ۱/

کتب مجالس و مقاتل

۱۲۴ **ابتلائے عظیم**۔ سیرت حسینی کا بصیرت افروز بیان یزید کی بغاوت کا ثبوت۔ جواز گریہ وغیرہ۔ قیمت ۶/
۱۲۵ **جواہر البیان**۔ حدیث خوانی کی بے نظیر کتاب ۱۲/
۱۲۶ **مفتاح البیان**۔ حدیث خوانی کے لئے کتابی سائز پر دو حصوں میں لکھی گئی ہے۔ قیمت ہر حصہ ۸/
۱۲۷ **ذالقہ ماتم**۔ چہل مجلس مشہور کتاب ہے ۸/
۱۲۸ **زینت المجالس**۔ حدیث خوانی کیلئے بہترین کتاب ۸/
۱۲۹ **وسائل الشفاعہ**۔ ۲۴ مجالس کا مجموعہ۔ طبقہ نسواں میں یہ کتاب بہت مقبول ہے۔ قیمت ۸/
۱۳۰ **تقریر الشہادتین**۔ ترجمہ سر الشہادتین قیمت ۵/

کتب اعتقادات

۱۳۱ **الدر الفرائد**۔ اعتقادات حقہ کا مجموعہ قیمت ۱۰/
۱۳۲ **صفات ثبوتیہ**۔ خدا کی صفات ثبوتیہ کا بیان ۵/
۱۳۳ **راز قدرت**۔ عقائد حقہ کے متعلق نہایت عام فہم اور سلیس عبارت میں فلسفیانہ مباحث۔ علمی نکات ۶/
۱۳۴ **اثبات الحجاب**۔ پردہ کا عقلی و نقلی ثبوت ۶/
۱۳۵ **تحقیق دعا**۔ حقیقت دعا کا بیان۔ قیمت ۵/
۱۳۶ **گاؤکشی اور مسلمان**۔ اسلامی عقائد کا بیان ۳/

قومی کارنامے

۱۳۷ **شیعہ رجب و جیل نمبر**۔ قابل دید سالنامہ۔ تبرا ایجی ٹیشن کے حالات اور اسیران تبرا کی تصاویر۔ قیمت ۸/
۱۳۸ **سلور جوبلی نمبر**۔ قومی گلدستہ۔ شیعہ مشاہیر کے حالات اور تصاویر۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸/
۱۳۹ **شاعر اہل بیت جیل میں**۔ حضرت نجم آفندی کی ان نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے جیل کے اندر لکھی تھیں ۲/

اخلاقی و مذہبی افسانے

۱۴۰ **شریف خون**۔ شیعہ لٹریچر میں نئی کتاب۔ امیر مختار کے حالات کا نہایت ہی دلچسپ تاریخی ڈرامہ۔ قیمت ۸/
۱۴۱ **اختر النسا**۔ لڑکیوں کے لئے اخلاقی ناول ۳/
۱۴۲ **اجتماع ضدین**۔ قابل دید معاشرتی ناول ۴/
۱۴۳ **دلگداز افسانے**۔ نہایت دلچسپ اور موثر ۸/
۱۴۴ **بچوں کی کہانیاں**۔ خوشنما باتصویر اخلاقی کہانیاں قیمت ہر کتاب ۳/ مکمل سیٹ ۱۰/ (چار کتابیں)
۱۴۵ **لڑکوں کی کہانیاں**۔ ہر کتاب ۳/ مکمل سیٹ ۱۰/
۱۴۶ **آل انڈیا دلہن کانفرنس**۔ دلچسپ معاشرتی ناول ۸/
۱۴۷ **تعلیم یافتہ دلہن**۔ ایک اخلاقی ناول ۴/
۱۴۸ **مسدس جوہر**۔ مسدس حالی کے طرز پر قوم کیلئے ۴/
۱۴۹ **احرار اسلام**۔ اسلام میں حریت کی تعلیم ۳/
۱۵۰ **ایک نوخیز لڑکی کا خط**۔ شادی کی غلط رسوم کا انسداد ۲/

---

۱۵۱ **پخت و پز**۔ ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبیں قیمت ۸/
۱۵۲ **گھر گرہستی**۔ امور خانہ داری کی بہترین معلم ۱۲/
۱۵۳ **خزینۂ مضامین**۔ مضمون نویسی سکھانے والی کتاب ۸/
۱۵۴ **انشائے نسواں**۔ لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے والی ۵/
۱۵۵ **لطائف الشعرا**۔ ادبی لطائف کا مجموعہ قیمت ۸/
۱۵۶ **خزینۂ عملیات**۔ قیمت ۸/

ہندوستان کا مایہ ناز عظیم الشان

نیا دواخانہ یونانی میرٹھ

جسکے

آزمودہ مجربات اور بے نظیر جادو اثر مرکبات نے دنیائے طب میں انقلاب پیدا کردیا ہے

ماء اللحم شاہی خاص الخاص چہار آتشہ رجسٹرڈ ۔ یہ ماء اللحم شاہی ۔ قوت اور طاقت کے باقی رکھنے میں واقعی اکسیر ہے ۔ دواخانہ کو یہ نسخہ بڑی کوشش اور جانفشانی سے ملا ہے اور خاص اہتمام سے تیار کیا گیا ہے قوی پرندوں کے گوشت اور خون صالح پیدا کرنے والے ہیں ۔ قیمتی ادویات مشک وعنبر و زعفران اس کے اجزا ہیں گویا قوت کی پری شیشہ میں بند ہے ۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کے چند روزہ استعمال کے بعد اعضا میں جوانی کی طاقت اور دل میں شباب کی امنگ پیدا ہو جائیگی ۔ خوشبو اس قدر بے مثل کہ سونگھنے کے لائق اور رنگ اسقدر شوخ کہ آنکھیں دیکھنے پر شائق گویا شباب رفتہ کی تصویر بوتل میں دکھائی دے رہی ہے ۔ جلدی طلب کیجئے ورنہ پھر انتظار کرنا پڑیگا ۔ ۲ ½ تولہ بعد غذا ، دوپہر ۲ ½ تولہ بعد غذا ، شب فوراً استعمال کریں ۔ قیمت رعایتی فی بوتل چار روپیہ (للعہ۰)

عرق بہار شباب رجسٹرڈ ۔ نوجوانی میں جوانوں کے اعضا میں جو دلفریبی ہوتی ہے وہ قدرت کی فیاضیوں کا عطیہ ہے مگر افسوس کہ عالم شباب میں قدم رکھتے ہی ہمارے بھولے بھالے نوجوان اس نعمت الہی کی قدر نہیں کرتے ۔ صحبت بد کا شکار ہوکر تھوڑے وقتی لطف کی تحصیل میں اپنے ہی ہاتھ سے قبل از وقت برباد ہوکر تہیدست ہو جاتے ہیں اور بعض قوت و طاقت کے کھو لینے کے گھمنڈ پر روح شباب کو بکثرت صرف کرکے ہمیشہ کے لئے دست تاسف ملا کرتے ہیں ۔ یہ ہیں وہ ناعاقبت اندیشیاں جس کی بدولت قوم کے نونہال کمزور اور ضعیف پیدا ہو رہے ہیں چونکہ ہمارے دل میں درد قومی ہے لہذا یہ عرق مقوی تیار کرکے پیش کردیا ہے جو ہر طرح مفید ثابت ہوگا ۔ ۲ ½ تولہ دوپہر ۲ ½ تولہ شب کو بعد غذا استعمال کریں اور اگر اس کے سوا معجون شاہی چھ ماشہ (۶ ماشہ) استعمال کریں تو قوت میں دوہرا اضافہ ہو جائیگا لیکن پھر ترکیب استعمال یہ ہوگی کہ صبح کو بعد تھوڑے ناشتہ کے معجون اور عرق استعمال کریں اور اسی طرح سہ پہر کو ۴ بجے چھ ماشہ معجون شاہی مشکی ہمراہ عرق استعمال کریں ۔ فی بوتل قیمت رعایتی چار روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) قیمت معجون شاہی مشکی ۲۴ خوراک رعایتی نو روپیہ (لعہ۰)

شاہی لاجواب گولیاں ۔ ہماری عرصہ سے تمنا تھی کہ کوئی نسخہ گولیوں کا جو ممسک اور مقوی اور بے ضرر ہو دستیاب ہو جائے تو اپنے نوجوانوں کی خدمت میں پیش کریں تاکہ وہ ان بازاری گولیوں کے استعمال سے

بیوی خوش اس کا گھر جنت سے کم نہیں۔ پھر لطف یہ کہ ہر عمر اور ہر مزاج کے انسان کے لئے ہر موسم میں مفید ہے قیمت درجہ خاص ۲۰ گولی للعہ روپیہ درجہ اوّل فی درجن ۱۲؍۔
ترکیب استعمال۔ ایک گولی وقت ضرورت سے ۲ گھنٹہ قبل دودھ کے ساتھ استعمال کریں ترشی تیل سے پرہیز کریں

سفوف قادری اکسیر الجریان۔ یہ سفوف نہایت بیش قیمت اجزا سے تیار کیا گیا ہے۔ ہزاروں مریضوں پر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال وضعف باہ کے لئے لاثانی دوا ہے۔ اس کے استعمال سے تمام جسمانی قوتیں بحال ہو کر طبیعت ہر وقت بشاش رہتی ہے۔ قیمت اکیس خوراک دو روپیہ (عہ)
نوٹ۔ اس کے ہمراہ طلائے قادری کا استعمال کرنا سونے پر سہاگہ کا کام دیگا۔ بیرونی استعمال کے لئے اس سے بڑھکر کوئی طلا نہیں۔ مردہ رگوں کے زندہ کرنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت فی شیشی درجہ اوّل ۶ درجہ دوم عہ۔
مذکورہ بالا ادویات کسی تعریف کی محتاج نہیں آپ خود بھی ایک بار استعمال کر کے ان کے سحر کار اثرات کو ملاحظہ فرمائیں

ایم ایس اے منیجر قادری دواخانہ یونانی قادری بلڈنگ لائلپور

معجون نشاط۔ مرض جریان کے لئے اس سے بہتر دوا نہیں۔ چند روز کے استعمال سے پرانے سے پرانا جریان کافور ہو جاتا ہے۔ صدہا مریضوں پر آزمایا جا چکا ہے۔ اس معجون کو اگر تیر بہدف کہیں تو بیجا نہیں ہے۔ زیادہ تعریف فضول ہے آزمائش خود بتلا دے گی۔ قیمت فی ڈبہ (۲۰ تولہ) ۱۲؍

معجون مقوی باہ۔ قوت باہ کے متعلق بکثرت دوائیں فروخت ہوتی ہیں لیکن ہم فخر کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری معجون اپنی نظیر آپ ہے۔ چند ہی روز استعمال کرنے کے بعد قوت باہ میں غیر معمولی ترقی نظر آنے لگتی ہے زیادہ لکھنا چونکہ خلاف تہذیب ہے اس ایک فقرہ پر اس کے اوصاف کو ختم کیا جاتا ہے کہ "گیا شباب واپس لاتی ہے"۔ قیمت فی ڈبہ ۲۰ دن کے استعمال کے لئے چار روپیہ (للعہ)

حبوب احتلام۔ جن لوگوں کو خواب میں غیر معمولی احتلام ہوتا ہے۔ سرعت انزال کی شکایت ہے وہ ضرور بالضرور ہماری یہ گولیاں استعمال کریں انشاءاللہ بہت جلد فائدہ ہوگا۔ قیمت ۴۰ گولی ۱۲؍

طلائے سرخ۔ "نامردی کا بہترین علاج" عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کرنے والا۔ رگوں میں خون دوڑانے والا۔ مایوسوں کو پھر شباب کا لطف دکھانیوالا۔ نامردوں کو مرد بنانے والا۔ ہمارے اس طلا نے بہت سے مایوس العلاج بیماروں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ چند روز میں اعصاب کی تمام خرابیوں کو دور کر کے مرد بنا دیتا ہے۔ قیمت دو روپیہ تولہ۔

روغن تخم پلاس پاپڑہ۔ قوت باہ کے لئے ہماری یہ دوا بہت مفید ہے۔ زیادہ تعریف فضول سمجھتے ہیں اور خلاف تہذیب بھی ہے۔ تجربہ شرط ہے قیمت ایک روپیہ تولہ۔

روغن تخم مرچ۔ یہ روغن پرانے سے پرانے سوزاک کو دور کرتا اور زخموں کو بھرتا ہے۔ جو لوگ سوزاک جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں ان کو یہ روغن ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت ایک روپیہ تولہ۔

سرمہ ضیاء العین۔ یہ بے نظیر سرمہ روشنی چشم کو بڑھاتا ہے۔ جالا پھولا اور آنکھ کی دیگر خرابیوں کو دور کرتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ۔ حکیم سید اکبر حسین صاحب معرفت رسالہ نور۔

قابل اعتماد کشتہ جات

(تاجروں اور اطبا صاحبان کیساتھ خاص رعایت کیجائیگی)

۱۔ **کشتہ نقرہ**۔ جگر و معدہ کو نافع ہے۔ کمزوری کو زائل کرنا اور اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ ہضم اچھا کرنا اور باہ کو برانگیختہ کرنا اور جسم کو فربہ و چست کرتا ہے۔ یہ کشتہ دو چاول ایک تولہ مکھن یا خمیرہ گاوزباں جواہر والا ۷ ماشہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپیہ۔

۲۔ **کشتہ مثلث**۔ جریان کے لئے نہایت مفید ہے۔ مادہ تولید کو بڑھاتا اور غلیظ کرتا ہے۔ قوت مردی کو نہایت مفید ہے اور جگر کو قوت پہنچاتا ہے۔ ۲ چاول یہ کشتہ معجون آرد خرما یا بکنولہ یا مکھن ایک تولہ میں ملاکر کھایا جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر

۳۔ **کشتہ ابرک سیاہ**۔ نزلہ۔ زکام۔ درد کمر۔ بخار۔ ریگ مثانہ اور قوت باہ کے لئے مفید ہے خوراک ۲ چاول قیمت عہ تولہ

۴۔ **کشتہ پوست بیضہ مرغ**۔ ذیابطیس کو فائدہ مند ہے اور جریاں میں نہایت ہی نفع دیتا ہے خوراک ۴ چاول ۴ر تولہ

۵۔ **کشتہ شاخ آہو**۔ درد پسلی اور نمونیہ کیلئے حد درجہ مفید۔ برسوت زناں کے لئے نافع۔ قیمت ۴ر تولہ۔

۶۔ **کشتہ مرجان**۔ دل کو قوت دیتا ہے اور کھانسی کو مفید ہے خوراک ۲ چاول خمیرہ گاوزباں سادہ ایکتولہ کیساتھ ۴ر تولہ

۷۔ **کشتہ عقیق**۔ دل کو قوت دیتا ہے۔ سل کے لئے نہایت مفید ہے۔ پھیپھڑے کے زخم کو بھرتا ہے خوراک ۲ چاول ۸ر تولہ

۸۔ **کشتہ قرن ایل**۔ معدہ و پسلی کے درد کے لئے بہت مفید ہے۔ بلغمی کھانسی میں فائدہ دیتا ہے اور خنازیر کو نافع ہے خوراک ۴ چاول ایک تولہ جوارش جالینوس کے ساتھ۔ قیمت ۴ر تولہ۔

۹۔ **کشتہ حجر الیہود**۔ سنگ گردہ و مثانہ کو خارج کردیتا ہے۔ ہزاروں بار کا مجرب ہے خوراک ۴ چاول۔ معجون عقرب ۵ ماشہ کے ساتھ۔ قیمت ۴ر تولہ۔

۱۰۔ **کشتہ قلعی**۔ جریان کے لئے نہایت مفید ہے۔ سرعت، رقت۔ کثرت احتلام کو فائدہ مند ہے۔ معدہ اور باہ کو قوت دیتا ہے۔ خوراک ۲ چاول لبوب کبیرہ ۵ ماشہ یا معجون آرد خرما ایک تولہ کے ساتھ۔ ترشی اور بادی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ قیمت صہ فی سیر

۱۱۔ **کشتہ سنکھ**۔ تپ کہنہ کے لئے حد درجہ مفید ہے۔ فی تولہ چار آنہ

۱۲۔ **کشتہ نیلا تھوتھا**۔ پرانی سے پرانی آتشک کو چند روز استعمال کے بعد جڑ سے کھو دیتا ہے۔ قیمت عہ تولہ۔

۱۳۔ **کشتہ یاقوت سرخ**۔ حد درجہ مقوی اعضائے رئیسہ ہے۔ قیمت عہ تولہ

۱۴۔ **کشتہ مرگانک**۔ معدہ کو قوت دیتا ہے۔ امراض جگر کے لئے بیحد مفید ہے۔ اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے للعہ تولہ

جوہر نوسادر۔ یہ ایک قسم کا چورن سمجھنا چاہیئے جو غذا کو ہضم کرتا ہے اور جگر و تلی کو حد درجہ مفید ہے۔ ۴ر تولہ

نوشادر سیال۔ ہمارا یہ عرق ہاضم نوشادر سے تیار کیا گیا ہے جس کے چند قطرے قوت ہضم کو درست کرنے کے لئے کافی ہیں۔ بچہ۔ جوان۔ بڈھا۔ مرد۔ عورت۔ مریض و تندرست ہر ایک کو فائدہ مند ہے اگر اسکی ایک شیشی گھر میں موجود ہے تو کسی کو بدہضمی کی شکایت نہیں ہوسکتی۔ ہماری یہ دوا ہیضہ کی قاتل ہے اور جگر و تلی کو نافع بھر کوڑیوں کے مول ۴ر تولہ

المشتہر ماہر فن کشتہ جات سید جعفر حسین معرفت رسالہ نور

رسالہ نور سید انور حسن پبلشر نے یونین الیکٹرک پریس مراد آباد میں چھپوا کر دفتر شمیم بکڈپو مراد آباد سے شائع کیا۔ کتبہ توصیف

شمیم بکڈپو کے اغراض و مقاصد

یہ بکڈپو اِس مقصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا گیا ہے کہ مذہبی اور اخلاقی کتابین نہایت دلچسپ اردو مین شائع کر کے قوم شیعہ کے زن و مرد کو اسلامی لٹریچر سے عموماً اور مذہب شیعہ کے تاریخی واقعات اور مذہبی معاملات سے خصوصاً پوری طرح واقف کیا جائے ۔ اِس ادارے کے سرپرست قوم شیعہ کے مشہور و معروف واعظ و مصنف ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا و مقتدانا جناب مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی ہین جنھون نے اپنی انتہائی دلچسپی اور قابل قدر جانفشانی سے کام کر کے ایک ہی سال کے اندر آٹھ دس کتابین کافی ضخیم اِس ادارے سے شائع کرا دین جنھون نے بہت جلد شیعی دنیا مین غیر معمولی مقبولیت حاصل کر کے کارکنان بکڈپو کی بہت بڑی ہمت افزائی کی ۔ انشاء اللہ سال آئندہ کے ختم تک اور بہت سی کتابین شائع ہو سکین گی ۔

حضرت مولانا مدظلہ کا طرز تحریر جیسا کچھ دلچسپ اور ہر دلعزیز ہے اِس کو ہندوستان کا ادبی حلقہ بخوبی جانتا ہے ۔ سلیس عبارت مین وہ ادبی چٹکیان اور گدگدیان ہوتی ہین کہ پڑھنے والے کے منہ سے بیساختہ واہ واہ نکل جاتی ہے ۔ ہندوستان کے مصنفین مین خواہ وہ کسی قوم کے ہون یہ فخر جناب سرپرست مدظلہ ہی کو حاصل ہے کہ اب تک سو سے زائد کتابین آپ کے قلم سے نکل کر طبع ہو چکی ہین ایسے باکمال مصنف اور عالم دین کی سرپرستی کا فخر بحمد اللہ اِس ادارے کو حاصل ہے ۔

آپ اِس مذہبی اور تبلیغی ادارہ کی امداد حسب ذیل طریقون سے فرما سکتے ہین

(۱) اِس کی سرپرستی قبول فرما کر جو یقیناً عند اللہ اجر عظیم کا استحقاق پیدا کرنے والی ہے اِس کا زر اعانت صہ ر ہے ۔ اِس صورت مین بکڈپو کی تمام مطبوعہ کتابین عمر بھر آپ کی خدمت مین بلا قیمت پیش کی جائین گی اور اِسکے جملہ معاملات مین آپ کی زرین رائے پر عمل کیا جائیگا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن آپ کے نام پر کر کے آپ کا فوٹو بھی اس کتاب مین دیا جائے گا ۔

(۲) لائف میمبری منظور فرما کر جس کا چندہ پچاس روپیہ ہے اِس صورت مین بکڈپو اپنی تمام مطبوعہ کتابین عمر بھر نصف قیمت پر یا بیس سال تک بلا قیمت پیش کرتا رہیگا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن بھی آپ کے نام نامی سے کریگا ۔

(۳) دس سالہ میمبری منظور فرما کر اِس کا چندہ پچیس ۲۵ روپیہ ہے اِس صورت مین دس سال تک جملہ کتابین بلا قیمت آپ کی خدمت مین پیش ہونگی اور کسی ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن بھی آپ کے نام نامی سے ہوگا ۔

(۴) سالانہ میمبری منظور فرما کر اِس کا چندہ پانچ روپیہ سالانہ ہے اِس صورت مین ایک سال تک کل مطبوعہ کتب (اس سال کی) بلا قیمت آپ کی خدمت مین پیش ہونگی ۔

(۵) اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہین تو اس کو ہمارے بکڈپو مین فروخت کرنے کی غرض سے بھیج دیجئے ۔ ہر سال ماہ ستمبر کے آخر مین بعد وضع کمیشن ۶ر فی روپیہ آپ کا کل مطالبہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا جائے گا ۔

(۶) اگر آپ کے یہان پرانی تفسیر، تاریخ، علم کلام، علم حدیث وغیرہ کی کتابین ہون اور آپ اُن کو فروخت کرنا چاہتے ہون تو ہمارے یہان اُن کو بھیج دیجئے ہم پرانی کتابون کی فہرست مین اُن کو داخل کرا کے فروخت کرائین گے ۔ کمیشن کتابون کی حالت معلوم ہونے پر طے ہو سکتا ہے ۔

بکسیلرون اور کمیشن خریدارون کیساتھ رعایتیں

نوٹ ۱:- حسب ذیل کمیشن صرف اُن ہی کتابون پر دیا جائیگا جو شمیم بک ڈپو کی مطبوعہ اور ملکیت ہونگی۔

شرحِ کمیشن۔ (۱) پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک ۲۵ فیصدی

(۲) پچاس روپیہ سے سو روپیے تک ۳۵ فیصدی

نوٹ۔ پانچ روپیہ ایڈوانس آنے پر پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کی کتابون کے آرڈر کی تعمیل کیجائیگی۔

۲- پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کی تعمیل کے لئے مبلغ دس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے۔ خرچہ پیکنگ بذمہ دفتر ہوگا اور محصول ڈاک ہر حالت مین بذمہ خریدار۔

۳- ممالک غیر سے پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کے آرڈر کیلئے مبلغ دس روپیہ اور اسی طرح پچاس سے سو روپیہ تک کے آرڈر کے لئے بیس روپیے ایڈوانس آنا ضروری ہے کسٹم بذمہ خریدار۔

نور مین اشتہار دیکر فائدہ حاصل کیجئے

نور مین اشتہار دینا یقیناً آپ کی تجارت کیلئے بڑے فروغ کا باعث ہے کیونکہ رسالہ تمام اطراف ہندوستان مین مقتدر اور قدردانان علوم وفنون کی نظر سے گزرتا ہے۔ ہم آپ کا اشتہار کسی ایسے مناسب موقع پر سیٹ کرینگے کہ ہر شخص کی نظر کا اس پر پڑنا ضروری ہوگا۔ اشتہارات کی اجرت ہم نے اپنے تمام معاصر رسالون کی نسبت کم رکھی ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ نور کا مسطر ۲۳ سطر کا ہے اس بنا پر ایک صفحہ مین آپ کا بڑے سے بڑا اشتہار آسکتا ہے۔ ایک بار نور مین اشتہار دیکر ضرور آزمائش کیجئے۔ ہم کو قوی امید ہے کہ پھر آپ کا اشتہار ہمارے رسالہ مین مستقل طور سے رہے گا۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

راقم منیجر نور

نرخنامہ اشتہارات

ایک سال بارہ مرتبہ	فی صفحہ للعہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم عـہ	۱/۴ کالم معہ
چھ ماہ چھ مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم معہ	۱/۴ کالم للعہ
تین ماہ تین مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ سےمر	نصف کالم للعہ	۱/۴ کالم عـہ
ایک ماہ ایک مرتبہ	فی صفحہ سےمر	نصف صفحہ للعہ	نصف کالم عـہ	۱/۴ کالم عہ

نور کے اغراض و مقاصد

(۱) نور کا اجرا اس غرض سے کیا گیا ہے کہ مذہبی و اخلاقی و ادبی و تاریخی و معاشرتی مضامین کو نہایت سلیس اور سادہ اردو
دلچسپ عنوان کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ گم گردہ راہ ۔ راہ راست پر آئیں اور بے خبر لوگ، گھر کی باتوں سے اطلاع
(۲) شیعہ پبلک کے سامنے شمیم بکڈپو مراد آباد کی بیش بہا اور گرانقدر خدمات کو پیش کرے ۔
(۳) قوم میں عملی جوش پیدا کرنے کیلئے ہمت افزا مضامین پیش کرے اور قوم کی تنظیم کا پر زور پروپیگنڈا کرے ۔
(۴) مذہب کی حمایت میں ان اعتراضات کا جواب دینا اپنا فرض سمجھے جو دشمنان دین و مذہب کی طرف سے کیے جائیں
(۵) اصلاح رسوم و معاشرت میں پوری قوت کیساتھ کوشاں ہو ۔
(۶) قومی حالات و واقعات کو روشنی میں لاتا رہے ۔

قواعد و ضوابط

(۱) نور ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو دفتر شمیم بکڈپو مراد آباد سے شائع ہوا کریگا
(۲) نور کو سیاسی معاملات سے کچھ تعلق نہ ہوگا ۔
(۳) نور میں صرف وہی مضامین شائع کئے جائینگے جو بلحاظ زبان و بیان نہایت سادہ سلیس اور دلچسپ ہونگے ۔
(۴) سرپرست رسالہ نور جناب ادیب اعظم مدظلہ کو اختیار ہوگا کہ باہر سے آنے والے مضامین میں حسب موقع و مصلحت ترمیم و
تنسیخ کر سکیں ۔
(۵) کوئی مضمون ادیب اعظم مدظلہ کے بغیر مشورہ حاصل ہوئے شائع نہ کیا جاویگا ۔
(۶) کسی مسودہ کو دفتر نور سے واپس نہ کیا جائیگا خواہ وہ رسالہ میں طبع ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو لہذا نامہ نگار صاحبان کی خدمت
میں عرض ہے کہ وہ اپنا مضمون نور میں بھیجتے وقت اس کی نقل اپنے پاس رکھیں جس مضمون کا اندراج نہ کیا جائیگا ا
واپسی محصولڈاک آنے پر ہو سکے گی ۔
(۷) نور کا چندہ عام پبلک سے ۱؎ روپیہ سالانہ سے ۵؎ سال اور والیان ملک سے غیر محدود ہوگا ۔
(۸) جن حضرات کو رسالہ نور کی خریداری منظور نہ ہو وہ مہربانی فرما کر پہلے ہی پرچہ پر انکاری خط تحریر فرمادیں تاکہ دوسرا پر
ان کی خدمت میں نہ بھیجا جائے ۔ دو پرچے وصول کرکے خاموش رہنے والے حضرات کے نام تیسرے مہینہ وی پی ر
کیا جائے گا جس کا وصول کرنا ان کا ایمانی و اخلاقی فریضہ ہوگا ۔ وی پی واپس کر دینے میں خواہ مخواہ ایک قومی ادارہ کو
نقصان پہونچتا ہے ۔
(۹) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل جواب کی شکایت معاف ۔
(۱۰) جن حضرات کے پاس رسالہ نہ پہونچے ان کو چاہیئے کہ ایک ہفتہ کے اندر دفتر کو مطلع کر دیں ۔

راقم مدیر مسئول

شیعہ کا بہترین آرگن
جو
بہترین بہت پُر از قدر مضامین
باکمال اہلِ قلم کے پیش کرتا ہے
سالانہ چندہ دو روپیہ آٹھ آنہ
ششماہی چندہ عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ

نور

شمیم بکڈپو مراد آباد
کا
مذہبی اخلاقی و ادبی ماہانہ رسالہ
مقام اشاعت
مراد آباد
یو۔ پی

جلد ۲	ماہ مئی سنہ ۴۱ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۶۰ھ	نمبر ۶

خوشی و غم کا فلسفہ

ملاحظہ کیجئے اپریل کا رسالہ

ازحضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ

رنج کیا ہے رنج کا مفہوم ہر شخص کا جانا ہوا ہے۔ الفاظ کے ذریعہ سے ایسی چیزوں کی تعریف نہیں کیجاسکتی لہذا ہم بجائے تعریف کرنے کے اس کی مختلف حالتوں سے بحث کرنی زیادہ مناسب سمجھتے ہیں تاکہ ان سب کا مجموعہ اس کی تعریف کی صحیح صحیح قائم مقامی کرسکے۔

رنج کا تعلق خیال سے ہے یا واقعات سے؟ رنج کوئی خارجی شئے ہے یا داخلی؟ اس کے متعلق محققین کی آرا میں اختلاف ہے بعض کا مسلک یہ ہے کہ وہ کوئی خارجی شئے نہیں یعنی کسی بیرونی حملہ آور کی حیثیت سے قلب انسان پر وارد ہونے والا نہیں بلکہ اس کا پیدا کرنے والا خود قلب انسان ہے اسی وجہ سے اس کی کیفیات و اثرات میں بعید اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس طرح قلوب کی کمزوری اور قوت کے مختلف مراتب ہیں اسی طرح رنج و غم کے اثرات بھی مختلف مدارج کے ساتھ پائے جاتے ہیں اگر رنج کوئی خارجی حملہ آور ہوتا تو ہر دل پر اس کی یکساں چوٹ پڑتی حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ ہر شخص کی نظر میں ایسے واقعات ہونگے کہ ایک حادثہ سے ایک شخص تو جاں بلب ہوگیا ہوگا اور دوسرا ذرا سا منہ لگاڑ کر رہ گیا ہوگا مصنف "فرام پاورلی ٹو پاور" نے اسی مسلک کو قوی سمجھکر اپنی کتاب میں بہت سی دلائل کو ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رنج کا جذبہ ہمیشہ قلب کی کمزوری سے پیدا ہوتا ہے۔ جس قدر جس کے قلب میں ضعف کی زیادتی ہوگی اسی قدر اس کے اوپر غم والم کا ہجوم زیادہ رہے گا کیونکہ اس کا دل غم کے مقابلہ کی کافی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ اپنے خیال کی تائید میں لکھتے ہیں کہ میں ایسے دو شخصوں کو جانتا ہوں جن کی کثیر رقم جو تقریبًا مساوی درجہ میں تھی ایک بنک میں جمع تھی اتفاقًا وہ بنک فیل ہوگیا جب اس کی خبر ان دونو شخصوں کو پہونچی تو ایک کا تو فرط غم سے یہ حال ہوا کہ دیوانوں کی طرح پریشاں حواس ہر طرف بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور ہر عضو بدن سے ضعف اور اضمحلال کے آثار پائے جاتے تھے ہر چند لوگ اسے تسلی اور تشفی دیتے تھے مگر کسی ایک کی بات اس کے کان کو نہ لگتی تھی شب و روز ہائے ہائے سے کام تھا آخر کار وہ اسی غم میں چند روز کے بعد مرگیا لیکن دوسرا شخص اس خبر کے سننے کے بعد کچھ دیر تو محزوں و مغموم رہا پھر یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا خیر جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اب بجائے غم کرنے کے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جلد سے جلد میرے اس نقصان کی تلافی ہوجائے اور اتنی ہی رقم میں کسی دوسرے بنک میں جمع کردوں پس اگر غم کوئی خارجی حملہ آور ہوتا تو دونو پر اس کا یکساں اثر پڑتا۔ لیکن ایسا نہ ہونا اس پر دال ہے کہ اس غم کا تمام تر تعلق قلب سے ہے جس کا دل قوی ہوگا وہ کم رنج والا ہوگا اور جس کا دل ضعیف ہوگا وہ زیادہ رنج کا شکار ہوگا۔

مسٹر امرسن امریکہ کا مشہور ادیب و فلاسفر بھی اسی کا موئد ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس نے بجائے قلب کے اس جذبہ کا تعلق خیال سے قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں حسب ذیل واقعہ درج کیا ہے۔

میرے ایک دوست نے اس بات کو سمجھانے کے لئے کہ رنج اور تکلیف کا تعلق انسانی خیال سے کس حد تک ہے میرے سامنے اس طرح تجربہ کیا کہ گورنمنٹ کی اجازت حاصل کرکے اس نے ایک شخص کے نام اس قسم کا روبکار جاری کرایا کہ چونکہ بعض ادویہ کی تیاری کے لئے ایک ایسے انسان کی ران کا پاؤ سیر خون درکار ہے جو ان صفات کا ہو چونکہ وہ سب صفتیں تمہارے اندر پائی جاتی ہیں لہذا بذریعہ اس حکمنامہ کے تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ فلاں تاریخ

ہو فلاں وقت سرکاری اپریشن روم میں حاضر ہو جاؤ۔ اس حکم کے پہونچتے ہی اس شخص کا چہرہ زرد پڑ گیا اور منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور اس کے بعد وہ تاریخ معینہ تک روز بروز کمزور ہی ہوتا گیا جب اپریشن کا دن آیا اور اس کو میز پر مصنوعی اپریشن کے لئے لٹایا گیا تو اس کی حالت بالکل مُردوں کی سی تھی ڈاکٹر نے فوراً آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اس کی ران پر اپنی انگلی سے ایک دائرہ بناکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بس اتنا گوشت کاٹ ڈالو اس کے بعد اپریشن کی تیاری کے متعلق چند باتیں اور جھوٹ موٹ کہکر ایک بار اس نے چلّانا شروع کیا کہ دیکھو کیا کرتے ہو خون پیالہ سے باہر گر رہا ہے پھر تھوڑی دیر میں کہا بس بس پیالہ بھر گیا۔ جلدی سے ڈریسنگ کر دو کمپونڈروں نے فوراً اسی طرح ڈریسنگ کر دیا جیسا کہ اصلی زخم پر کیا جاتا ہے جب سب کام سے فرصت ہو گئی تو اس شخص سے کہا کہ اللہ کھڑا ہو اس آواز سے وہ ہوش میں آیا اور ہائے ہائے کرتے ہوئے کہنے لگا کہ کیا خاک اٹھوں آپ نے تمام ران تو کاٹ ڈالی۔ سیروں خون بدن سے بہ گیا ڈاکٹر یہ سنکر ہنس پڑا اور سب پر اپنا تجربہ ثابت کر دیا۔

پس اگر رنج اور تکلیف میں انسانی خیال کو دخل نہ ہوتا تو اس شخص کو نہ کوئی تکلیف محسوس ہوتی اور نہ آثار حزن وملال اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتے اس کے بعد وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ایک شخص کو پھانسی کا حکم سنانے سے پہلے بھی وزن کیا گیا تھا اور بعد میں بھی دونوں وزنوں میں ایک سیر ۶ ½ چھٹانک، وزن کا فرق ظاہر ہوا حالانکہ دونو وزنوں کے درمیان صرف ۳۰ منٹ کا وقفہ تھا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خیال کا انسان پر کسقدر قوی اثر ہوتا ہے۔

یہاں تک جو کچھ ہم نے لکھا صرف اس خیال کی تائید میں لکھا ہے جو رنج کے داخلی موثر ہونے کے متعلق تھا اب ہم کو دوسری رائے کو بھی جانچنا چاہیئے۔ جن لوگوں نے رنج وغم کو خارجی موثر مانا ہے ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی مادی شے ہے اور جسم انسان پر اسطرح چوٹ دینے والا ہے جس طرح دیگر مادی چیزیں صدمہ پہونچایا کرتی ہیں بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ رنج کا پیدا ہونا خارجی واقعات پر منحصر ہے جب کوئی حادثہ خارج میں ظہور پذیر نہ ہوگا کبھی انسان کا قلب رنج یا خوشی کے جذبہ کو ظاہر نہیں کر سکتا ایسی صورت میں جبکہ انسان اپنے کسی اچانک خیال سے متاثر ہو کر غم کا شکار ہو جاتا ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بدون کسی خارجی واقعہ کے وجود میں آئے محزون ومغموم بن گیا ہے جس کا سبب محض اس کا خیال ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں بھی اس کا خیال کسی نہ کسی خارجی حادثہ کی بنا پر قائم ہوا ہوگا اگرچہ اس وقت وہ واقعہ وقوع میں نہیں آیا لیکن اس کا وقوع میں آ سکنا یا وقوع میں آنے کی امید ہونا بھی اس خیال کا پیدا کرنے والا ہے پس ایسی صورت میں ہم کسی طرح اس امر کے قبول کرنے پر تیار نہیں ہو سکتے کہ انسانی رنج وغم کو خارجی واقعات سے تعلق نہیں۔ خارجی واقعات ہمیشہ انسان کے خیال کو پیدا کیا کرتے ہیں اور خیال سے قلب ودماغ متاثر ہوتے ہیں پس محض خیال کو لینا اور اس کے اصلی محرک کو نظر انداز کر دینا قابل قبول نہیں۔ دنیا میں کوئی شخص اپنے کسی خیال کو اس حالت میں پیش نہیں کر سکتا کہ وہ بدون خارجی واقعات سے تعلق رکھے عالم وجود میں آ گیا ہو۔ کسی حادثہ کے ظہور سے پیشتر اس کے تصور میں محزون ومغموم ہو بیٹھنا درحقیقت اس واقعہ سے بذاتہ تعلق رکھنے والا نہیں بلکہ اسی قسم کے واقعات جو پہلے دنیا میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں ان سے ہے اگر وہ اپنے اس واقعہ کی ماہیت سے کما حقہ واقف نہ ہو تو ہرگز حزن وملال کے آثار اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے ہم اپنے اس مطلب کو اس طرح واضح کرتے ہیں کہ ایک نادان بچہ اور ایک جوان آدمی ایک جنگل میں چلے جاتے ہیں یہ دونو دور سے ایک شیر کو دیکھتے ہیں جوان کے بدن میں رعشہ پڑ جاتا ہے اور بچہ بدستور اپنی جگہ پر ہنسی خوشی قائم ہے اس کی کیا جہت ہے محض یہ کہ ان میں سے ایک واقعہ کی حقیقت سے واقف ہے اور دوسرا نہیں ہے واقف کار پر جو خوف یا غم اس وقت طاری ہوا ہے وہ موجودہ واقعہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ نہ ابھی شیر نے اس پر حملہ کیا ہے نہ اس کے بدن پر کوئی زخم آیا ہے بلکہ اس کا تعلق ان گزشتہ واقعات سے

ہے جو دنیا میں اکثر ایسے موقعوں پر ہوتے رہتے ہیں اور جنکو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا یا کانوں سے سن چکا ہے پس اس وقت کے تمام تر خیالات خارجی واقعات ہی کا نتیجہ ہیں اگر ان واقعات سے اسے واقفیت نہ ہوتی اور وہ اب تک اس سے واقف نہ ہوتا کہ شیر ایک درندہ ہے جو انسان کو آناً فاناً میں چٹ کر جاتا ہے تو اس وقت بھی اسی استقلال اور بے خوفی سے کھڑا ہوا ہوتا جس طرح وہ بچہ کھڑا رہا۔

ایک گروہ نے ان دونوں خیالوں سے قطع نظر کرکے ایک نہایت لطیف و دقیق بات پیدا کی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان میں دو خاص قوتیں ہیں ایک نام ادراک ہے اور دوسری کا احساس۔ قوت ادراک کا کام واقعات کے نتائج اخذ کرنا اور ایجاد و اختراع میں حصہ لینا ہے اور قوت احساس کا کام یہ ہے کہ جب کوئی موثر واقعہ پیش آئے تو متاثر ہو جائے یعنی رنج کی صورت میں محزون ہو اور خوشی کی حالت میں مسرور پس اگر کسی شخص میں قوت ادراک قوی ہے تو واقعات عالم سے صحیح نتائج اخذ کرکے اتنا ہی اثر اپنی طبیعت پر لے گا جتنا از روے فطرت ہونا چاہیئے اور اگر بہ نسبت قوت ادراک کے قوت احساس زیادہ قوی ہے تو اس میں تاثر و انفعال کی کیفیت زیادہ پائی جائیگی اور وہ معمولی سے معمولی واقعہ سے رنجیدہ ہو سکے گا۔

پس اب نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ بہت زیادہ رنجیدہ رہنے والے ہیں ان میں قوت احساس غالب ہے اور قوت ادراک کمزور اور جو کم رنجیدہ پائے جاتے ہیں وہ اپنی قوت ادراک کو زیادہ قوی رکھنے والے ہیں۔ وہ اپنی قوت کے ذریعہ سے یہ جان لیتے ہیں کہ کسی واقعہ کے متعلق کہاں تک غم کرنا چاہیئے یہی چیز ان میں صفت صبر کو نمایاں کرتی ہے کسی غمزدہ کو صبر دلانا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ اپنی قوت ادراک کی طرف رجوع کرکے اسی قدر غم کو دل میں جگہ دے جس قدر اس کو ہونا چاہیئے اس رائے کے مطابق بھی غم کا تعلق واقعات خارجیہ سے قائم رہتا ہے کیونکہ احساس بغیر ادراک ناممکن ہے اور ادراک کا تعلق واقعات سے ظاہر ہے۔

ارباب سلوک و رشاد کا اس بارہ میں ایک دوسرا خیال ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل دنیا کے حزن و ملال کا قوی سبب یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو علائق دنیا سے وابستہ کئے ہوئے ہیں اور بے تعداد امیدیں صبح و شام ان کے دلوں میں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور یہی آخر کار ان کے ملال کا سبب بنتی ہیں چونکہ دنیا میں بہت کم امیدیں پوری ہوا کرتی ہیں اسلئے بہ نسبت خوشی کے غم کا اثر زیادہ پایا جاتا ہے پس جسقدر انسان اپنے کو دنیا سے زیادہ بے تعلق بناتا جاتا اور خواہشات کے دامن کو سمیٹتا جاتا ہے اسی قدر اس کے رنج و غم میں کمی ہوتی جاتی ہے قناعت میں سکون و اطمینان اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس میں انسانی خواہشات کا دائرہ نہایت ہی محدود حالت میں بن جاتا ہے۔ جو لوگ ریاضت نفسانی اور تزکیہ باطنی سے رضا و توکل کی منزل تک پہونچ جاتے ہیں وہ دنیا کے ان مصائب و آلام کو نظر میں نہیں لاتے جن کا تذکرہ سننے سے عام لوگ چیخ اٹھتے ہیں ان کی تمام تر توجہ مرضی الہی کے حاصل کرنے کی طرف ہوتی ہے پس اس راہ میں جس قدر مصائب و آلام کا سامنا ان کو ہوتا جاتا ہے وہ ایسی خوشی سے ان کو برداشت کرتے چلے جاتے ہیں کہ کسی سخت سے سخت موقع پر بھی پیشانی پر شکن اور تیوری پر بل نہیں پڑتا اس میں راز یہ ہے کہ ایک چیز کی طرف محویت دوسری چیز کے خیال سے باز رکھتی ہے اور اس کے اثر کو طاری نہیں ہونے دیتی۔ کون نہیں جانتا کہ جب انسان کسی فکر میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کو لذیذ سے لذیذ کھانے میں کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی لقمہ پر لقمہ حلق سے اترتا چلا جاتا ہے مگر اس کو پتہ نہیں چلتا کہ کیا کھا رہا ہے مصر کی عورتوں کا قصہ اس خیال کا پورا مصدق ہے وہ حضرت یوسف کے جمال کو دیکھکر کچھ ایسی محو ہو جاتی ہیں کہ ہاتھوں پر چھری چل جاتی ہے اور ان کو قطعاً کوئی درد محسوس نہیں ہوتا ایسے موقعوں پر خارجی واقعات اپنا اثر دکھانے میں قطعاً ناکامیاب ثابت ہوتے ہیں سیدنا مولانا امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مشہور واقعہ ہے کہ کسی جنگ میں ایک تیر اس طرح پائے اقدس میں پیوست ہو گیا تھا کہ جب لوگ اس کو باہر کھینچنا چاہتے تھے تو حضرت پر سخت تکلیف ہوتی تھی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی کے نماز میں مشغول ہونے تک صبر کرو چنانچہ جب حضرت نے نماز شروع کی اور سجدہ

میں گئے تو ایک شخص نے اس تیر کو صاف پیر سے کھینچ لیا اور حضرت کو ذرا تکلیف محسوس نہ ہوئی کیونکہ وہ وقت خاص محویت کا تھا لہذا اس وقت عشق الٰہی کے غلبہ نے کسی درد اور تکلیف کا احساس پیدا نہ ہونے دیا۔ اسی طرح سیدنا و مولانا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور واقعہ ہے کہ روز عاشورہ جس قدر مصائب و آلام کا ہجوم حضرت پر زیادہ ہوتا جاتا تھا اسی قدر چہرہ مبارک کا رنگ زیادہ نکھرتا جاتا تھا کیونکہ شوق لقائے الٰہی اس حد تک پہونچ چکا تھا کہ اس سے ہٹ کر کسی طرف توجہ جاتی ہی نہ تھی اسی طرح انبیا و اولیا کے بیشمار واقعات تواریخ اسلام میں پائے جاتے ہیں جو اس امر کے مؤید ہیں کہ محویت کے خاص اوقات میں حوادث عالم اور واقعات روزگار اپنا اثر قائم کرنے میں ناکامیاب رہتے ہیں چونکہ حضرات انبیا و اولیا بھی جامہ بشری میں ہوتے ہیں اس لئے ایسا ہونا تو ناممکن ہے کہ کسی وقت بھی وہ واقعات و حوادث عالم سے محزون و مغموم نہ ہوں البتہ اپنی محویت کے مخصوص اوقات میں یقیناً ان کی توجہ کبھی دوسری چیز کی طرف نہیں جاسکتی پس اب ہمارے لئے اس نتیجہ تک پہونچ جانا سہل ہوگیا کہ واقعات عالم ہر وقت اپنی اثرانگیزی میں کامیاب نہیں ہوسکتے اور ہر شخص کے قلب پر یکساں ان کا اثر ظاہر نہیں ہوسکتا بلکہ یہ اشخاص کی گوناگوں حالتوں کے اعتبار سے ہوتا ہے جس کا دل کسی واقعہ سے زیادہ وابستگی رکھتا ہے اسی قدر اس پر غم و خوشی کا اثر بھی زیادہ پڑتا ہے پس یہ کہنا ایک حد تک صحیح ہے کہ سوائے ان مخصوص واقعات کے جن کے حادث ہونے میں انسانی عمل کو دخل نہیں صدہا حوادث ایسے ہیں کہ انسان ان کے اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے جو لوگ آپکو رنج و غم میں زیادہ گہرا ہوا پاتے ہیں ان کو چاہیئے کہ بقدر امکان اپنے دنیوی تعلقات میں کمی کی صورت پیدا کریں جس قدر یہ بار ہلکا ہوتا جائیگا اسی قدر رنج و غم کا وزن بھی گھٹتا جائیگا تا اینکہ قطعاً دست کش ہو جانے کے بعد فراغت کلی اور سرور جاودانی کی لہر دل میں اٹھنے لگے گی انسان بہت سے غموں کو خود اپنے لئے پیدا کرتا ہے مثل مشہور ہے۔ بقدر مال باشد سرگرانی۔ جسقدر وہ اپنے قلب کو زیادہ معاملات میں پھنساتا جاتا ہے اسی قدر اس کے اردگرد کی ہوا اس کے حق میں زیادہ زہریلی بنتی جاتی ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے۔

تہیدست تشویش نانے خورد　　ملک ہم بقدر جہانے خورد

اس امر کے زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ اگر کسی تکلیف کی طرف سے انسانی خیال ہٹا ہوا ہو تو وہ تکلیف اس کو محسوس ہی نہیں ہوتی کون نہیں جانتا کہ کلوروفارم کے ذریعہ سے کیسے کیسے خوفناک سے خوفناک اپریشن کردیئے جاتے ہیں مگر مریض کو قطعاً یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کب اور کس وقت اس کے بدن پر چھریاں چل گئیں اور کاٹنے والوں نے رگ رگ کو کاٹ کر پھینکدیا۔ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے کیا وہ شخص جد بشریت سے خارج ہوگیا تھا کیا اس کی جسمانی خصوصیات میں کوئی تبدیلی پیدا ہوگئی تھی کیا جو قطع و برید کسی عضو کی واقع ہوئی وہ مصنوعی اور نمائشی تھی نہیں ان میں سے ایک بات بھی نہیں۔ اصل معاملہ وہی ہے کہ کلوروفارم نے اپنے اثر سے اس کی دماغی توجہ اس درد کی طرف سے ہٹادی جو اس زخم سے پیدا ہوا تھا پس یہی حالت ان لوگوں کی سمجھو جو عشق الٰہی میں محو ہو جاتے ہیں جس طرح اس شخص کو کوئی جسمانی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اسی طرح ان لوگوں کو بھی دنیا کی سخت سے سخت مصیبت پریشان حواس اور مختلج البال نہیں بناسکتی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک واقعہ ایک وقت میں تو بہت گہرا اثر انسان کے دل پر ڈالتا ہے اور وہ صدمہ سے لب گور ہوجاتا ہے لیکن دوسرے وقت میں بعینہ اسی قسم کا واقعہ بہت ہی خفیف سا اثر ڈالکر رہ جاتا ہے آخر یہ کیوں؟ آیا فطرت انسانی بدل جاتی ہے یا واقعہ کی نوعیت میں اذق آجاتا ہے اگر ان میں سے کوئی بات بھی واقع نہیں ہوتی اور یقیناً نہیں ہوئی تو اور کوئی وجہ اس کے سوا نہیں ہوسکتی کہ ایک وقت میں دل کی وابستگی اس واقعہ سے زیادہ تھی لہذا اثر کا وزن بڑھ گیا دوسرے وقت میں کمی تھی لہذا اثر گھٹ گیا۔ کس نے نہیں دیکھا کہ ایک ایسے بیمار کو جو درد کی شدت سے چیخیں مارتا ہوتا ہے جب لوگ ادھر ادھر کی باتوں میں لگا لیتے ہیں تو اسکو ایک قسم کا سکون سا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی توجہ اس تکلیف کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اسی مصیبت پر نظر رکھتے ہوئے شریعت اسلام نے عبادت مریض کی سخت تاکید

فرمائی ہے۔

ایک حکیم نے کہا ہے کہ دنیا میں کثرت اندوہ وغم کا ایک خاص سبب یہ ہے کہ لوگ وقت سے پہلے اور استحقاق سے زیادہ چاہتے ہیں اگر انسان تقدیر الٰہی پر ہر معاملہ میں بھروسہ کر کے بیٹھ جائے تو وہ ایک بڑی حد تک رنج وغم سے پناہ حاصل کر سکتا ہے اس کا دل کبھی ان ناکامیوں سے شکستہ نہ ہوگا جن کا مقابلہ آئے دن ابنائے روزگار کو کرنا پڑتا ہے اس قول کے اندر جو سچا اور قابل قبول فلسفہ پایا جاتا ہے وہ حد درجہ گرانقدر ہے۔ بیشک انسان اپنی ناکامی کے موقع پر بہت کم اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ آیا جو امید اس نے باندھی تھی وہ بلحاظ اس کی قابلیت، استحقاق اور مقتضائے وقت کے مناسب تھی یا نہ تھی اگر وہ عقل صحیح اور منصف مزاجی کیساتھ اپنے حالات اور امید کی نوعیت پر کافی غور کرلے تو ضرور بہت سی ناکامیوں میں اس کا دل غم کے تسلط سے محفوظ و مصئون رہ سکے لیکن وہ ایسا خود غرض ہے کہ کبھی اصلیت کا پتہ چلانے کے لئے گہری تہ میں غوطہ نہیں لگاتا۔

انگلستان کے مشہور و معروف شاعر ورڈس ورتھ پر ایک وقت ایسا آگیا تھا کہ رشک پسند ہمعصروں نے عام لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے حد درجہ خراب کر دئے تھے جن نظموں کو وہ بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ نظم کرتا تھا دشمن ان پر مضحکہ اڑاتے اور مجنونانہ بڑ بتاتے تھے لیکن وہ کساد بازاری اور ناقدری پر ایک دن ملول نہیں ہوا ایک روز اس کے ایک دوست نے تعجب سے کہا کہ تمہارے اوپر جو اعتراضات کی بوچھار ہو رہی ہے اس نے قلوب کو زخمی کر دیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارے قلب پر اس کا کوئی اثر نہیں تم تو ایسے خوش نظر آتے ہو گویا تمہاری نظموں نے قبولیت عامہ کا شرف حاصل کیا ہے اس نے مسکرا کر کہا یہ موقع ہرگز میرے رنج کرنے کا نہیں کیونکہ یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا تو میری نظم میں کوئی ایسی کمی ہے جسکی وجہ سے وہ دشمنوں کے قلوب کو اپنی طرف کھینچ نہیں سکی یا لوگوں میں ابھی وہ قابلیت پیدا نہیں ہوئی کہ میرے اشعار سے ان گہرے خیالات کو اخذ کر سکیں جنکو میں نے ایک زمانہ تک خون جگر پیکر الفاظ کا لباس پہنایا ہے اگر پہلی صورت ہے تو اس کا قصور میری طرف عائد ہوتا ہے نہ کہ لوگوں کی طرف اور اگر دوسری صورت ہے تو کمال کی داد کا چاہنا قبل از وقت ہے۔ جب وقت آئیگا تو میرا کمال بے قدر نہ رہ سکے گا کیونکہ کمال ــ بے قدر کرائے کبھی رہا نہیں بہرحال تم خود فیصلہ کر سکتے ہو کہ ان دونو صورتوں میں کیا رنج کرنا میری حماقت کی دلیل ہے یا نہیں۔

جن لوگوں نے تقدیر الٰہی سے غض بصر کر کے تدبیر کا دامن پکڑا ہے اور تمام افعال و اعمال کی زمام انسانی اختیار کے حوالہ کر دی ہے ان کا اس مقام پر یہ کہنا ہے کہ چونکہ اچھے برے اور مفید و مضر اعمال کا ذمہ دار خود انسان ہی ہے۔ اور جتنی بلائیں اس کے سر آتی ہیں وہ خود اسی کے ہاتھوں آتی ہیں لہذا نقصان اور ضرر کی صورتوں میں جو رنج اس پر طاری ہوگا وہ اس کا ذمہ دار خود ہی ہو سکتا ہے مشیت ایزدی کو اس میں کوئی دخل نہیں لیکن ان کی یہ رائے عند العقلا قابل تسلیم نہیں ایک دو نہیں سیکڑوں واقعات ان کو تسلیم کرنے پڑیں گے کہ ان کے وقوع میں انسانی عمل اور اختیار کو ایک شمہ دخل نہ ہوگا۔ زلزلہ کی آمد سے کسی کے مکان کا ایکایک آپڑنا اور اس واقعہ سے صاحب مکان کا مغموم ہونا کیونکر اس کا ایک اختیاری امر کہا جا سکتا ہے۔ جبر و اختیار کے مسئلہ پر کافی بحثیں ہو چکی ہیں اور آخر ایک عظیم الشان گروہ نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ انسان بعض باتوں میں مجبور ہے اور بعض باتوں میں مختار۔ پس جن امور میں وہ مجبور ہے اس پر اس کا رنجیدہ ہونا یقیناً اس کے اختیار سے باہر ہوگا اور اس رنج کی ذمہ دار کسی طرح اس کی ذات قرار نہ پا سکے گی۔

اس وقت تک غم کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا وہ اس امر کے متعلق تھا کہ رنج کے پیدا ہونے میں انسان کا تعلق کس حد تک ہے۔ اب ہمکو یہ بیان کرنا ہے کہ غم سے انسان پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اتنی بات تو ہر شخص کی جانی ہوئی ہے کہ انسان کو کوئی غم دو طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تکلیف سے دوسرے تکلیف کے تصور سے پہلی صورت یہ ہے کہ جب انسان کے جسم پر کسی قسم کی اذیت ہوتی ہے تو وہ فطرتاً اس سے متاثر ہو کر ملول و رنجیدہ ہو جاتا ہے اور تا وقتیکہ اسکو اپنی موجودہ تکلیف سے امان نہیں ملتی یا اس کی توجہ کسی دوسری طرف مبذول نہیں ہوتی وہ برابر غم کا داغ اپنے قلب پر چلتا ہوا پاتا ہے دوسری صورت

یہ ہے کہ جب وہ کسی گزشتہ یا آئندہ تکلیف کا تصور کرتا ہے تو اگرچہ اس کا جسم ظاہری تکلیف سے آزاد ہوتا ہے لیکن اس کی روح اس تصور سے بھی اسی طرح متاثر ہو جاتی ہے جس طرح کسی جسمانی روگ سے ہوا کرتی ہے۔ اس حالت میں بھی اس کے غم کا وہی حال ہوتا ہے جو پہلی صورت میں تھا یہ تصور عام ہے اس سے کہ وہ اپنے متعلق ہو یا دوسرے کے۔ کسی عزیز کی موت پر جو غم انسان کو عارض ہوتا ہے اس کے اندر یہی راز مخفی ہے۔ ایسی صورت میں اس کا دل دو قسم کے تصورات سے غم کا مرکز بنتا ہے۔ اوّل اپنے عزیز کے ان معاملات پر جو اسکو اپنے اعتقاد کی بنا پر دوسرے عالم میں پیش آنے والے ہیں۔ دوسرے ان فوائد کے گم ہو جانے پر جو اس کو مرنے والے سے حاصل ہوتے تھے یا حاصل ہونے کی امید تھی جس قدر ان تعلقات میں زیادہ وزن ہوگا اسی قدر کسی کے مرنے کا غم زیادہ ہوگا یہ فوائد بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جسمانی دوسرے روحانی جس طرح روح کو جسم پر شرف حاصل ہے اسی طرح روحانی فوائد کو بھی جسمانی فوائد پر فضیلت ہے پس اس بنا پر ایک ایسے شخص کی موت کا غم جس سے روحانی فوائد پہونچے ہوں اس شخص کی موت کے غم سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جس سے جسمانی فوائد پہونچے ہوں یہی راز ہے کہ بزرگان دین اور ہادیان ملّت کی موت برسوں لوگوں کو خون کے آنسو رلاتی ہے انسان اپنی اولاد کا صدمہ کچھ عرصہ میں بھول جاتا ہے لیکن دینی پیشوا کی موت کا غم مرتے مرتے اس کے دل سے نہیں جاتا چونکہ لوگوں کو روحانی فوائد کی بنا پر اپنے ہادیاں دین کی ذات بیحد عزیز ہوتی ہے اس لئے وہ ان پر اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان قربان کر دینے میں قطعًا پس و پیش نہیں کرتے بلکہ ایسے موقعوں پر بڑی خوشی سے موت کو قبول کر لیتے ہیں کربلا کے میدان میں امام حسین علیہ السلام کے انصار و احباب نے جو خوشی اپنی اور اپنی اولاد کی قربانیاں چڑہائیں اور ہنس ہنس کر موت کے تلخ پیالے پیئے۔ اس میں یہی راز مخفی تھا۔

حقیقت امر یہ ہے کہ انسان کچھ ایسی حالت میں پیدا کیا گیا ہے کہ وہ محض اپنے نفع سے خوش اور اپنے نقصاں سے رنجیدہ ہوتا ہے اگرچہ بہت سی صورتوں میں بظاہر اس کا کوئی نفع نقصاں نظر نہیں آتا لیکن اگر واقعات کی تہیں الٹ پلٹ کر محققانہ نظر ڈالی جائے تو ضرور اس کو اپنے کسی نفع یا نقصاں کی طرف مائل پایا جائیگا۔ خیرات و مبرات جنکو لوجہ اللہ کہا جاتا ہے وہ بھی اس خود مطلبی سے خالی نظر نہیں آتیں۔ کسی آئندہ اجر کی خواہش یا مرضی الٰہی کے حصول کی فکر بجائے خود ایسا زبردست مطلب ہے کہ کوئی دوسرا مقصد اس کا مقابل نہیں ہو سکتا پس جب کسی عزیز کا مرنا کسی کو رلاتا یا مغموم بناتا ہے تو اس میں یقینًا صاحب غم کا کوئی نہ کوئی مقصد پوشیدہ ہوتا ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی یہاں اس سے بحث نہیں کہ یہ مذموم ہے یا ممدوح بلکہ دکھانا یہ مقصود ہے کہ اس کا غم دو ہی جہت سے ہے یا تو اپنی موجودہ تکلیف سے یا کسی آئندہ تکلیف کے تصور سے جو کسی وقت اس پر نازل ہونے والی ہے یا جس کو وہ اپنے خیال میں نازل ہونے والا سمجھتا ہے۔

غم کا اثر ہر شخص کا جانا ہوا ہے۔ جب وہ قوت کے ساتھ جگہ پکڑتا ہے تو انسان کو ہر کام سے کھو دیتا ہے بلکہ اکثر اوقات کثرت اندوہ سے اکتا کر انسان اپنی جان تک دیدیتا ہے۔ ہر غم اپنی قوت کے بقدر انسانی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا اور دوسری طرف سے ہٹانا چاہتا ہے گویا یہ ایک قدرتی کلورافارم ہے کہ تمام اعضا کو بیحس کر دیتا ہے نہ آنکھوں کو کسی چیز کی خوبی کے دیکھنے میں لطف آتا ہے نہ کانوں کو اچھی آواز کے سننے میں۔ نہ زبان کو لذات سے مزہ حاصل ہوتا ہے نہ کان کو خوشبو سے فرحت حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کلورافارم کی زیادتی سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح غم کی زیادتی بھی منجر بہ ہلاکت ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ ہر ایک غم اپنا قبضہ دل پر کرتا ہے اور اپنی قوت کے مطابق اس کو کمزور بناتا جاتا ہے اور جس قدر قلب کمزور ہوتا جاتا ہے اسی قدر دماغ میں آثار ضعف پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ دماغی ضعف سے حواس بیکار ہوتے ہیں اور یوں تمام نظام بدن میں ایک حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

عورت

از جناب شمیم صاحب ابن حضرت ادیب اعظم مدظلہٗ

گوکہ ہے پیش نظر ہر گھڑی صورت میری　　پر سمجھ میں ابھی آئی نہیں سیرت میری
کتنی پیچیدہ ہے واللہ یہ فطرت میری　　عقل انساں کو معمہ ہے حقیقت میری

جس کی ہر لے میں نہاں راز ہے وہ ساز ہوں میں
سو فسوں جس پہ ہیں قرباں وہ آواز ہوں میں

نہ کھلا ناخن تدبیر سے عقدہ میرا　　عقل حیراں کو تماشا رہا جلوہ میرا
رشک صد سحر ہے ہر ایک کرشمہ میرا　　ایک عالم پہ ہے چھایا ہوا نغمہ میرا

نوش میں نیش ہے جس کے وہ حلاوت میں ہوں
درد میں جس کے مزہ ہے وہ جراحت میں ہوں

غم کا درماں بھی علاج غم تنہائی بھی　　چارۂ درد بھی سامان شکیبائی بھی
ننگ و ناموس بھی اور باعث رسوائی بھی　　دل کا ناسور بھی اور تن کی توانائی بھی

میں جو خوش ہوں تو جہنم کو بھی جنت کر دوں
میں بگڑ جاؤں تو راحت کو مصیبت کر دوں

بھولی بھالی نہ سمجھنا مجھے چالاک بھی ہوں　　منفعت بخش اگر ہوں تو خطرناک بھی ہوں
لاکھ پردوں میں حیاداری کے بیباک بھی ہوں　　حلم والی ہوں جو حد کی تو غضبناک بھی ہوں

چھیڑیو مت ہے بلا خیز کرشمہ میرا
پھر سنبھالے سے نہ سنبھلے گا یہ غصہ میرا

ضد پہ آ جاؤں تو عالم تہ و بالا کر دوں　　ہٹ کو دکھلاؤں تو اک حشر سا برپا کر دوں
اک اشارہ میں غم دل کا مداوا کر دوں　　شعلۂ خشم عدو بات میں ٹھنڈا کر دوں

میرے ہنسنے میں اثر وہ ہے کہ منتر میں نہیں
میرے آنسو میں وہ ہے دھار کہ خنجر میں نہیں

ہر ادا جسکی دل افروز ہے وہ یار ہوں میں　　جس کی ہر بات میں لذت ہے وہ دلدار ہوں میں
عشق میں جان ہے جس سے وہ فسوں کار ہوں میں　　حسن پروانہ ہے جس پر وہ طرحدار ہوں میں

مرد ہے جس کا پرستار وہ دیبی میں ہوں
کام آئے جو برے وقت وہ نیکی میں ہوں

بزم کاشانۂ انسان کی زینت مجھ سے　　عیش میں لطف ہے افلاس میں راحت مجھ سے
بہلی رہتی ہے ہر اک آن طبیعت مجھ سے　　مختصر یہ ہے کہ ہے زیست کی لذت مجھ سے

میں نہ ہوتی تو زمانہ میں اندھیرا ہوتا
یاس و حرماں نے ہر اک مرد کو گھیرا ہوتا

سارے عالم میں ہے چرچا مری غمخواری کا سکہ بیٹھا ہوا ہے طرز وفاداری کا
اک فسانہ ہے مری صبر و رواداری کا میری طینت ہے نمونہ کرم باری کا

آپڑا وقت تو مرنے میں توقف نہ کیا
خاک جل جل کے ہوئی منہ سے مگر اف نہ کیا

مرد کی عقل کو چٹکی میں اڑا دیتی ہوں سحر وہ کرتی ہوں الو سا بنا دیتی ہوں
اک سبق روز نیا اسکو پڑھا دیتی ہوں اپنی فطرت کے کرشموں کو دکھا دیتی ہوں

مرد کو بندہ بے دام بنایا میں نے
زن مریدی کے طریقہ کو سکھایا میں نے

چھاگئی عقل پہ آدم کی وہ حوا میں تھی کید مشہور ہے جس کا وہ زلیخا میں تھی
موسیٰ مفتون ہے جسکے وہ صفورا میں تھی جس کے شیدا تھے محمدؐ وہ خدیجہ میں تھی

بد بھی ہوں نیک بھی ہوں نار بھی ہوں نور بھی ہوں
دل کی تفریح بھی ہوں قلب کا ناسور بھی ہوں

ہر زمانہ میں تھی ہر بزم میں پرستش میری کی نہیں مرد نے کس وقت پرستش میری
کارگر کب نہ ہوئی دہر میں کوشش میری خانہ داری میں رہی مرد سے سازش میری

نفس کو مار کے مردوں کی پرستار بنی
عیش میں عیش بنی درد میں غمخوار بنی

زہر ہے جس کے رگ و پے میں وہ ناگن میں ہوں کارگر جس پہ نہ حربہ ہو وہ دشمن میں ہوں
اک قیامت ہو بپا گر کہیں سوکن میں ہوں مرد ہے دام میں جس کے وہ فریبن میں ہوں

چھین لوں دل کو ذرا گر کہیں آنکھیں لڑ جائیں
مرد کی جاں پہ بنے جینے کے لالے پڑ جائیں

میری فطرت پہ نظر کرکے چھپاتے ہیں مجھے فتنہ کے خوف سے پردہ میں بٹھاتے ہیں مجھے
نظر غیر سے با فہم بچاتے ہیں مجھے کچھ ہیں ایسے بھی کہ بے پردہ بلاتے ہیں مجھے

جتنی آزاد بنی اتنی خطرناک ہوئی
آبرو پڑ گئی خطرہ میں جو بیباک ہوئی

باطل کا جنازہ

مندرجہ ذیل مضمون جناب سید مقرب حسین صاحب کراروی کا ہے جو خورشید عالم کے ایک اشتہار کا جواب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون رموز و غوامض کا خزینہ اور اسرار کا گنجینہ ہے جسکو پڑھنے کے بعد بیساختہ داد دینے کو دل چاہتا ہے۔ مدیر

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے۔
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔

ہمارا روئے سخن صرف خورشید عالم سے ہے اور یہ ان کے اشتہار کا جواب ہے۔

السلام علیکم۔ خورشید عالم ۔

آپ مولانا کا موشوری و آغا علی خانصاحب سے بلاوجہ خائف و خفا ہیں اگر ایک پوسٹر مجلس کا ملازم نے غلطی سے آپ کے دروازہ پر چسپاں کر دیا تو اس گنہگار ملازم کی خطا آپ کو معاف کر دینا چاہیئے ۔ سعدی ۔ خطا درگزر و صواکم نما ۔

کلام مجید کہتا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ۔ یہ آپ کا پہلا اخلاقی جرم ہے اس میں خانصاحب و مولانا صاحب پر حملہ آور ہونا اور ان کو غیر مہذب الفاظ سے یاد کرنا مناسب نہ تھا ۔ ان حضرات سے اپنے بے نام و نشان اشتہار کے ذریعہ جواب طلب کرنا عبث تھا بھلا ایسے تضیع اوقات کی ان کو فرصت کہاں ایک بلحاظ علم کے دوسرے بلحاظ ثروت کے بڑے آدمی ہیں اگر آپکو بہ لحاظ تحقیقات دریافت کرنا تھا تو بحالت طالب علم حاضر ہو کر دلجمعی و تسکین حاصل کر لیتے یا اگر مناظرہ و مقابلہ کرنا تھا تو جامہ شیطانی اتار کے جامہ انسانی میں ظاہر ہو کر چیلنج دینا چاہیے تھا ۔

آج میں آپکو وہ باتیں بتانا چاہتا ہوں جنکی اس کے قبل آپکو یا آپ کے ہم خیالوں کو خبر بھی نہ ہوگی کہ قرآن کیا چیز ہے اور کس کے لئے اور کس لئے نازل ہوا اور اس میں کیا رموز ہیں اگر اس میں رموز نہیں تو خدا کا یہ دعویٰ کہ اس کتاب کی حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں غلط ثابت ہوگا اور غلطی کا ہونا خدا سے محال و غیر ممکن ہے ۔ اور ان رموز کے کیا قواعد ہیں اگر شیعان علی نہ ہوتے تو یہ راز مخفی رہتا ۔ اگر ہم آپ کے بتائے ہوئے اعداد (سنی ۔ حب علی ۔ شیعہ ۔ شیطانیہ ۔ الرافضیہ ۔ خبیثہ) کو تسلیم کر لیں تو بروئے انصاف آپکو اور آپ کے ہمنوا کو بھی تسلیم کرنے میں ۱۲۰ کوئی عذر نہ ہونا چاہیے ۳۸۵ ۱۲۰ ۳۸۵ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپنے محض خلق خدا فرقہ اہلسنت والجماعت کو دہوکا دینے کے لئے یہ فعل اختیار کیا ہے اور نہایت شد و مد کے ساتھ بلا دلیل و ثبوت کے دعویٰ کیا ہے اس کے ساتھ ہی شیعوں کو بے بناہ غیر مہذبانہ اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ سے یاد کیا ہے اگر وہی الفاظ آپ کے بجنسہ سوال کے جواب میں استعمال کئے جاویں تو ہماری تہذیب و شریعت مانع ہے بجائے شوق دیدار کے ناظرین اس کو نذر آتش کرینگے ۔ صرف میرا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کی کاوش و جانفشانی کی آپ سے داد لے اور آپ احسانمند ہو کر دائرہ اسلام و ایمان میں داخل ہوں (انشاء اللہ تعالیٰ)

یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ کا عالم طفولیت بوجہ یتیمی کے کس مپرسی اور بیچارگی میں گزرا آپ کے سرپرستوں نے بجز حامی و بازاری مصروفیت کے تعلیم کیجانب توجہ نہ کی اس کا الزام آپ پر بالکل نہیں ۔ ہاں جو کچھ حاصل کیا وہ اپنے قوت بازو سے پھر بھی تحقیقات میں کمزور رہے اس لئے آپ کا مبلغ علم بہت محدود و عامی رہا جیسے حرامی لڑکے اپنے باپ سے بجز و ناواقف ہوتے ہیں ویسے ہی آپ اپنے آبائی مذہب سے لاعلم رہے آپ کی طرز تحریر ثابت کر رہی ہے اور اطمینان دلا رہی ہے کہ وہ دن دور نہیں جبکہ بالاعلان آپ شیعہ ہو جائیں ۔ میں اس پیشنگوئی سے ذرا نہیں جھجکتا اور بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ سنی فرقہ آپ سے طالب پناہ ہوگا اور چھپنے کے لئے کہف تلاش کریگا ۔

التقیہ ۔ ۱ ۔ یہ شیعوں کیواسطے ایسا سہل اور بودا حربہ ہے کہ اس سے فوراً حملہ کی تیاری کر دیجاتی ہے ۔ تقیہ کو شیعوں کا شعار قرار دیتے ہوئے آپ نے اپنے اشتہار میں اپنا اصلی نام ۔ پتہ ۔ نام مطبع جس میں اشتہار چھاپا گیا ہے ۔ چھپا ڈالا صرف خورشید عالم لکھنے پر اکتفا کیا وطن دھوارا سپورا و ہجری سکونت دار الرفضہ (دریا آباد) الہ آباد لکھا شیعوں اور گورنمنٹ سے جان بچانے کے لئے حقیقت پر پردہ ڈال عزیزمن تقیہ اسی کا نام ہے جو آج آپ کے کام آیا ۔ دوسرا تقیہ یہ ہے جو میں اب سے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان نامہذبانہ و گلوگیر و دم بریدہ تحریر کا جواب ان الفاظ میں نہ دیا جائیگا لیکن اس دعویٰ زعم کو فاش کرنیکی کوشش کیجاویگی ۔ آپ کے والد شیعہ تھے ان کے کتب خانہ میں ایک کتاب برق لامع (مصنفہ مرزا فصیح صاحب لکھنوی سنہ ۱۲۹۹ھ) تھی جو اپنے مخالف مصنف سیف قاطع کو نظم میں بیباکانہ اور نڈر ہو کر جواب دیا ہے بموجب قانون اب اس کا چھپنا ممنوع ہے سب سے پہلے اسی کتاب میں سنی ۱۲۰ اور حب علی ۱۲۰ کے اعداد کا ذکر کیا گیا ہے آپ نے اپنے مطلب کی چیز نکالکر شائع کر دی اور ۵۰ جواب مع اعداد کے جو مرزا صاحب نے دیئے ہے چھپا دیا (یہ بھی تقیہ ہے) لیکن میں اس کو لغرض ملاحظہ پیش کرتا ہوں (ابوبکر نفاق ۔ عمر ۔ منکر ۔ عثمان ۔ خائن ۔ سنی مکس ۔ قبیح ۔ ننگ ۔ طماع ۔ حرامی ۔ حمیرا ۔ بحق علی ۔ اصحاب ثلاثہ ۔ اصحاب علی ۔ چار یاری ۔ دشمن آل)

۲۳۱ ۲۳۱ ۳۱۰ ۳۱۰ ۴۶۱ ۴۶۱ ۱۲۰ ۱۲۰ ۱۲۰ ۱۲۰ ۱۲۰ ۴۵۹ ۴۵۹ ۱۱۰ ۱۱۰ ۲۱۲ ۲۱۲ ۴۲۵ ۴۲۵

تحریف) اس لفظ کے متعلق بھی شیعوں پر الزام عائد کیا جاتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے اشتہار میں خود تحریف سے
کام لیکر اور خودرائی کو پہاڑ بنانے کی فکر کر رہے ہیں تو اس کوہ کنی کے لئے تیشہ سے کام لینے کی ضرورت ہوئی۔ سورہ انعام
رکوع، آیت ۱۵۹۔ ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعًا لست منھم فی شیئ کا حوالہ دیتے ہوئے لفظ شیعًا لکھا ہے۔ یعنی
شیعی پر جزم دیا ہے جو بالکل واقع کے خلاف ہے اور شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں۔ تحریف اسی کا نام ہے۔ اسی طرح واعتصموا
بحبل اللہ کے معنی غلط بتا کر غلط فہمی پیدا کی۔ آپ کے غصہ و مبلغ علم کی تعریف و حد ہو چکی اس جذبہ کے ماتحت جس قدر شیعوں
کو برا کہا ہے اتنا ہی اشتہار پڑھنے والوں نے آپکو۔ یہ آیت خدا نے بیان کر کے دین و دنیا کو سرفراز فرمایا ہے اس کا ترجمہ
اہل صفا نے " دو دل یک شود بشکند کوہ را " کیا ہے یہ خاص اتفاق کی تعریف میں ہے ذرا غور فرمائیے دو لڑی جب
آپس میں بٹی جاویگی تب رسی کہلائیگی ایک لڑی کو رسی نہیں کہتے اور نہ ایک لڑی مضبوط ہوتی ہے قرآن و اہل بیت
کو ملا کر ایک رسی بنا لیجئے تو بجائے گمراہی کے راہ مستقیم ملجاویگی۔ قرآن دانی اہل بیت پر ختم ہے یہ حضرات وہی باتیں بتا دینگے
جو قرآن میں ہیں۔ کتاب خدا زبر و بینات سے مملو ہے امام اوّل سے دوازدہ امام تک ایک ہی بات بتا دینگے۔ یہی
سچائی اور حق کی دلیل ہے۔

اب اس مبحث سے قطع نظر کر کے آپ کی توجہ جسکا تعلق علم سے ہے مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنی ہٹ دھرمی و مجرد در
مزاجی پر ٹھنڈے پانی کا چھینٹا دے لیں تو ممکن ہے کہ سمجھ میں آجائیے۔ رسول کو جو علم خدا نے عطا کیا تھا تو رسول ایسے
بخیل القطع نہیں تھے جسکو اپنے ساتھ قبر میں لیجاتے جسطرح رسول نے اہل وشائق دیکھکر قرآن کی تعلیم دی ہوگی اسی طرح
اس کے رموز بھی بتائے ہونگے اس حدیث کو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ کیوں حضرت کیا وہ علی
یہی ہیں جنکو سنی کے ساتھ موازنہ کیا ہے یا یہ شیعوں کے علی دوسرے ہیں جنھوں نے علم زبر و بینہ کی تعلیم و قواعد سے اپنے
شیعوں کو کچھ آگاہ کیا ہے میں تو یہی کہونگا کہ شیعوں کے سنیوں کے علی میں بڑا فرق ہے شیعوں کے علی معصوم۔ نائب رسول
داماد رسول۔ خلیفہ برحق۔ مساوات میں رسول کے بھائی۔ نفس رسول۔ جان نثار رسول کہاں تک لکھا جائے کتابیں بھری پڑی
ہیں رسول نے ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو مقام غدیر پر تعین خلافت کا خطبہ پڑھا ہاتھوں پر بلند کر کے شناخت کرا دیا حضار نے
سمعنا و اطعنا کہکر خلافت کی مبارکباد دی اگر یہی اوصاف آپ کے بھی علی میں ہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ سنی ایک
ہندی قریب آفریں ساختہ لفظ ہے جو سنت و الجماعت کا محذوف شدہ لفظ ہے اس کا تقابل حب علی سے کرنا کراہت و بدمذہبی
کی دلیل ہے۔ خورشید عالم! محبت ایک ہی سے ہوتی ہے چار کی نا چاری پر بہتا چارہ کہلاتا ہے۔ اب قواعد ابجد کے جو
اہلبیت سے وجود میں آئے ہیں مجملاً و مختصراً لکھے جاتے ہیں اپنے دامن علم کو کشادہ کیجئے اور اہل بیت کے صدقہ میں فیوض
حاصل کیجئے حتی الامکان صاف و سادہ الفاظ میں بتایا جاویگا تاکہ سمجھ میں آجائے کہ قرآن میں کیا رموز ہیں اور کیا تعلیم دیگئی
ہے۔ حروف مکتوبی زبر اور حروف ملفوظی بینہ کہلاتے ہیں زبر میں حروف کے اعداد بطریق ابجد نکالے جاتے ہیں اور بینہ
میں حرف اوّل محذوف ہوتا ہے (کسی باخبر سے دریافت کر لیجئے)۔

(ماخوذ از کتاب الاکمال) قرآن مجید اسی قاعدہ زبر و بینہ سے مملو ہے اگر کسی کو دعویٰ علم ہو اور اہل ذکر ہونے کا مدعی
ہو تو اس کو رد کرے اور اس کی جگہ دوسری شے جو اس سے بہتر ہو اپنے مذہبی اعتقاد کی رو سے قائم کرے۔
اب اپنے دعوے کے ثبوت میں اس آیت (اہل ذکر) کو پیش کر کے علم زبر و بینہ کے اعداد سے فضائل اہل بیت لکھے جاتے ہیں
فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر۔ (سورہ النحل) اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو جو قرآن کو زبر
و بینات سے جانتے ہیں وہ تم کو بتا دیں گے۔ اجتک کسی نے اس بحر طویل میں غوطہ زنی کا ارادہ نہیں کیا اہل ذکر سے مراد
علما نہیں ہیں بلکہ آل محمد ہیں۔ جنھوں نے کچھ تھوڑا سا حسب ضرورت بتلا دیا ہے جو ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ قواعد جناب ولایت
مآب حضرت علیؑ سے منسوب ہیں۔ رباعی۔ خورشید کمال است نبی ماہ علی۔ اسلام محمد است و ایمان علی
گر بینہ بریں سخن طلبی اینست۔ بنگر بینات اسماست علی

اسلام کے بحساب زبر ۱۳۲ محمد کے بحساب بینہ ۱۳۲۔ اسی طرح علی کے بحساب بینہ ۱۹۲۔ اور ایمان کے بحساب زبر ۱۰۲ ہوتے ہیں
واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا بحبل اللہ کے ۱۳ حروف بحساب بینہ ۵۰۸ ہوتے یہ عبارت بنتی ہے ای بکلام اللہ و آل
رسولہ ۵۰۸ ولا تفرقوا میں ۹ حروف ہیں بحساب بینہ ۳۰۹ ہوئے یہ عبارت بنتی ہے بین کلام اللہ و آل احمد المہدی
(۳۰۹) ہوئے (۲) اھل الذکر میں ۸ حرف ہیں بحساب بینہ ۴۱۶ ہوئے یہ عبارت بنتی ہے المصطفیٰ و ابن ابیطالب و آلہ
۴۱۶ (۳) والراسخون فی العلم میں ۱۶ حرف ہیں بحساب زبر ۱۲۱۵ ہوئے اور بحساب بینہ ۶۹۷ ہوئے جن کا مجموعہ ۱۹۱۲
ہوا یہ عبارت بنتی ہے النبی وعلی ابن ابی طالب والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی
. . . . . . ۹۳ ۶۱۶ ۱۵۵ ۱۶۵ ۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۳۲ ۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶

۱۹۱۲ ہوئے (۴) العروۃ الوثقیٰ میں ۱۲ حرف ہیں بحساب زبر ۱۳۵۴ ہوئے اور بحساب بینہ ۴۶۱ مجموعہ ۱۸۱۵۔ یہ
عبارت بنتی ہے حب النبی وعلی والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی ۱۸۱۵
. . . . . . ۹۳ ۱۱۶ ۱۵۵ ۱۶۵ ۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۳۲ ۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶ . . .

ہوئے (۵) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اسمیں
۴۹ حروف ہیں بحساب زبر ۳۷۹۹ ہوتے عبارت بنتی ہے و اولیاء علی المرتضیٰ الھادی کرار غیر فرار = ۳۷۹۹ ہوئے۔
(۶) الصراط المستقیم میں ۱۴ حرف ہیں بحساب زبر ۱۰۱۲ اور بحساب بینہ ۶۶۲ ہوئے دونوں کا مجموعہ ۱۶۷۴ عبارت بنتی ہے۔
حب محمد وعلی وحسین ھما وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی۔ ۱۶۷۴ =
۴۰۲ ۱۸۰ ۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۳۲ ۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶ . . . . . .

(۷) صراط الذین انعمت علیہم میں ۱۹ حروف ہیں بحساب زبر ۱۸۰۷ = عبارت بنتی ہے النبی وولی اللہ والحسن والحسین
وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی ۱۸۰۷ ہوئے ۹۳ ۱۱۸ ۱۵۵ ۱۶۵
۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۳۲ ۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶ . . . . . . (۸) الزکوٰۃ میں ۶ حرف ہیں
بحساب زبر ۴۶۴ ہوئے عبارت بنتی ہے محمد ووصیہ علی ن الھادی واولادھما ۴۶۴ ہوتے (۹) الصیام
میں ۶ حرف ہیں بحساب زبر ۱۷۲ وبحساب بینہ ۳۱۷ مجموعہ ۴۸۹ ہوا یہ عبارت بنتی ہے۔ محمد الزکی نائبہ علی ن الھادی
۴۸۹ = (۱۰) الصلوٰۃ میں ۶ حرف ہیں بحساب زبر ۵۵۷ ہوئے عبارت بنتی ہے۔
محمد النبی ووصیہ علی ن الھادی واولادھما۔ ۵۵۷ =
۹۲ ۹۳ ۱۱۷ ۱۱۰ ۵۱ ۹۴ . . . . . . = (۱۱) النجم میں ۴ حرف ہیں بحساب بینہ ۲۰۲ ہوتے
ہیں عبارت بنتی ہے محمد الزکی والہ ۲۰۲ = (۱۲) قبلۃ اللہ میں ۸ حرف ہیں بحساب زبر ۵۹۸ ہوئے عبارت بنتی ہے
المصطفیٰ نبی اللہ وعلی واولادھما = ۵۹۸ (۱۳) کعبۃ اللہ میں ۸ حرف ہیں بحساب زبر ۵۵۸ ہوئے عبارت بنتی ہے
محمد وعلی وابناھما الھادون بالحق۔ ۵۵۸ ہوئے۔
۹۲ ۱۱۶ ۱۱۳ ۹۷ ۱۴۱ . . . . . .

اشارہ دشمنان اہلبیت

(۱۴) الانصاب میں ۷ حروف ہیں بحساب بینہ ۱۷۵ ہوئے عبارت بنتی ہے عدو احمد والہ = ۱۷۵
(۱۵) الطاغوت میں ۷ حرف ہیں بحساب بینہ ۳۳۰ ہوئے عبارت بنتی ہے عدو محمد وعلی وآلہ ۳۳۰
(۱۶) الجبت میں ۵ حرف ہیں بحساب بینہ ۲۰۳ ہوئے عبارت بنتی ہے عدو آل محمد ۲۰۳
(۱۷) المنکر والمیسر میں ۹ حرف ہیں بحساب زبر ۱۴۳۱ ہوئے۔ عبارت بنتی ہے۔ عدو آل محمد الامی کلھا ۱۴۳۱
(۱۸) لحم الخنزیر میں ۱۰ حرف ہیں بحساب زبر ۹۷۶ ہوئے عبارت بنتی ہے اعداء آل احمد ومنکر واولادھم ۹۷۶ =
(۱۹) سورہ سجدہ آیت ۲۱ میں انا من المجرمین منتقمون بحساب زبر ۱۲۰۲ ہوئے عبارت بنتی ہے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان ۱۲۰۲

خورشید عالم ! آنکھ کھولو۔ خواب غفلت میں بہت دن بسر کیا اب وقت جارہا ہے آپ کے لئے ایک آیت ایسی درج کیجاتی ہے جس کا صلہ بجز ولائے اہل بیت دنیا میں کوئی شے نہیں ہوسکتی اگر آپ قدر دانی کی نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔ تو آپ کے نزدیک دور نہیں .... خدا کیلئے میری پیشینگوئی کو غلط نہ ثابت ہونے دیجئے آیت مبارک کا نزول ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ روز پنجشنبہ مقام غدیر لولایت علی ابن ابی طالب ہے اِس آیت کو ۳۰ طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے جس میں تاریخ سنہ۔ دن وقت ظاہر ہوتے ہیں محض اِس اشتہار میں بحساب زبر و بیّنہ ایک طریق سے درج کیا جاتا ہے۔ (۲۰) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

بحساب زبر ۸۷ ۴۹۱ ۲۱۴ ۹۸۷ ۱۷۰ ۵۷۰ ۱۴۱۶ ۲۵۳ ۹۵ = ۴۱۵۳

بحساب بیّنہ ۲۰۹ ۲۸۳ ۲۹۱ ۲۱۹ ۲۳۳ ۱۶۸ ۱۵ ۶۹۴ ۱۹۸ = ۲۴۱۰

۶۵۶۳

عبارت بنتی ہے۔ انزلت بولایت علی ابن ابیطالب یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجہ سنہ عشر من الھجرۃ۔

...... ۴۸۸ ۴۹۴ ۱۱۰ ۱۰۷ ۷۹۷ ۱۱۶۱ ۱۲۴۳ ۹۷۰ ۷۲۹ = ۶۵۶۳

(۲۱) سورہ مریم یا جس سورہ میں ومن ذریۃ ابراھیم آیا ہے اس سے مراد عترت آل نبی ہیں جو اس نقرہ کی تصدیق ہوتی ہے اِس آیت کے ۱۳ حرف ہیں بحساب زبر ۱۶۶۴ ہوئے عبارت بنتی ہے النبی وعلی وعترتھما المعصومون ۱۶۶۴۔

اِس آیت غدیر کے نزول کے بعد رسول محمد ۸۲ شب زندہ رہکر انتقال فرمایا۔ ۱۹ مفسرین اہلسنت والجماعت نے اتفاق کیا ہے جن میں سے منتخب مفسرین کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ ابن جریر۔ ابن جریح۔ ابو اسحاق ثعلبی مصنف معالم التنزیل طبری جناب غوث الاعظم مصنف غنیۃ الطالبین۔ ابن شہر آشوب۔ ابن کثیر وغیرھم۔ رسول اللہ نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ روز دوشنبہ انتقال فرمایا اور بدہ کو دفن ہوئے انتقال رسول کو آیت غدیر سے بہت کچھ تعلق ہے اگر آپکو تحقیق و معلومات کا شوق ہو تو کتاب الاکمال قیمتی عہ حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب قصبہ ابرایاں ضلع فتحپور سے منگواکر مطالعہ کر سکتے ہیں ورنہ کسی شیعہ کے پاس سے عاریتاً دیکھ سکتے ہیں زمانہ حاضرہ میں مناظرہ و مباحثہ بہت مکروہ خیال کیا جاتا ہے یہ جواب و روئے سخن صرف آپ (خورشید عالم) کیطرف ہے عوام الناس فرقہ اہل سنت والجماعت مستثنیٰ ہیں نہ دل آزاری کے خیال سے لکھا گیا ہے۔ زیادہ والسلام۔

توہین و مظالم پہ ہنسا کرتے ہیں غافل
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

الراقم۔ سید مقرب حسین کراری الہ آباد

نوحہ

از جناب سیدہ مسعودہ بیگم صاحبہ رضویہ جارچوی
درحال شہادت جناب قاسم علیہ السلام

میداں کو چلے قاسم اک ہاتھ میں بھالا ہے ۔۔۔ اک ہاتھ سے دولہا نے سہرہ کو سنبھالا ہے
شب کو تو ہوئی شادی اور صبح چلے مرنے ۔۔۔ کیا کوکھ جلی ماں کا ارماں نکالا ہے
یوں بھیجدے لاکھوں میں اک جان کو مشکل ہے ۔۔۔ اس ماں سے کوئی پوچھے جسنے انھیں پالا ہے
کچھ کہہ تو نہیں سکتی اک شب کی دلہن لیکن ۔۔۔ سر کھول دیا منہ پر آنچل کو سنبھالا ہے
جن ہاتھوں میں مہندی ہے یہ خون بھرے ہونگے ۔۔۔ کیا پیچ مقدر نے پردیس میں ڈالا ہے
یہ موت ہے یا شادی کیا کہئے اسے آخر۔
مسعودہ ! کلیجہ اِس غم میں تہ و بالا ہے۔

نور کے متعلق ایک ہمدرد قوم کی رائے

بعالیخدمت جناب قبلہ سرپرست رسالہ نور دام اقبالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ تحفہ یا علی مدد۔ رسالہ ماہ مارچ ۱۹۴۱ء میں دیکھا گیا کہ مومنین کی استدعا ہے کہ نور پندرہ روزہ ہو جائے۔ الحمد للہ پروردگار عالم ایسے مومنین کو بہ تصدق پنجتن پاک و چہاردہ معصومین علیہم السلام بابرکت زندہ اور سلامت رکھے جنکو رسالہ نور پندرہ یوم کے بعد دیکھنے کا شوق ہے۔ میں بھی دل و جان سے اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ رسالہ نور پندرہ روزہ ہو جائے۔ مگر ساتھ ہی قبلہ و کعبہ کا اپنا فرمان بھی درج ہے جو قابل توجہ ہے کہ ناظرین کرام کے لئے یہ ضروری و واجب ہے کہ رسالہ کے خریدار ایک ایک دو دو نئے مہیا فرمائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے نایاب تبلیغی رسالہ کا پندرہ یوم کے بعد مطالعہ کرنا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خریداروں میں ترقی ہو تاکہ ادارہ اخراجات کے بار کو برداشت کر سکے۔ ایسے موقعہ پر جبکہ ہر ایک چیز کی قیمت جو رسالہ کے واسطے ضروری ہے چارگنی بلکہ آٹھ گنی تک پہونچ گئی ہے جب تک کہ خریدار یا چندہ زیادہ نہ ہو کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسی نایاب چیز ہم ایک ماہ میں دو دفعہ دیکھ سکیں لہذا ناظرین نور کا اخلاقی فرض ہے کہ دو نہ ہو تو ایک ایک نیا خریدار ادارہ کو ضرور دیں جیسا کہ قبلہ و کعبہ نے تحریر فرمایا ہے۔ کوشش سے سب کچھ ہو سکتا ہے توجہ شرط ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم مومنین کو توفیق عطا کرے کہ وہ کوشش کریں اور خریدار بن جائیں تاکہ ایسی نعمت سے مہینہ میں دو بار لطف اندوز ہو سکیں۔

حضرت قبلہ کا قلمی اور زبانی جہاد محتاج بیان نہیں ہر فرد اثنا عشر تو درکنار غیر مومن بھی ثناخواں ہیں۔ الحمد للہ ایسی مبارک ہستی کا پیغام تبلیغ دوگنا ہو جائے تو قوم اور کیا چاہتی ہے زہے قسمت۔ خداوند تبارک و تعالیٰ توفیق دے آمین۔ ایک خریدار کا پتہ ذیل میں درج ہے ماہ اپریل ۱۹۴۱ء سے رسالہ نور جاری کر دیا جائے۔ بخدمت اقدس سید سپہر شاہ صاحب مینا بازار فورٹ منڈ ہین (بلوچستان) دوسرے ماہ میں وی پی کر دیا جائے۔ فقط۔ مہربانی فرما کر اس عریضہ کو نور میں درج کرا دیجئے۔

(شیخ فضل حسین جعفری فورٹ سنڈیمن بلوچستان)

۱۳۶۱ھ کا محرم

مسلمانوں کے مذہبی اور قومی احساس و بیداری کے بڑے امتحان کا موقع ہے کیونکہ اس موقع پر واقعہ کربلا کو پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر ضرورت ہے کہ فرزند رسول حضرات امام حسین علیہ السلام کی یاد امتیازی شان کے ساتھ تازہ کیجائے اور اس **سیزدہ صد ۱۳۰۰ سالہ یادگار کو** بڑے پیمانہ پر قائم کر کے اقوام عالم کو مجاہد کربلا کی شخصیت اور ان کے زندہ جاوید کارنامہ شہادت سے روشناس کرایا جائے اس یادگار کی تکمیل کے لئے کام شروع ہو گیا ہے۔ تمام افراد ملت سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم کام میں زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں اور اس یادگار کے قائم کرنے میں پوری ہم آہنگی اور جوش سے حصہ لیں۔

والسلام

(مصور فطرت خواجہ) حسن نظامی (دہلی)۔ (شمس العلماء مولانا) محمد ہدایت حسین (سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ) (مولانا) عینی شاہ نظامی (حیدر آباد دکن) (مولانا) محمد عبد الحامد القادری البدایونی۔ (راجہ) محمد امیر احمد (آف محمود آباد) (راجہ) سید احمد علی علوی (آف سلیم پور) (راجہ) سید محمد مہدی (آف پیرپور) (مولانا) غلام حسین (پھلواری شریف) (مولانا) نعمت امام (معلم اعلیٰ مدرسہ عزیزیہ اسلامیہ جے نگر ہزاری باغ) (خواجہ) غلام السدین (ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کشمیر) (ڈاکٹر) ذاکر حسین

مرکز خط و کتابت (سید العلماء مولانا) السید علی نقی النقوی عبدالعزیز روڈ لکھنؤ
مرکز ارسال زر (پروفیسر) سید مسعود حسن رضوی ادیب ایم اے صدر شعبہ فارسی و اردو لکھنؤ یونیورسٹی دین دیال روڈ

اے فلک افسوس چھینا قوم سے ناخدائے کشتی دین مبیں
قوم شیعہ کا درخشندہ قمر سرپرست درسگاہ واعظیں (معجز سنبھلی)

سنبھل محلہ نوریوں سرائے میں سرکار نجم الملۃ اعلی اللہ مقامہ کا ماتم

۱۹ر صفر ۱۳۶۰ھ کو خبر وفات حسرت آیات سرکار نجم الملۃ اعلی اللہ مقامہ سنکر جملہ مومنین نوریوں سرائے نے نماز ہدیہ میت پڑھی۔ ۲۱ر صفر ۱۳۶۰ھ کو بسلسلہ سوئم حضرت نجم العلماء مرحوم و مغفور مسجد کلاں میں قرآن خوانی اور اس کے بعد بغرض ایصال ثواب مجلس عزا برپا ہوئی۔ شیعان محلہ اس حادثۂ عظیم کو قوم شیعہ کے لئے نقصان عظیم تصور کرتے ہیں اور جناب سرکار نجم الملۃ اعلی اللہ مقامہ کے پس ماندگاں سے اس مصیبت عظمیٰ میں بکمال حزن و ملال اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ معجز سنبھلی

نقل روئداد جلسہ خصوصی انجمن دستہ حسینیہ قصبہ کراری ضلع الہ آباد۔ منعقدہ امام باڑہ میر عباس علی صاحب امیر صدر مرحوم زیر صدارت عالیجناب چودھری سید ضامن حسین صاحب رئیس رانی پور بہ سلسلہ مجلس فاتحہ خوانی جناب نجم العلماء اعلی اللہ مقامہ۔ مورخہ ۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۴۱ء

اولاً تلاوت کلام مجید بغرض ایصال ثواب مولانائے مرحوم ہوئی۔ بعد ازاں مجلس عزائے سید الشہداء علیہ السلام منعقد ہوئی شمس الواعظین عالیجناب مولوی سید شمس الحسن صاحب قبلہ ممتاز الافاضل نے ذکر فضائل و مصائب کے بعد حالات و واقعات زندگی جناب مرحوم پر ایک بسیط و جامع تقریر فرمائی اور مولانا مرحوم کی رحلت کو شیعی دنیا کیلئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور اس سانحۂ جانگزا کا ذکر فرماتے ہوئے جناب مرحوم کے ترویح ثواب کیلئے سورہ فاتحہ کی تحریک فرمائی اس کے بعد منجانب اراکین انجمن تحریک تجویز تعزیت پیش کی گئی اور بہ تائید حضار مجلس و جناب صدر یہ قرارداد منظور ہوئی کہ مومنین پرگنہ کراری کا یہ جلسہ جناب نجم العلماء اعلی اللہ مقامہ کی وفات حسرت آیات پر انتہائے حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے اور تجویز کرتا ہے کہ ایک تعزیت نامہ بتوسط جناب مولانا السید محمد رضی صاحب قبلہ مجتہد العصر والزماں جناب مولانا مرحوم کے پس ماندگاں کی خدمت میں روانہ کیا جائے کہ ہم تمام مومنین قصبہ کراری جناب مرحوم کے سانحۂ وفات پر اظہار رنج و غم کرتے ہیں اور آپ حضرات کے رنج سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ یہ بھی تجویز ہوا کہ اس قرارداد کی ایک

ایک نقل شیعہ اخبارات میں روانہ کیجائے ۔ فقط حقیر رضا حیدر سکریٹری ۔

آہ آہ ۔ جناب قبلہ وکعبہ نجم الملۃ والدین کی وفات حسرت آیات کی خبر سنکر از حد رنج وغم ہوا جسکو تحریر کرنا مشکل ہے حقیقت یہ ہے کہ قبلہ موصوف کی ذات گرامی قوم کی روح رواں تھی ۔ جو جو کارنامے عہد قبلہ میں ظہور پذیر ہوئے نہ قبل دیکھے ہیں نہ آئندہ امید ہوسکتی ہے حالانکہ بلاشک فخر قوم عجیب عجیب ہستیاں موجود ہیں خدا ان کو ہمارے سر پر قائم رکھے ۔ آمین ۔

ہم مومنین فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) نے اس خبر کو سنکر بہ سلسلہ فاتحہ خوانی سرکار مرحوم مجلس غم منعقد کی اور ہم کو سوگواران قبلہ کے ساتھ اس غم والم میں دلی ہمدردی ہے ۔ پروردگار عالم بصدقہ ائمۂ عظام علیہم السلام جناب قبلہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے جو ان کا حق ہے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ناظرین سے استدعا ہے کہ ایک سورہ فاتحہ برائے قبلہ وکعبہ مرحوم تلاوت فرماکر ثواب حاصل کریں فقط والسلام

انجمن امامیہ فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) بقلم فضل حسین جعفری

دولہا اور دولہن کا مناظرہ

از جناب ابو المہدی مولوی سید شفیق حسن صاحب نقوی الواسطی اختر امروہوی

(سلسلہ کیلئے اپریل کا رسالہ ملاحظہ فرمایئے)

میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ دولہن نے مجھے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ جو گویا صبح کی اذان ہو رہا تھا اور کہنے لگیں کہ آج تو آپ اللہ پاک کے شوق دیدار میں اس طرف متوجہ ہی نہ ہوئے کہ دم بھر سو رہتے ۔

میں ۔ تم نے ہی توجہ دلادی ہوتی ۔

دولہن ۔ میں نے تو اس وجہ سے اس کی جرأت نہ کی کہ کہیں آپ مجھکو اس اللہ میاں کا رقیب نہ قرار دیدیں کہ جس کے دیدار کے لئے ساری رات تارے گنے جاتے ہیں ۔ **میں** ۔ واللہ تم تو بڑی اچھی شاعرہ ہو

دولہن ۔ کیونکہ آپ بڑے اچھے شاعر ہیں ۔ تو یہ تو آپ ہی کی تعریف ہوئی ۔

میں ۔ مگر آپ کی نسبت سے ۔ (اس پر دولہن نے شرماکر سر جھکا لیا)

ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ مسجد سے اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر کی آواز آنے لگی ۔ آخر ہمکو سلسلہ تقریر قطع کرنا پڑا ۔ اور چونکہ رات بھر ہم دونوں نہ سوئے تھے اور صبح کو تعطیل بھی تھی لہذا دن میں خوب سوئے ۔

چوتھی شب

پھر رات کو اسی طرح سلسلہ کلام شروع ہوا کہ میں نے دولہن سے کہا کہ دیکھو اللہ پاک رحیم بھی ہے اور قہار بھی ۔

دولہن ۔ جی ہاں ۔ ضرور

میں ۔ لیکن رحیم ان کے لئے جو واجب الرحم ہوں ۔ اور قہار ان کے واسطے جو مستوجب قہر قرار پائیں ۔

دولہن ۔ بیشک ۔ **میں** ۔ تو بس اسی طرح تجلی طور کو سمجھ لو کہ منکرین کیواسطے گو ایک تجلی تھی کہ جو اسکی تاب نہ لاکر سب کے سب مر گئے اور اہل ایمان کے لئے نعمت دیدار ۔ چنانچہ حضرت موسی نے دیدار

گیا کہ جس کے لطف سے وہ مست ہو کر بیہوش ہو گئے۔
میں نے یہ کہا اور جوشِ عقیدت و شوقِ دیدار میں میری آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اسوقت مجھکو کیا لطف آیا اور میں کسقدر محظوظ اور لطف اندوز ہوا۔ اک وجدانی کیفیت تھی کہ جو اس وقت مجھ پر طاری ہو گئی تھی۔
دولہن نے میرے اس عنوان اور انداز کو دیکھکر سر جھکا لیا اور خموش بیٹھی رہیں کچھ دیر کے بعد ذرا متوجہ سا ہوا اور میں نے کہا کہ اچھا تو اس پر آپ کیا کہتی ہیں۔
دولہن۔ ابھی میں کچھ نہیں کہتی۔ ذرا توقف فرمائیے۔ **میں**۔ کیوں توقف کرنیکی کیا ضرورت ہے۔
دولہن۔ یہی کہ ادھر آپ ایک خاص جذبہ سے متاثر ہوئے ہیں اور ادھر میرا دل دھڑک رہا ہے۔
میں۔ خدانخواستہ آپ کا دل کیوں دھڑک رہا ہے۔
دولہن۔ اس لئے کہ آپ کو آبدیدہ دیکھکر مجھے بے انتہا ملال ہوا۔
میں۔ نہیں یہ تو ملال کی بات نہیں بلکہ خوشی کا موقع ہے کہ اس ذات پاک کے شوق میں مجھ گنہگار پر یہ اثر پڑا۔
دولہن۔ بیشک۔ ضرور اس کے شوق میں متاثر ہونا قابل فخر اور لائق شکر ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جس بات کا شوق کیا جا رہا ہے اس کو حضرت قران پورا نہیں ہونے دینگے کیونکہ ان کا عام طور پر یہ اعلان ہے کہ لا تدرکہ الابصار جیساکہ یہ دیکھئے سورہ انعام کے تیرہویں رکوع میں ہے کہ اس کو کسی کی بھی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں لہذا عام مومنین تو درکنار خود حضرت موسیٰ کو بھی اس کی رویت نہیں ہوئی۔ بلکہ وہاں سب کے سامنے کڑک بجلی ہی گری تھی۔
میں۔ اچھا اسکو میں تسلیم کرتا ہوں لیکن تم نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ ہم قیامت میں اس کے دیدار کے امیدوار ہیں۔
دولہن۔ تو قیامت میں کیا یہ قانون قرانی منسوخ ہو جائیگا۔
میں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس لئے کہ وہاں کی آنکھیں یہ تھوڑی ہی ہونگی کہ جو جوانی میں سرمہ کی اور بڑھاپے میں چشمہ کی محتاج ہوتی ہیں۔ **دولہن**۔ اور کونسی ہونگی
میں۔ نہ معلوم وہ کیسی آنکھیں ہونگی **دولہن**۔ اس کو بھی قران ہی سے دریافت کرنا چاہیئے
میں۔ ہاں۔ ضرور۔ آپ پوچھ لیجئے۔
یہ سنکر دولہن نے سورہ نور کا تیسرا رکوع نکالا اور یہ آیت مجھکو دکھلائی کہ یوم تشہد علیہم السنتہم و ایدیہم و ارجلہم بما کانوا یعملون۔ کہ قیامت کے روز سب کی زبانیں۔ ہاتھ اور پیر ان کے اعمال و افعال کی گواہی دینگے۔
اور پھر دولہن نے سورہ حم سجدہ کا تیسرا رکوع نکالکر یہ ارشاد دکھلایا کہ ویوم یحشر اعداء اللہ الی النار فہم یوزعون حتی اذا ما جاء وھا شہد علیہم سمعہم و ابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون یعنی روز حشر دشمنان خدا جہنم کے پاس کھڑے کئے جائینگے اور ان کے کان اور آنکھیں اور پوست ان کے کرتوت کی گواہی دینگے۔
یہ دکھلاکر دولہن کہنے لگیں کہ آپ غور فرمائیے کہ اگر ہمارے اعضا و جوارح تبدیل کر دئے جائینگے تو پھر یہ گواہی کب صحیح مانی جاسکے گی کیونکہ سورہ صافات کے پہلے رکوع کا یہ ارشاد بھی موجود ہی ہے کہ
وقالوا ان ھذا الا سحر مبین ء اذا متنا و کنا ترابا و عظاما ء انا لمبعوثون۔ اوآباءنا الاولون قل نعم و انتم داخرون۔ یعنی منکرین کہتے ہیں کہ معجزہ تو کھلا ہوا جادو ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم مرجانے اور ہڈیاں ہو جانے کے بعد پھر اٹھائے جائیں اور ایسے ہی ہمارے باپ دادا بھی جو ہم سے پہلے مرچکے ہیں (اے رسول) تم کہہ دو کہ ایسا ہی ہوگا اور تم اسی حالت میں اٹھائے جاوگے۔
قران پاک کے اس ارشاد پر مجھکو فوراً حضرت عزیرؑ کے وفات پانے اور پھر سو برس کے بعد اسی جسم میں زندہ ہونے اور پرندگان خلیل کے ذبح اور قیمہ کئے جانے اور پھر زندہ اور اسی جسم کے مرتب و مکمل ہو جانے کا خیال آگیا کہ جس کو سورہ بقر کے پینتیسویں (۳۵) رکوع میں بیان کیا گیا ہے اور میں نے دولہن سے کہا کہ ہاں جسم تو وہاں بھی یہی ہونگے

مگر ہاں ایک بات اور ذرا غور کر لینے کی ہے کہ یہاں تو مومن و کافر سب ہی ہر عمر میں مرتے ہیں لیکن بہشت میں سب کا جوان اور جہنم میں بڈھا ہونا بتلایا جاتا ہے تو یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشت و دوزخ میں یہ اجسام بدل جائینگے اور اس طرح جنتی جسم میں کہ جو یقیناً اس جسم سے مختلف ہوگا خدا کا دیدار ہو سکے گا۔

دولہن - نہیں - آپ اس خیال پر بھی اطمینان نہ فرمایئے اس لئے کہ کامیابی و ناکامیابی کا خیال و یقین یہاں انسان کی قوت و ناتوانی کا سبب ہو جاتا ہے اسی طرح جنت و دوزخ کا فیصلہ وہاں جوانی اور بڑھاپے کا ذریعہ بن جائیگا نہ کہ اجسام و ابدان بدلے جائیں۔

میں - فی الواقع یہ بھی تم نے ایک صریح اور مکمل مثال سے ثابت کر دیا اور دیدار کی تمنا اس سے بھی سعدی و کامیاب نہ ہو سکی مگر ذرا اس امر پر تو غور کرو کہ دیدار میں تم نے جس قدر روڑے اٹکائے یہ تو ہماری کمزوریاں ہیں لیکن ان سے یہ تو لازم نہ آیا کہ دیدار الہی محال ہے اس لئے کہ وہ قادر مطلق اگر چاہے تو کسی نہ کسی طرح دیدار دکھا دے۔

دولہن - خیر یہ اصول موضوعہ ہیں کہ جن پر اشتیاق دیدار کی عمارت بنائی جا سکتی ہے لیکن میں آپ سے یہ مزید عرض کرونگی کہ اس مضمون کو بھی ذرا آہستہ ہی سے کہئے اس لئے کہ کہیں اسکو آیہ لیس کمثلہ شیئ - نہ سن پائے۔

میں - یعنی۔

دولہن - یعنی یہ کہ اس کا بیان تو یہ ہے کہ خدا کی مثال موجودات کی کسی چیز میں نہیں ہو سکتی - اور موجودات عموماً جسم و جہت ہیں محدود و مقید ہیں اور وہ ان کا غیر ہے لہذا اس کے لئے جسم و جہت کو تجویز نہیں کیا جا سکتا - ایسی صورت میں پھر وہ کونسا طریقہ ہوگا کہ جس سے آپ کی حسرت دیدار نکل سکے۔

میں - یہ آپ کا کہنا درست ہے لیکن وہ قادر مطلق اور مختار کل اگر چاہے تو ان تمام حدود و قیود کے ہوتے ہوئے بھی اپنا دیدار کرا سکتا ہے۔

دولہن - نہیں - قرآن کریم اس بات کو بھی نہ چلنے دیگا۔ **میں** - یہ کیوں

دولہن - دیکھئے اس کا ارشاد ہے - کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنی قانون و قاعدہ الہیہ تو کبھی تبدیل ہوگا ہی نہیں لہذا آپ ملاحظہ فرمایئے کہ کبھی کسی نبی یا ولی نے نہ یہ بیان کیا کہ خدا کا دیدار ہوگا یا ہو سکتا ہے اور نہ اس کی تمنا یا دعا کی اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اس کے احد - صمد - لم یکن لہ کفواً احد - ہونے کو سمجھے ہوئے تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا قانون تو اٹل ہو اور وہ معاذ اللہ - معاذ اللہ تغیر و تبدل کو قبول کرے۔

میں - بیشک باتیں تو تم نہایت پختہ کر رہی ہو مگر اس امید کو دل سے نکالنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

دولہن - خیر اگر اس کے دل میں رکھنے سے رضائے الہی کے خلاف نہ ہوتا ہو تو قلب و دماغ کے کسی اچھے درجہ میں اس مہمان کو ٹھہرائے رکھئے۔

میں - کیا خوب - یہ بھی آپ نے اچھی کہی بھلا اس میں نا رضامندی خدا کا کونسا پہلو ہے۔

دولہن نے میرے اس کہنے پر مجھے غور سے دیکھا اور کہا کہ جس عقیدہ کے ماتحت سوال کرنے پر بجلی گرتی ہو اس کے دل میں رکھنے سے کیا خداوند تعالیٰ خوش اور راضی ہو سکتا ہے درانحالیکہ وہ توحید پرستی و اسلامیت کے منافی ہے

میں - کیا خوب - عقیدہ دیدار رکھنے والے آپ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہیں۔

دولہن - دیکھئے میں عرض کروں کہ حرارت و برودت و قوت و ضعف جیسی مسمیات کو کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے۔

میں - یہ دیکھنے کی چیزیں ہی نہیں ہیں تو کوئی کیا دیکھتا۔

دولہن - لیکن ان کا وجود کیسا نا قابل انکار ہے۔ **میں** - بیشک

دولہن - تو کیا کسی آئندہ زمانہ میں ان معروفات کو ان آنکھوں سے دیکھا جا سکے گا۔

میں - نہیں یہ تو نہیں ہو سکتا۔

دولہن۔ حالانکہ یہ مخلوق و محدود ہیں تو پھر وہ خالق و غیر محدود کہ جس نے ایسی لطیف مخلوقات کو بھی شرف وجود بخشا ہے کس طرح منزل شہود میں آسکتا ہے اور جب نہیں آسکتا تو اس کے متعلق ایسا پست عقیدہ رکھنا اور قرآن کی مخالفت کرنا کیا اسلام و ایمان کی متابعت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

میں۔ ہاں۔ اِس صورت میں تو واقعی یہ عقیدہ ایک خوفناک عقیدہ ثابت ہو سکتا ہے لیکن ہم دیدار کے اعتقاد سے اپنی ذات کو اس کی رویت سے مشرف کرنا چاہتے ہیں نہ کہ اسکو پستی میں لانے کے خواہشمند ہیں۔

دولہن۔ یہ درست ہے لیکن غیر مسلم لوگ بھی تو خدا کی عداوت اور دشمنی یا اس کی توہین و تنقیص کی نیت سے اس کو پتھروں۔ درختوں۔ جانوروں اور انسانوں میں نہیں سمجھتے بلکہ صوفیوں کی طرح ہر چیز میں اس کا جلوۂ حقیقی ثابت کرکے اس کی شان کو اپنے نزدیک اور بلند ہی دکھلانا چاہتے ہیں۔ مگر احدیت حقیقیہ اس کو گوارا نہ کرکے ان کو مشرک اور پھر جہنمی قرار دیتی ہے۔

میں۔ ہاں۔ یہ پہلو بھی تمہاری تقریر کا قوی ہے۔ اچھا تو پھر یہ دیدار والا معاملہ کچھ عجیب بکھیڑے کا ثابت ہو رہا ہے مگر میں ابھی اس پر اور غور کرنا چاہتا ہوں۔

دولہن۔ ضرور۔ ضرور۔ آپ اِس پر کافی غور فرمالیجئے۔ کیا عجب ہے کہ مسئلہ دیدار کو آپ اسلام کے لئے ضروری ثابت کردیں اور پھر مجھکو بھی اس کی اجازت دیدیں کہ میں بھی اس کو نظر بھر کے قیامت میں دیکھ لوں کہ جو سب غیروں سے زیادہ غیر ہے۔

میں۔ سبحان اللہ آپ بھی عجب حضرت ہیں کہ اس کو انتہائی غیر ثابت کرتے ہوئے مجھ سے اس کے دیکھنے کی اجازت چاہتی ہیں حالانکہ کسی غیر کو دیکھنے کی نہ میں اجازت دے سکتا ہوں اور نہ خود آپ اسکو پسند کرسکتی ہیں۔

دولہن۔ تو خیر میں تو آپ کی طرف سے اپنے قدیمی عقیدہ عدم دیدار پر قائم رہنے کی مجاز رہی لیکن ابھی آپ اس پر مزید غور کرنے کے بعد اپنی رائے قائم کریں گے۔

میں۔ واہ۔ یہ میں نے آپ کو کوئی مذہبی فتویٰ تھوڑی ہی دیا ہے کہ آپ اللہ پاک جیسی ذات کو غیر سمجھ کر اس کے دیدار سے بھی پرہیز کریں۔

دولہن۔ اچھا۔ تو اب آرام فرمایئے تاکہ آپ کافی غور کرنے کے بعد پھر اِس مسئلہ کو طے کریں۔

یہ باتیں کرکے ہم دونوں اٹھے اور سونے کیلئے آمادہ ہوگئے۔ صبح کو اٹھکر میں مسجد میں گیا نماز جماعت میں شرکت کی اور پھر مولانا سے اپنی اور دولہن کی تقریروں کا خلاصہ عرض کیا۔

مولانا نے فرمایا کہ ان رافضی حضرات پر افسوس ہے کہ یہ خدا پرستی کے راگ تو بہت الاپتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خدا سے یہ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ آپ دیکھئے کہ کربلا شریف کو یہ حج بیت اللہ سے بھی زیادہ ضروری اور افضل مانتے ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں مگر اللہ پاک کے دیدار سے قطعی منکر ہیں گویا ان کے نزدیک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ پاک سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میری اہلیہ نے اِس امر پر کافی روشنی قرآن کریم سے ڈالی ہے کہ دیدار الٰہی کا خیال توحید پرستی کے قطعی خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے دولہن کی پیش کردہ آیات کو مولانا کے سامنے ذکر کیا۔

اس پر مولانا نے فرمایا کہ ان آیات کے ذریعہ سے جو موصوفہ نے عدم دیدار کا دائرہ کھینچا ہے وہ سراسر غلط اور ایک صریح مغالطہ ہے میں آپکو ایک آیت کی جانب توجہ دلاتا ہوں کہ جو اصولی حیثیت رکھتی ہے اور وہ عفت مآب کی پوری بحث کو قطع کرکے رکھ دیگی۔

میں مولانا کے اِس ارشاد کو سنکر گویا خوشی کے مارے اچھل پڑا اس لئے کہ مسئلہ دیدار میں ناکامیاب ہونے سے مجھے عقیدت شکنی کی انتہائی تکلیف پہونچی تھی۔

الغرض مولانا نے فرمایا کہ ضرور ضرور ممدوحہ نہایت قابل ہیں اور آپ کے بیانات سے میں ان کی دقیقہ سنجی کی قدر کرتا ہوں

لیکن افسوس ہے کہ ان کا آبائی دموروثی عقیدہ ان کے اور حق کے درمیاں میں حائل رہتا ہے ۔ یہ ضرور ہے کہ انھوں نے قرآن کریم سے کافی مواد آپ کے مقابلہ میں پیش کیا کہ جس میں متشابہ آیات سے انھوں نے اپنے جذبات کیموافق فائدہ اٹھایا لیکن حق پھر حق ہی ہے کہ جو کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا چنانچہ ان کے جواب کے لئے ایک محکم ارشاد میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ جو اصولی حیثیت سے ان کی تمام تقریر کو ناکامیاب کر دینے کے لئے کافی ہوگا۔ چنانچہ اللہ صاحب گویا موصوفہ ہی کے جواب میں فرماتے ہیں ۔

انّ السّمعَ والبصرَ والفؤادَ ۔ کلّ اولئِکَ کانَ عنہ مسئولاً یعنی یاد رکھو کہ سماعت و بصارت اور غور و فکر کی قوت سے پرسش کیجائیگی) تو اب آپ غور فرمایئے کہ اعمال سے پہلے اعتقاد اور اعتقادات میں سب سے اوّل عقیدہ الوہیت ہے لہذا ذرا اس ارشاد کو الوہیت ومعبودیت کے متعلق غور سے دیکھئے کہ سمع و بصر و قلب و دماغ کے متعلق کیا یہ سوال نہ کیا جائیگا کہ تم نے ہمارے لئے ان قوتوں سے کیا علم وعرفاں حاصل کیا ۔

میں ۔ حضور ۔ سب سے پہلے تو معبودیت اپنے ہی متعلق مطالبہ کریگی ۔

مولانا ۔ جی ہاں ۔ تو اب آپ ہی غور فرمایئے کہ اگر دیدار الہی سے انکار رہا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ بصارت سے اس کے لئے کوئی معرفت ومعلومات حاصل نہ کی گئی اور ارکان ثلثہ میں سے ایک رکن معطل رکھا گیا اور جب ایسا ہوا تو آپ سمجھ لیجئے کہ عقیدہ اولیں نامکمل رہ گیا ۔

میں ۔ لیکن حضور دنیا میں تو انکھ سے اس کا دیدار ناممکن ومحال ہے ۔

مولانا ۔ ضرور ۔ لیکن قیامت میں کہ جو ہماری آخری منزل ہوگی اس کا دیدار بتلایا گیا ہے لہذا یہیں سے جبکہ ہم بخلوص نیت اس کے متمنی ہونگے تو ضرور وہاں اس کی رویت اور تکمیل عقیدت ہو جائیگی اور ہم پرسش اعتقادات و اعمال میں کامیاب ہونگے ۔ اور جبکہ یہیں سے رافضیوں کی طرح انکھیں بند کرلیجائیں گی جیسا کہ ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک نے فرما دیا ہے ۔

لہم قلوبٌ لا یفقہونَ بہا ولہم اعینٌ لا یبصرونَ بہا ولہم اذانٌ لا یسمعونَ بہا اولئکَ کالانعامِ بل ہم اضل ۔ (یعنی ایسے بدنصیب لوگ دل و دماغ تو رکھتے ہیں مگر ان سے غور و فکر نہیں کرتے ۔ انکھیں اور کان رکھتے ہیں مگر ان سے دیکھنے اور سننے کا کام نہیں لیتے گویا وہ ڈھور ڈنگر ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے) تو انجام کیا ہوگا ۔

آپ ان ارشادات پر غور فرمایئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ قیامت میں اُن کا دیدار بھی لئے ہوگا کہ اہل ایمان منزل میزان پر پہونچنے سے قبل اپنے عقیدہ وعرفان کو مکمل کرسکیں ۔ لیکن جو ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوہ کا اپنے کو یہیں سے متوجب بنا رہے ہیں نہ وہ خود اس معبود کا دیدار چاہیں گے اور نہ ان کو اس نورانی چہرے کی رویت ہوگی کہ جس کے لئے سورہ رحمٰن نے ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کا رحمانیت انگیز اعلان کر دیا ہے ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میں جس وقت مولانا کی خدمت میں پہونچا تھا اس وقت میرا دل مردہ سا تھا مگر اللہ پاک نے جسوقت مولانا کے ذریعہ سے مجھ پر یہ بارش باران رحمت فرمائی تو گویا مجھ میں تازہ روح ڈالدی گئی اور میں نے غور کیا کہ حقیقت وحقانیت ہزار پردے ڈالنے سے بھی مخفی نہیں کیجاسکتی ۔ اب تو میری یہ حالت ہوئی کہ کہیں جلد وہ وقت آجائے کہ میں دولہن کے تمام غلط زاویوں کو صحیح کرکے ان کو کج عقیدگی سے ہٹانے کی کوشش کروں لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ خیال بھی آیا کہ دولہن نے اس کی ذات کے متعلق یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی نورانی سے نورانی انکھ بھی اس کو نہیں دیکھ سکتی ۔ چنانچہ میں نے اس پہلو کو بھی مولانا کے روبرو پیش کیا تو مولانا نے ذرا گرم لہجہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلعم نے اپنی امت کو ضلالت وحماقت سے بچانے کے لئے اپنے اس کلام کا اعلان کر دیا ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک یعنی اے پروردگار جو آپ کے پہچاننے کا حق ہے وہ ہم حاصل نہ کرسکے

لیکن عصمت مآب حضور سے بھی زیادہ معرفت رکھتی ہیں کہ انھوں نے قطعی فیصلہ دیدیا کہ وہ دیدار کی قابلیت ہی نہیں رکھتا
اجی جناب ہم کو تو بس اتنی تکلیف دی گئی ہے کہ ہم اُس کے دیدار کے لئے تیار رہیں اب یہ کہ دیدار ہوگا کس طرح اسکو
وہ قادر مطلق ہی جانتا ہے اور ہم کو اِس کے علم حاصل کرنیکا مکلف نہیں کیا گیا -
اللہ اکبر - مولانا کا علم و تبحر دیکھکر میں نے غور کیا کہ حقیقتاً ان بزرگوں پر خدائے پاک کی خاص رحمت و رافت ہوا
کرتی ہے - یہ ضرور ہے کہ ہم بھی اپنے پیشہ وکالت میں بال کی کھال کھینچتے ہیں اور بڑی دور کی کوڑی لاتے
ہیں لیکن حق و صداقت کی حدود کے اندر مقید و محدود رہکر مسائل دمراحل کا طے کرنا انھیں لوگوں کا کمال ہے
آخر میں نے مولانا کی دست بوسی کی اور مکان واپس آکر کچہری چلا گیا -

اتفاق سے شام کو دولہن اپنی والدہ کی علالت کی اطلاع پاکر اپنے میکہ چلی گئیں اور میں تقریباً نصف شب
تک مسئلہ دیدار پر ہی غور کرتا اور تفسیر وغیرہ دیکھتا رہا - صبح کو میں بھی خالہ اماں کی عیادت کو گیا تو خالہ جان فرمانے
لگیں کہ میاں تمہاری شادی کے بعد میں نے جو تم سے باہمی تعلقات کی حفاظت کے بارے میں کچھ کہا تھا - میں
دیکھتی ہوں کہ تم اس کا بہت لحاظ رکھتے ہو چنانچہ بچی جب کبھی تمہارے یہاں سے آتی ہے تو ماشاء اللہ میں اسکو
بہت خوش پاتی ہوں اللہ تم دونوں کو آباد رکھے - میں تمہاری لیاقت سے بہت خوش ہوں -
میں نے اس کا کوئی جواب لحاظ بزرگانہ کی وجہ سے نہ دیا اور پھر وہاں سے اٹھکر باہر خالو ابا کے سامنے تھوڑی
دیر حاضر رہا اور پھر واپس چلا آیا - چونکہ اس روز اتوار تھا لہذا دن میں بھی کتابیں دیکھیں شام کے وقت دولہن
میکہ سے واپس آگئیں معلوم ہوا کہ خالہ جان کی طبیعت درست ہوگئی ہے -

آل انڈیا شیعہ ڈائرکٹری کے متعلق اطلاعات

(۱) آل انڈیا شیعہ ڈائرکٹری کیلئے حالات و فوٹو نہایت تیز رفتار سے آرہے ہیں اور ترتیب و تالیف کا کام شروع
ہوگیا ہے - جن حضرات نے ابھی تک توجہ نہیں فرمائی ہے وہ جلد حالات اور فوٹو ارسال کردیں

(۲) بعض حضرات کا اصرار ہے کہ مرحوم مشہور و معروف ہستیوں کے حالات و فوٹو بھی ہوں اِس لئے میں نے
ایک باب ایسے مرحوم بزرگوں کے لئے مخصوص کردیا ہے جن کی ادبی - قومی اور مذہبی خدمات ناقابل فراموش
ہوں مثلاً حضرت نجم الملۃ - سر علی امام - سر حسن امام - سر حسین امام - نواب محسن مرزا - حاجی محمد محسن - مرزا دبیر - میر انیس
عزیز - آزاد - نوابین اودھ - خلد آشیاں راجہ صاحب محمود آباد - خلد آشیاں نواب صاحب رامپور - پرنس اکرم
حسین صاحب وغیرہ - ایسے مرحوم حضرات کے حالات اور فوٹو ان کے عزیز و اقارب ارسال فرمادیں -

(۳) جن حضرات نے اپنے حالات زندگی ارسال فرمائے ہیں یا پتوں سے مجھے مطلع فرمایا ہے ان میں خاص طور
سے مندرجہ ذیل حضرات قابل شکریہ ہیں -
حضرت علامہ سید مجتبیٰ حسین صاحب قبلہ کامونپوری - نواب آغا علی خانصاحب الہ آباد - حضرت علامہ ہندی - جناب
نواب صاحب رامپور دام ظلہٗ - روشن علی مرزا صاحب کلکتہ - ذکاوت علی صاحب - سردار مہدی صاحب - سید ہدایت
حسین صاحب - خان بہادر مرزا ابوجعفر صاحب انسپکٹر آف اسکول کلکتہ - سید زوار حسین صاحب لکھنؤ - محمد اقبال حسین صاحب
خان بہادر اعجاز حسین صاحب جعفری - راجہ رضا حسین صاحب وغیرہ -

خادم قوم - اعجاز جارچوی - بی اے بی ٹی - امروہہ

شمیم بک ڈپو کا مایہ ناز تبلیغی تحفہ

شیعی دنیا میں انتہائی مقبول کتابیں

پورے سیٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

دینی کہانیاں حصہ اوّل ۔ قصہ خوانی کے ذوق وشوق اور ناول و ڈرامہ کیطرف نوجوانوں کی طبیعت کا لگاؤ دیکھتے ہوئے ہم نے یہ کتاب انبیاء و مرسلین کے حالات میں نہایت دلچسپ اور سلیس اردو میں شائع کی ہے جس کی نظیر اردو زبان میں اب تک موجود نہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں حضرات انبیا کی تاسی کرنے اور ان کے اخلاقی کارناموں سے سبق حاصل کرنے کی صلاحیت آجائیگی۔ یہ کتاب اتنی دلچسپ اور موثر ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ عبارت نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ قیمت ۱۲/

حصہ دوم اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں چہاردہ معصومین اور خلفائے ثلاثہ کے حالات نہایت آسان اور دلچسپ عبارت میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف علّام نے یہ کمال دکھایا ہے کہ دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے اور تمام کتب تفاسیر و تواریخ و سیر سے بے نیاز کر دیا ہے واقعات نہایت معتبر ہیں۔ قیمت ۱۲/

حصہ سوم اس کتاب میں درندہ صفت انسان نمانبی امیہ کا بدنما کیرکٹر۔ ان کی نسبی کھوٹ۔ آئمہ پر مظالم۔ مذہبی بدعات شیعوں کی تباہی و بربادی کے خونی مناظر۔ عیاشیوں اور شرابخواریوں کی بہتات۔ حرمین کی بےحرمتی۔ مدینہ میں زناکاری دولت و شہوت پرستی۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنیکی ترویج موضوعہ احادیث کی پردہ دری اچھی طرح کی گئی ہے اور جابجا دلچسپ جملوں اور چٹ پٹے فقروں نے کتاب کو حد درجہ دلکش بنا دیا ہے۔ قیمت ۱۲/

حصہ چہارم ۔ اس کتاب میں چودھویں صدی کی یہ قابل قدر تحقیق درج کی گئی ہے کہ عباس جنکو عباسی مورخوں نے فرزند عبدالمطلب لکھ مارا ہے درحقیقت غلام تھے اس دعوے کو بیشمار عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بنی عباس کا عروج و زوال ان کے ظلم و جور۔ سادات کشی کے خون رلانے والے مناظر شیعوں کی تباہیوں اور بربادیوں کی عبرتناک داستانیں ائمہ پر مظالم و تشدد و ہلاکت وغیرہ واقعات نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھے ہیں۔ حالات معتبر اور مستند ہیں۔ شیعہ لٹریچر میں یہ بالکل نئی چیز ہے۔ قیمت ۱۴/

حصہ پنجم اس کتاب میں امیرالمومنین حضرت علیؑ سے لیکر واجد علی شاہ بادشاہ اودھ تک۔ عرب و ایران و ہندوستان کے تمام شیعہ بادشاہوں کے حالات درج کئے گئے ہیں اردو زبان میں شیعہ بادشاہوں کے حالات اب تک ایک جگہ موجود نہ تھے اس کتاب کا مقدمہ خاص طور سے قابل دید ہے۔ المعروف بہ شیعہ سلاطین۔ ۱۲/

حصہ ششم ۔ اردو زبان میں یہ کتاب بھی نئی چیز ہے جس نقریباً ایکسو شیعہ اصحاب رسول کے حالات ایک جگہ جمع کیے گئے ہیں اس کا مقدمہ کتاب کی جان ہے جس میں اصلی صحابی رسول کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ۱۲/

جاں نثاران حسینؑ

از محترمہ جناب نسیم صاحبہ بنوری اہلیہ داروغہ سید منظر حسین صاحب

السلام اے سالکان منزل صبر و رضا
السلام اے تشنگان و کشتگان کربلا

اے دلیرو غازیو! اے جاں نثاران حسین
جادۂ پرہول کو طے تم نے ہنس ہنس کر کیا

خدمت شبیر میں تم سربکف حاضر ہو سکے
مال کیا جان تک کر دی رہ حق میں فدا

کر سکی اپنا نہ تم کو دولت دنیائے دوں
سامنے آئی حکومت تو اسے ٹھکرا دیا

تم نے ہاتھوں سے نہ چھوڑا دامن ابن بتول
واہ کیا کہنا تمہارا مرحبا صد مرحبا

کشتگان راہ حق ہو زندہ جاوید ہو
اے حسین ابن علی کے عاشقان باوفا

تم نے سمجھا ہے حیات چند روزہ کا مآل
زندگی کا راز جاں دیکر ہمیں بتلا دیا

وہ نہیں مرتے جو مر جاتے ہیں اوروں کیلئے
اپنی خاطر جو رہا زندہ وہ جی کر مر گیا

کس بشاشت سے نہتے جا پڑے تم فوج پر
فی الحقیقت خاتمہ جرأت کا تم پر ہو گیا

تم سے صادق دوست ملتے ہیں زمانہ میں کسے
اے وفا پر مرنے والو تم پہ نازاں ہے وفا

سر تنوں سے کٹ گئے لیکن نہیں سر کے قدم
عشق میں ثابت قدم تم سا نہیں کوئی ہوا

خوش نصیبی سے ہوئے کار امامت میں شریک
ناز ہے تم پر خوشی سے جھومتے ہیں مصطفا

سرخرو تم بارگاہ حق میں حاضر ہو گئے
کیا عجب منہ چوم لیں خود مرتضےٰ اور مجتبیٰ

وہ تمہارے کارنامے یادگار دہر ہیں
تم نہ گو باقی رہے پر نام باقی رہ گیا

تم وہ ہو جو ایکدم شہ سے جدا ہوتے نہ تھے
ہاں تمہیں ان سے چھڑا کر لے گئی لیکن قضا

اے جوانو! تم سنو! بوڑھو! خدارا ہوشیار
شاہ تنہا رہ گئے وہ فوج نے حملہ کیا

فاطمہ کے لال پر تیروں کی بارش ہو گئی
بند آنکھیں تم کئے لیٹے ہو دیکھو تو ذرا

وہ مدد کیواسطے حضرت تمہیں کرتے ہیں یاد
کیا نہیں تم نے سنی وہ استغاثہ کی صدا

ہاں سنی آواز سینوں تک اٹھے لاشے تمام
ہر دہان زخم سے لبیک کی آئی صدا

دیکھی لاشوں کی جو یہ حالت تو بولے یوں حسین
حشر تک آرام سے لیٹے رہو اٹھتے ہو کیا

اب نہ اٹھو زخم دکھ جائیں گے گھائل ہیں بدن
تم نے جو حق رفاقت تھا ادا سب کر دیا

اے غریب و بیوطن کے ساتھیو صد حیف ہے
میں تمہیں گور و کفن تک بھی نہ اب تک دے سکا

مرحلہ اب ایک باقی ہے یہ ہو جائے گا طے
میرے سر کیا تھا نیزہ پر ہر اک سر جائے گا

پھر صدا لبیک کی آئی ہر اک سر سے وہیں
شہ نے گھوڑے سے اتر کر آخری سجدہ کیا

اے حسین ابن علی کے دوستدارو تم نہ تھے
شمر ملعون نے جبھی تو سر کیا شہ کا جدا

پیٹتی آئی ہے زینب اور کوئی پرساں نہیں
کوئی یہ کہتا نہیں کیوں رو رہی ہو کیا ہوا

تم جو ہوتے پھر کسی ملعون کی تھی یہ مجال
خواہر شبیر کے سر سے وہ لے لیتا ردا

خدمت اقدس میں اب یہ عرض کرتی ہے نسیم
بارگاہ حق میں کرنا میری بخشش کی دعا

تم شہید بارگاہ حق ہو تم مقبول ہو
منتخب فرد شہادت میں ہو وہ مقتول ہو

بارہ وفات اور قضیہ مدح صحابہ

از مدیر

ہماری سمجھ میں آجتک یہ بات نہ آئی کہ بارہ وفات کو مدح صحابہ سے کیا تعلق ہے۔ مسلمانوں کا اسلامی اور ایمانی فریضہ تو یہ تھا کہ بارہ وفات کے موقع پر ایک ایسا محمدی جلوس نکالتے جس میں تمام فرقے آزادی کیساتھ شریک ہو سکتے یقیناً اس جلوس سے اسلامی شان کا ایک ایسا زبردست مظاہرہ ہوتا کہ دیگر قومیں اسے دیکھکر حیرت میں آجاتیں۔ لیکن چند کج فہم اور خود غرض ہستیوں نے عام مسلمانوں کے اندر یہ رواداری کی اسپرٹ نہ پیدا ہونے دی اور رفتہ رفتہ اس معاملہ کو بد سے بدتر بناتے چلے گئے۔ انصاف پسند مسلمانوں کو خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ اب تک اس بارہ میں سخت حیرت ہے کہ بارہ وفات سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دن ہے صحابہ کی مدح سے کیا تعلق ہے اس روز تو آنحضرت ختمی مرتبت کے فضائل و مناقب بیان ہونے کی ضرورت تھی نہ کہ صحابہ کے۔ کیا صحابہ میں سے کسی کی وفات کا دن مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کے بجائے یہ جشن اس روز منانے کی جد وجہد کیجاتی اور رحمۃ للعالمین کی وفات کے دن کو ان جھگڑے قصوں سے علیحدہ رکھتے جو مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ ہر شے اپنے محل و موقع سے اچھی لگتی ہے صبح کا راگ شام کو اور شام کا نغمہ صبح کو جس طرح گانے والے کی انتہائی بدذوقی کا ثبوت دیتا ہے اسی طرح حضرت ختم الانبیا کی وفات کے دن حضرات صحابہ کی مدح سرائی اور ثنا گستری کا معاملہ ہے۔ کسقدر تعجب ہوتا ہے مسلمانوں کی اس ذہنیت پر کہ رسول کے مقابل صحابہ کو ترجیح دیجاتی ہے۔

اول تو یہ بات ہی افسوس کے لئے کچھ کم نہیں کہ مسلمان حضرت رسولخدا کی وفات کے دن کو ایسا بھولے کہ ماہ ربیع الاول کے ابتدائی بارہ دن ان کو اپنے اس شک وشبہ کی نذر کرنا پڑے۔ یہ سچ ہے کہ سقیفہ کی بڑبونگ میں رسول کی وفات کی طرف کس کو توجہ ہو سکتی تھی لیکن پھر بھی اس عظیم الشان غفلت کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بارہ دن تو آدھے مہینہ سے کچھ کم دن کا نام ہے۔ اگر ایک دو دن بھی شک وشبہ کی تاریکی میں گھرے ہوئے ہوتے تو خیر کچھ کہہ سنکر دل کو سمجھا لیا جاتا مگر یہاں تو ایک دو نہیں پورے بارہ دن کا معاملہ ہے۔ بارہ دن تک رسول کے مرنے کا حال معلوم نہ ہونا اور کسی صحیح تاریخ کا پتہ نہ چلنا ایک ہوشمند انسان کے دل میں بہت کچھ شبہے پیدا کرتا ہے کسی شہر میں اوسط درجہ کا انسان بھی مرجاتا ہے تو بچہ بچہ کی زبان پر اس کی تاریخ وفات چڑھ جاتی ہے لوگ اپنی اپنی نوٹ بکوں میں درج کر لیتے ہیں نہ کہ ختم الانبیا سید المرسلین حبیب رب العالمین کی وفات جس پر تمام اسلامی دنیا میں ماتم تھا ایسی کس مپرسی کی حالت میں جا پڑے کہ اس وقت کے خداوندان اسلام کو دن اور وقت کا پتہ ہی نہ رہے اور قیامت تک کے لئے عام مسلمانوں کو یہ عقیدہ میراث میں ملجائے کہ ماہ ربیع الاول کی ابتدائی بارہ تاریخوں میں سے کسی ایک دن آنحضرت نے وفات پائی ہے۔ سوختہ عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

کیا اس واقعہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس زمانہ کے مسلمان ذات رسول سے کوئی خاص تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ جاہ وحشم کی طمع میں وہ اپنے کو دائرہ اسلام کے اندر دکھا رہے تھے۔ اگر مسلمان اپنے رسول کی تاریخ وفات یاد رکھنے والے ہوتے تو مورخین اسلام میں اس تاریخ کے متعلق یہ عظیم الشان اختلاف نہ پایا جاتا۔ ابن حجر عسقلانی۔ صاحب تاریخ خمیس۔ طبری۔ حلبی اور ابن خلدون وغیرہ لکھتے ہیں کہ ۲ ربیع الاول کو حضرت کی وفات ہوئی۔ واقدی وغیرہ لکھتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ ان دونوں تاریخوں کے بیچ میں جو تاریخیں ہیں یعنی ۲ سے ۱۲ تک ان میں بے حد

اختلاف ہے کوئی کہتا ہے حضرت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو وفات پائی کوئی کہتا ہے پانچ کو کوئی کہتا ہے سات کو غرض اِس اختلاف کو دیکھتے ہوئے ہم کو عام مسلمانوں کی اس عقیدت کا پتہ چل جاتا ہے جو ان کو اپنے رسول سے تھی۔

خیر اِس معاملہ کو انصاف پسند مسلمانوں کی عقل پر چھوڑتے ہوئے ہم پھر اسی سوال پر آتے ہیں کہ بارہ وفات کو مدح صحابہ سے کیا تعلق ہے۔ اور خاص طور سے یہ تزور کیوں دکھایا جا رہا ہے اگر حضرت ابوبکر کی روز وفات یہ دلچسپ مدح جھنڈوں کے سایہ میں گائی جاتی تو خیر کچھ تک بھی تھی۔ اگر حضرت عمر کی رحلت کے دن یہ مسرت آگیں نغمے بصورت جلوس لکھنؤ کی سڑکوں پر گائے جاتے تب بھی کچھ مناسبت پیدا ہو جاتی گو غم کے جلوس میں شادیانے بے موقع ہی کہے جاتے لیکن وفات رسول کے دن یہ بے ہنگام صدائیں بلند کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

افسوس ایک ایسا مہتم بالشان دن ایک ایسا جگر پاش اور حزن آگیں روز معصیت کیشی کے سیلاب میں یوں بیدردی سے خس و خاشاک کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ اللہ مسلمانوں پر رحم کرے۔ ہر قوم اپنے اپنے بزرگان دین کی وفات کے روز اظہار حزن و ملال کرتی ہے مگر مسلمان بجائے غم کی مجالس برپا کرنے کے غم کا جلوس نکالنے کے وہ ہڑبونگ مچا رہے ہیں کہ دنیا کانوں پر ہاتھ دھر رہی ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی روزمرہ تلاوت کرنے والے رسول کو رحمۃ للعالمین ماننے والے اِس غم کے دن میں خونخوار درندوں سے زیادہ خوفناک صورت بناکر خون کی ندیاں بہانے مرنے اور مارنے پر کمربستہ نظر آتے ہیں اور خوفناک خصومت کا مظاہرہ ہر سال کرتے نظر آتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی دشمنان اِسلام اِس نازک موقع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ اِسلامی جماعت کا شیرازہ جب اِسطرح منتشر دیکھتے ہیں تو اپنے پرائیویٹ جلسوں میں خوب خوب تمسخر اڑاتے ہیں یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن فرزندان توحید اپنی ہٹ دھرمی پر بدستور اڑے ہوئے ہیں۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ جو فرض آج تیرہ سو برس کے بعد پورا کیا جا رہا ہے اور جسکی بجا آوری کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ۔ غریب اِسلام خطرہ میں پڑ رہا ہے "آخر اِس سے پہلے کسی اور صدی میں اِس اہم فریضہ کی طرف کیوں نہیں توجہ کی گئی۔ ہندوستان اور دیگر ممالک میں صدیوں لگاتار اسلامی حکومت رہی اور حضرات اہلسنت کی حکومت رہی ہر زمانہ میں مذہب اہلسنت کے بڑے بڑے متعصب علما موجود رہے لیکن جو خبط اس زمانہ کے سنیوں کو ہو رہا ہے وہ ان کو کبھی نہیں ہوا۔ تیرہ سو برس کے اندر کوئی ایک زمانہ بھی ایسا نہیں آیا کہ مدح صحابہ کے یوں ڈھول بجائے گئے ہوں۔ یوں شاندار جلوس نکالے گئے ہوں۔ بنی امیہ کا زمانہ اِس بدعت سے خالی رہا۔ بنی عباس کا زمانہ خالی رہا۔ سلاطین مغلیہ کا زمانہ خالی رہا پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اب یہ غیر ضروری چیز لکایک مذہبی فریضہ کیسے بنکر نکل کھڑی ہوئی۔ مذہب والے اگر اِس چیز پر زور دیا ہوتا تو اس سے بہت پہلے اِس کا مظاہرہ کبھی نہ کبھی ہو چکتا۔ البتہ کانگریس کی حکومت نے مسلمانوں کے درمیاں پھوٹ ڈالنے اور ان کی متحدہ قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی دوست نما پالیسی سے لکایک یہ گدگدی چند مخصوص قسم کا دماغ رکھنے والے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کی اور ان کی حوصلہ افزائی کرکے وہ سیاہ کمیونک جاری کیا جو مسلمانوں کے حق میں انتہائی تباہ کن ثابت ہوا یہ جو کچھ ہوا مسلم لیگ کا متحدہ پلیٹ فارم توڑنے کے لئے ہوا۔ کانگریس کے ارباب حل عقد ایک بڑی حد تک اپنی اِس عیارانہ پالیسی میں کامیاب ہوئے لیکن ستم رسیدوں اور خدا پرستوں کی بددعاؤں کا غلیظ دھواں بہت جلد ان کے عارضی جاہ و جلال کے چاروں طرف چھا گیا اور جو کنواں انھوں نے دوسروں کے لئے کھودا تھا وہ اندھے بنکر خود ہی اس میں جا پڑے۔ بیس ہزار شیعوں کو جیل میں بھیجنے والے اب جیل کے اندر آہنی سلاخوں میں بند پڑے فریاد و آہ کر رہے ہیں ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجازت از در حق بہر استقبال می آید۔

پرستاران مدح صحابہ سے ہم کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ تم تعزیہ داری کو یہ کہکر بدعت بتایا کرتے تھے کہ زمانہ رسول و صحابہ و تابعین صحابہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا لیکن دیکھو اب وہی طمانچہ الٹ کر تمہارے منہ پر لگ رہا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ کسی زمانہ میں مدح صحابہ اِس طرح ہوئی ہے جس طرح بہ شکل جلوس تم لکھنؤ میں گاتے پھرتے تھے اگر ایسا کبھی نہیں ہوا تو اب تم کو اِس کا اقرار کرنا ہوگا کہ یہ بدعت ہے دیکھو۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔
ذرا انصاف سے کام لو ایک کام شیعہ کریں تو بدعت اور تم کرو تو حکم شریعت یہ ایک بام اور دو ہوا کا مضمون کیوں ہے دیکھو یہ بدعت جاری کرکے تم نے خود شیعوں کو اپنے اوپر ہنسوایا اور اپنے اس اعتراض کو جو برسوں سے شیعوں پر کرتے چلے آرہے تھے خود اپنے لئے طعن وطنز کا طوق بنالیا تم کہتے تھے تعزیہ دیکھنے سے عورتوں کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں کیونکہ یہ بدعت ہے لیکن اب ہم کو تم سے یہ پوچھنے کا حق ہے کہ مدح صحابہ کا جلوس دیکھنے سے تمہاری عورتوں کے نکاح کیوں نہیں ٹوٹتے کیا یہ چیز بدعت نہیں۔
دو سال لکھنؤ میں مدح صحابہ کا جلوس جیسا کچھ اہل لکھنؤ کے لئے بابرکت ثابت ہوا اس کو کون نہیں جانتا سیکڑوں برس سے اِس سرزمین پر یکم محرم سے ۸ ربیع الاول تک تعزیہ داری ہوتی چلی آرہی ہے۔ لیکن اس طولانی مدت میں ایک سال بھی اہل لکھنؤ کے لئے ایسا نہیں آیا کہ امن عامہ میں اِس درجہ خلل پڑا ہو کہ لوگوں کو وہاں زندگی بسر کرنی دوبھر ہوگئی ہو بلکہ محرم چہلم کی برکت سے وہاں کی مخلوق کو قسم قسم کے فائدے ہی ہوتے رہے لیکن جب سے مدح صحابہ کا نابرکت جھنڈا اِس سرزمین پر بلند ہوا مسلمانوں کا کیا ذکر ہندوؤں اور عیسائیوں تک کی عافیت تنگ ہوگئی۔ آئے دن لڑائی جھگڑے رہے۔ خون خرابے ہوئے۔ ہزارہا خلق خدا قید ہوئی کروروں روپیہ کا خون ہوا بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ سرکار کو علیحدہ پریشانی رعایا کو علیحدہ بے چینی پھر یہ وبال نہ صرف سرزمین لکھنؤ تک محدود رہا بلکہ تمام ہندوستان پر اس کا اثر پہنچا۔ تبرا ایجی ٹیشن اِسی کی بدولت ہوا بیس ہزار شیعہ اِسی کی نحوست میں ہندوستان کے مختلف مقامات سے داخل زندان ہوا۔ ہزارہا سنی اسی کی بدولت قیدی بنے غرضکہ اِس کی برکات کا کہاں تک شمار کرایا جائے۔ خیریت ہوئی کہ یہ وبا دو سال ہی تک رہی ورنہ نہ معلوم کیسے کیسے عظیم الشان حادثے پیش آتے اور نہ معلوم یہ اونٹ کس کل بیٹھتا۔
ہم کو اپنی عدل پرور اور انصاف پسند گورنمنٹ کا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے مسلمانوں کو ایک ہولناک تباہی سے بچانے کے لئے مدح صحابہ کا قصہ ہمیشہ کے لئے لکھنؤ سے کوتاہ کر دیا اور اس کی بدولت امن عامہ میں جو ہر سال خلل پڑنے کا اندیشہ تھا اس سے اپنی مسلمان رعایا کو بچالیا اگر مدح صحابہ کے پرستار احسان شناس اور معاملہ فہم ہوتے تو سرکار کی اِس امن پسند اور عدل نواز پالیسی کی قدر کرتے نہ دل سے شکریہ ادا کرتے لیکن افسوس کہ بجائے شکر گزار ہونے کے اپنی جاہلانہ ذہنیت کا اِس طرح مظاہرہ کر رہے ہیں کہ سول نافرمانی کرکے جیل خانوں کو بھر رہے ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ سرکار ہماری اکثریت سے مرعوب ہوکر پھر اجازت دیدے گی۔

ع - ایں خیال است و محال ست و جنوں -

اِس وقت جبکہ ہماری سرکار کو موجودہ جنگ کی وجہ سے انتہائی پریشانی کا سامنا ہو رہا ہے مسلمانوں کا فرض یہ تھا کہ اپنی متحدہ قوت سے گورنمنٹ برطانیہ کی ہر امکانی مدد کرتے اور صدیوں سے جس مبارک تاج کے سایہ میں انتہائی امن و امان کی زندگی ہر قسم کی آزادی کے ساتھ بسر کرتے چلے آرہے ہیں اِسکو غنیمت سمجھکر دامے درمے قدمے اور سخنے مدد کرنے کے لئے آمادہ رہتے مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وہ اِس معاملہ میں کانگریس کے ہم عقیدہ بنکر ہماری سرکار کی پریشانیوں میں اور اضافہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں آخر یہ کہاں کی وفاداری ہے جبکہ ہماری حکومت کو ہر طرح ہماری امداد کی ضرورت ہے ہم اس کے مخالف بنکر ملک کے اندر کچھ ایسی چپقلشیں پیدا کر دیں جو سراسر جہالت اور کج فہمی پر مبنی ہوں۔ پرستاران مدح صحابہ کے لئے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ اسوقت اپنے اِس ایجی ٹیشن کو

دیکر گھڑے ہوں اور سرکار برطانیہ کو اپنی اکثریت سے مرعوب بنانے کی ناکام کوششیں کریں۔ یہ گیدڑ بھبکیاں شیردلی کا دل لرزانے میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ سرکار کا یہ فرض تھا کہ وہ لکھنؤ میں امن وامان قائم و برقرار رکھنے کے لئے جلد از جلد اس قضیۂ نامرضیہ کا خاتمہ کردے جس نے دو سال سے لکھنؤ کی پبلک کو خصوصاً اور ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو عموماً ایک خوفناک پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔

دو سال جلوس نکل گیا۔ مدح خوانوں کے ارمان نکل گئے۔ مدح صحابہ جھنڈے پر چڑھ گئی۔ اگر ہوس است ہمیں بس است۔ اب اس قصہ کو ختم کردینا چاہیئے تھا۔ کاغذی ناؤ جتنی دیر پانی پر چل گئی غنیمت ہی سمجھو یہ چیز ایسی نہیں کہ ثبات و دوام کی صورت اختیار کرسکے برساتی کیڑے جتنے جلد پیدا ہوتے ہیں اتنے ہی جلد مر بھی جاتے ہیں کانگریس کی بدولت جو کچھ ہوگیا بس وہی بہت ہے اب زیادہ ہوس میں بجز ذلت و رسوائی اور کوئی فائدہ نہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عزاداری کے مقابلہ میں یہ چیز ہرگز نہیں آسکتی عزاداری کو شیعہ اپنے مذہب کا بہترین فریضہ اور اپنی زندگی کا اہم مقصد سمجھے ہوئے ہیں۔ پرستاران مدح صحابہ کے پاس وہ عقیدہ کہاں کہ شیعوں کی طرح اپنی جانی اور مالی قربانیاں انتہائی خلوص اور سچی عقیدت کے ساتھ پیش کرسکیں۔ عزاداری آج سے نہیں تیرہ سو برس سے برابر ہوتی چلی آرہی ہے اور اس کے باقی رہنے میں شیعہ بے شمار قربانیاں پیش کرچکے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں خدا کا تائیدی ہاتھ ان کی پشت پر ہے وہ ہمیشہ مخالفان عزاداری پر اسی ایزدی تائید کی بدولت غلبہ حاصل کرتے رہے ہیں۔ ایسے زمانوں میں جبکہ بیگناہ شیعوں کو دیواروں میں زندہ چنوادیا جاتا تھا اور ان کے خون کے گاروں سے عمارتیں بنائی جاتی تھیں جب یہ عزاداری بند نہ ہوئی تو اب اس تار عنکبوت سے جس کا نام مدح صحابہ ہے یہ چیز کہاں رکنے والی ہے۔ تعزیہ داری کا مقصد نہ جاہلانہ ہڑبونگ ہے نہ امن عامہ میں خلل اندازی نہ کشت وخون بلکہ نہایت خاموشی سے اخلاقی اور ایمانی تعلیم دینا ہے چونکہ عزاداران حسین کی بحمد اللہ نیت بخیر ہے اس لئے ہر موقع پر خدا و رسول اور آئمہ کی مدد کا شرف ان کو حاصل رہتا ہے۔

ہم کو اپنے ان نیکدل سنی بھائیوں کا شکرگزار ہونا چاہیئے جو قضیہ مدح صحابہ کو آغاز کار ہی سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ذریعہ سمجھتے رہے اور جنھوں نے اس معاملہ میں کبھی کوئی دلچسپی نہ لی بلکہ تحریراً و تقریراً اس کی مخالفت کرکے بند کرانے کی اس لئے کوشش کی کہ شیعہ اور سنی مل جل کر رہیں اور ان کے درمیان عداوت و نفاق کی زبردست خلیج حائل نہ ہو۔

حقیقت امر یہ ہے کہ ہندوستان میں شیعہ اور سنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے چاہے آپس میں کیسی ہی رنجشیں رہیں گی لیکن غیر مسلم اقوام کے مقابل پھر سب کے سب ایک ہوکر کامیابی کی کوشش کریں گے۔ جن کا خدا ایک رسول ایک قبلہ ایک کتاب ایک۔ رسم و رواج ایک طرز تمدن و معاشرت ایک۔ بقول شاعر

ایک خالق۔ ایک قرآں ایک امت اک رسول۔ ایک گلشن۔ ایک مالی۔ ایک ڈالی۔ ایک پھول
ہم نے مانا ہیں یہ دو ٹکڑے شکستہ جام کے
سنی شیعہ پھر بھی دونوں ہاتھ ہیں اسلام کے

ان کو انتہائی اتحاد و اتفاق سے رہنے کی ضرورت ہے نہ کہ اس طرح کہ دشمن ہنسیں اور ہماری کمزوری سے فائدہ اٹھائیں۔ مسلمانو! یہ زمانہ اسلام کیلئے بہت نازک ہے۔ غیر قومیں تم کو نیچا دکھانے کی کوشش میں ہیں وہ تمکو ذلیل کرکے اب ہندوستان میں رکھنا چاہتی ہیں وہ تمکو اپنے تمدن میں رنگ کر بصورت پرستار دیکھنا چاہ رہی ہیں۔ خدا کے لئے آنکھیں کھولو اور آپس میں اس طرح مل جل کر رہو جیسے دو بھائی رہتے ہیں۔ اتحاد و اتفاق میں تمہارا بھرم بنا رہے گا ورنہ یاد رکھو تباہ و برباد ہوجاؤ گے۔ جو مسلمان اسلامی پلیٹ فارم کو چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے ہیں وہ درحقیقت اسلامی جماعت کے دوست نما دشمن ہیں ان سے بہت زیادہ باخبر رہنے

کی ضرورت ہے وہ شیعہ و سنی کو آپس میں لڑا کر اسلامی قوت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تم ان کے دام فریب میں نہ آؤ اور آئندہ سنبھل کر قدم اٹھاؤ اور یہ قول اپنے دل پر نقش کر لو ؏ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

قصیدہ

در تہنیت ولادت باسعادت جناب امام زین العابدین علیہ السلام

از جناب منشی سید معجز حسین صاحب معجز سنبھلی اسسٹنٹ ماسٹر

کہاں ہے ساقی مہوش ادھر آ بزم رنداں میں ۔۔۔ بہار آئی بہار آئی بہار آئی گلستاں میں

ہمارا کام ہو پینے سے تیری بات رہ جائے ۔۔۔ کمی ہو جائے ساقی آج کچھ غمہائے پنہاں میں

کچھ ایسی تند ہو پیتے ہی میں بیہوش ہو جاؤں ۔۔۔ مگر اتنا کہے دیتا ہوں فرق آئے نہ ایماں میں

ثواب آخرت بخشے مجھے جس مے کی مے نوشی ۔۔۔ تلاطم جسکے ہر ہر گھونٹ پر ہو بحر عصیاں میں

نہ چونکوں ساقیا شور قیامت لاکھ چونکائے ۔۔۔ نشہ اترے تو اترے جس کا جاکر باغ رضواں میں

خدا کیواسطے دریا دلی سے کام لے ساقی ۔۔۔ نہ لگ جائے کہیں خست کا دھبہ تیرے داماں میں

وہی مے جسکو پی کر طور پر موسیٰ کو غش آیا ۔۔۔ رہے یوسف سلامت جسکو پی کر چاہ کنعاں میں

یہ تیرا دیر کرنا موت کا پیغام ہے گویا ۔۔۔ کرے کیا جب نہ طاقت صبر کی باقی ہو انساں میں

برابر آتی ہیں انگڑائیاں دل بیٹھا جاتا ہے ۔۔۔ غضب کی اب کھچاوٹ ہے ہر اک تار رگ جاں میں

پلا جلدی پلا ساقی کہ جاتا ہے مدینہ کو ۔۔۔ چھٹا معصوم آتا ہے امامت کے گلستاں میں

یہ آج اس کی ولادت باسعادت کی مسرت ہے ۔۔۔ لقب سجاد پایا جس نے مشکبو راہ عرفاں میں

تعجب سے یہ باہم قدسیاں عرش کہتے ہیں ۔۔۔ خدا کی شان آتی ہے نظر سب شکل انساں میں

خدا رکھے اسے مولود ہے یہ اس گھرانے کا ۔۔۔ کہا خود طیب و طاہر جسے خالق نے قرآں میں

یہ بچہ دیکھنا اک روز دنیا کو دکھا دیگا ۔۔۔ عبادت اس طرح عابد کیا کرتے ہیں زنداں میں

ہے اس جرار کا پوتا جسے بندے خدا سمجھے ۔۔۔ رہا پیش نبی جو جنگ کے ہر ایک میداں میں

انھیں کی آل کے فیض قدم سے ہو گئی رونق ۔۔۔ مدینہ ۔ کاظمین و سرہ من رائے و خراساں میں

خدا جانے میرے اعمال کیا کیا رنگ لائیں گے ۔۔۔ چھپا لیں حشر کے دن آپ ہی معجز کو داماں میں

تذکرۃ الانبیا

از جناب سید عبدالقائم آل محمد صاحب مہر جائسی - بی - اے

گزشتہ سے پیوستہ

سنہ ۱۸۵۵ ق م میں حضرت ابراہیم نے اپنی ایک اور شادی کی ۔ بیوی کا نام قتورہ تھا ان کے بطن سے زمران ، یقسان ، مدان مدیان ، اسباق اور سوخ پیدا ہوئے ۔ ان کی نسل بڑھی حضرت ابراہیم نے اپنے جیتے جی ایک رقم دیکر مشرق کیطرف بھیجدیا

حضرت ابراہیم کی وفات سنہ ۱۸۲۲ ق م میں حضرت ابراہیم نے اپنی کل املاک جناب اسحٰق کے سپرد فرمائی اور ۱۷۵ سال کی عمر میں نہایت آسودگی کیساتھ انتقال فرمایا (انا للہ و انا الیہ راجعون) اور اسحاق و اسمٰعیل نے مکفیلہ کے مغارہ میں حتی صحر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں جو ممرے کے آگے جبرون اور کنعان میں ہے سپرد خاک کیا ۔ اسحٰق بیرالحی رائی میں چلے گئے ۔

نسل اسمٰعیل ؑ اسمٰعیل کے پلوٹھے بنیت ۔ قیدار ۔ ادبئیل ۔ مبسام ۔ مسماع ۔ دومہ ۔ مشا ۔ حدر ۔ تیمہ ۔ اطور ۔ نفیس ۔ قدمہ ۔ بارہ لڑکے ہوتے جو مختلف بستیوں اور قلعوں کے رئیس اور جد خاندان ہوئے اسمٰعیل ۱۳۷ برس زندہ رہے ۔ اولاد اسمٰعیل کی حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راہ میں ہے جس سے اسور کو جاتے ہیں ۔ بستی تھی ان کا قطعہ زمین ان کے سب بھائیوں کے سامنے پڑا تھا ۔

نسل اسحاق اسحاق چالیس سال کے تھے کہ ان کی ربقہ سے شادی ہوئی ۔ ان سے عیسو اور یعقوب اسرائیل دو توام بچے پیدا ہوئے ۔ عیسو پہلے اور یعقوب بعد میں پیدا ہوئے ۔ عیسو نے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق یعقوب کے ہاتھ ایک خوراک کھانے کے عوض بیچ ڈالا ۔ عیسو شکاری تھا اور یعقوب خیمہ کے رہنے والے تھے ایک دن جناب اسحٰق کی خواہش پر جناب یعقوب اور عیسو دونوں نے جناب اسحٰق کی دعوت کی ۔ یعقوب کو دعائے اسحٰق سے پیغمبری اور عیساؤ کو سلطنت ملی ۔ عیساؤ کی نسل میں عرصہ دراز تک سلطنت رہی اور نسل یعقوب میں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیائے بنی اسرائیل پیدا ہوئے ۔ آخر عمر میں جناب اسحٰق کی بینائی چشم کم ہوگئی تھی ۔ حضرت ابراہیم کے بعد حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق دونوں پیغمبر ہوئے جو شخص حضرت اسحٰق کو خواب میں دیکھے دائم ہلاکت میں پھنس جائے لیکن جلد رہائی پائے ۔

نقل از توریت. تواریخ کی پہلی کتاب آیت ۱۷ تا ۲۱ بنی سام عیلام اور اسور اور ارفکشد ۔ لود ، آرام ۔ عوض حول جتر مسک ! اور ارفکشد سے سلح پیدا ہوا اور سلح سے عابر پیدا ہوا ۔ عابر کے دو بیٹے پیدا ہوئے پہلے کا نام فلج کیونکہ اس کے عہد میں زمین تقسیم کی گئی اور اس کے بھائی کا نام یقطان تھا ۔ یقطان سے الموداد ۔ سلف ۔ حصرمادت ۔ ارخ ۔ ہدورام ۔ اوزال ۔ وقلہ ۔ عیبال ۔ ابی ۔ ایل ۔ سبا اوفر ۔ حویلہ اور یوباب پیدا ہوا یہ سب بنی یقطان ہیں ۔

سام ۔ ارفکشد ۔ عابر ۔ فلج ۔ رعو ۔ شارح ۔ نحور ۔ تارخ ۔ ابراہیم ۔ بنی ابراہیم (اسحاق اور اسمٰعیل) یہ ان کا نسب نامہ ہے ۔ اسمٰعیل کا پلوٹھا نبیت اور قیدار ۔ ادبئیل ۔ مبسام ۔ مسمعا ۔ دوما ۔ مسا ۔ حد ۔ تیمہ ۔ طور ۔ نفیس ۔ قدمہ یہ بنی اسمٰعیل ہیں ۔

نوٹ ۔ مندرجہ بالا جملہ حالات عہد نامہ عتیق سے اقتباس کر کے لکھے گئے ہیں اب ہم حضرت ابراہیم کے حالات کتب سیر و تواریخ اسلامی کے مطابق انشاءاللہ آئندہ درج کرینگے ۔ مہر جائسی عفی عنہ

(باقی دارد)

گلہ از خاک نینوا

نوحہ۔ ازجناب محمد علی صاحب افسوس وکیل جاورہ اسٹیٹ مرسلہ سیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ رضویہ جارچوی۔

نہیں یہ کسی نے پوچھا کبھی خاک کربلا سے
تو فرات جانتی تھی یہ نبیؐ کے ہیں نواسے
مجھے کوفیو بتاؤ کہ قصور کیا تھا ان کا
تمہیں یہ قبول تو ہے کہ بصد ہزار منت
کئے قتل تم نے ان کے وہ حسین ننھے بچے
کیا پائے خون مسلم یہ عجب ہے مہمانی
انھیں ذبح کرکے بھی تو ہوا کلیجہ ٹھنڈا
نہ گرا فلک تو ان پر نہ ہوئی زمیں تو کیوں شق
جو نبی کے لاڈلے تھے جو شبیہ تھے نبی کی
جو نہ بچتے آہ عابد تو مٹی تھی نسل حیدر
وہ گزر چکی قیامت اور اب آئیگی قیامت
وہ مریض و غمزدہ تھے انھیں کیوں دمشق بھیجا

بچے پیاس کیا تھی خوں کی جو ملے تھے تمکو پیاسے
تجھے بخل آب کیونکر ہوا آل مصطفےٰ سے
جنھیں تم نے خود بلاکر کیا قتل ہے دغا سے
تھا حسین کو بلایا بڑے عجز و التجا سے
جو دل و جگر تھے ان کے جو تھے آل مرتضیٰ سے
انھیں اپنے گھر تھے لائے تمہیں دیکے دم دلاسے
کیا قتل عام ایسا جو سنا نہ ابتدا سے
ترے سینہ پر مٹے ہیں وہ نفوس بھوکے پیاسے
جو تھے لخت دل علی کے جو تھے بطن فاطمہ سے
یہ جہاں میں سلسلہ ہے اسی چشمہ بقا سے
تمہیں ظالمو بتادو کہ کہوگے کیا خدا سے
یہ ذرا تو پوچھو اپنی کبھی غیرت و حیا سے

بشر و شجر و حجر کیوں نہ کریں اب اس کا افسوس
نہ گلہ کریں وہ کیونکر کہو خاک کربلا سے

شیعوں کی اقتصادی کمزوری اور اسکا علاج

از مدیر

شیعہ اس وقت ایک بڑے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ہندوستان کی اکثریت رکھنے والی قومیں ان کے اقتصادی پہلوؤں کو انتہائی بیدردی سے دبانے کی کوشش کررہی ہیں۔ ہندوؤں کو ان سے اس لئے ہمدردی نہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور کانگریس کے ہم آواز نہیں۔ مسلمانوں کو ان سے اس لئے نفرت ہے کہ وہ شیعہ ہیں اور احرار پارٹی کی سیاسی پالیسی کے سخت مخالف ہیں۔ چونکہ ہندوستان میں ان کی تعداد بہ نسبت ہندوؤں اور سنی مسلمانوں کے بہت کم ہے لہذا کمزور سمجھکر ہر ایک اکثریت ان کو کچل دینے پر تلی بیٹھی ہے۔ ہر محکمہ میں اوّل تو ان غریبوں کی تعداد ہی بہت کم ہے اور جہاں کہیں دو چار ہیں وہ انتہائی کس مپرسی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور بڑی احتیاط سے کام کرنے کی ضرورت محسوس کررہے ہیں ملازمت کے دروازے ایک بڑی حد تک ان کے لئے بند ہیں۔ جائدادیں ان کی بہت کچھ تلف ہوچکی ہیں اور جو کانٹے پر کی اوس کسی کے پاس تھوڑی سی باقی ہے اس کے باقی رہنے کی امید نہیں۔ گھر گھر افلاس و تہیدستی کی دہائی مچی ہوئی ہے ایک کمانے والا ہے اور دس کھانے والے شریفوں کی اولاد جن کے گھر میں کبھی سب کچھ تھا اب زمانہ کی گردش سے انتہائی ذلت و پریشانی کی زندگی بسر کررہے ہیں [illegible]

کو ٹکڑا ہے نہ تن پر کپڑا ہر طرف جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں اور کوئی کوڑی کو نہیں پوچھتا محنت مزدوری کے عادی نہیں کہ نوکری اٹھا کر پھاوڑا چلا کر دو چار پیسے کما لائیں شریفوں کا خون رگوں میں ہے ذلیل کام کرنیکو دل بھی نہیں چاہتا وہ فقر و فاقہ میں مرنا گوارا کرتے ہیں لیکن ذلیل کام اختیار کرنا پسند نہیں کرتے حالانکہ حلال روزی جس طریقہ سے بھی پیدا کیجائے شرعاً اور عقلاً اس میں کوئی عیب نہیں اس کے علاوہ اگر کسی پیشہ کی طرف رجوع کریں تو غریبوں کو کوئی بتانے والا نہیں ارباب صنعت و حرفت جو عموماً سنی ہیں ان سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ وہ ان کے شریک ہنر بنکر دولت میں ان کے ہمسر ہو جائیں رہی تجارت اس کی طرف بھی ان کی توجہ بہت کم ہے غرض کہنے سے یہ ہے کہ کسب معاش کی تمام راہیں ان پر بند ہیں اور بہت زیادہ ایسی ہیں کہ خود انھوں نے اپنے اوپر بند کر رکھی ہیں۔

قومی دردمندوں کو قطعاً اس طرف توجہ نہیں۔ ارباب ثروت کو اپنے مشاغل میں اتنی فرصت کہاں کہ ان نادار افراد کی پست حالت کو درست کرنے کے لئے اپنا تھوڑا سا وقت اور اپنی دولت کا تھوڑا سا حصہ صرف کریں نتیجہ یہ ہے کہ قوم دم بدم تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے اور کوئی پرسان حال نہیں۔ بہت بڑا خوف اس امر کا ہے کہ کہیں یہ خوفناک حالت ہمارے مفلس بھائیوں کو دوسری قوموں میں جذب ہونے کی طرف راغب نہ کر دے ہماری مجالس میں اصول و فروع دین کے متعلق تو بڑی بڑی موثر تقریریں ہوتی ہیں لیکن ہمارے محترم واعظین و ذاکرین کبھی اپنے بیان کا زور اس طرف نہیں ڈالتے اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ لوگ توجہ سے اس ذکر کو نہیں سنتے اور اس موضوع پر کسی بیان کو بالکل غیر ضروری جانتے ہیں حالانکہ پیٹ اور روٹی کا سوال سب سے مقدم ہے مذہب کی ترقی کا بہت کچھ دار و مدار اہل مذہب کی مالی حالت کے درست ہونے پر ہے۔

حضرات یہ معمولی درد نہیں بلکہ اب یہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک آ گیا ہے کہ ہر فرد قوم اس سے متاثر ہو رہی ہے اور ہر شخص کی نگاہیں انتہائی بے چینی سے اس درد کا درمان تلاش کر رہی ہیں چونکہ راقم الحروف کے دل کو بھی یہ درد ایک مدت سے بے چین بنا رہا ہے اس لئے دل چاہتا ہے کہ دو چار مضمون اس خاص موضوع پر لکھکر اپنی قوم کے سامنے پیش کروں۔

آپ مجھ سے بہتر اس بات کو جانتے ہیں کہ دور حاضرہ میں حصول دولت کے بہترین ذریعے دو ہیں اول صنعت و حرفت دوسرے تجارت۔ دنیا میں آج جتنی متمول قومیں ہیں وہ انہی دو ذریعوں کی بدولت دولت و ثروت کے گنگا جمنی چبوتروں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہم ملازمت کا خبط سر سے نکال کر ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوں تو ہم کو دوسروں کی طرح کامیابی حاصل نہ ہو۔ ہمارے پاس بھی دل و دماغ ہے ہم بھی اوروں کی طرح ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ اس میدان میں دوسروں سے پیچھے رہیں۔ صرف صادق توجہ اور ہمت و استقلال کی ضرورت ہے نیز یہ کہ ہم میں باہم وہ غیر معمولی ہمدردی پیدا ہونی چاہیئے جو پیشہ وروں اور تاجروں کی ہمت افزائی کے لئے ضروری ہے۔ اگر ہماری قوم اس طرف متوجہ ہو جائے اور اپنے مقام پر یہ طے کر لے کہ جہاں تک ممکن ہوگا اپنی قوم ہی کے مصنوعات کو استعمال میں لائیں گے۔ اپنے قومی تاجروں ہی سے سودا خریدیں گے اپنے ہنرمندوں ہی سے اپنی ہر ضرورت کو پورا کریں گے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس ہمت افزائی اور ہمدردی سے یہ شوق بہت جلد ہماری قوم میں ترقی کر جائے گا اور پھر صنعتی و تجارتی راستے جلد از جلد ہمارے لئے کھل جائیں گے۔

ہم کو اس بارہ میں اپنے بھائی خوجوں اور بوہروں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے ان میں جو عموماً ثروت و تمول پایا جا رہا ہے (خدا اور زیادہ اس میں ترقی دے) اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ ان کو اپنے نادار افراد قوم سے خاص ہمدردی ہے وہ اپنے غریب بھائی کو کسی ایک چیز کی تجارت کرا دیتے ہیں اور پھر تمام قوم اس چیز کو اس کے سوا اور کسی کے یہاں سے نہیں خریدنی چاہے وہ کسی قیمت پر اس کے یہاں سے ملے یہ عمل کرنے سے چند ہی روز بعد اس غریب

کی عسرت دور ہو جاتی ہے اور اس کا کام ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔
ہر شہر میں بحمد اللہ ہماری کافی تعداد موجود ہے۔ اکثر مقامات پر ہماری صنعت و تجارت بھی ہے ان کو ابھارنے کیلئے ہم کو قومی ہمدردی درکار ہے۔ جہاں کہیں شیعوں کی دکانیں نہیں یا شیعہ صناع نہیں وہاں کوشش کر کے ان کی دکانیں کھلوانی چاہئیں۔ ان کو صنعت و حرفت کی طرف مائل کر کے ان کی صنعت کو فروغ دینے کی کوشش کر لی چاہیئے۔ یاد رکھیئے یہ زمانہ بہت نازک ہے اور اس سے زیادہ نازک دور آئندہ آرہا ہے اگر ہماری قوم نے اس میدان میں جلد از جلد قدم نہ بڑھایا تو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا ہوگا اور ہم فنا کے قریب آلگیں گے۔
مجھے حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ سے یہ سنکر بے حد مسرت ہوئی کہ فخر ملت جناب علامہ سید ظفر مہدی صاحب قبلہ جو اس وقت لاہور میں مقیم ہیں شیعوں میں تجارتی اسپرٹ پیدا کرنے میں انتہائی جد و جہد فرما رہے ہیں خداوند عالم علامہ موصوف کے اس ارادہ میں برکت عطا فرمائے اور ہماری قوم جلد از جلد تجارت کی طرف متوجہ ہو کر اپنی موجودہ افسوسناک حالت سے باہر نکلے۔ جو حضرات تجارت سے روزی پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ جناب مولانا سید ظفر مہدی صاحب قبلہ سے خط و کتابت کر کے ان کی موجودہ اسکیم کو معلوم کریں اور جو تجاویز وہ بیان فرمائیں اس پر عمل پیرا ہوں۔
اب اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ جابجا ہماری بستیوں میں ایسی انجمنیں قائم ہوں جو قوم کو صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف دامے درمے قدمے اور سخنے رہنمائی کر سکیں۔ اب قومی چندے خاص اس تحریک کے لئے ہونے چاہئیں۔ مقامی چندوں سے مقامی تاجروں اور پیشہ وروں کی مدد کرنی ضروری سمجھی جائے۔ بڑے بڑے شہروں میں مثلاً لکھنؤ۔ جونپور۔ الہ آباد۔ کانپور۔ لاہور۔ امروہہ وغیرہ میں صنعتی اسکول بھی کھولنے کی ضرورت ہے تاکہ بیکار افراد جلد از جلد باکار بن سکیں۔ تجارت کو ترقی دینے کے لئے اہل ثروت کی طرف سے کچھ ایسی کمپنیاں بنیں جو بڑے بڑے تجارتی اسٹور قائم کر کے غریبوں کو ایجنسیاں دے سکیں یا اجرت پر اپنا مال فروخت کرا سکیں۔ مجھے اپنی قوم کے دردمندوں سے یہ امید ہے کہ وہ اس بارہ میں اپنی اپنی تجاویز اخبار و رسائل کے ذریعے سے قوم کے سامنے پیش کریں گے تاکہ جو صورت سب سے زیادہ مناسب ہو وہ اس بارہ میں اختیار کیجائے۔ خدا کرے کہ جلد کوئی عملی صورت ایسی نکل آئے کہ ہماری یہ ناداری دور ہو جائے۔ حضرات اب صرف کہنے کا وقت نہیں بلکہ کرنے کا وقت ہے۔ کسی نہ کسی تجویز کو پیش نظر رکھکر جلد از جلد عملی پروگرام ہم کو مرتب کر لینا چاہیئے وما علینا الا البلاغ۔ الداعی الی الخیر۔ النور نقوی مدیر نور

شمع ہدایت کے پروانے

بعض حضرات نے بذریعہ خطوط معلوم کیا تھا کہ دینی کہانیاں حصہ ششم المعروف بہ شیعہ اصحاب رسول کب تک تیار ہوگی چونکہ علیحدہ علیحدہ خطوط کا جواب دینے میں صرفہ زیادہ ہوگا اس لئے ہم بغرض اطلاع مومنین درج نور کرتے ہیں کہ ایک سو شیعہ اصحاب رسول کے حالات زندگی دینی کہانیاں حصہ ۶ کی صورت میں شائع ہو گئے (مرتبہ حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ) جو صاحب چاہیں طلب فرما سکتے ہیں۔ حقیقتاً یہ کتاب ایمان میں جلا پیدا کرنے والی ہے اور اس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی اسلام کے سچے فدائی اور رسول کے حقیقی جاں نثار کون لوگ تھے اس کتاب کا مقدمہ کتاب کی جان ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ صحابی کے کیا معنی ہیں اور ان کی خصوصیات کیا ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو اس لقب کے واقعی مستحق ہو سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲ ؍ شمیم بکڈپو مراد آباد سے طلب فرمائیے۔

مالک اشتر

منقول از دینی کہانیاں حصہ ششم (شیعہ اصحاب رسول)

ان کا لقب اشتر ہے ۔ بڑے بہادر اور جانباز سپاہی تھے ۔ مرغ اتنے جلد دانہ نہیں چنتا جتنے جلد یہ میدان سے سپاہیوں کو صاف کر دیتے تھے ۔ ایک بار طرماح بن عدی امیر المومنین علیہ السلام کے قاصد بنکر معاویہ کے پاس گئے انھوں نے کہا علی سے کہدینا کہ میں نے باجرہ کے دانوں کی طرح لشکر جمع کیا ہے اور بہت جلد جنگ کے لئے آرہا ہوں ۔ جناب طرماح نے جواب میں کہا حضرت علی کے پاس ایک مرغ ہے جس کا نام اشتر ہے وہ ان تمام دانوں کو اپنے نیزہ کی چونچ سے دم بھر میں چن ڈالیگا ۔ معاویہ یہ جواب سنکر بہت شرمندہ ہوا!

خلاصۃ الاقوال میں ہے کہ مالک اشتر نہایت جلیل القدر اور عظیم المرتبت انسان تھے ۔ امیر المومنین علیہ السلام سے ان کو بڑا خلوص تھا لکھا ہے کہ جب اِن کی وفات کی خبر حضرت علی نے سنی تو بے حد ملول ہوئے اور فرمایا مالک میرے لئے ایسے تھے جیسے میں رسولخدا کے لئے تھا اور کتاب ابن داؤد میں ہے کہ مالک کی خبر وفات سنکر حضرت علی نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ مَالِکاً وَ مَا مَالِکاً لَوْ کَانَ صَخْراً لَکَانَ صَلْداً وَ لَوْ کَانَ جَبَلاً لَکَانَ فِنْداً وَ کَانَّہٗ قُدَّ مِنِّی قَدّاً (یعنی مالک پر جو دشمن کو ہلاک کرنیوالا تھا اللہ رحم کرے اگر وہ پتھر ہوتا تو بڑا سخت اور اگر پہاڑ ہوتا تو بڑا بلند اور شاندار ۔ اِس کی خبر مرگ نے میرے جسم کو کاٹ ڈالا اور میری کمر کو توڑ ڈالا) لکھا ہے کہ قتل عثمان میں مالک اشتر بھی دیگر حضرات کے ساتھ شامل تھے جب یہ عثمان کو قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گھسے تو دیکھا وہ تنہا ہیں اور کوئی ہتھیار پاس نہیں مالک نے ایسی حالت میں قتل کرنے سے شرم کی اور پلٹ آئے ۔ مسلم بن کثیر کوفی نے آواز دیکر کہا کیوں مالک قتل نہ کر سکے اور پاس جاتے ہی ڈر گئے ۔ مالک نے فرمایا ڈرا نہیں بلکہ تنہا اور نہتے پر تلوار اٹھاتے شرم آئی ۔

کتاب کامل بہائی میں ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام اصحاب جمل سے لڑنے کی طرف متوجہ ہوئے تو ابوموسی اشعری کو آپ نے ایک خط لکھکر اپنی مدد کے لئے بلایا اور محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کے ہاتھ وہ خط بھیجا ابوموسی نے مدد سے انکار کر دیا اور محمد بن ابی بکر نے اِس انکار پر اس کو بہت سخت سست کہا ۔ اِس کے بعد ہاشم بن عتبہ دوسرا خط لیکر پہنچے جس کا مضمون یہ تھا " اے اہل کوفہ تم کو معلوم ہے کہ سب سے پہلے خلافت میرا حق تھا لیکن میں تفرقہ امت کے خوف سے خاموش رہا بس اب کہ مہاجرین و انصار نے مجھ سے بیعت کر لی ہے تم کو چاہیئے کہ میری مدد سے پہلوتہی نہ کرو " اِس کے بعد آپ نے تیسرا خط امام حسن اور عمار یاسر کے ہاتھ بھیجا ابوموسی بدستور جما رہا یہاں تک کہ عمار یاسر اور اس کے درمیاں بہت کچھ سخت کلامی ہوئی جب اہل کوفہ کا حال جناب امیر علیہ السلام کو معلوم ہوا تو عبداللہ بن عباس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ سے کوئی ہماری مدد کو نہ آئے گا ۔ مالک نے جب یہ کلام عبداللہ سے سنا تو عرض کی یا امیر المومنین میں اہل کوفہ کی عادت کو جانتا ہوں آپ مجھے جانے کی اجازت دیجئے میں ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر لے آؤنگا ۔ پس حضرت سے اجازت لیکر مالک کوفہ آئے اور جناب امیر علیہ السلام کے فضائل و مناقب ان لوگوں کے سامنے بیان کئے پھر ان کو آنحضرت کی نصرت پر توجہ دلائی اور ان سے کہا کہ اگر ابوموسیٰ یہاں منبر پر کچھ بیان کرنا چاہے تو ٹانگ پکڑ کر نیچے کھینچ لو اور مسجد سے نکال دو الغرض مالک کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ بارہ ہزار آدمی کوفہ سے حضرت علی کی نصرت کے لئے چل کھڑا ہوا ۔

روضۃ الصفا میں ہے کہ جنگ جمل میں مالک نے تین مرتبہ اس گروہ پر حملہ کیا جو عائشہ والے ناقہ کے پاس حفاظت کو کھڑا تھا اور ہر مرتبہ عائشہ کے اونٹ کا ایک پیر کاٹ آئے ۔ فتوح ابن اعثم کوفی میں ہے کہ جنگ جمل کے آخر

روز جب دونوں لشکر حسب معمول میدان میں آئے اور صفوں کو درست کیا۔ عائشہ ہودج میں بیٹھیں اور ان کے اونٹ کو لشکر کے سامنے لایا گیا لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی اس روز اتنے لوگ مارے گئے کہ زمین سرخ ہو گئی۔ مالک نے اس روز غیر معمولی شجاعت کے جوہر دکھائے بےشمار دشمنوں کو قتل کیا یہاں تک کہ ناقہ عائشہ کے قریب جا پہنچے ابن زبیر نے ڈانٹ کر کہا او دشمن خدا ذرا ٹھہر جا کہ میں بھی تجھے اپنی بہادری کا تماشہ دکھاؤں یہ کہکر نیزہ کا وار مالک پر کیا مالک نے خالی دیکر کہا شیروں پر شغالوں کا وار نہیں چلتا پھر ایک تلوار ایسی ماری کہ ابن زبیر گھوڑے سے گر پڑا یہ اس کے سینہ پر سوار ہو گئے ابن زبیر نے بہت چاہا کہ مالک کے چنگل سے رہائی مل جائے مگر ممکن نہ ہوا باوجودیکہ مالک تین روز کے فاقہ سے تھے کیونکہ بیماری کی وجہ سے کوئی غذا نہ کھائی تھی۔

فتوح اعثم کوفی میں ہے کہ جب جنگ صفین نے طول پکڑا اور جناب عمار یاسر شہید ہو گئے تو جناب امیر علیہ السلام خود کارزار کی طرف متوجہ ہوئے۔ مالک نے اپنے رشتہ داروں سے کہا اے اہل مذحج اگر تم رضائے خدا کے لئے لڑنے نکلے ہو تو اب تک تم نے اپنے عمل سے خدا کو خوش نہیں کیا آج لڑنے کا دن ہے بہادری کے جوہر دکھاؤ یہ کہکر مع اپنے قبیلہ کے حملہ کیا اور اس زور کا حملہ کیا کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا صبح سے ظہر تک برابر مالک کی تلوار چلتی رہی۔

ابن ابی الحدید مدائنی نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھاکر یہ کہے کہ علی کے سوا خدا نے عرب و عجم میں مالک جیسا بہادر پیدا نہیں کیا تو میرا خیال یہ ہے کہ اس قسم سے گناہ لازم نہ آئے گا۔ کسی نے مالک کے بارہ میں کیا اچھا کہا ہے کہ میں اس کی کیا تعریف کروں اس کی حیات نے اہل شام کو شکست دی اور ممات نے اہل عراق کو بس اس کی تعریف میں حضرت علی نے خوب فرمایا ہے کہ میرے لئے ایسا ہی تھا جیسا کہ میں رسولخدا کے لئے۔

صفین میں لیلۃ الہریر کے پہلے دن مالک اشتر نے اتنی جنگ کی کہ نماز میں سجدہ کا موقع نہ ملا صرف تکبیروں پر اکتفا کی لکھا ہے کہ اس روز صرف مالک اشتر کی تلوار سے کئی ہزار آدمی قتل ہوئے وہ شیر غضبناک کی طرح دشمن کے لشکر پر ہر طرف حملہ کرتے تھے ان کے قبیلہ کا جو سپاہی ذرا سی سستی کرتا تھا اس کو سختی سے ڈانٹتے تھے اور کہتے تھے یہی دن خدا کی راہ میں جان دینے کا ہے۔

مالک اشتر شجاعت کے ساتھ زیور عقل و خرد سے بھی آراستہ تھے زہد و فقر کی صفت بھی ان میں پائی جاتی تھی لکھا ہے کہ ایک روز فقیرانہ لباس پہنے بازار کوفہ سے گزر رہے تھے ایک بازاری آدمی دکان پر بیٹھا تھا اس نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے تھوڑی سی سبزی ان کی طرف پھینکی مالک نے حلم سے کام لیا اور اس سے کچھ نہ کہا خاموش وہاں سے گزرتے ہوئے چلے گئے ایک شخص جو مالک کو پہچانتا تھا اس بازاری سے کہنے لگا کم بخت تو جانتا بھی ہے کہ یہ کون شخص تھا جس کی تو نے توہین کی اس نے کہا میں نہیں جانتا وہ بولا یہ مالک اشتر صحابی رسولؐ تھے یہ سنتے ہی وہ شخص تھر تھر کانپنے لگا اور مالک اشتر کے پیچھے روانہ ہوا تاکہ معافی مانگے لیکن مالک مسجد میں پہنچکر نماز میں مشغول ہو گئے تھے یہ شخص دیر تک وہاں ٹھہرا رہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کے پیروں پر گر پڑا انھوں نے اس کا سر اٹھاکر پوچھا ایسا کیوں کر رہا ہے اس نے معافی مانگ کر کہا میں آپ کو پہچانتا نہ تھا مالک نے کہا جا تیرا کوئی قصور نہیں بخدا میں مسجد میں اس لئے آیا ہوں کہ خدا سے تیرے لئے استغفار کروں۔ یہ سب صفات مالک میں امیر المومنین علیہ السلام کے فیض صحبت سے پیدا ہوئیں۔

لکھا ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے مالک کو مصر کا حاکم بناکر بھیجا تو راہ میں عثمان کے ایک غلام نے ان سے ملاقات کی اور شہد میں زہر ملاکر دیدیا اس کے اثر سے اسی مقام پر انتقال فرمایا صاحب معجم البلدان نے لکھا ہے کہ یہ شخص معاویہ کا بھیجا ہوا تھا جب معاویہ کو مالک کے مرنے کا حال معلوم ہوا تو بیحد خوش ہوا اور کہنے لگا اِن اللہ جنوداً من عسل (اللہ کا ایک لشکر شہد میں ہے) مالک کی لاش وہاں سے مدینہ لائی گئی۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

شیعہ مشاہیر

حالاتِ شیخ الرئیس بوعلی سینا

ازجناب شادؔ صاحب مخبر نور

شیخ الرئیس ابوعلی عبداللہ بن سینا قدس سرہٗ۔ اکابر علمائے اسلام اور اعاظم فلاسفہ اعلام میں سے ہیں ان کے پدر بزرگوار بلخ کے حکماء میں سے تھے اور اسماعیلیہ فرقہ کے شیعہ تھے۔ امیر نوح بن منصور سامانی کے عہد میں بلخ سے بخارا آئے اور امیر مذکور کے ملازم ہوگئے یہیں شیخ ابوعلی سینا پیدا ہوئے دس سال کی عمر میں پورا قرآن حفظ کرلیا اور بہت سے علوم دینیہ اور فنون ادبیہ میں ماہر بن گئے پھر علم منطق ابوعبداللہ ناتلی سے جو اس زمانہ کے نامور فضلا میں سے تھے حاصل کیا بہت تھوڑی مدت میں اس علم میں فارغ التحصیل ہوگئے اور بطور خود منطق و حکمت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے لگے ۱۸ برس کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کرلی۔ تذکرہ دولت شاہی میں ہے کہ بارہ سال کی عمر میں انھوں نے علمائے بخارا سے مناظرہ کیا اور ان پر غالب آئے۔ تاریخ الوزرا میں ہے کہ جس زمانہ میں شیخ بخارا میں تحصیل علم کررہے تھے امیر نوح ایک ایسے ہولناک مرض میں مبتلا ہوئے کہ تمام علاج سے عاجز آگئے آخر شیخ نے ان کا علاج کیا اور امیر کو شفا حاصل ہوگئی۔ طب میں یہ کمال دیکھکر امیر مذکور نے ان کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ اسی زمانہ میں شیخ نے بخارا کے اس کتب خانہ کا مطالعہ کیا جس میں بڑی بڑی پرانی کتابیں جمع تھیں اور اس کی مثل کوئی دوسرا کتبخانہ تھا ہی نہیں ان کتابوں کے مطالعہ سے شیخ کو بڑا فائدہ حاصل ہوا اتفاقاً اسی زمانہ میں وہ کتب خانہ جل گیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیخ نے خود جلا دیا تھا تاکہ جن علوم کی کتابیں وہاں تھیں وہ نابید ہوجائیں اور شیخ ان علوم کی نسبت اپنی طرف دے لیکن اس بدگمانی کا کوئی ثبوت نہیں اس کے بعد شیخ نے تصنیف کا کام شروع کیا۔

جب شیخ کی عمر ۲۲ سال کی تھی ان کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوگیا اور دولت سامانیہ پر زوال آگیا شیخ وہاں سے خوارزم چلے آئے چونکہ محمود غزنوی کے کان میں لوگوں نے یہ بات ڈالدی تھی کہ شیخ ابوعلی شیعہ ہیں لہذا تعصب کی بنا پر وہ ان کی جستجو میں رہنے لگا اپنے بعض ملازم اس نے شیخ کی تلاش میں خوارزم میں بھیجے شیخ کو جب اس کی اطلاع ہوئی فوراً شہر خوارزم سے اس بیابان میں چلے گئے جو خوارزم اور ابیورد کے درمیان ہے مدتوں بیچارے اس میں پریشان حال پھرتے رہے آخرکار مجبور ہوکر وہاں سے نکلے اور امیر قابوس بن وشمگیر کی خدمت میں جو سلاطین شیعہ میں سے تھے اور جرجان پر حکومت کررہے تھے پہونچے قابوس نے شیخ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ان کی دلجوئی میں

کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا یہاں شیخ نے بڑے بڑے معرکۃ الآرا علاج کئے بدقسمتی سے کچھ روز بعد جب قابوس گرفتار ہو گئے تو شیخ پھر بحال پریشاں جرجان سے نکلکر چلے اور منزلیں مارتے بحال تباہ دار المومنین رَے میں پہونچے اس زمانہ میں ملکۃ الزماں سیدہ زوجہ فخرالدولہ بن بویہ اور ان کے بیٹے مجدالدولہ کی شیعہ نوازی کا چرچا دور دور تھا۔ شیخ وسائل تلاش کرکے سیدہ کی خدمت میں پہونچ گئے انھوں نے شیخ مذکور کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور امید سے زیادہ قدر دانی کی۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں مجدالدولہ مرض مالیخولیا میں مبتلا ہو گئے شیخ نے ان کا ایسا علاج کیا کہ چند ہی روز میں شفا ہو گئی یہیں رہکر انھوں نے کتاب معاد مجدالدولہ کے نام سے لکھی بادشاہ نے اس کا بہت بڑا صلہ دیا جب مجدالدولہ کی سلطنت پر زوال آیا اور خبر ملی کہ سلطان محمود ادھر آنے کا قصد رکھتا ہے تو شیخ بیچارے پھر گھبرا کر بھاگے اور رے سے قزوین آئے یہاں شمس الدولہ برادر مجدالدولہ نے جو حاکم ہمدان تھے شیخ کو اپنے پاس رکھ لیا اور جب غیر معمولی ذہانت و ذکاوت کا حال معلوم ہوا تو ان کو اپنا وزیر بنالیا بعض اوقات خزانہ خالی ہونے کی وجہ سے شیخ کو لشکر والوں سے سخت تکلیف اٹھانا پڑتی تھی آخرکار اس عہدہ سے استعفا دینا پڑا۔

جب شمس الدولہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا تاج الدولہ تخت نشین ہوا تو اس نے پھر شیخ سے وزارت قبول کرنیکی درخواست کی لیکن انھوں نے منظور نہ کیا۔ چونکہ بعض ارکان دولت شیخ سے بہت زیادہ حسد کرنے لگے تھے اس لئے ان کی صحبت سے رنجیدہ ہو کر شیخ نے امیر علاء الدولہ والی اصفہاں کو جو سیدہ مادر مجدالدولہ کا خالہ زاد بھائی تھا ایک پوشیدہ خط لکھا اور اس میں اس طرف آنے کا قصد ظاہر کیا اور اسی رنجش کی بنا پر وہ ہمداں کے ایک امیر آدمی کے گھر میں پوشیدہ ہو کر کتاب شفا کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ ہر روز پچاس ورق بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے لکھ لیتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح اس کتاب کی تمام طبیعات والہیات کو لکھ ڈالا جب تاج الدولہ کو یہ معلوم ہوا کہ شیخ نے علاء الدولہ کو خفیہ خط بھیجا تھا تو بہت رنجیدہ ہوا اور شیخ کی جستجو کرنے لگا آخر ایک دشمن نے وہ جگہ بتادی جہاں شیخ پوشیدہ تھے تاج الدولہ نے ان کو گرفتار کراکے ہمدان کے قلعہ میں قید کر دیا چار ماہ تک بیچارے وہاں رہے کتاب ہدایہ اور رسالہ حی بن یقظان اور کتاب قولنج وہیں تالیف فرمائی جب علاؤالدین نے ہمدان پر چڑھائی کی تو تاج الدولہ اسی قلعہ میں پناہ گزیں ہوا جہاں شیخ مقید تھا علاؤالدین کے اصفہان واپس ہونے کے بعد جب تاج الدولہ ہمدان آیا تو شیخ کو اپنے ساتھ لیتا آیا شیخ نے ایک سید علوی کے مکان میں قیام کیا اور کتاب منطق شفا کی تصنیف میں مشغول ہوئے اس کے بعد اصفہان کا ارادہ کرکے اپنے بھائی محمود اور بعض شاگردوں کے ساتھ صوفیہ کے لباس میں چل دئے جب اصفہان کے قریب پہونچے تو شیخ کے دوستوں اور امیر علاؤالدین کے ارکان سلطنت نے بڑا تپاک استقبال کیا اور بڑا گرانقدر خلعت شیخ کے سامنے پیش کیا شیخ اور اس کے ساتھیوں نے اظہار تشکر و امتنان کرکے ایک رئیس کے یہاں قیام کیا بادشاہ کے حکم سے آرام و آسائش کی تمام چیزیں شیخ کے لئے مہیا کر دی گئیں۔

جب امیر علاء الدین کے دربار میں بغرض ملاقات گئے تو امیر نے وہی تعظیم و تکریم کی جو شیخ کی لائق شان تھی۔ یہ طے پایا کہ ہر شب جمعہ کو شیخ اور تمام علمائے اصفہان ایک خاص مجلس میں جمع ہوا کریں اور وہاں علمی مباحث ہوں۔ شیخ نے اصفہاں کے زمانہ قیام میں کتاب شفا کو پورا کیا اسی عرصہ میں "حکمت علائی" ایک اور کتاب لکھکر امیر علاء الدین کے نام سے موسوم کی۔ امیر موصوف شیخ کے کمالات کا عاشق تھا اور اس کی دلجوئی و خاطرداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا لکھا ہے کہ شیخ ہر شب جمعہ کو علاء الدین کی مجلس میں تشریف لاتے تھے تمام علمائے اصفہان بھی بلائے جاتے تھے شیخ وہاں تقریر فرماتے تھے اور وہ سب لوگ بغرض حصول فائدہ اسکو بڑی توجہ سے سنتے تھے۔

سنہ ۴۲۰ھ میں محمود غزنوی اور اس کا بیٹا مسعود عراق کی طرف آئے اس وقت شیخ مذکور علاء الدین کی وزارت کے فرائض انجام دے رہے تھے بادشاہ اور وزیر دونوں پر محمود کا رعب ایسا غالب آیا کہ فوراً وہاں سے شاپور کی طرف چلدئے جب سلطان محمود نے وہاں سے مراجعت کی تو وہاں کی حکومت اپنے بیٹے مسعود کی سپرد کی علاء الدین نے

بہت سے تحفوں کیساتھ اپنے بیٹے کو سلطان مسعود کے پاس بھیجا مسعود کو اس کی یہ عاجزی پسند آئی اور اصفہان کی حکومت پھر اسے بخشدی چند روز کے بعد علاء الدین نے بجائے نیابت مسعود بالاستقلال حکومت کا ارادہ کیا جب مسعود کو اس کا پتہ چلا تو ایک بڑا لشکر لیکر اصفہان کی طرف بڑھا علاء الدین مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ کھڑا ہوا اس کی بہن مسعود کے ہاتھ لگی شیخ ابو علی نے اس خیال سے کہ ناموس علاء الدین کی بیحرمتی نہ ہو مسعود سے کہا۔ علاء الدین کی بہن آپ کی کفو ہے اسکو اپنے حبالۂ عقد میں لے آیئے اس کے بعد علاء الدین کو دوبارہ اصفہان لینے کا خیال نہ پیدا ہوگا۔ مسعود کو یہ بات پسند آئی اور نکاح کر لیا اس کے بعد سنا کہ علاء الدین مقابلہ کی تیاریاں کر رہا ہے اس خبر کو سنکر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی علاء الدین کو پیغام بھیجا کہ تیری بہن کو اپنے لشکر کے رندوں اور اوباشوں کے حوالے کردونگا علاء الدین نے شیخ ابو علی سے کہا کہ اس بات کا جواب لکھو۔ شیخ نے سلطان مسعود کو لکھا کہ یہ عورت علاء الدین کی بہن اور تیری مدخولہ بی بی ہے اگر تو نے طلاق دیدی تو تیری ہی مطلقہ کہلائیگی۔ عورت کے معاملہ میں بدنامی شوہر کو ہوتی ہے نہ کہ بھائیوں کو۔ سلطان اس جواب سے بے حد متاثر ہوا اور خواہر علاء الدین کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے بھائی کے پاس بھیجدیا۔

سلطان محمود کے مرنے کے بعد سلطان مسعود خراسان کی طرف آیا اور ابو سہل حمدونی کو عراق کا حاکم بنایا علاء الدین اور ابو سہل کے درمیان سخت جنگ ہوئی علاء الدین شکست کھا گیا اب ابو سہل داخل اصفہان ہوا اور لوٹ مار مچادی۔ اسی گڑبڑی میں شیخ کا سامان اور تمام کتابیں بھی غارت ہوگئیں دوسری بار علاء الدین پھر اصفہان کی تسخیر کے ارادہ سے اٹھا اور آخرکار اسکو فتح کرکے پھر قابض ہوگیا۔

چونکہ شیخ برابر علاء الدین کے ساتھ ساتھ رہے اور بہت زیادہ سفر کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں اس لئے نتیجہ یہ ہوا کہ بیمار ہوگئے جبکہ علاء الدین اپنے ملک کے ایک دشمن سے لڑ رہا تھا یکایک شیخ درد قولنج میں مبتلا ہوئے چونکہ اطمینان لصیبۃ تھا اور جلد صحت حاصل کرنے کی ضرورت بھی اس لئے شیخ نے ایک روز میں اٹھ مرتبہ پے در پے حقنہ لیا جس کی وجہ سے بعض آنتوں میں زخم پیدا ہوگیا اسی حالت میں علاء الدین نے بسرعت تمام وہاں سے کوچ بول دیا اسی سفر میں صرع کا عارضہ جو کبھی کبھی درد قولنج کی وجہ سے پیدا ہو جایا کرتا ہے شیخ کو عارض ہوگیا اس کا علاج ہو رہا تھا کہ کسی غلام نے از روئے نمک حرامی سنرو دیطوس میں جو شیخ مرع کے لئے کھایا کرتے تھے تھوڑی سی افیون ملادی اس کے کھاتے ہی شیخ کی حالت غیر ہوگئی وہاں سے ان کو اصفہان لائے ضعف اس درجہ غالب ہوگیا تھا کہ کھڑے ہونے کی تاب نہ تھی بڑی کوششوں کے بعد جب کچھ چلنے پھرنے کی طاقت آئی تو علاء الدین کی بارگاہ میں پہونچے اتفاقاً علاء الدین اسی روز ہمدان کے ارادہ سے کوچ کرنے والا تھا اس نے باصرار تمام شیخ کو اپنے ساتھ لے لیا راستہ میں مرض نے پھر عود کیا۔ ہمدان پہنچتے پہنچتے حالت بہت خراب ہوگئی کسی علاج سے فائدہ کی صورت نظر نہ آئی آخرکار وہیں انتقال فرمایا اور ہمدان میں دفن ہوئے۔

سرکار نجم العلماء تبلیغی فنڈ

سرکار مرحوم کی شاندار یادگار ہندوستان میں قائم کرنا قوم شیعہ کا اہم فریضہ ہے

راقم الحروف رسالہ نور ماہ اپریل میں بسلسلہ وفات حسرت آیات سرکار نجم العلماء مرحوم و مغفور یہ عرض کر چکا ہے کہ سرکار مرحوم نے قوم شیعہ کی جو اہم تبلیغی خدمات انجام دی ہیں ان کا اقتضا یہ ہے کہ ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے شیعہ ملکر

کوئی ایسی شاندار یادگار قائم کریں جو سرکار مرحوم و مغفور کی شایان شان ہو۔ میری تجویز یہ ہے کہ اِس اہم خدمت کے لئے چند مقتدر ہستیوں کا ایک ایسا وفد بنایا جائے جو ہندوستان اور بیرون ہندوستان کا دورہ کرکے اِس اہم یادگار کے لئے ایک معقول فنڈ جمع کرسکے۔ اِس وفد کے ممبر ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو اپنا کافی وقت آسانی سے اِس کام میں صرف کرسکیں اگر ایک گروہ اتنا زیادہ وقت نہ دے سکے تو یکے بعد دیگرے مختلف جماعتوں سے اِس مقصد کو پورا کیا جائے اِس وفد کے ممبر صرف وہی حضرات بنائے جائیں جو بخوشی اپنی خدمات کو آنریری طور پر پیش کریں اور قوم کو ان کی دیانت و حسن خدمت وغیرہ پر پورا پورا اعتماد ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جناب سرکار مرحوم کو شیعہ تبلیغ سے خاص دلچسپی تھی چنانچہ اِس کا ثبوت مدرسۃ الواعظین کا قیام ہے لہٰذا بہترین صورت یادگار کی یہی ہوسکتی ہے کہ اِسی مدرسۃ الواعظین کو ترقی دیکر اِس حد تک پہونچایا جائے کہ ہماری تمام تبلیغی ضرورتیں دورِ حاضرہ کے لحاظ سے پوری ہوسکیں۔ اِس میں عربی و فارسی وغیرہ کے علاوہ انگریزی، گجراتی، ہندی، سنسکرت اور فرینچ وغیرہ زبانوں کی تعلیم کا بندوبست بھی اعلیٰ پیمانہ پر کیا جائے۔ علوم جدیدہ کی تعلیم کا بھی انتظام ہو تاکہ اِس مدرسہ سے تعلیم پاکر نکلنے والے واعظین ہر قوم و ملت پر اپنے مذہب کی تبلیغ بے روک ٹوک کرسکیں۔ چونکہ اِس وقت نور کے صفحات میں زیادہ گنجائش نہیں لہٰذا صرف اِسی قدر تحریر پر اکتفا کیجاتی ہے انشاء اللہ آئندہ اِس خاص تحریک کے متعلق مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ خادم قوم و ملت (ادیب اعظم) سید ظفر حسن

حصہ پنجم تیرہ سو برس کے شیعہ سلاطین کے حالات ۱۴ر
حصہ ۶ شیعہ اصحاب رسول کے حالات ۔ ۱۲ر
سرفروشان ملت۔ شیعوں کے مذہبی کارنامے اور تیرہ سو برس کی جانی و مالی قربانیوں کا تذکرہ آخر کتاب میں تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کے حالات قیمت ۶ر
خواتین اسلام اسلام کی مقدس خواتین کے حیاتی کارنامے دینی خدمات اور مالی قربانیوں کا تذکرہ ۸ر
آئینہ کربلا۔ قتل عثمان سے لیکر امیر مختار تک کے حالات تاریخی نہایت دلچسپ مکالمہ کی صورت میں ناولانہ طرز پر ۶ر
اسوۂ حسنہ۔ حضرت رسولخدا کے مختصر حالات ۱ر

چہاردہ معصومین کی سوانحعمریاں

مولفہ جناب ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی جنکو نظامی پریس لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔
(۱) سوانحعمری حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ ۱۱ر
(۲) " " علی مرتضیٰ علیہ السلام ۱۱ر
(۳) " " سیدہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا ۷ر
(۴) " " امام حسن علیہ السلام ۱۱ر
(۵) " " امام حسین " ۱۵ر
(۶) " " امام زین العابدین " ۷ر
(۷) " " امام محمد باقر علیہ السلام ۵ر
(۸) " " امام جعفر صادق " ۹ر
(۹) " " امام موسیٰ کاظم " ۷ر
(۱۰) " " امام علی رضا " ۸ر
(۱۱) " " امام محمد تقی " ۴ر
(۱۲) " " امام علی نقی " ۷ر
(۱۳) " " امام حسن عسکری " ۴ر
(۱۴) " " امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام ۹ر
چودہ کتابوں کا مکمل سیٹ غیر مجلد چھ روپیہ گیارہ آنہ
ناموس اسلام امام حسین علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری ۱۴ر
سیرۃ المختار۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کے زمانہ کے تمام واقعات نہایت دلچسپ اردو میں ناولانہ طرز پر ۱۰ر
تحفۂ رضویہ۔ امام رضا علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری مصنفہ جناب فوق صاحب بلگرامی ۸ر

سر و چمن امام حسن علیہ السلام کی مبسوط اور مکمل سوانحعمری جسکو پڑھکر معاویہ کی چال بازیوں کی اچھی طرح پردہ دری ہو جاتی ہے مصنفہ جناب فوق بلگرامی قیمت ۸ر
شاہ یثرب۔ امام حسین علیہ السلام کی منظوم سوانحعمری ۶ر
شیخ جیلانی۔ عبدالقادر جیلانی کے صحیح حالات ۶ر
ہمارے رسول۔ چھوٹے بچوں کیلئے آسان زبان میں جناب رسولخدا کی مختصر سوانحعمری ۔ ۳ر
ہماری خاتون جنت۔ چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے جناب سیدہ کی مختصر سوانحعمری ۔ ۳ر
احسن القصص۔ حضرات انبیا کے منظوم حالات۔ اس کتاب کے مصنف کو سرکار نظام نے دو سو روپیہ عنایت فرمایا تھا قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۶ر
ابو طالب۔ حضرت ابو طالب کی مکمل سوانحعمری ۸ر
عمار یاسر۔ مقدس صحابی رسول کے حالات ۳ر
چودہ معصوم۔ مصنف نے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے چودہ معصومین کے حالات ایک جگہ ۸ر
شہید یونان۔ یونان کے مشہور و معروف فلسفی سقراط کی قابل دید سوانحعمری جسکو حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے بہت سی انگریزی سوانحعمریوں سے اخذ کر کے تحریر فرمایا ہے ۱۲ر
یورپ کے سیارے اس کتاب میں یورپ کے ان عالی ہمت لوگوں کے واقعات زندگی درج ہیں جنھوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر دور دراز مقامات کے سفر کر کے نامعلوم قطعات زمین کا پتہ چلایا قطب شمالی اور قطب جنوبی کی سراغ رسانی کی۔ قیمت ۸ر
ثمرہ تجارت ان یورپ و امریکہ کے تاجروں کے حالات جنھوں نے تجارت کی بدولت کروڑہا روپیہ کی دولت حاصل کرکے بادشاہوں سے زیادہ تمول حاصل کیا۔ ۸ر

قرآن و تفسیر

حمائل شریف۔ مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ مع ترجمہ و فٹ نوٹ و انڈکس و مقدمہ وغیرہ مکمل مجلد مطبوعہ نظامی پریس ۔ ہدیہ ۱۲ر
قرآن مجید۔ جلی قلم سے لکھا ہوا قرآن مجلد ۱۴ر

تفسیر انوار القرآن۔ اردو زبان میں ایسی تفسیر دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں جو صحیح معنی میں تفسیر کہی جا سکتی ہو جس میں آیات کے متعلق تسکین بخش توضیحات ہوں اعتراضات کے جوابات ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ اِس اہم ضرورت کو جناب سرکار علامہ مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر گوپال پوری نے تفسیر انوار القرآن لکھکر پورا کر دیا۔ علامہ موصوف نے اِس تفسیر میں ہر ایک آیت کے متعلق عجیب و غریب نکات بیان فرمائے ہیں اور مخالفان اِسلام کے تمام اعتراضات کو نہایت قوی ادلہ سے باطل کیا ہے اہلسنت کی تفاسیر کے جابجا حوالے دئے ہیں غرض قابل دید اور حد درجہ مفید تفسیر ہے۔ چونکہ تفسیر مذکور کا کچھ حصہ ہر ماہ چھپتا ہے اِس لئے اب تک ۸۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں جن کی قیمت پہلے ۸ روپیہ تھی مگر اب چھ روپیہ چھ آنہ کر دی گئی ہے ۶؎ ۶؍

وظائف الابرار۔ سات سوروں میں ترجمہ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کا۔ سورہ یٰسین، سورہ فتح، سورہ عم، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ رحمٰن، سورہ مزمل دعاء مشلول، دعاء کمیل، جوشن کبیر۔ جوشن صغیر۔ درود طوسی۔ دعاء توسل۔ دعاء منظوم جناب امیر علیہ السلام۔ دعاء صد سبحان۔ دعاء ہلال مترجم۔ اسمائے اعظم۔ ہدیہ ۸؍

کتب احادیث

تحفۃ الابرار۔ حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ تقریبًا ایک ہزار احادیث کا مجموعہ قیمت ۸؍

الصافی شرح اصول کافی۔ علم حدیث کی مشہور کتاب کافی کی مکمل شرح دو جلدوں میں فارسی ترجمہ معہ متن عربی قیمت مجلد آٹھ روپیہ غیر مجلد ۸؍

خلاصہ مقدمات صافی قیمت ۲؍

الہیئۃ والاسلام۔ تحقیقات ہیئت جدید کے ساتھ ساتھ اِسلامی ہیئت کا ذکر یہ کتاب علامہ شہرستانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ ہے جسکو جناب مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ زنگی پوری نے سلیس اردو میں ترجمہ کر کے مسلمانوں پر عمومًا اور شیعوں پر خصوصًا بہت بڑا احسان کیا ہے اِس کتاب میں آپ کو پتہ چلے گا کہ اب سے تیرہ سو برس پہلے ہمارے آئمہ نے مسائل علم ہیئت کو جس شان سے حل فرمایا تھا جدید تحقیق بالکل اس کے ساتھ ساتھ ہے جس سے ان حضرات کی حقانیت اور علم ماکان و مایکون کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے علم دوست حضرات کو یہ کتاب ضرور ملاحظہ فرمانی چاہیئے۔ قیمت ۸؍

کتب دینیات و مسائل

بچوں کی دینیات حصہ اوّل۔ چھوٹے چھوٹے بچّوں کو اصول دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ نئے انداز سے لکھی گئی ہے۔ ۳؍

حصّہ دوم یہ کتاب فروع دین کی تعلیم دینے کیلئے آسان زبان میں بصورت مکالمہ تیار کی گئی ہے قیمت ۳؍

نصاب تعلیم دینیات یہ سلسلہ بچّوں کو تدریجًا دینی تعلیم دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے جس سے بچّے تھوڑے ہی عرصہ میں اچھی خاصی معلومات حاصل کر لیتے ہیں قیمت حصہ اوّل ۳؍ حصہ دوم ۳؍ حصہ سوم ۴؍ حصہ چہارم ۶؍

رسالہ تقلید۔ فقہ کے ضروری مسائل ۴؍

طریقۃ الصلوٰۃ معہ ترجمہ الصلواۃ۔ اِس کتاب میں نماز کا طریقہ۔ ترجمہ شکیات و مبطلات نماز اور دیگر ضروری مسائل کو سمجھایا گیا ہے نیز واجب اور سنتی نمازوں کا بیان نہایت آسان زبان میں کیا گیا ہے۔ قیمت ۵؍

دینیات کی پہلی کتاب ۱۰؍

دینیات کی دوسری کتاب ۴؍

دینیات کی تیسری کتاب ۵؍

شیعی دنیا میں مشہور و مقبول کتابیں مصنفہ مولوی فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم

تحفۃ المومنین جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد عرف مولوی منن صاحب قبلہ کا اردو عملیہ قیمت ۶؍

مفید الحاج ترجمہ مناسک جناب حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اصفہانی قیمت ۱۰؍

تحفۃ العوام۔ مشہور و مقبول کتاب ہے قیمت ۱۲؍

کتب مناظرہ

مذہبی مکالمہ۔ ایک سنی اور ایک شیعہ کے درمیان فیصلہ کر

مناظرہ نہایت مہذب اور موثر انداز میں قیمت ۳/
نور ایمان - یہ کتاب شیعی دنیا میں بہت کافی شہرت حاصل کر چکی ہے موجودہ ایڈیشن ۵۰۰ صفحات سے زیادہ ترمیم و اضافہ کے ساتھ بہترین کاغذ پر نہایت آب و تاب سے چھپی ہے قیمت دو روپیہ۔
نور عین - اس کتاب میں بہترین دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر رونا جائز ہے مصنفہ جناب مولانا محسن علی صاحب سبزواری مرحوم - ۵/
الجواہر - فرقہ مرزائی کے اعتراض تبرا کا جواب ۴/
خلافت الہیہ حصہ اول - اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کے اصلی حقدار حضرت علی ہیں نہ کہ خلفائے ثلثہ اس کتاب میں خلافت پر بڑی مدلل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲/
تنزیہ الانبیا - اس کتاب میں بہترین دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات انبیا معصوم ہوتے ہیں اور انبیا کو خاطی سمجھنے والوں نے جو جو گناہ ان برگزیدہ ہستیوں کے سر تھوپے ہیں اس کتاب میں ان سب کی تردید کی گئی ہے اور ہر الزام کے متعلق تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۳/
نص خلافت - مسئلہ خلافت کے متعلق اس بحث خاص میں کہ خلافت ابوبکر کے متعلق رسول اللہ نے نص نہیں فرمائی اس کتاب میں کافی ثبوت جمع کئے گئے ہیں ۶/
فلسفہ مدح صحابہ ۱/
سہم مختوم فی عقد ام کلثوم - یہ کتاب ایک جید عالم اہلسنت کے قلم سے لکھی گئی ہے کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲/
مومن فطری - حضرات ائمہ اثنا عشر کی حقانیت کے چند فطری ثبوت نظم میں جناب رشیق کے نتائج فکر ۱/
النور - اس بات کا عقلی و نقلی ثبوت کہ عثمان حضرت رسول خدا کے داماد نہ تھے یہ وہ عجیب و غریب کتاب ہے جسکو پڑھکر علماء اہلسنت پر سکوت کا عالم طاری ہے ۴/
رد اکبر - ایک خارجی کے ان تمام اعتراضات کا جواب جو اس نے مذہب شیعہ پر بڑے دعوے کے ساتھ کئے تھے۔ قیمت ۳/

مخمس مقبول - اہل بیت علیہم السلام کی شان میں شاعر اعظم جناب طریق صاحب رامپوری کا وہ عجیب و غریب مخمس جسکو پڑھکر روح شاعری وجد میں آجاتی ہے - ۴/
حجۃ الایمان - یہ بے نظیر کتاب اہلسنت کے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو نام نہاد مولوی حضرات آئمہ کے مستجاب الدعوات ہونے مصلحت خداوندی سے واقف ہونے اور غیب دانی وغیرہ پر کیا کرتے ہیں اس کتاب نے حضرات آئمہ کی گرانقدر شخصیت کو کچھ ایسے انوکھے انداز سے پیش کیا ہے کہ اسکو پڑھکر روح ایمان تازہ ہو جاتی ہے۔ قیمت ۸/
ناصر الایمان - یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس نے پنجاب کے کئی معزز خاندانوں کو دائرہ سنیت سے نکالکر مذہب امامیہ میں کھینچا ہے اس کتاب میں سنیت کی پوری پوری قلعی کھولی گئی ہے قیمت ۸/
نور رنق - قادیانیوں کے چند اعتراضات کے جواب ۳/
میزان حق - مذہب شیعہ کی حقانیت کا بہترین ثبوت ۱۲/
رسالہ تقیہ - جواز تقیہ پر قابل دید رسالہ ۹/
اسلامی نماز - اس لاجواب کتاب میں علماء اہلسنت کے بیشمار اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہلسنت کا طریقہ نماز بالکل غلط ہے اور شیعوں کی نماز عقلاً و نقلاً دونوں طرح صحیح اور موافق حکم خدا و رسول ہے ۸/
مناظرہ تقدیر و تدبیر - اس کتاب میں تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار کے مسئلہ کو نہایت آسان طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۶/
مصحف ناطق اس کتاب میں قران کے مسئلہ تحریف پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے اور حسبنا کتاب اللہ کہنے والے کے قول کو نہایت قوی استدلال سے باطل کیا گیا ہے قیمت حصہ اول ۸/ حصہ دوم ۸/ حصہ سوم ۱۲/
صاعقہ طور یہ کتاب ایک سابق حنفی المذہب عالم کی تصنیف ہے گھر کے بھیدی نے سنیوں کے بعض اعتراضات کے نہایت دندانشکن جواب دئے ہیں قیمت ۲/
رسالہ الولی - اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ انما ولیکم اللہ میں ولی سے مراد حضرت علی ہیں اور ولی کے معنی اولیٰ بالتصرف ہیں نہ کہ دوست یا

ناصر وغیرہ۔ قابل دید کتاب ہے ۱۴؍
بسط الیدین نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقلی و نقلی ثبوت ۳؍
کشف الظلام غیبۃ حضرت حجۃ پر اعتراض کا جواب ۶؍
امامۃ والخلافۃ - ۲؍
امامۃ القرآن - جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم نے اس کتاب میں ۳۰ آیتوں سے امامۃ آئمہ کو ثابت کیا ہے۔ قیمت دو روپیہ (۲؍)
تقیہ - جواز تقیہ پر قابل دید بحث - ۱؍
فتح مبین - شکوری پارٹی کے ان اعتراضات کا جواب جو خلافت کے متعلق النجم میں کئے گئے تھے - ۳؍
مدح اور تبرا کی علمی بحث ۲؍
تبرے کی حقیقت ۳؍
مدح ثلاثہ اور تبرا کے متعلق ایڈیٹر پانیر کے بیانات ۱؍
الہادی - اگر آپ شیعہ مذہب کی حقانیت اور تبرے کا جواز ایک ہندو منصف کے قلم سے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھیے ہر شیعہ کو یہ کتاب اپنے پاس رکھنی چاہیے تاکہ ضرورت کے وقت سنیوں کو دندانشکن جواب دے سکے ۴؍
حقیقۃ المسیح - عیسائیت کی تردید میں بہترین کتاب ۸؍
کشف الاشتباہ - لعن و تبرا۔ تحریف و تقیہ وغیرہ مسائل کے متعلق ایک روسی عالم کے ۲۰ سوالات اور ایک نجفی مجتہد کی طرف سے اس کے محققانہ جوابات اس کتاب میں جوابات کی اصل عربی عبارت کے ساتھ ایک عالم کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔ ۸؍
مسئلہ خلافت و امامت - دلچسپ ذخیرہ تحقیقات جو ہندو فاضل پنڈت ہرنام صاحب کی قوت علمی اور زور قلم کا نتیجہ ہے۔ ایسی کتابیں ضرور دیکھیے۔ قیمت صرف ۴؍
انتصار - قرآن و حدیث سے اس امر کا ثبوت کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے مگر سنیوں میں جائز ہے۔ ۶؍

کتب فضائل و مناقب

کوکب دری - اس کتاب کے مصنف ایک جلیل القدر سنی عالم ہیں جنھوں نے اس کتاب میں سات سو روایات فضائل اور واقعات تاریخی سے یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت نے حضرت علیؑ کا مرتبہ تمام صحابہ سے کس قدر افضل لکھا ہے اور وہ کیسے کیسے محامد و اوصاف کے قائل تھے۔ قیمت قسم اول ۸؍ قسم دوم ۶؍
سحر مبین - چہاردہ معصومین کے فضائل کا منظوم ذخیرہ ۸؍
مواعظ حسنہ - علامہ ہروی اعلی اللہ مقامہ کے مواعظ کا وہ قابل دید مجموعہ جس میں قرآن و حدیث کے وہ بے شمار نکات اچھوتے اور نرالے انداز میں بیان کئے گئے ہیں جن کے دیکھنے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے ذاکرین اور واعظین کے لئے بیحد مفید کتاب ہے۔ اب تک تین ایڈیشن ہو چکے ہیں قیمت - ۲؍
سپہر امامت کے بارہ برج ۵؍
ذخیرہ مناقب مع ہفت بند کاشی و دیگر ضروری مناجات مشہور و مقبول کتاب ہے قیمت ۱۰؍
مجموعہ مناقب و دیگر مناجات ۲؍
مجموعہ مناقب مع ہفت بند کاشی و دیگر مناجات ۳؍
فلسفہ مذہب شیعہ جرمنی محقق کے قلم سے ۱؍
فلسفہ اہلبیت - اگر آپ محمد و آل محمد کے کارنامے اہل یورپ کی زبان سے سننا چاہتے ہیں اور واقعات کربلا کو فلسفیانہ روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو اس بے نظیر کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت ۳؍
قصائد نجم - شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کے قصائد کا وہ مجموعہ جس نے شیعی دنیا میں کافی مقبولیت حاصل کی ہے قیمت ۳؍
الشہید - شہادت حسینی کے متعلق بہترین مضامین ۲؍
گوہر مقصود - امام عصر علیہ السلام کی شان میں فارسی کا بہترین قصیدہ قیمت ۱؍
حسین کے اقدامات کے اسرار مشرق و مغرب کے اہل دماغ کی نظر میں۔ قیمت ۱؍

کتب مراثی و نوحہ جات

کلیات انیس میر صاحب مرحوم کے مرثیوں کا مکمل مجموعہ چار جلدوں میں قیمت جلد اول ۶؍، جلد دوم ۸؍ جلد سوم ۸؍ جلد چہارم ۸؍ -

نظم نفیس۔ میر نفیس صاحب مرحوم کے چوٹی کے چھ مرثیوں کا مجموعہ۔ قیمت عہ

بوستان رشید۔ جناب رشید کے مراثی کا مجموعہ عہ

خورشید خاوری۔ میر صاحب کے شاگرد رشید جناب وقار صاحب کے مرثیوں کا مجموعہ۔ قیمت عہ

انتخاب کلام انیس و دبیر۔ ۴ر

نوحہ جات مہر۔ جناب مہر جائسی کے دلگداز نوحوں کا مجموعہ چودہ بیاضوں میں قیمت ہر بیاض ۲ر مکمل سیٹ عہ

منظر شہادت۔ جناب حجاب صاحبہ بلگرامی کے نوحہ و ماتم کا مجموعہ مستورات کیلئے خاص تحفہ ۲ر

عروج غم۔ جناب جلیل صاحب کے نوحوں کا مجموعہ ار

کلام لطیف۔ سلاموں کا مجموعہ۔ ۴ر

اشارات غم۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کے دلکش نوحوں کا جدید ایڈیشن مع اضافہ۔ ۱۲ر

کتب مجالس و مقاتل

ذاکرہ ماتم۔ چہل مجلس مشہور کتاب ہے ۶ر

ابتلائے عظیم۔ سیرت حسینی کا بصیرت افروز بیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام کا اتحاد عمل۔ یزید کی بغاوت کا ثبوت۔ جواز گریہ وغیرہ ۶ر

جواہر البیان۔ حدیث خوانی کی بہترین کتاب۔ زبان نہایت سلیس ہے اور واقعات معتبر تواریخ اور صحیح احادیث سے لئے گئے ہیں۔ نکات ایسے کہ مجلس پھڑک اٹھے مصائب نہایت مبکی قیمت ۶ر

مفتاح البیان۔ یہ کتاب بھی حدیث خوانی کے لئے چھوٹے سائز پر دو حصوں میں لکھی گئی ہے ہر حصہ ۲ر

تقریر الشہادتین۔ ترجمہ سر الشہادتین ۵ر

کتب اعتقادات

الدر الفرائد۔ اعتقادات حقہ کا مجموعہ ار

صفات ثبوتیہ۔ اس کتاب میں خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ کو دلچسپ عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ ۵ر

راز قدرت۔ عقائد حقہ اسلام کے متعلق نہایت عام فہم اور سلیس عبارت میں فلسفیانہ مباحث قابل دید علمی نکات اور اہم مسائل کا نہایت اطمینان بخش حل۔ مصنفہ فلسفی دوراں سید الحکما جناب مولوی حکیم سید قمر الزماں صاحب قبلہ۔ قیمت ۶ر

اثبات الحجاب۔ پردہ کا عقلی و نقلی ثبوت ۶

گاؤکشی اور مسلمان۔ گاؤکشی کے متعلق اسلامی عقائد کا بیان۔ قیمت ۳ر

استخارہ سجادیہ۔ ۴ر

قومی کارنامے

شیعہ رجب و جیل نمبر۔ قابل دید سالنامہ تبرا ایجی ٹیشن کے حالات اور اسیران تبرا کی تصاویر۔ ۸ر

سلور جوبلی نمبر انجمن وظیفہ سادات و مومنین کا سلور جوبلی نمبر جو بلند ستارہ شیعہ مشاہیر کے حالات اور تصاویر کا مخزن ہے یہ ایک قومی گلدستہ ہے جس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت اچھا ہے۔ عہ

شاعر اہلبیت جیل میں۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کی ان نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے تبرا ایجی ٹیشن کی اسیری کے زمانہ میں جیل کے اندر لکھی ہیں۔ ۲ر

اخلاقی و مذہبی افسانے

شریف خون۔ شیعہ لٹریچر میں بالکل نئی کتاب نہایت دلچسپ تاریخی ڈرامہ جس کا پلاٹ امیر مختار کے حالات سے لیا گیا ہے قیمت ۸ر

اجتماع ضدین۔ بہترین اخلاقی ناول ۴ر

اختر النسا بیگم۔ عورتوں اور خصوصاً نوجوان لڑکیوں کے لئے دلچسپ اور موثر اخلاقی ناول ۳ر

دلگداز افسانے۔ نہایت دلچسپ اور موثر افسانوں کا مجموعہ عبارت نہایت شیریں اور رنگین ہے ۸ر

بچوں کی کہانیاں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے

اخلاقی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں۔ چار باتصویر اور خوشنما کتابوں کا مکمل سیٹ ۱۰/ ہر حصہ ۱۲/

لڑکوں کی کہانیاں ۔ ذرا بہانے بچوں کیلئے چار باتصویر خوشنما کتابوں کا سیٹ جس میں اخلاقی سبق آموز کہانیاں درج کی گئی ہیں قیمت ہر حصہ ۳/ سیٹ ۱۰/

آل انڈیا دولہن کانفرنس ۔ دلچسپ معاشرتی ناول اس کتاب میں مختلف قسم کی انمل بے جوڑ شادیوں کا خاکہ ناولانہ طرز میں پیش کیا گیا ہے عبارت رنگین اور زبان بڑی پیاری ہے۔ عہ،

تعلیم یافتہ دلہن ۔ لڑکیوں میں تعلیم کا شوق پیدا کرنے والا مختصر اخلاقی قصہ۔ ۱/

مسدس جوہر ۔ مسدس حالی کے طرز پر قوم کی اصلاح کے لئے جناب جوہر مرحوم کا بہترین مسدس ۴/

احرار اسلام ۔ اسلام میں حریت کی تعلیم ۳/

ایک نوخیز لڑکی کا خط ۔ شادی کی غلط رسوم اور کمسنی کی شادی کے خلاف ایک دلچسپ کتاب ۲/

زندگی کے دو رخ ۔ ایک لڑکے کا سچا سبق آموز واقعہ جو پہلے انتہائی شوق تعلیم رکھتا تھا پھر بد صحبت کے اثر سے آوارہ ہو گیا امتحان میں فیل ہو کر اپنی زندگی پر پچھتایا اب اس کی زندگی نے پھر نیا رخ بدلا محنت مزدوری کر کے اعلیٰ مرتبہ پر پہونچا اور اپنے وقت کا انتہائی مالدار بن گیا نوجوان لڑکوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے عجیب بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ ۷/

خانہ داری میں مدد دینے والی کتابیں

پکوان ویز ۔ ہر قسم کے کھانے پکانے اچار مربے اور چٹنیاں وغیرہ بنانے کی بہترین ترکیبیں۔ ۸/

متفرق کتب

خزینہ مضامین ۔ مضمون نویسی سکھانیوالی کتاب ۸/

انشائے نسواں ۔ لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کیلئے بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۵/

خزینہ عملیات ۸/

لطائف الشعرا ۔ ادبی لطائف کا مجموعہ ۸/

رفتار زمانہ ۔ تہذیب جدید کا ظریفانہ خاکہ ۵/

نئی روشنی کا قانون ۔ بے پردگی کا خاکہ ۳/

مرض ام الصبیان کا قاتل

کون نہیں جانتا کہ ام الصبیان کیسا ظالم مرض ہے۔ اس نے لاکھوں ماؤں کی گودیں بچوں سے خالی کر دیں بیشمار خاندانوں کے چراغ گل کر دئے جس عورت کو یہ مرض ہو گیا پھر اس کا بچہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا پیدا ہوتے ہی سوکھا شروع ہو جاتا ہے لاکھ علاج کرو کوئی فائدہ نہیں پھر قیامت یہ ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسی مرض میں مبتلا ہو کر مرتا ہے دکھیا ماں تڑپ تڑپ کر رہ جاتی ہے۔ اس ظالم مرض کا بہترین علاج ہمارا مجرب بے نظیر تعویذ **نقش حسینی** ہے جس نے آجتک ہزاروں بچوں کی جانیں بچائی ہیں۔ یہ تعویذ چاندی کی تختی پر کندہ کیا جاتا ہے اور اس کے استعمال کا بہترین وقت یہ ہے کہ جب عورت حاملہ ہو تو اس کے گلے میں فوراً یہ تعویذ کچھ صدقہ دیکر ڈالدیا جائے اور جب بچہ پیدا ہو تو پھر وہی تعویذ بچہ کے گلے میں کچھ صدقہ دیکر ڈالدیا جائے ہر مرتبہ کچھ صدقہ دینا ضروری ہے اگر آپ کو اپنے بچوں کی جان عزیز ہے تو فوراً یہ تعویذ گلے میں ڈالدیجئے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ۔

پتہ۔ ٹی ایچ کربلائی معرفت شمیم بکڈپو مراد آباد۔ یوپی۔

دواخانہ بہار عیش کی ادویہ ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۴۱ء تک نصف قیمت پر فروخت ہونگی

رسالہ نور بابتہ ماہ مارچ سنہ ۴۱ء ضرور ملاحظہ ہو

اطبائے دربار شاہان لکھنؤ کی ہر مرض کی خاندانی مجربات پیٹنٹ ادویات تجربہ شدہ دو سو سال

فہرست ادویہ دواخانہ ازراہ قومی و مذہبی ہمدردی بذریعہ کارڈ مفت جلد طلب فرمایئے۔

عمر اسلاف شہنشاہوں میں ساری گزری پانچویں پشت طبابت میں ہماری گزری۔

اگر کوئی دوا فوراً نفع نہ دیگی تو تا صحت کلی ادویہ بلا قیمت صرف صرفہ محصولڈاک پارسل و پیکنگ موصول ہونے پر روانہ ہونگی۔ اگر مرض لاعلاج ہو جائیگا تو قیمت ادویہ خریدار کو حلفیہ واپس ہوگی۔ تعمیل آرڈر بذریعہ وی پی ہوگی۔ فروختگی ادویات کا کل منافع خالص قومی و مذہبی کاموں میں دیا جاتا ہے جواب طلب خط کیساتھ ٹکٹ ڈاک کا آنا ضروری ہے۔ ہماری ہر مرض کی دوا ہر موسم میں بخوبی نفع دیتی ہے ارڈر دیتے وقت رسالہ نور کا حوالہ ضرور دیجئے

شاہی برقی چورن ۲/ یہ چورن حسب فرمائش جان عالم واجد علی شاہ خلد آشیاں شاہ اودھ لکھنؤ میرے والد صاحب طبیب دربار شاہی نے تیار کیا تھا اس کا استعمال دافع قبض ہے معدہ کی جملہ شکایتوں ضعف جگر۔ درد گردہ۔ درد جگر طحال۔ درد قولنج۔ درد شکم۔ درد باؤگولا سنجش۔ بدہضمی کھٹی ڈکاریں۔ تپ لرزہ جریان (دھات) سرعت احتلام۔ سیلان الرحم (پرسوت) بیقاعدگی ایام ماہواری مستورات کو ازحد نافع ہے بھوک سہ گنی کردیتا ہے خون خالص سیر دل پیدا کرکے جسمانی وزن کو بڑھاتا ہے اشتہا سہ گنی جلد کردیتا ہے دل و دماغ اور اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے وبائی امراض کے تحفظ کے لئے بہت مفید ہے اس کا استعمال ہفتہ میں دو مرتبہ کرنا صحت جسمانی کی گارنٹی ہے خوشبودار اور خوش ذائقہ اور قلیل الخوراک ہے قیمت معہ محصولڈاک فی ڈبہ ۲/ ۱/۱۱/-

سفوف قاتل جریان (دھات) ۳/ اس کا استعمال احتلام۔ سرعت جریان (دھات) مادہ تولید کی رقت۔ تولید خون نہونا۔ ضعف باہ و ہر قسم کی طاقت مردمی کی شکایات انقطاع نسل۔ کمی اشتہا۔ دل و دماغ کی کمزوری۔ درد کمر۔ اعضائے جسم کے درد۔ سر چکرانے۔ سستی، کاہلی چہرہ کی بیرونقی۔ تبخیر کے شدید دوروں ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کی جلن و سوزش۔ تنہائی پسندی اور معدہ کی جملہ شکایتوں بوقت بوس و کنار اور قبل یا بعد پیشاب کے جو رطوبت لیسدار بذریعہ رس کر آتی ہے ان کو فوراً دفع کرتا ہے اور پھر تمام عمر یہ مرض ہرگز نہیں ہوتا کئی لاکھ مریض اس سے صحت یاب ہو چکے ہیں قیمت معہ محصولڈاک خوراک ۷ یوم دو روپیہ نو آنہ ۲/۹/-

سفوف قاتل سیلان الرحم (پرسوت) ۴/ اس کا استعمال ان شکایتوں کو جو مرض جریان مندرجہ بالا میں بیان ہوئیں جملہ شکایتوں کو جو متعلق مستورات کے ہیں اور بیقاعدگی ایام ماہواری استقاط حمل و حمل قرار پانے کے متعلق ہوتی ہیں ان سب کو دفع کرکے چہرہ کو مثل دانہ انار سرخ کر دیتا ہے اعضائے بدن میں خوشنمائی اور خوبصورتی جلد پیدا کرتا ہے اور پھر تمام عمر یہ مرض نہیں ہوتا قیمت معہ محصولڈاک خوراک ۷ یوم ۴/

نوٹ۔ اگر امراض دہات و پرسوت (سیلان الرحم) عرصہ ۲ سال سے ہیں تو ۷ یوم کی اگر ۵ سال سے ہیں تو ۱۴ یوم کی اگر ۵ سال سے زیادہ سے ہیں تو ۲۱ یوم کی خوراکوں سے شرطیہ آرام ہوگا جتنے عرصہ سے یہ امراض ہوں اسی حساب سے سفوف ضرور طلب کیجئے یہ سفوف ۳/ و ۴/ میرے جد امجد طبیب دربار شاہی نے عرصہ ۲۰۰ سال کا ہوا تیار کئے تھے اس عرصہ میں کئی لاکھ مریض ان سے شفا رکلی پا چکے ہیں۔

طلائے شاہی ۶/ نوجوان، جوان اور سن رسیدوں کیلئے یہ طلا عجیب و غریب بیفزرہے کیسا ہی ضعیف العمر مرد ہوا و رمایوس العلاج مریض بھی کسی عمر کے ہوں اس طلا کا استعمال ہر قسم کی جملہ شکایتوں کو

جلد دور کر کے یہ حالت کر دیتا ہے کہ گویا اِس مرض کی کبھی کسی قسم کی شکایت نہیں تھی اِس کا زود اثر اور مجرب ہونا آپ کو تعجب میں ڈالدے گا یہ طلا بھی میرے جد امجد طبیب دربار شاہی نے نصیر الدین حیدر خلد آشیاں بادشاہ لکھنؤ کے لئے تیار کیا تھا۔ سوزش و آبلہ سے مبرا ہے قیمت فی شیشی معہ محصول ڈاک عہ ۱۵/۱۲/-

طلائے ملذذ ۱۲

یہ ایک بے مثل و لاجواب تحفہ ہے اِس کا استعمال فریق ثانی کیلئے مخصوص تحفہ ہے۔ عجیب و غریب ہماری خاندانی نو ایجاد ہے اس کا مشرح حال مشتہر کرنا خلاف تہذیب ہے اِس کے جملہ فوائد بذریعہ خط ہم سے دریافت کیجئے اگر ہمارے وعدہ کے خلاف نفع نہ دے تو سو روپیہ تاوان ہم دینے کو بخوشی تیار ہیں میرے والد نے جب وہ مقام کلکتہ (مٹیا برج) میں طبیب دربار شاہی تھے یہ طلائے عجیب و غریب خاص فرمائش پر تیار کیا تھا ایک شیشی عرصہ دراز تک کو کافی ہے قیمت فی شیشی صہ

طلائے مخفیہ ۱۶

چند منٹ قبل مباشرت سے اِس کا اِستعمال مرد کرتا ہے دوسرے فریق کو قطعی علم نہیں ہوتا ہے کہ مرد نے کسی دوا کا استعمال کیا ہے قوت مردمی کو بھی فوراً ترقی دیکر وہ حظ ہر دو کو حاصل ہوتا ہے کہ قابل بیان نہیں ہے برقی قوت سے تیار کیا گیا ہے زیادہ تعریف بالکل فضول ہے بعد تجربہ خود آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ یہ ایک بے مثل و بے نظیر چیز ہے یا نہیں قیمت فی شیشی معہ محصولڈاک ہے ۳/۱۲/-

اکسیر احتلام ۲۰

یہ سفوف کثرت احتلام کو شرطیہ جلد آرام کر دیتا ہے زیادہ تعریف فضول ہے۔ کتنے ہی عرصہ کا یہ مرض ہو شرطیہ آرام ہوتا ہے ہزاروں مرتبہ کا تجربہ شدہ زود اثر تیر بہدف بے خطا ہے۔ قیمت چودہ خوراک معہ محصولڈاک پانچ روپیہ بارہ آنہ صہ

اکسیر سرعت انزال ۵۱

اِس موذی مرض میں جوان و نوجوان و سن رسیدہ مرد ۹۵ فیصدی مبتلا ہیں مرد مباشرت سے ہرگز فارغ نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل فارغ ہونے کو نہ چاہے۔ جہاں کثیر روپیہ اِس مرض کے دفعیہ کے لئے آپ صرف فرما چکے ہیں اور کامیابی نہیں ہوئی اِس سفوف کو استعمال فرما کر قدرت خدا کا تماشا دیکھئے بعد صحت پھر اِس مرض کی شکایت عمر بھر نہ ہوگی ۲۰۰ سال میں لاکھوں مریض اِس دوا سے شفا پا چکے ہیں خاندانی مجربات سے ہر طرح قابل اطمینان ہے ۱۴ خوراک معہ محصولڈاک صہ ۵/۱۲/-

طلا اکسیر مخصوص ۳۴

اگر بوجہ جلق یا اغلام۔ سوزاک، آتشک، کثرت مباشرت وغیرہ عضو تناسل کی جڑ پتلی کجی۔ رگیں پھولی ہوئی۔ لاغری احتلام اور سرعت انزال وغیرہ کی از حد شکایت ہے۔ اور قوت مردمی بھی بالکل جواب دے چکی ہے اور آپ قطعی مایوس العلاج بھی ہو چکے ہیں تو آپ اِس طلا کو ضرور استعمال کریں آپ کی جملہ شکایتیں جلد دور ہو جائیں گی اِس کی زود اثری آپکو حیرت میں ڈالدیگی طلا مثل جادو کے فوراً اثر کرتا ہے اور قوت باہ میں تو اِس قدر جلد ترقی روز افزوں ہوگی کہ تاب ضبط ہرگز نہ رہیگی اور پھر تا زیست کوئی شکایت امراض مردمی کی ہرگز نہ ہوگی ہر موسم میں یہ طلا نفع کرتا ہے اِس میں شک و شبہہ کو ذرا بھی دخل نہیں ہے آبلہ اور سوزش وغیرہ سے یہ طلا مبرا ہے۔ ترکیب استعمال اِس کی بہت ہی آسان ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک فی شیشی آٹھ روپیہ بارہ آنہ ۸/۱۲/-

اکسیر مسہ بواسیر ۵۴

ہمارا یہ مرہم اور دوا بواسیری مسّوں کو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیتی ہے۔ تجربہ شدہ اور ہر طرح قابل اطمینان ہے۔ آزمائش شرط ہے قیمت عہ

اِس کے علاوہ " اکسیر بواسیر خونی۔ بادی۔ ریاحی ۵۳ " ہماری خاندانی مجرب دوا ہے جس سے بواسیر کو شرطیہ آرام ہوتا اسکو استعمال کیجئے قیمت اگر مرض ۳ سال سے ہو تو معہ محصول صہ اگر زیادہ زمانہ سے ہو تو معہ محصول عہ

المشتہر خادم قوم حکیم حاذق سید احمد حسین رضوی لکھنوی گورنمنٹ پنشنر رجسٹرڈ (اے کلاس) بورڈ آف انڈین میڈیسن یو پی خلف فخر الحکما حکیم سید عبد العلی صاحب لکھنوی طبیب دربار شاہ اودھ وثیقہ دار شاہی۔ دواخانہ بہار عیش سنبھل ضلع مراد آباد

قابل اعتماد کشتہ جات

تاجروں اور اطبا صاحبان کیساتھ خاص رعایت

۱۔ کشتہ نقرہ۔ جگر و معدہ کو نافع ہے کمزوری کو زائل کرتا اور اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے ہضم اچھا کرتا اور باہ کو برانگیختہ کرتا اور جسم کو فربہ و چست کرتا ہے یہ کشتہ دو چاول ایکتولہ مکھن یا خمیرہ گاؤزبان جواہر والا ۷ ماشہ کیساتھ استعمال کریں للعہ تولہ

۲۔ کشتہ مثلث۔ جریان کیلئے زیادہ مفید ہے مادہ تولید کو بڑھاتا اور غلیظ کرتا ہے قوت مردمی کو نہایت مفید ہے اور جگر کو قوت پہنچاتا ہے ۲ چاول معجون آردخرما ایکتولہ یا مکھن ایکتولہ میں ملاکر کھایا جاتا ہے۔ فی تولہ ۸ر

۳۔ کشتہ ابرک سیاہ۔ نزلہ زکام۔ درد کمر۔ بخار۔ ریگ مثانہ قوت باہ کیلئے مفید ہے خوراک ۲ چاول عہ تولہ

۴۔ کشتہ پوست بیضہ مرغ۔ ذیابطیس کو فائدہ مند ہے اور جریاں میں نہایت نفع دیتا ہے۔ خوراک ۴ چاول ۴ر تولہ

۵۔ کشتہ شاخ آہو۔ درد پسلی اور نمونیہ کے لئے حد درجہ مفید ہے۔ بر سوت زناں کیلئے نافع ہے۔ ۴ر تولہ

۶۔ کشتہ عقیق۔ دل کو قوت دیتا ہے سل کے لئے بہت مفید ہے پھیپھڑے کے زخم کو بھرتا ہے خوراک ۲ چاول ۸ر تولہ

۷۔ کشتہ مرجان۔ دل کو قوت دیتا ہے اور کھانسی کو مفید ہے خوراک ۲ چاول خمیرہ گاؤزبان سادہ ایکتولہ کیساتھ ۴ر تولہ

۸۔ کشتہ قرن ایل۔ معدہ اور پسلی کے درد کیلئے نہایت مفید ہے بلغمی کھانسی کو فائدہ دیتا ہے اور خنازیر کو نافع ہے۔ خوراک ۴ چاول ایکتولہ جوارش جالینوس کیساتھ ۴ر تولہ

۹۔ کشتہ حجر الیہود۔ سنگ گردہ اور مثانہ کو خارج کرتا ہے ہزاروں بار کا مجرب ہے خوراک ۴ چاول معجون عقرب ۵ ماشہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ ۴ر تولہ۔

۱۰۔ کشتہ قلعی۔ جریاں کیلئے نہایت مفید ہے۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام کو فائدہ مند ہے معدہ اور باہ کو قوت دیتا ہے خوراک ۲ چاول لبوب کبیرہ ۵ ماشہ یا معجون آردخرما ایکتولہ کیساتھ۔ ترشی اور بادی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ قیمت پندرہ روپیہ سیر۔ ۳ر تولہ۔

۱۱۔ کشتہ سنکھیہ۔ تپ کہنہ کے لئے حد درجہ مفید ہے۔ ۴ر تولہ

۱۲۔ کشتہ تیلیا کھوتھا۔ پرانی سے پرانی آتشک کو چند روز کے استعمال کے بعد جڑ سے کھو دیتا ہے عہ تولہ

۱۳۔ کشتہ یاقوت سرخ۔ حد درجہ مقوی اعضائے رئیسہ ہے عہ تولہ

۱۴۔ کشتہ مرگانک۔ معدہ کو قوت دیتا ہے امراض جگر کیلئے بیحد مفید ہے اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ للعہ تولہ

۱۵۔ کشتہ گئودنتی۔ آتشک۔ وجع المفاصل۔ عرق النساء وغیرہ کو نافع ہے فالج اور لقوہ کو بھی مفید ہے اور سوداوی امراض میں تو بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے یہ کشتہ ۴ چاول منقی میں رکھکر اسے پانی سے نگل لیں زیادہ لال مرچ اور ترشی سے پرہیز کریں۔ ۴ر تولہ

۱۶۔ کشتہ صدف۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتا اور قلب کو فرحت دیتا ہے ۴ چاول بالائی یا مکھن کیساتھ کھائیں ۸ر [illegible]

جوہر نوسادر۔ یہ ایک قسم کا چورن سمجھنا چاہیئے جو غذا کو ہضم کرتا ہے اور جگر و تلی کیلئے مفید ہے۔ ۴ر تولہ

نوسادر سیال۔ ہمارا یہ عرق ہاضم نوسادر سے تیار کیا گیا ہے جس کے چند قطرے ہضم کو درست کرنے کے لئے کا[فی] ہیں بچہ۔ جوان۔ بڈھا۔ مرد۔ عورت۔ مریض تندرست سب کو فائدہ مند ہے اگر اس کی ایک شیشی گھر میں موجود ہے تو کسی کو بدہضمی کی شکایت نہیں ہو سکتی۔ ہماری یہ دوا ہیضہ کی قاتل ہے اور جگر و تلی کو نافع۔ ۴ر تولہ۔

ملنے کا پتہ۔ ماہر فن کشتہ جات سید جعفر حسین معرفت رسالہ نور۔

بکسیلروں کیساتھ رعایت

نوٹ ۔ حسب ذیل کمیشن صرف ان ہی کتابوں پر دیا جائے گا جو شمیم بکڈپو کی مطبوعہ اور ملکیت ہونگی ۔

شرح کمیشن ۔ ۱ ۔ پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک .... ۲۵ فیصدی

۲ ۔ پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک .... ۳۵ فیصدی

نوٹ ۔ پانچ روپیہ اڈوانس آنے پر پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کی کتابوں کے آرڈر کی تعمیل کیجائیگی ۔

پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کی تعمیل کیلئے مبلغ دس روپیہ اڈوانس آنا ضروری ہے ۔

خرچہ پیکنگ بذمہ دفتر ہوگا ۔ محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ۔

ممالک غیر سے پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کے آرڈر کے لئے مبلغ دس روپیہ اسی طرح پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کے لئے بیس روپیہ اڈوانس آنا ضروری ہے ۔ کسٹم بذمہ خریدار ۔

نور میں اشتہار دیکر فائدہ حاصل کیجئے

نور میں اشتہار دینا یقیناً آپ کی تجارت کیلئے بڑے فروغ کا باعث ہے کیونکہ یہ رسالہ تمام ہندوستان اور دیگر ممالک کے معتد بہ اور قدر دانان علوم و فنون کی نظر سے گذرتا ہے ۔ ہم آپ کا اشتہار کسی ایسے مناسب موقع پر ثبت کرینگے کہ ہر شخص کی نظر کا اس پر پڑنا ضروری ہوگا ۔ اشتہارات کی اجرت ہم نے اپنے تمام معاصر رسالوں کی نسبت کم رکھی ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ نور کا مسطر ۲۳ سطر کا ہے اس بنا پر ایک صفحہ میں آپ کا بڑے سے بڑا اشتہار آسکتا ہے ۔ ایک بار نور میں اشتہار دیکر ضرور آزمائش کیجئے ۔ ہم کو تو یہی امید ہے کہ آپ کا اشتہار پھر ہمارے رسالہ میں مستقل طور سے رہے گا ۔ نرخنامہ اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے ۔

راقم منیجر نور مراد آباد

نرخنامہ اشتہارات

ایک سال یا بارہ مرتبہ	فی صفحہ للعہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم عـہ	۱/۴ کالم معہ
چھ ماہ یا چھ مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ عـہ	نصف کالم معہ	۱/۴ کالم للعہ
تین ماہ تین مرتبہ	فی صفحہ عـہ	نصف صفحہ [illegible]	نصف کالم للعہ	۱/۴ کالم [illegible]
ایک ماہ یا ایک مرتبہ	فی صفحہ [illegible]	نصف صفحہ للعہ	نصف کالم [illegible]	۱/۴ کالم عہ

سید انور حسن پبلشر نے یونین الیکٹرک پریس مراد آباد میں چھپوا کر شمیم بکڈپو مراد آباد سے شائع کیا

REG. NO. A 527
قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین
اللہ کے پاس سے تمہارے پاس نور آیا ہے اور کتاب مبین
رجسٹرڈ نمبر اے
۵۲۷
شیعوں کا مذہبی، اخلاقی
تاریخی ادبی ماہوار مجلہ
کتاب اللہ
محمدؐ
علیؑ
فاطمہؑ
حسن
حسین
نور
علی بن الحسین
محمد بن علی
جعفر بن محمد
موسیٰ بن جعفر
علی بن موسیٰ
محمد بن علی
علی بن محمد
حسن بن علی
الحجۃ القائم المنتظر
ایڈیٹر مولوی سید انوار حسین صاحب
انور نقوی کامل و منشی فاضل
زیر سرپرستی جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ
شمیم بکڈپو
مرادآباد

نور کے اغراض و مقاصد

(۱) نور کا اجرا اس غرض سے کیا گیا ہے کہ مذہبی و اخلاقی و ادبی اور تاریخی و معاشرتی مضامین کو نہایت سلیس اور سادہ اردو میں دلچسپ عنوان کیساتھ پیش کیا جائے تاکہ گم کردہ راہ راہ راست پر آئیں اور بے خبر لوگ گھر کی باتوں سے اطلاع پائیں۔
(۲) شیعہ پبلک کے سامنے شمیم بکڈپو مراد آباد کی بیش بہا اور گرانقدر خدمات کو پیش کرے۔
(۳) قوم میں عملی جوش پیدا کرنے کے لئے ہمت افزا مضامین پیش کرے اور قوم شیعہ کی تنظیم کا پرزور پروپیگنڈا کرے۔
(۴) مذہب کی حمایت میں ان اعتراضات کا جواب دینا اپنا فرض سمجھے جو دشمنان دین و مذہب کی طرف سے کئے جائیں۔
(۵) اصلاح رسوم و معاشرت میں پوری قوت کیساتھ کوشاں ہو۔
(۶) قومی حالات اور واقعات کو روشنی میں لاتا رہے۔

قواعد و ضوابط

(۱) نور ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو شمیم بکڈپو مراد آباد کے دفتر سے شائع ہوا کریگا۔
(۲) نور کو سیاسی معاملات سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔
(۳) نور میں صرف وہی مضامین شائع کئے جائینگے جو بلحاظ زبان و بیان نہایت سادہ سلیس اور دلچسپ ہونگے۔
(۴) سرپرست نور جناب ادیب اعظم مدظلہ کو اختیار ہوگا کہ باہر سے آنیوالے مضامین میں حسب موقع و مصلحت ترمیم و تنسیخ کر سکیں۔
(۵) کوئی مضمون ادیب اعظم مدظلہ کے بغیر مشورہ حاصل ہوئے شائع نہ کیا جاویگا۔
(۶) کسی مسودہ کو دفتر نور سے واپس نہ کیا جائیگا۔ خواہ وہ رسالہ میں طبع ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو لہذا نامہ نگار صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنا مضمون نور میں بھیجتے وقت اس کی نقل اپنے پاس رکھیں جن مضامین کا اندراج نہ کیا جائیگا ان کی واپسی محصولڈاک آنے پر ہو سکے گی۔
(۷) نور کا چندہ عام پبلک سے دو روپیہ آٹھ آنہ سال۔ روساء سے پانچروپیہ سال اور والیان ملک سے غیر محدود ہوگا۔
(۸) جن حضرات کو رسالہ نور کی خریداری منظور نہ ہو وہ مہربانی فرماکر پہلے ہی پرچہ پر انکاری خط تحریر فرمادیں تاکہ دوسرا پرچہ ان کی خدمت میں نہ بھیجا جائے۔ دو پرچے وصول کرکے خاموش رہنے والے حضرات کے نام تیسرے مہینہ وی پی روانہ کیا جائیگا جس کا وصول کرنا ان کا ایمانی و اخلاقی فریضہ ہوگا۔ وی پی واپس کر دینے میں خواہ مخواہ ایک قومی ادارہ کو نقصان پہونچتا ہے۔
(۹) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ۱/ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل جواب کی شکایت معاف۔
(۱۰) جن حضرات کے پاس رسالہ نہ پہنچے ان کو چاہئے کہ ایک ہفتہ کے اندر دفتر کو مطلع کر دیں۔

راقم۔ مدیر مسئول۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

قوم شیعہ کا بہترین آرگن جو ہر ماہ نہایت گرانقدر مضامین بلکمال اہل قلم کے پیش کرتا ہے

نور

شمیم بکڈپو مرادآباد کا مذہبی اخلاقی و ادبی ماہنامہ رسالہ

مقام اشاعت مرادآباد یوپی

سالانہ چندہ عہ
ششماہی چندہ عہ

جلد ۲ | ماہ اگست ۱۹۴۱ء مطابق ماہ رجب ۱۳۶۰ھ | نمبر ۹

قصیدہ

درمدح امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام

ازجناب شمیم صاحب ابن حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ

امیر یثرب و بطحا علی ابن ابی طالب — شہ دنیا و مافیہا علی ابن ابی طالب
علی حبہ جنہ قسیم النار و الجنہ — وصی مصطفیٰ حقا علی ابن ابی طالب
وفا صورت حیا سیرت صفا طینت علو فطرت — بعلم و فضل بے ہمتا علی ابن ابی طالب
خدیو کشور ایماں حبیب ایزد سبحاں — رئیس ملک استغنا علی ابن ابی طالب
بعلم آدم بکف موسیٰ بزہد یحییٰ بدم عیسیٰ — سمی خالق یکتا علی ابن ابی طالب
ہزبر بیشہ امکاں نہنگ قلزم ایماں — غضنفر درصف ہیجا علی ابن ابی طالب
لسان او لسان حق مکان او مکان حق — صدف کعبہ دُر یکتا علی ابن ابی طالب
بدیں ناصر بحق آمر بحکم عادل بخلق افضل — امیر ملت بیضا علی ابن ابی طالب
ولاے او ولاے حق رضاے او رضاے حق — قسیم جنت الماویٰ علی ابن ابی طالب
نبی محو کمال او ثنا خوان خصال او — بایماں افضل و اعلیٰ علی ابن ابی طالب
فلک رفعت ملک سطوت قدر قدرت بلند ہمت — بدانش از ہمہ اولیٰ علی ابن ابی طالب
چہ در طاعت چہ در قربت چہ در زہد و چہ در نجدت — فزوں تر از ہمہ دنیا علی ابن ابی طالب
علی مولا علی اولیٰ علی اتقیٰ علی اصفیٰ — طراز ملاء اعلیٰ علی ابن ابی طالب
بحکمش چرخ گردندہ بامرش مہر تابندہ — برآں حاکم بریں مولا علی ابن ابی طالب
شمیم خستہ و پر غم براند بر زباں ہر دم — چہ در سرا چہ در ضرا علی ابن ابی طالب

قصیدہ

درمدح امیرالمومنین سیدنا و مولانا حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام

ازجناب شاد صاحب منیجر نور

ذرہ نہ دوں میں خاک در بوتراب سے — بدلے اگر سپہر بریں آفتاب سے
نسبت وہ ہے علی کو رسالتماب سے — جو سر کو تن سے اور بدن کو شباب سے
جو بہرہ ور نہو گا علی کی جناب سے — ہوگا نہ فیض اس کو خدا کی کتاب سے
کس کے لئے غدیر میں ٹھیرا تھا قافلہ — کیا حکم تھا یہ پوچھ لو ام الکتاب سے
نفس کتاب اور ہے نقش کتاب اور — قائل کو حسبنا کے ملا کیا کتاب سے
شیطاں سے جب خلافت آدم نہ چھن سکی — چھینے گا شیخ کیسے اسے بوتراب سے

ہم پلہ دو جہاں کی عبادت نہ ہو سکی — ضرب علی کو پوچھو رسالتمآب سے
معراج میں رسول سے محو سخن تھا کون — اور کس کا ہاتھ تھا کہ بر آیا حجاب سے
بالیں پہ ہیں علی ولی ۔ منکر و نکیر ! — اب خوف مجھکو کیا ہے سوال و جواب سے
اعمال سارے حبط ہیں اس بدسرشت کے — الفت نہیں ہے جسکو ولایت مآب سے
دست خدا کے زور کے حالات پوچھ لو — عمرو بن عبد وُد سے قلعہ خیبر کے باب سے
گر دیکھ لے سخاوت حیدر کی شان کو — ٹپکے عرق حیا کا جبین سحاب سے

اے شادؔ کیا مقابلہ حیدر کا غیر سے
نسبت ہی کیا خزف کو ہے درخوش آب سے

مَولُودِ کعبہ

از جناب سیّد محمد اکبر صاحب جعفری پٹیالوی

سلام اے پیکر دین محمد روح ایمانی — سلام اے جانشین مصطفیٰ محبوب سبحانی
سلام اے فاطمہ بنت اسد کے لاڈلے پیارے — فروغ دیں ہوا تجھ سے ہوئی تکمیل ایمانی
تو ہے عقدہ کشائے خلق تاج انّما والے — تو ہی ہے شرح دین حق تو ہی تفسیر قرآنی

رجب کی تیرہویں شب ہے عروج ما
امینہ جب امانت بے کے کعبہ کے د
جناب فاطمہ بنت اسد کے بطن ا
خلیل اللہ کے ہاتھوں ہوئی تعمیر
شہنشاہی ہے تیری دریں الشانید
اندھیری رات میں کوفہ کی گلیوں
ترے وہ خیبر و بدر و احد، صفین
تیرے زہد و عبادت نے ردا داری
ترے گلزار میں وہ گل کھلے فیض
گھر آئی کفر کے طوفاں میں جب ا
جو بیٹھے دامن انسانیت پر کفر
مٹائے میکدے مسمار کر کے کفر و
رضا و صبر سے ظلم و تشدّد کا نشا
جزاک اللہ وقت آخری وہ در
زیارت کا شر
بڑھی جاتی۔

علی علیہ السلام کے فضائل

محققین مغرب کی زبان سے

منقول از کتاب اعجاز التنزیل

دعوت ذوالعشیرا ور حضرت علی کی وصایت وخلافت کا بیان

انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے خاندان کے لوگ جمع کئے اور فرمایا اے اولاد عبدالمطلب میں تمہارے لئے ایک ایسی چیز لایا ہوں جو بے شبہ دنیا و آخرت کی بہتری ہے اور یقین کرو کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس کی اطاعت کی طرف بلاؤں پس تم میں کون ایسا ہے جو اس امر عظیم میں میرا بوجھ بٹائے اور میرا وصی اور میرا بھائی اور میرا نائب تم میں ہو۔

ایڈورڈ گبن لکھتے ہیں

"کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک جوان نو خاستہ جکی ابھی مسیں بھیگنی شروع ہوئی تھیں اس حیرت و شک اور حقارت آمیز خاموشی کو برداشت نہ کرسکا اور کھڑے ہوکر بڑی ہمت وجرأت کے ساتھ بولا یا رسول اللہ اگرچہ میں اس مجمع میں سب سے کم عمر ہوں مگر اس مشکل خدمت کو میں بجا لاؤں گا۔"

مسٹر کارلائل فرماتے ہیں

"اگرچہ یہ مجمع جس میں علی کا باپ ابوطالب بھی تھا محمد کا دشمن نہ تھا مگر تاہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دو نو ملکر تمام دنیا کے خیالات کے برخلاف کوشش کرینگے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہوگیا مگر ثابت ہوگیا کہ یہ ایک ہنسی کی لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک اور درست تھی۔ یہ نوجوان علی ایسا شخص تھا کہ ضرور ہے کہ ہر شخص اسکو پسند ہی کرے اور اس امر سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اور باتوں سے جو ہمیشہ اس کے بعد اس سے ظہور میں آئیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرپور اور ایسا بہادر شخص تھا کہ جس کی آگ جیسی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت میں کچھ عجیب طور کی جوانمردی تھی شیر سا تو بہادر تھا مگر باوجود اس کے مزاج میں ایسی نرمی اور رحم اور سچائی و محبت تھی جیسی کہ ایک کرسچن نائٹ (عیسائی دیندار جوانمرد) کے شایاں ہے"

مسٹر آکلے لکھتے ہیں۔

یہ (علی) نامور خلیفہ بلحاظ اپنی ہمت و جرأت اور طبیعت و خصلت اور پاکدامنی و عصمت اور فہم و فراست کے نہایت عظیم المرتبت لوگوں میں سے تھا جو امت اسلامیہ میں کبھی پیدا ہوا تھا (ہسٹری آف سارسین مطبوعہ ۱۸۸۳ء)

(۲) شب ہجرت علی کی جاں نثاری

گبن تحریر فرماتے ہیں۔

"اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے مگر وہ دھوکہ میں آگئے علی کو محمد سمجھے ہوئے تھے جو رسول کے بستر پر اسی کی سبز چادر اوڑھے ہوئے سو رہا تھا صرف خاندان قریش ہی کے لوگوں نے جو اس نوجوان ہیرو کے اس اعلیٰ درجہ کے کام کو جس سے ثابت ہو گیا کہ اس کے دل میں اپنے چچا زاد بھائی کی کس درجہ قدر و منزلت ہے قابل قدر خیال نہیں کیا بلکہ خود اسکے

چند اشعار جو اب تک مشہور ہیں اس قوی یقین کی جو اسکو اپنے مذہب پر تھا اور نیز اس فکر و تردد کی جو اسکو اپنے چچازاد بھائی کے باب میں تھا ایک دلچسپ تصویر ہیں۔

مسٹر کاسن ڈی پرسوال تحریر فرماتے ہیں۔

جون کا مہینہ تھا (کہ علی مدینہ میں اس طرح پہنچے) پاؤں سوجے ہوئے اور چھالے پڑے پاپیادہ حاضر ہوئے۔ اور جناب رسولخدا یہ سنکر کہ آپ میں اتنی طاقت نہیں کہ آنحضرت کی ملاقات کو حاضر ہو سکیں خود آپ کی ملاقات اور عیادت کو تشریف فرما ہوئے۔

(۳) ایمان علی علیہ السلام

علی نے ایک نوجوان ہیرو کی سی ہمت و جرأت کیساتھ آپ کے خیالات کی صداقت کا اعتراف کیا (گبن)

عید مبارک ماہ رجب

کعبہ اور مولود کعبہ

از حضرت ادیب اعظم جناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی سرپرست نور

ماہ رجب کی تیرہویں تاریخ آپہنچی۔ ہر شیعہ کے گھر میں عید ہے اور بہت بڑی عید ہے اور کیوں نہو یہ ان کے پہلے امام کی پیدائش کی تاریخ ہے۔ ابراہیم خلیل خوش ہیں کہ ان کی دعائے قبولیت کا اثر کعبہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اسمعیل خوش ہیں کہ جس امت مسلمہ کے درمیان سے نبی امیؐ کی بعثت کی دعا کی گئی تھی وہ مولود کعبہ کی صورت میں ظاہر ہو گئی۔ کعبہ خوش ہے کہ اس کا مالک و وارث و اہل بیت آپہنچا اب اسے خانہ خالی سمجھکر باطل معبودوں کا قبضہ نہوگا۔ رسول خوش ہیں کہ ان کو خدا کے گھر سے شیر سا قوت بازو مل گیا۔ فاطمہ بنت اسد خوش ہیں کہ قدرت نے مریم سے زیادہ ان کی دلنوازی کی۔ علی خوش ہیں کہ کعبہ میں پیدا ہو کر خانہ زاد کبریا کہلائیں گے۔ فرشتے خوش ہیں کہ استاد جبرئیل کو شایان شان جگہ ملی۔ ایمان خوش ہے کہ امام مبین بلسان صدق میری تلاوت کریگا۔ شریعت خوش ہے کہ حق آگاہ مفتی مل گیا غرضکہ ولادت علی نے تمام کائنات کے چہرہ کو فرط مسرت سے چمکا دیا ہے۔

ماہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے ماہ شعبان رسول کا اور ماہ رجب حضرت علی کا۔ سبحان اللہ سلسلہ سے چلئے تو رجب۔ شعبان رمضان تینوں مہینے ایک سلسلہ میں اسی طرح ہیں جیسے آیۂ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولو الامر منکم میں تین اطاعتیں ہیں اوّل اولی الامر پھر رسول پھر اللہ۔

رسول کی رسالت کے دو گواہ تھے افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ و یتلوہ شاہدٌ منہ (کوئی ہے اس کی برابر جو خدا کی طرف سے ایک روشن دلیل (قرآن) لیکر آیا ہو اور ایک گواہ جو اسی کا جز ہے (علی) اس کے پیچھے آرہا ہے) ان میں سے ایک من ربہ اور ایک من الرسول یا یوں کہو ایک اللہ سے نسبت خاص رکھنے والا دوسرا رسول سے نسبت خاص رکھنے والا۔ اللہ والا تو رسول کے گھر میں اترا اور رسول والا اللہ کے گھر میں اترا حالانکہ ہونا یوں چاہیئے تھا کہ اللہ والا (قرآن) اللہ کے گھر اترتا اور رسول والا (علی) رسول کے گھر۔ مگر بھائی زبردست کا حصہ ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے ان میں ایک ناطق تھا دوسرا صامت۔ اللہ نے ناطق اپنے گھر میں اتارا اور صامت رسول کے گھر میں ایک کا نام کتاب مبین رکھدیا دوسرے کا امام مبین۔ ایک گواہ کی صفت قرار دی لارطب ولا یابس الا فی کتاب مبین اور دوسرے کی صفت بیان کی کل شیئ احصیناہ فی امام مبین۔

رسول کا تعلق دونوں گواہوں سے کتنا قریب تر تھا ایک نقش بنکر دل پر رہا ایک نفس بنکر دل میں رہا اب دیکھو ان دو گواہوں کا باہمی تعلق کتنا قریب ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی - اگر رسول کے گھر میں اترنے والا گواہ قیامت تک چلنے والا تھا تو بھلا خدا کے گھر میں اترنے والا چند روز میں کیسے ختم ہو جاتا اس کا سلسلہ بھی قیامت تک قائم کر دیا - دونوں گواہوں کے دامنوں میں اس نے مضبوط گرہ لگوا دی کہ کوئی قوت ان کو ایک دوسرے سے جدا نکر سکے -

علی کعبہ میں کیوں پیدا ہوئے -

(۱) کعبہ عارفوں کا قبلہ ہے - ادہر سے جانیوالوں کے نشان قدم تو پائے جاتے تھے مگر ادھر سے آنیوالا کوئی نہ تھا اگر قیامت تک یہ منزل یوں ہی خالی رہتی تو اہل عرفان کو یہ تمنا ہی رہ جاتی کہ ادھر سے کسی آنے والے کو دیکھکر یہ یقین کر لیتے کہ اللہ تک پہنچانے والا یہی راستہ ہے -

(۲) فاطمہ رسول کے گھر میں پیدا ہوئیں یہ شرف ایسا تھا کہ اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اگر علی اپنے گھر میں پیدا ہوتے تو فاطمہ کو ان پر فخر کا موقع حاصل ہوتا اب یہ بات نہ رہی اگر فاطمہ کہیں کہ میں وہ عورت ہوں جو رسول کے گھر میں پیدا ہوئی تو علی از روئے فخر جواب دینگے ہیں وہ مرد ہوں جو خدا کے گھر پیدا ہوا -

(۳) رسول کو رسالت خدا کے یہاں سے ملی تھی تو امامت کا مصدق بھی خدا ہی کے گھر کا ہونا چاہیے تھا -

(۴) چونکہ ہر گھر کے لئے ایک مکیں کا ہونا ضروری ہے ورنہ خانہ خالی را دیو میگیرد - لہذا خدا نے انتخاب کر کے ایک ایسی معصوم ہستی کو اس گھر کا اہل بیت بنایا جس کی نسل میں قیامت تک عصمت کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہ تھا - اور ہر زمانہ میں اس کی نسل کا ایک وارث موجود رہنے والا تھا - رسول کا سلسلہ نسل چونکہ اولاد ذکور سے آگے کو بڑھنے والا نہ تھا لہذا یہ شرف انکو عطا نہ کیا گیا -

(۵) خدا کو اپنے رسول کا ایک خاص شرف نمایاں کرنا تھا اور وہ یہ کہ خدا کے گھر میں پیدا ہونے والے بندے جب اپنے کو ہمارے رسول کا غلام کہتے ہیں (انا عبد من عبید محمد ، قول حضرت علی) تو خیال کرو ہمارا یہ رسول کس پایہ کا ہے -

---

کس قدر لطیف بات ہے کہ علی خدا کے گھر میں پیدا ہوتے تو رسول کی آواز کان میں آئی اور جب معراج میں رسول خدا کے یہاں گئے تو علی کی آواز کان میں آئی - رسول نے یہاں ہاتھ بڑھا کر علی کا استقبال کیا وہاں علی نے ہاتھ بڑھا کر رسول کا استقبال کیا - خدا کی طرف دو ہی گھر منسوب ہیں ایک بیت المعمور یا مسجد اقصےٰ جو آسمان پر ہے اور دوسرا بیت اللہ یا مسجد الحرام جو زمین پر ہے - نور محمدی دو حصوں میں منقسم تھا جس کا ایک جزو رسول کہلایا دوسرا امام - دونوں گھروں پر دونوں جز قابض تھے رسول قاب قوسین او ادنیٰ پر تھے اور علی کعبہ میں گویا دو قدم صدق تھے ایک بیت المعمور میں جما ہوا تھا دوسرا کعبہ میں - ابو تراب کو زمین سے نسبت تھی اس لئے اس قدم کو زمین پر رکھا لیکن مہر نبوت پر اس قدم نے جا کر اپنا انتہائی مرتبہ بھی دکھا دیا -

---

جب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے تو دل میں بے حد خوش تھے کہ ہم خالق کائنات کا گھر بنا رہے ہیں ... کی خدمت کر رہے ہیں ... تھے اس کی اجرت پانے کی بھی دل میں امنگ تھی جانتے تھے کہ جواد و کریم کی سرکار ہے ... ملے گا - نبی و رسول روپیہ پیسے کے تو لالچی ہوتے نہیں کہ سونے چاندی کے پہاڑ مانگ لیتے وہ تو ایسی چیز ... پر محبوب کا بھلا ہو ذرا دیکھنا اپنی محبت کی اجرت حضرت ابراہیم نے کس کس شان سے مانگی ہے واستدرت ... دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ بڑی سرکاروں میں مصول مطلب کیلئے درخواستیں پیش کیا کرتے ہیں جنکو آجکل کی اصطلاح میں اپلیکیشن کہتے ہیں - کیا مضائقہ ہے اگر دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ہم بھی اس لفظ کا استعمال کر دیں اور بغرض افہام و تفہیم اہل دنیا کی اصطلاحوں سے کام لیں حضرت ابراہیم خدا کا کام بھی کرتے جاتے تھے اور اپنی درخواستیں بھی بارگاہ الٰہی میں دعا کے ہاتھوں پہ لکھکر بھیجے جاتے تھے

ذرا درخواستوں کا مضمون توجہ سے سنئے تو مزہ آئے

(۱) حضرت ابراہیم کی پہلی اپلیکیشن - ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک (پالنے والے ہم دونوں باپ بیٹوں کو بھی فعلیت اسلام پر باقی رکھنا اور ہماری ذریت کو بھی امت مسلمہ بنائے رکھنا - پہلے درخواست کا مطلب سمجھ لیجئے - حضرت ابراہیم کا اسلام بلا واسطہ تھا یعنی خدا نے ان سے کہا اسلم قال اسلمت لرب العالمین (اسلام لاؤ کہا میں تمام عالموں کے پالنے والے پر اسلام لے آیا) بس چاہتے یہ ہیں کہ میری اولاد بھی اسی طرح بلا واسطہ اسلام رکھنے والی ہو یعنی وہ خدا کے مسلمان کئے ہوئے دنیا میں آئے ہوں - یہ درخواست جب منشی قضا و قدر کے ہاتھ میں پہنچی تو اس نے سرکار الٰہی میں پیش کی حکم ہوا اچھا اسے فائل میں لگا دو جب موقع ہوگا جواب دیدیا جائیگا -

(۲) اس کے بعد حضرت ابراہیم نے دوسری اپلیکیشن اس مضمون کی روانہ کی -
ربنا وابعث فیہم رسولاً منہم یتلو علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم (پالنے والے اسی امت مسلمہ میں سے ایک ایسے رسول کو بھیج جو انہی لوگوں میں سے ہو تاکہ وہ تیری آیات کی تلاوت کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے - اور ان کے نفسوں کو پاک و پاکیزہ بنا دے) مطلب اس درخواست کا یہ ہے کہ وہ رسول امت مسلمہ کے درمیان مبعوث ہو کفار کے درمیان نہ ہو یعنی اس رسول کی بعثت سے پہلے وہ امت مسلمہ موجود ہونی چاہئے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے - رسول میں جو صفات جناب ابراہیم نے مانگی ہیں ان کو لفظ بلفظ یاد رکھئے تاکہ جواب کے وقت مزہ آئے -
منشی قضا و قدر نے یہ درخواست بھی سرکار الٰہی میں پیش کی - حکم ہوا اسے بھی فائل میں لگا دو وقت پر دیکھا جائیگا -

(۳) جناب ابراہیم نے اب تیسری درخواست تیار کر کے روانہ کی مضمون یہ تھا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام (مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائے) یعنی میری اس اولاد میں جو امت مسلمہ کے نام سے موسوم ہو کبھی کسی نے ایک آن واحد کے لئے کسی بت کے سامنے اپنا سر نہ جھکایا ہو - جب یہ درخواست پہونچی تو حکم ہوا اسے بھی فائل میں لگا دو
وہاں درخواستیں فائل میں لگتی چلی جاتی ہیں یہاں کریم وجواد سرکار کی بے انتہا بخشش دل میں رہ رہ کر ایک نیا ولولہ پیدا کر رہی ہے اور درخواست پر درخواست آگے پیچھے چلی جا رہی ہے -

(۴) چوتھی درخواست اس مضمون کی روانہ ہوئی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (آخر زمانہ میں مجھے ایک سچی زبان بھی دینا) یعنی جب کچھ جھوٹے آپ کو صادق وصدیق کے نام سے موسوم کرنے لگیں تو میری اولاد میں کچھ لوگ ایسے پیدا کرنا جو لسان صدق کہلانے کے قابل ہوں -
جب یہ درخواست سرکار الٰہی میں پیش ہوئی تو حکم ہوا اسے بھی فائل میں لگا دو

(۵) جناب ابراہیم نے ایک اور درخواست اس مضمون کی یہاں سے روانہ کی - وارزق اہلہ من الثمرات (اور اپنے اس گھر (کعبہ) کے اہل کو ثمرات کا رزق بھی دینا) ثمرات سے اہل ظاہر تو پھل پھلاری ہی مراد لیتے ہیں لیکن ایک نبی کی شان سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ آم امرود، نارنگی اور سیب کے لئے اللہ کی سرکار میں درخواست دے بلکہ ثمرات سے مراد آپ کی ثمرات دل یعنی اولاد تھی - حکم ہوا اچھا اس درخواست کو بھی فائل میں لگا دو -

(۶) جناب ابراہیم نے چھٹی درخواست اور اس مضمون کی روانہ کی واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم (اور لوگوں کے دل اس گھر کے وارثوں کی طرف مائل کر دینا) یعنی لوگ ان سے محبت کریں - یہ درخواست بھی حسب دستور فائل میں لگا دی گئی

اب سنئے - جناب ابراہیم جب خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو جواد و کریم خدا کو یہ پسند نہ آیا کہ ابراہیم کی ساری مزدوری ادھار ہی رہے اور یوں ہی ہاتھ جھاڑتے گھر کو چلے جائیں کچھ تو ان کو اس وقت بھی ملنا چاہئے -
فرشتہ تھوڑی سی اجرت لیکر آیا اور اس طرح لایا انی جاعلک للناس اماما (اے ابراہیم میں تم کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں) یہ سننا تھا کہ جلدی سے حضرت ابراہیم نے ساتویں درخواست کی اور تیاری کی

(۷) ومن ذریتی (اور میری اولاد میں سے بھی امام بنائے گا)
حضرت ابراہیم کو سرکار الٰہی سے کتنے مرتبے ملے۔ عبد ہوئے، نبی ہوئے، رسول ہوئے، خلیل ہوئے مگر کسی وقت اولاد یاد نہ آئی لیکن جب امام بننے لگے تو فوراً اولاد خاص یاد آ گئی غالباً اس کی وجہ یہ ہو گی کہ نگاہ خلیل غیب کے پردوں میں یہ دیکھ رہی تھی کہ یہ سب عہدے کچھ دن بعد ختم ہو جائیں گے البتہ امامت ایسا عہدہ ہے کہ قیامت تک جانے والا ہے پس ایسی چیز کیوں نہ خدا سے مانگو جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں میری اولاد کے اندر باقی رہے۔

اب سنیئے ایک مدت گزرنے کے بعد سرکار رب العالمین نے منشی قضا و قدر کو حکم دیا کہ ذرا وہ فائل تو نکالو جس میں ابراہیم کی درخواستیں نتھی ہیں اور سلسلہ وار ایک ایک کو پڑھتے جاؤ۔ منشی نے وہ فائل نکال کر عرض کی پہلی درخواست ہے ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک۔ حکم ہوا اس پر لکھدو۔
(سورہ قصص) الذین آتیناھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون واذا یتلی علیھم قالوا آمنا بہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین (ان کو ہم نے کتاب پہلے ہی سے دیدی تھی وہ اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ جب ان پر کتاب پڑھی گئی تو کہنے لگے ہم تو اس پر ایمان لا بھی چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے بالکل سچی چیز ہے اور ہم تو پہلے ہی سے مسلمان تھے)
دیکھا آپ نے جناب ابراہیم اپنی ذریت کے لئے بلا واسطہ اسلام مانگ رہے تھے یعنی وہ پیدا ہی مسلمان ہوتے ہوں بس خدا نے ان کی دعا کے مطابق کچھ ایسے لوگ پیدا کر دئے جو نزول کتاب سے پہلے ہی اس پر ایمان لائے ہوئے تھے یعنی اہل بیت علیہم السلام اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت علی بعد پیدائش قرآن کو سنا کیسے دیتے اگر مسلمان ہی پیدا نہ ہوتے تو کعبہ میں دو دن آنکھیں کیوں اس خیال سے بند رکھتے کہ پہلی نظر بتوں پر نہ پڑے۔
اس کے بعد منشی قضا و قدر نے دوسری درخواست پڑھنی شروع کی۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم (جمعہ) حکم ہوا اس پر لکھدو اور ابراہیم کی منہ مانگی مراد دیدو (ذرا الفاظ کو ملاتے جانا)
ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ (اللہ وہ ہے جس نے مکہ والوں میں ایک رسول کو انہی میں سے پیدا کیا تاکہ اس کی آیات کی ان پر تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک و پاکیزہ بنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے) کیا خدا نے اتنا ہی دیا جتنا حضرت ابراہیم نے مانگا تھا؟ سخی کی شان سے یہ بعید ہے کہ سائل کو اتنا ہی دے جتنی اس کی احتیاج ہو سخی تو ہمیشہ بڑھا کر دیتا ہے آپ نے غور نہیں کیا الفاظ کے ذرا سے تغیر میں بخشش کتنی زیادہ ہو گئی۔ حضرت ابراہیم نے یہ کہا تھا کہ رسول ایسا ہو جو آیات کی تلاوت کرے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کو پاک کرے خدا نے یزکیھم کا لفظ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ سے پہلے ذکر کر کے یہ بتایا کہ اے ابراہیم وہ تمہاری ذریت ایسی ہو گی کہ اس کا تزکیہ نفس پہلے ہو گیا ہو گا اور کتاب و حکمت کی تعلیم برسوں بعد میں ہوتی ہو گی اللہ اکبر اس صورت میں ذریت ابراہیمی کا مرتبہ کتنا بلند ہو جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول خدا اور حضرت علی نے قبل نزول قرآن جو عمل کئے وہ بالکل تعلیم الٰہی کے مطابق تھے۔
اس آیت میں قابل غور بات یہ ہے کہ بعثت رسول کے وقت وہ امت مسلمہ موجود ہونی چاہئے جس کے متعلق حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی یعنی ایسی امت جس کا اسلام بلا واسطہ ہو وہ دنیا میں مسلمان بنکر آئے ہوں کم از کم ایک آدمی بھی اگر ایسا موجود ہو تو امت کا اطلاق ہو جائیگا کیونکہ اصطلاح قرآن میں ایک پر بھی امت کا لفظ بولا جاتا ہے کان ابراہیم امۃ قانتا (ابراہیم ایک امت قانت تھے) قرآن کی آیت سے یہی وجہ تھی کہ جب تک علی پیدا نہ ہوئے رسول نے اپنی بعثت کا اعلان نہ کیا اب آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ اس امت مسلمہ کو خانہ کعبہ سے کیا نسبت تھی جب حضرت ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اس وقت یہ امت یاد آ رہی تھی وہ بعلم نبوت جانتے تھے کہ اس گھر میں وہی شخص پیدا ہو گا جو امت مسلمہ کا مصداق ہو گا اور جس کے درمیان رسول اپنی بعثت کا اعلان کریگا اور رسول اسی امت مسلمہ کے خاندان سے ہو گا انہی کا جزو ہو گا

پھر یہ کہ رسول کتاب و حکمت کی تعلیم بالذات انہی کو دینے کے لئے مبعوث ہو گا اور ان ہی کے نفوس کا بالذات تزکیہ کریگا کیونکہ ان کو عمل کا ایک نمونہ بنانا ہو گا۔ اب صحابہ پرست یار لوگ ذرا سمجھے کہ ان کے صحابہ کو اس فضیلت میں کہاں تک حصہ ملا ہے۔
رسول درحقیقت اہل بیت کی تعلیم کے لئے بالذات آیا تھا اور ان کے صدقہ میں تمام دنیا کو تعلیم دینے کے لئے۔ یہی وجہ تھی کہ عمل رسول کا نمونہ اہلبیت ہی بنے نہ کہ عام لوگ۔ اگر یہ بات نہ ہو تو پھر دعائے ابراہیم میں کوئی وزن نہیں رہتا اور اس کی دعا کی اجابت کوئی شان اعزاز و امتیاز پیدا نہیں کرتی۔
الغرض اس کے بعد منشی قضا و قدر نے تیسری درخواست پیش کی۔ ابراہیم لکھتے ہیں واجنبنی و بنیّ ان نعبد الاصنام۔ حکم ہوا اس پر لکھدو انّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً
دیکھا آپ نے اس میں اھل البیت کا لفظ کیا مزہ دے رہا ہے یعنی جو ابراہیم کے دل میں تھا وہ قدرت کی زبان پر ہے بیت اللّٰہ کے بناتے وقت دعا کی تھی قدرت نے اہل بیت کا لفظ شامل کر کے بتا دیا کہ اس گھر کے مالک کون ہیں۔ واللّٰہ قابل وجد بات ہے پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ بخشش سوال سے کتنی زیادہ بڑھ گئی جناب ابراہیم نے صرف یہ چاہا تھا کہ اس گھر والے بتوں کی عبادت نہ کریں خدا نے کہا نہیں ابراہیم میں اس گھر والوں کو ایسا بناؤنگا کہ دنیا کی کوئی نجاست خواہ ظاہری ہو یا باطنی چھوٹی ہو یا بڑی ان کے قریب ہی نہ پھٹکے۔
اس کے بعد چوتھی درخواست پیش ہوئی وَاجْعَل لِّی لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ۔ حکم ہوا اس پر لکھدو وجعلنا لھم لسان صدق علیّا (ہم نے علی کو ان کے لئے سچی زبان قرار دیا) دیکھا یہاں اس گھر کے اہل کا نام بھی ذکر کر دیا تاکہ شک و شبہ کا کوئی موقعہ ہی نہ رہے۔ جناب ابراہیم نے نام کو مصلحتاً ذکر نہ کیا تھا مگر قدرت نے کھلم کھلا بیان کر دیا۔ اگر کوئی زبان دراز کہے کہ علی کے معنی یہاں لمبی زبان کے ہیں تو خدا اس کی زبان قطع کرے وہ جھوٹا ہے لمبی زبان صفت پسندیدہ نہیں بلکہ صفت مذموم ہے۔
اب حضرت ابراہیم کی پانچویں درخواست پیش ہوئی وارزق اہلہ من الثمرات۔ حکم ہوا اس پر لکھدو انّا اعطینٰک الکوثر۔ (اے رسول ہم نے تم کو کثرت سے اولاد دی)۔ حضرت ابراہیم کا منشا یہ تھا کہ کعبہ والوں کی اولاد بکثرت ہو تاکہ دنیا ان سے خالی نہ رہے خدا نے یہ دعا قبول کی اولاد رسول یعنی سیّد بحمد اللّٰہ ہر جگہ موجود ہیں چونکہ حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ اولاد رسول یا اس گھر کے اہلبیت کو بُری طرح تلواروں سے کاٹا جائے گا۔ زہر دے دیکر مارا جائے گا لہذا آپ نے دعا کی کہ یہ نسل بکثرت دنیا میں باقی رہے خدا نے اپنے رسول کو بشارت دیدی کہ تمہاری نسل بکثرت ہوگی۔
پھر چھٹی درخواست پیش ہوئی واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم۔ حکم ہوا کہ اس پر لکھدو قل لا اسئلکم علیہ اجراً الّا المودۃ فی القربٰی (اے رسول کہدو میں کوئی اجر رسالت نہیں چاہتا مگر یہ کہ میرے ذوی القربٰی سے محبت کرو) دیکھا آپ نے بخشش سوال سے کتنی بڑھی ہوئی ہے جناب ابراہیم نے یہ دعا کی تھی کہ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے خدا نے کہا اے ابراہیم گھبراؤ مت تو یہی کہ ان کی محبت لوگوں پر واجب نہ کر دی ہو جناب ابراہیم جانتے تھے کہ اہل بیت کے دشمن بکثرت ہونگے اسی لئے یہ دعا کی خدا نے ویسا ہی حکم اس پر لکھا یعنی محبت اہلبیت کو تمام مسلمانوں پر واجب کر دیا تاکہ محبت نہ کرنے والوں کو اس جرم میں دوزخ کا کندہ بنا دے۔ فی القربٰی کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ لوگ وہی ہیں جن میں سے رسول مبعوث ہوا ہے اور جو بمنزلہ اس کے جزو کے ہیں۔
اس کے بعد ساتویں درخواست کا نمبر آیا و من ذریّتی، اور میری ذریت میں سے بھی امام بنائے گا حکم ہوا اس پر لکھدو لاینال عھدی الظالمین (میرے عہد امامت کو ظالم نہیں پا سکتے)۔ جناب ابراہیم کا یہ سوال اسلئے تھا کہ وہ جانتے تھے کہ کچھ ظالم ادعائے امامت کرینگے بس آپ لسان قدرت سے ان کے متعلق نفی کا حکم صادر کرانا چاہتے تھے چنانچہ قدرت نے کھلم کھلا کہہ دیا کہ ظالم تک یہ چیز نہیں پہونچ سکتی۔ تمہاری اولاد میں امام ہونگے اور سب معصوم ہونگے۔ البتہ ظالموں سے اس عہدہ کا تعلق نہ ہوگا۔ اگر ظالم امام ہونگے تو وہ بندوں کے بنائے ہوتے ہونگے نہ کہ میرے۔

جو لوگ حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ کے ایسے اعلیٰ مضامین اور رموز و نکات قرآن و احادیث اور بہڑکا دینے والے بیانات دیکھنا چاہتے ہوں وہ کتاب مصباح المجالس خرید فرمائیں۔ کتاب مذکور زیر طبع ہے مفصل حالات کسی مقام پر اس کے اشتہار میں ملاحظہ فرمائیے۔ (مدیر نور)

مخمس

ازجناب مولوی جعفر حسین صاحب طریق رامپوری بر کلام شیخ امام بخش صاحب ناسخ مرحوم لکھنوی

مرسلوں میں آجتک ایسا نہیں پیدا ہوا مقتدائے اولین و آخریں پیدا ہوا
دیکھ لو وہ عاشق نان جویں پیدا ہوا مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کے کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا

خانہ حق میں امام اولیں پیدا ہوا قوت بازوے ختم المرسلیں پیدا ہوا
آج داماد شہ دنیا و دیں پیدا ہوا مژدہ باد اے دل امیر المومنیں پیدا ہوا
عرش کے کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا

بندہ شیدائے رب العالمیں پیدا ہوا رونق ایجاد عالم شاہ دیں پیدا ہوا
عروۃ الوثقائے دیں حبل المتیں پیدا ہوا مژدہ باد اے دل امیر المومنیں پیدا ہوا
عرش کے کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا

ان کے اسمائے معظم کا نہیں ہوتا حساب اجتک نکلا نہ دنیا میں کوئی ان کا جواب
ایک تو یعسوب دیں ہے اک لقب ہے بوتراب میرے مولانے امیر النحل جب پایا خطاب
خانہ زنبور میں تب انگبیں پیدا ہوا

حج آخر کر کے کعبہ سے پھرے جب مصطفیٰ آن کر ٹھیرے غدیر خم پہ شاہ انبیا
حکم حق سے مرتضیٰ کو جب خلیفہ کر دیا دی ندا ہاتف نے اب کامل ہوا دین خدا
جبکہ یہ شیدائے رب العالمیں پیدا ہوا

آپ کا مداح ہے مولا طریق ناتواں ماہی بے آب کی مانند رہتا ہے طپاں
کب تلک یاد نجف میں یہ کرے شور و فغاں اے شہ دنیا و دیں اے بادشاہ انس و جاں
کیا ترے در کے لئے ناسخ نہیں پیدا ہوا

شمشیر بکڈپو کی قدر دانی کا شکریہ

ہم نہایت پر خلوص دل سے عالیجناب فخر قوم حاجی سید علی متقی صاحب سیشن جج کھنڈوہ سی پی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آنجناب نے از راہ ہمدردی قومی اور اعانت مذہبی و تبلیغی ہمارے بکڈپو کی لائف میمبری قبول فرما کر [illegible] روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ایسی مذہب نواز اور تبلیغی خدمات کی قدر داں ہستیوں کو مدت تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ راقم الحروف منیجر شمشیر بکڈپو مراد آباد

حدیثِ سنتِ الخلفاء تحقیق کی روشنی میں

از جناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام والمسلمین شمس الملۃ والدین سیدنا و مولانا آقا السید محمد سعید صاحب قبلہ مد ظلہ مجتہد العصر لکھنوی

(نمبر ۴)

سرکار سعید الملۃ دامت برکاتہ کا یہ گرانقدر مضمون تین قسطوں کے بعد اب چوتھی قسط میں شائع ہو رہا ہے۔ اہل علم حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ کسی حدیث کے متعلق رجال و رواۃ کی تنقید کتنی ضروری چیز ہے اور پھر کتنی مشکل منزل ہے۔ جناب سرکار محترم نے جس خوبی سے اس منزل کو طے کیا ہے اس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث پر اہلسنت کو بہت بڑا ناز تھا لیکن سرکار موصوف نے اس کی پوری طرح پول کھول دی اور یہ ثابت کر دیا کہ یہ راوی جن سے حدیث مذکور نقل ہوئی ہے قطعاً غیر معتبر اور ناقابل وثوق ہیں۔ معاویہ شاہی خزانہ میں جہاں اور بہت سے کھوٹے سکے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ماہ جولائی کی قسط میں سرکار محترم نے جو عجیب اور ظرافت انگیز روایتیں رواۃ اہلسنت کے متعلق درج فرما دی ہیں وہ دسترخوان ظرافت پر اچار اور چٹنی کا کام دے رہی ہیں ہمیں امید ہے کہ آئندہ قسطیں جو حدیث مذکور کے دیگر مضامین پر روشنی ڈالنے والی ہونگی بہت سے علمی نکات اور اسرار حدیث و روایات پر مشتمل ہونگی جن سے حضرات مومنین کو بیشمار فوائد حاصل ہونگے۔ ہم جناب سرکار سعید الملۃ دامت برکاتہ کے تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ وہ باوجود اپنی انتہائی مصروفیت کے رسالہ نور کے اوراق کو ہر ماہ اپنے گرانقدر مضمون سے رونق بخش رہتے ہیں جزاہم اللہ خیر الجزا۔

مدیر نور

دسویں راوی اس حدیث کے بقیہ بن الولید ہیں جنھوں نے اس روایت کو بحیر بن سعید سے روایت کیا ہے اور جو ترمذی کی سند میں واقع ہوئے ہیں یہ علاوہ حمصی ہونے کے بہت زیادہ مطعون و مجروح ہیں علماء رجال نے ان کے بارہ میں اپنی کتابوں میں بہت زیادہ معائب و مثالب بیان کئے ہیں جن میں سے چند حوالہ یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔ ابو حاتم رازی کہ جو کبار علماء اعلام سے ہیں اپنی کتاب علل الحدیث میں تحریر کرتے ہیں۔

سمعت ابی و ذکر الحدیث الذی رواہ اسحق بن راھویہ عن بقیۃ قال حدثنی ابو وھب الاسدی قال حدثنا نافع عن ابن عمر قال لا تحمدوا اسلام امرئ حتی تعرفوا عقدۃ رایہ قال ابی ھذا الحدیث لہ علۃ قل من یفھمھا روی ھذا الحدیث عبید اللہ بن عمرو عن اسحق بن ابی فروہ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلعم و عبید اللہ بن عمرو کنیتہ ابو وھب و ھو اسدی فکان بقیۃ بن الولید کنی عبید اللہ بن عمرو و نسبہ الی بنی اسد لکیلا یفطن بہ حتی اذا ترک اسحق بن ابی فروہ من الوسط لا یہتدی لہ و کان بقیۃ من افعل الناس لھذا و اما قال اسحق فی روایتہ عن بقیۃ عن ابو وھب۔ حدثنا نافع فھو وھم غیر ان وجھہ عندی ان اسحق لعلہ حفظ عن بقیۃ ھذا الحدیث ولما یفطن لما عمل بقیۃ من ترکہ اسحق من الوسط و تکنیتہ عبید اللہ بن عمرو فلم یفتقد لفظۃ بقیۃ فی قولہ حدثنا

سنا میں نے اپنے والد کو کہ انھوں نے ذکر کیا اس حدیث کا جسکو اسحق بن راھویہ نے بقیہ سے روایت کیا تھا (اسحق بن راھویہ نے اس کی سند یوں بیان کی ہے) مجھ سے بیان کیا بقیہ نے، کہا اس نے کہ بیان کیا ابو وھب اسدی نے کہا اس نے کہ مجھ سے بیان کیا نافع نے اور انھوں نے ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے کہ تم کسی شخص کے اسلام کو اسوقت تک اچھا نہ سمجھو جب تک اس کی اصل رائے کو نہ جان لو میرے باپ نے بیان کیا کہ اس حدیث مین ایک علت ہے جسکو بہت کم کوئی سمجھنے والا ہے۔ اس روایت کو (در اصل) عبید اللہ بن عمرو نے اسحق بن ابی فروہ سے اور اس نے نافع سے اور اس نے ابن عمر سے اور اس نے نبی صلعم سے روایت کیا ہے۔ عبید اللہ بن عمر کی کنیت ابو وھب ہے اور وہ اسدی ہے (اس روایت میں) بقیہ نے عبید اللہ بن عمرو

نافع او عن نافع - (علل الحدیث جلد دوم ص۱۵۵/۱۰ سطر ۱۷/۲۰ و ۸/۱ مطبوع المطبعة السلفیة مصر ۱۳۴۳ھ)

کا نام نہیں لیا بلکہ ان کی کنیت (ابو وھب) اور نسبت (اسدی ہونا) بیان کردی اور اس کے بعد (ان کے درمیان اور نافع کے درمیان) اسحق بن ابی فروہ کا نام چھوڑ دیا۔ عبید اللہ بن عمرو کی محض کنیت اور نسبت (ابو وھب اسدی) بیان کرنے اور ان کا نام نہ لینے سے مقصد یہی تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسحق بن ابی فروہ کو بیچ سے ترک کر دیا گیا ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں کہ بیچ سے راویوں کے نام حذف یا زیادہ کرکے تدلیس کرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ اس کام کا کرنے والا بقیہ ہی تھا اب اگر کوئی یہ کہے کہ اسحق بن راہویہ نے یہ کہا کہ مجھ سے یہ روایت بقیہ نے بیان کی اور ان سے ابو وھب اسدی نے اور ان سے نافع نے تو یہ وہم ہے کیونکہ میرے نزدیک یہ بات ہے کہ اس روایت کو اسحق بن راہویہ نے بقیہ سے حفظ کیا اور بقیہ کی یہ ترکیب کہ انھوں نے بیچ سے اسحق ابن ابی فروہ کا نام غائب کر دیا (اور اس لئے کہ اسکو کوئی سمجھنے نہ پائے) عبید اللہ بن عمرو کا نام نہیں لیا بلکہ صرف کنیت ابو وھب بیان کرکے چھوڑ دیا اسکو بیچارے اسحق بن راہویہ سمجھ نہ سکے اسی وجہ سے انھوں نے اس روایت میں بقیہ کے اس قول کی کوئی تحقیق نہ کی کہ (ابو وھب اسدی) نے یہ کہا کہ مجھ سے نافع نے خود بیان کیا یا یہ کہ یہ روایت نافع سے اسحق بن ابی فروہ کے ذریعہ سے پہونچی۔

ظاہر ہے کہ جب بقیہ نے روایت بیان کرنے میں اتنی بے دیانتی سے کام لیا کہ بیچ سے ایک پورے راوی اسحق بن ابی فروہ کو حذف کر دیا اور بغیر ان کا سلسلہ بیان کئے ہوئے یہ کہدیا کہ اس حدیث کو عبید اللہ بن عمرو نے خود نافع سے روایت کیا ہے اور اپنی اس بے دیانتی کو چھپانے کے لئے اس چالاکی سے کام لیا کہ عبید اللہ بن عمرو کا نام نہیں لیا بلکہ محض ان کی کنیت اور نسبت یعنی ابو وھب اسدی کہدیا تاکہ کوئی سمجھنے نہ پائے حالانکہ بیچارہ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کی یہ چالاکیاں اور یہ بد دیانتیاں ایک دن محققین کے ہاتھوں برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی اس طرح منظر عام پر آجائیں گی۔

بقیہ کی قدح کے لئے ایک یہی بات کافی تھی لیکن آپ کے متعلق چند اور محققین کے خیالات سنئے ابن جوزی اپنی کتاب الموضوعات میں حدیث (من مات وھو یقول القرآن مخلوق لقی اللہ یوم القیمة و وجھه الی قفاہ) جو شخص اس عقیدہ پر مرا کہ وہ اس کا قائل تھا کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ قیامت کے دن خدا سے اس طرح ملاقات کریگا کہ اس کا چہرہ پشت کی طرف مڑا ہوا ہوگا) کی قدح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقد ذکرنا ان بقیة کان یروی عن المجھولین والضعفاء و ربما اسقط ذکرھم و ذکر من رووا له عنه

اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کہ بقیہ مجہول الحال اور ضعیف راویوں سے روایت کرتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی کرتا تھا کہ ان مجہول اور ضعیف لوگوں کا ذکر ساقط کرکے ان کا نام لے دیتا تھا جن سے وہ ضعیف راوی بیان کرتے تھے۔

ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں حدیث نعت الانسان کی قدح کرتے ہوئے بھی بقیہ کے متعلق لکھا ہے۔

وقال ابن حبان لا یحتج ببقیة۔

ابن حبان نے کہا کہ بقیہ سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اور مقام پر ابن جوزی نے اسی کتاب میں بقیہ کے متعلق کہا ہے۔

و بقیة مدلس یروی عن الضعفاء و اصحابه یسوون حدیثه و یحذفون الضعفا۔

بقیہ مدلس ہے، ضعیفوں سے روایت کرتا ہے اور اس کے اصحاب اس کی حدیث کو درست کر دیتے ہیں اس طرح کہ ضعیف راویوں کے نام حذف کر دیتے ہیں۔

علامہ ذھبی اپنی کتاب میزان الاعتدال میں بقیہ کے حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

---

(۱) کتاب الموضوعات کا ایک کامل قدیمی نسخہ جد مرحوم و مغفور کو ایک غیر عادی عجیب و غریب طریقہ سے حاصل ہو گیا تھا جو کہ بحمد اللہ کتبخانہ ناصریہ میں موجود ہے۔ چونکہ کتاب قلمی ہے اسلئے صفحہ و سطر کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ وہ احادیث لکھدی گئی ہیں جنکے ذیل میں ابن جوزی نے

وقال غیر واحد کان مدلسا فاذا قال عن فلیس بحجۃ قال ابن حبان سمع من شعبہ ومالک وغیرھما احادیث مستقیمۃ ثم سمع من اقوام کذابین عن شعبہ ومالک فروی عن الثقات بالتدلیس ما اخذ عن الضعفاء و قال ابو حاتم لا یحتج بہ وقال ابو مسہر احادیث بقیۃ لیست نقیۃ فکن منھا علی تقیۃ قال حیوۃ بن شریح سمعت بقیۃ یقول لما قرأت علی شعبہ احادیث بحیر بن سعد قال یا ابا محمد لو لم اسمعھا منک لطرت وقال ابو اسحق الجوزجانی رحمہ اللہ بقیۃ ما کان یبالی اذا وجد خرافۃ عمن یاخذہ فان حدث عن الثقات فلا باس بہ۔ میزان الاعتدال جلد اوّل ص۱۵۲ سطر ۱۹/۲۴ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ ۱۳۲۵ھ)

(بقیہ کے متعلق) بہت سے لوگ اِس کے قائل ہیں کہ وہ مدلس ہے۔ جب وہ کہے کہ (فلاں سے) تو اس کا قول حجت نہیں ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ بقیہ نے شعبہ اور مالک وغیرہما سے درست احادیث سنیں پھر جھوٹے لوگوں نے جو شعبہ و مالک سے روایتیں کی تھیں ان کو بھی سنا اس کے بعد جو حدیثیں ضعیف راویوں سے سنی تھیں انھیں تدلیس کرکے ثقہ لوگوں کی طرف منسوب کرکے روایت کیا ابو حاتم نے کہا ہے کہ بقیہ سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا ابو مسہر نے کہا کہ بقیہ کی حدیثیں علتوں سے پاک نہیں لہذا ان سے ڈرنا چاہیے۔ حیوۃ بن شریح نے بیان کیا میں نے سنا بقیہ کو کہ کہہ رہا تھا کہ جب میں نے بحیر بن سعد کی حدیثیں شعبہ کو پڑھکر سنائیں تو انھوں نے کہا اے ابو محمد اگر یہ حدیثیں میں تم سے نہ سنتا تو اوڑ جاتا ابو اسحق جوزجانی کہتے ہیں خدا رحم کرے بقیہ پر کہ وہ جب کسی سے کوئی خرافات پاتا تھا تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس سے اخذ کر رہا ہے البتہ اگر وہ ثقہ راویوں سے روایت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک اور مقام پر علامہ ذہبی اپنی اِسی کتاب میزان الاعتدال میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال ابو التقی الیزنی من قال ان بقیۃ قال حدثنا فقد کذب ما قال قط الا حدثنی فلان وقال الحجاج بن الشاعر سئل ابن عیینۃ عن حدیث من ھذا الملح فقال انا ابو العجب انا بقیۃ بن الولید وقال ابن خزیمہ لا احتج ببقیۃ حدثنا احمد بن الحسن الترمذی سمعت احمد بن حنبل یقول توھمت ان بقیۃ لا یحدث المناکیر الا عن المجاھیل فاذا ھو یحدث المناکیر عن المشاھیر فعلمت من این اُتیَ ۔

ابو التقی یزنی بیان کرتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے بقیہ نے یہ کہا کہ حدثنا (ہم سے بیان کیا) تو غلط ہے کیونکہ بقیہ ہمیشہ حدثنی فلاں (مجھ سے فلاں نے بیان کیا) کہا کرتا تھا (مقصد یہ ہے کہ وہ روایت میں اور لوگوں کو اپنا شریک نہیں بنانا چاہتا تھا) حجاج بن شاعر نے کہا عینہ سے موضوع حدیثوں میں سے کسی حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو العجب نے اور اس سے بقیہ نے بیان کیا۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ میں بقیہ سے احتجاج نہیں کرتا بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن ترمذی نے کہ سنا اس نے احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے کہ میں یہ گمان کرتا تھا کہ بقیہ مناکیر (غیر معروف روایتیں) سوائے مجہول الحال لوگوں کے کسی اور سے نہیں روایت کرتا لیکن وہ منکرات کو مشہور لوگوں سے بھی روایت کرتا ہے جب وہ منکر روایتوں کو مشہور لوگوں کی طرف نسبت دیکر بیان کرتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ بلا کہاں سے نازل ہوئی۔ (میزان الاعتدال جلد اوّل ص۱۵۴/۱۵۵ سطر ۲۸ = ا/۴ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ)

اسی طرح ایک اور جگہ علامہ ذہبی اپنی اسی کتاب میزان الاعتدال میں ابن حبان سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حدثنا سلیمان بن محمد الخزاعی بدمشق حدثنا ھشام بن خالد حدثنا بقیۃ عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس مرفوعا من ادمن علی حاجبیہ بالمشط عوفی من الوباء وھذا من نسخۃ کتبناھا بھذا الاسناد کلھا موضوعۃ یشبہ ان یکون بقیۃ سمعہ من انسان واہ عن ابن جریج فدلس عنہ والتزق بہ ۔

بیان کیا ہم سے سلیمان بن محمد خزاعی نے دمشق میں کہ بیان کیا ہم سے ہشام بن خالد نے اور اس سے بیان کیا بقیہ نے ابن جریج سے اس نے عطاء سے اس نے ابن عباس سے مرفوعًا (بغیر نام لئے) کہ جو شخص اپنے ابروؤں پر برابر کنگھی کرتا رہے تو وہ وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ حدیث

اس نسخہ سے ہے جسکو ہم نے لکھا ہے اور وہ نسخہ اسی اسناد سے ہے لیکن وہ کل کا کل موضوع اور بنائی ہوئی حدیثوں کا مجموعہ ہے
اس کا شبہہ ہوتا ہے کہ بقیہ نے اسکو کسی واہی انسان سے سنا ہوگا کہ اس سے ابن جریج نے روایت کی ہے پھر تدلیس سے
کام لیکر اس واہی انسان کا ذکر تو چھوڑ دیا ہے اور اسکو ابن جریج سے روایت کیا تو یہ حدیث ابن جریج سے چپک گئی۔
(میزان الاعتدال جلد اوّل صفحہ ۱۵۵ سطر ۱۰ / ۱۳ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ)

اسی کتاب میں پھر علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

و ذکر العقیلی حدثنا محمد بن سعید حدثنا عبد الرحمٰن بن الحکم عن وکیع قال ما سمعت احدا اجرأ علی ان یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بقیہ۔
(میزان الاعتدال جلد اوّل صفحہ ۱۵۶ سطر ۱۲ / ۱۳ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ)

عقیلی نے کہا کہ ہم سے محمد بن سعید نے بیان کیا اور ان سے عبد الرحمٰن بن الحکم نے کہا اس نے کہ میں نے بقیہ سے بڑھکر کسی کو اس میں جرأت کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ وہ بلا تامل یہ کہدے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔

ایک اور مقام پر ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں۔

و قال مسلم حدثنا ابن راھویہ سمعت بعض اصحاب عبد اللہ قال قال ابن المبارک نعم الرجل بقیہ لولا انہ یکنی الاسامی ویسمی الکنی کان دھرا یحدثنا عن ابی سعید الوحاظی فنظرنا فاذا ھو عبد القدوس وقال ابو داؤد ابنا نا احمد قال روی بقیہ عن عبد اللہ مناکیر۔ میزان الاعتدال جلد اوّل صفحہ ۱۵۵ سطر ۵ / ۸ مطبوع مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ)

مسلم نے کہا کہ ہم سے ابن راہویہ نے بیان کیا میں نے بعض عبد اللہ کے ساتھیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان سے ابن مبارک نے کہا کہ بقیہ اچھا آدمی ہے اگر وہ یہ نہ کیا کرتا کہ جن لوگوں کے نام مشہور ہیں ان کی تو کنیت بیان کر دیتا اور جنکی کنیت مشہور ہے ان کے نام بیان کر دیتا۔ ایک زمانہ تک وہ ابو سعید وحاظی کی (کنیت) سے ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ہم نے غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ (ابو سعید وحاظی) ہی عبد القدوس ہیں ابو داؤد نے کہا کہ ہم کو احمد نے خبر دی کہ بقیہ عبد اللہ سے منکر (غیر معروف) روایتیں (جو غیر مسلم ہیں) روایت کرتا ہے

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں بقیہ کے بارہ میں یہ بھی لکھا ہے۔

و روی عباس عن ابن معین قال اذا لم یسم بقیہ شیخہ وکناہ فاعلم انہ لا یساوی شیئاً۔ میزان الاعتدال جلد اوّل صفحہ ۱۵۵ سطر ۹ مطبوع مطبعۃ السعادۃ ۱۳۲۵ھ

عباس نے ابن معین سے روایت کی ہے کی جب بقیہ (اپنی حدیث میں) اپنے شیخ کا نام نہ لے بلکہ کنیت بیان کرے تو سمجھ لو کہ اس کی حدیث کچھ نہیں ہے۔ ذرہ برابر بھی نہیں ہے

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس کی بھی تصریح کی ہے۔

عمرو بن سنان حدثنا عبد الوہاب بن الضحاک قال قال لی بقیہ قال لی شعبہ یا ابا یحمد نحن البصر بالحدیث واعلم بہ منکم قلت تقول ذا یا ابا البسطام قال نعم قلت فما تقول فی رجل مزب علی انفہ فذھب شمہ فتفکر فیہا وجعل ینظر فقال ایش تقول یا ابا یحمد قال انبانا ابن ذی حمانہ قال کان مشایخنا یقولون یجعل فی الفہ الخردل فان حرکہ علمنا انہ کاذب وان لم یحرکہ فقد صدق وبقیہ ذو غرائب وعجائب ومناکیر قال عبد الحق فی غیر حدیث بقیہ لا یحتج بہ وروی لہ ایضا احادیث وسکت عن تلیینہا

عمرو بن سنان سے عبد الوہاب ابن ضحاک نے بیان کیا کہ اس سے بقیہ نے کہا کہ مجھ سے شعبہ نے کہا کہ اے ابو یحمد ہم حدیث میں تم سے زیادہ صاحب بصیرت اور صاحب علم ہیں میں نے کہا اے ابو البسطام تم (یہ) کہتے ہو اس نے کہا ہاں تو میں نے کہا اچھا بتاؤ تم اس شخص کے بارہ میں کیا کہتے ہو جسکی ناک پر ایسی مزب لگا دی گئی ہو جس کی وجہ سے اس کی قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) جاتی رہی ہو یہ سنکر ابو البسطام شعبہ فکر میں پڑ گیا اور مجھے دیکھکر کہنے لگا تم یہ کیا کہہ رہے ہو اے ابو یحمد تو بقیہ (جسکی کنیت ابو یحمد ہے) نے کہا کہ مجھ سے ابن ذی حمانہ نے بیان کیا کہ ہمارے مشایخ یہ کہتے تھے کہ اس

وقال ابوالحسن بن القطان بقیہ یدلس عن الضعفاء ویستبیح ذلک وهذا ان صح مفسد لعدالته۔ میزان الاعتدال جلد اوّل صہ۱۵۰ ۱/۱۵۸ سطر ۲۶/۲۹-۱/۳ مطبوع مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۵ھ)

ابوالحسن بن القطان نے کہا کہ بقیہ ضعیف راویوں ... کی ناک میں رائی رکھی جائیگی اگر اس کے رکھنے سے وہ ناک کو حرکت دے تو ہم سمجھ لینگے کہ یہ جھوٹا ہے اور اگر ناک کو حرکت نہ دے تو سمجھ لینگے کہ سچا ہے(۱) اور بقیہ کے پاس عجائب وغرائب و مناکیر روایات ہیں عبدالحق نے کئی حدیثوں کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ بقیہ سے احتجاج نہیں کیجا سکتی (روایت) عبدالحق نے بقیہ کی بہت سی روایتیں بیان کیں (اور اس کا حال سب پر واضح و ظاہر ہونے کی وجہ سے) اس کی تضعیف بھی نہیں کی اور ابوالحسن بن القطان نے کہا کہ بقیہ ضعیف راویوں میں تدلیس کرتا ہے اور اس کو مباح سمجھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ اس کی عدالت کو فاسد کردیگا (تدلیس کا مقصد یہ ہے کہ ضعیف راویوں کے نام نہ لینا تاکہ کوئی حدیث کو ضعیف نہ سمجھے یا ضعیف راویوں کی جگہ موثق و معتمد ثقات راویوں کا نام دینا تاکہ لوگ حدیث کو صحیح سمجھیں۔

بقیہ کے بارہ میں فیروز آبادی قاموس میں لغت بقی میں لکھتے ہیں

وبقیہ محدث ضعیف

بقیہ (نامی) ایک ضعیف راوی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب میں بقیہ کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال یحیی بن معین کان یحدث عن الضعفاء بمائۃ حدیث قبل ان یحدث عن الثقات ۔تہذیب التہذیب جلد اوّل صہ۴۷۴ سطر ۷/۱۶ ، مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ

یحیی بن معین نے کہا کہ (بقیہ) ضعیف راویوں سے ایک سو حدیثیں روایت کرتا تھا قبل اس کے کہ وہ موثق راویوں سے روایت کرے۔

علامہ ابن حجر نے کتاب التہذیب میں یہ بھی لکھا ہے کہ۔

قال ابوحاتم یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وھو احب الی من اسماعیل بن عیاش

ابوحاتم نے بیان کیا کہ (بقیہ کی) حدیثیں لکھ تو لیجاتی ہیں مگر ان سے احتجاج نہیں کیا جاسکتا۔ بقیہ مجھ کو اسمعیل بن عیاش سے زیادہ محبوب ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد اوّل صہ۴۷۴ سطر ۱۸/۱۷ مطبعہ دائرہ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ

علامہ ابن حجر نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

وقال ابومسہر الغسانی بقیہ لیست احادیثہ نقیہ فکن منہا علی تقیہ۔ تہذیب التہذیب صہ۴۷۴ سطر ۵/۴ مطبعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ)

ابومسہر غسانی نے کہا کہ بقیہ کی احادیث علت سے پاک نہیں ہیں لہذا ان سے ڈرا کرو

علامہ ابن حجر عسقلانی کتاب تہذیب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

وقال حیوۃ سمعت بقیہ یقول لما قرأت علی شعبہ احادیث بحیر بن سعد قال لی یا ابا یحمد لو لم اسمع ھذا منک لطرت وقال ابوداوٗد سمعت احمد یقول روی بقیہ عن عبیداللہ بن عمر مناکیر۔ تہذیب التہذیب جلد اوّل صہ۴۷۴ سطر ۹/۱۱ مطبعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ

حیوۃ نے بیان کیا کہ میں نے بقیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب میں نے شعبہ کو بحیر بن سعد کی روایتیں سنائیں تو اسنے کہا اے ابو یحمد اگر میں یہ تم سے نہ سنتا تو اڑجاتا اور ابوداوٗد نے کہا کہ میں نے احمد کو کہتے ہوئے سنا کہ بقیہ نے عبیداللہ بن عمر سے منکر روایتیں روایت کی ہیں

نیز علامہ ابن حجر عسقلانی نے بقیہ کے بارہ میں اپنی کتاب تہذیب میں لکھا ہے۔

قال ابن خزیمہ لا احتج ببقیہ حدثنی احمد بن الحسن الترمذی سمعت احمد بن حنبل یقول توھمت ان بقیہ

ابن خزیمہ نے کہا کہ میں بقیہ سے احتجاج (روایت) نہیں کرتا مجھ سے احمد بن حسن ترمذی نے بیان کیا کہ میں نے

(۱) اس قصہ سے بقیہ کی قدرح یوں نکلتی ہے کہ اس نے جھوٹے سچے کی نشانی تو بیان کردی لیکن کوئی حکم نہیں بیان کیا ۱۲

لايحدث المناكير الا عن المجاهيل فاذا هو يحدث المناكير عن المشاهير فعلمت من اين اتي قلت اتي من التدليس ۔ تہذیب التہذیب جلد اوّل ص۴۷۶ سطر ۱۴/۱۷ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ)

احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں یہ گمان کرتا تھا کہ بقیہ منکر روایتیں سوا مجہول الحال لوگوں کے کسی اور سے نہیں روایت کرتا لیکن جب وہ منکر روایتوں کو مشہور لوگوں کی طرف نسبت دیکر بیان کرتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ بلا کہاں سے نازل ہوئی (صاحب کتاب ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ سب بقیہ کی تدلیس کی وجہ سے ہے ۔

علامہ ابن حجر نے بقیہ کے بارہ میں اپنی کتاب تہذیب میں یہ بھی لکھا ہے ۔

واورد ابن حبان له عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس احاديث منها تربوا الكتاب ومنها من ادمن على حاجبيه بالمشط عوفي من الوباء ومنها اذا جامع احدكم فلا ينظر الى فرجها فان ذالك يورث العمى وقال هذه من نسخة موضوعة كتبناها يشبه ان يكون بقية سمعها من انسان ضعيف عن ابن جريج فدلس عنه فالتزق ذلك به ۔

ابن حبان نے بقیہ کی چند وہ حدیثیں وارد کی ہیں جو اس نے اس طرح بیان کی ہیں کہ اس سے ابن جریج نے اور اس سے عطاء اور اس سے ابن عباس نے بیان کیا ہے ان حدیثوں میں سے ایک تربو الکتاب (جو خط لکھو اسکو خاک پر رکھدو) ہے اور ایک وہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے ابروؤں پر کنگھی کرنے کی عادت ڈال لے تو وہ وباء سے محفوظ رہتا ہے اور ایک ان میں سے یہ ہے (ترجمہ) کہ جب تم میں سے کوئی جماع کرے تو عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے کیونکہ اس سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے ۔ ابن حبان نے یہ کہا کہ یہ حدیثیں اس بنائی ہوئی حدیثوں کے نسخہ کتاب سے ہیں جسکو ہم نے لکھا ہے ۔ شبہ یہ ہوتا ہے کہ بقیہ نے ان حدیثوں کو کسی ضعیف انسان سے سنا ہے (جس کا ادعا یہ ہے کہ اس نے ابن جریج سے سنا ہے) پھر تدلیس سے کام لیکر اس ضعیف انسان کا ذکر چھوڑ دیا جس کی وجہ سے یہ حدیثیں ابن جریج کے سر چپک گئیں (تہذیب التہذیب جلد اوّل ص۴۷۵ سطر ۹/۱۳ ۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ)

علامہ ابن حجر نے تہذیب میں بقیہ کے متعلق اس کی بھی تصریح کی ہے ۔

وروى ابن عدى عن بقية قال قال لى شعبة يا ابا يحمد ما احسن حديثك ولكن ليس له اركان وقال بقية ذاكرت حماد بن زيد باحاديث فقال ما اجود حديثك لو كان لها اجنحة ۔

تہذیب التہذیب جلد اوّل ص۴۷۶ /۸ سطر ۱۸ /۱۹ = ۱ ۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ

ابن عدی نے بقیہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ مجھ سے شعبہ نے کہا کہ ابو یحمد تمہاری حدیث بڑی اچھی ہوتی اگر اس کے ارکان بھی محفوظ ہوتے ۔ بقیہ نے یہ بھی کہا کہ میں نے حماد بن زید سے چند حدیثیں ذکر کیں تو اس نے کہا کہ تمہاری حدیثیں بہت بہتر ہوتیں اگر ان کے بازو بھی ہوتے ۔

علامہ ابن حجر نے تہذیب میں اس کی بھی تصریح کی ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ بقیہ کا قول حجت نہیں ہے جیسا کہ لکھتے ہیں

وقال البيهقى فى الخلافيات اجمعوا على ان بقية ليس بحجة وقال عبد الحق فى الاحكام فى غير ما حديث بقية لا يحتج به وقال ابن القطان بقية يدلس عن الضعفاء ويستبيح ذلك وهذا ان صح مفسد لعدالته ۔ تہذیب التہذیب جلد اوّل ص۴۷۸ سطر ۸/۱۰ ۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۵ھ

بیہقی نے کتاب خلافیات میں کہا ہے کہ سب نے اس پر اجماع کر لیا ہے کہ بقیہ حجت نہیں ہیں اور عبد الحق نے کتاب احکام میں ایک سے زیادہ حدیثوں میں بیان کیا ہے کہ بقیہ کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا ۔ ابن قطان نے کہا کہ بقیہ ضعیف راویوں سے روایت کر کے تدلیس کرتا ہے اور اس کو جائز بھی سمجھتا ہے ۔ اگر یہ صحیح ہے تو اس کی عدالت کو فاسد کر دیگا ۔

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب تقریب التہذیب میں بھی بقیہ کے بارہ میں لکھا ہے ۔

بقیۃ بن الولید بن صاعد بن کعب الکلاعی ابو یحمد بضم التحتانیہ وسکون المہملہ وکسر المیم صدوق کثیر التدلیس عن الضعفاء من الثامنہ مات سنۃ سبع وسبعین تقریب التہذیب صہ سطر ۲۲/ ۲۳ - مطبوعہ مطبع احمدی ہندوستان ۱۲۷۱ھ)

بقیہ بیٹا ہے ولید کا جو بیٹا ہے صاعد بن کعب کلاعی کا (اس کی کنیت) ابو یحمد ہے اس طرح کہ ی کو ضمہ ہے اور ح ساکن ہے اور میم کو کسرہ ہے - یہ سچا ہے لیکن ضعیف روایوں میں بہت زیادہ تدلیس سے کام لیتا ہے یہ آٹھویں طبقہ میں ہے سنہ ۷۷ میں یہ مرگیا -

عبدالرؤف بن تاج العارفین المناوی فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ذیل حدیث (اتحب ان یلین قلبک) یعنی کیا تو یہ دوست رکھتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے) میں لکھتے ہیں -

قال المنذری رواہ الطبرانی من روایۃ بقیہ و فیہ راو لم یسم قال الہیثمی تبعا لشیخہ الزین العراقی وفی اسنادہ من لم یسم و بقیہ مدلس - (فیض القدیر شرح جامع الصغیر جلد اول ص۱۲۵ سطر ۲۷/ ۲۸ - مطبوعہ مطبعۃ الجمالیہ مصر ۱۳۲۹ھ)

منذری نے کہا کہ اس سے طبرانی نے بقیہ کی روایت سے بیان کیا ہے اس میں ایک راوی کا نام ہی نہیں - ہیثمی نے اپنے شیخ زین عراقی کا اتباع کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی سندوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس کا نام نہیں ظاہر کیا گیا اور بقیہ تدلیس کرنیوالوں میں ہے

محمد مرتضی الحسینی الواسطی الزبیدی اپنی کتاب تاج العروس میں لغت (بقی) میں لکھتے ہیں -

و بقیہ بن الولید محدث ضعیف یروی عن الکذابین ویدلسہم قالہ الذہبی فی المیزان و قال فی ذیلہ ھو صدوق فی نفسہ حافظ لکنہ یروی عمن دب و درج فکثرت المناکیر و العجائب فی حدیثہ قال ابن خزیمہ لا احتج ببقیہ و قال احمد لہ مناکیر عن الثقات و قال ابن عدی لبقیہ احادیث صالحہ و یخالف الثقات و اذا روی عن غیر الشامیین خلط کما یفعل اسمعیل بن عیاش -

بقیہ بن الولید ایک ضعیف محدث ہے جو جھوٹوں سے روایت کر کے تدلیس کرتا ہے یہ ذہبی نے میزان میں کہا ہے اور ذیل میزان میں لکھا ہے کہ وہ فی نفسہ حافظ اور صدوق ہے لیکن ہر قوی و ضعیف سے روایت کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ اس کی حدیثوں میں منکرات اور عجائب زیادہ ہو گئے ہیں - ابن خزیمہ نے کہا کہ میں بقیہ سے روایت نہیں کرتا اور احمد نے کہا ہے کہ اس نے ثقہ راویوں سے منکرات روایت کئے ہیں اور ابن عدی نے کہا ہے کہ بقیہ کے لئے اچھی روایتیں بھی ہیں لیکن ثقہ راویوں کے خلاف بھی روایت کرتا ہے - جب وہ شامیوں کے علاوہ اوروں سے روایت کرتا ہے تو وہ اسمعیل بن عیاش کی طرح خلط (یعنی تدلیس) کرتا ہے -

واضح ہے کہ جس شخص کی قدح میں ایسے علمار اعلام و اساطین فخام یہ تصریح کریں کہ وہ تدلیس کرتا تھا بلکہ بعض محققین کی تحقیق یہاں تک منتہی ہو کہ اس پر اجماع ہے کہ بقیہ کی روایت حجت نہیں ہو سکتی تو وہ اگر حدیث سنت الخلفار کو روایت کرے تو پھر اس پر کسکو اعتماد ہو سکتا ہے بنا بریں علاوہ اور وجوہ کے حدیث سنت الخلفا سے اس لئے بھی احتجاج نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے راویوں میں بقیہ کا ایسا تدلیس کرنے والا کذاب اور ضعیف راویوں سے روایت کرنے والا بھی ایک راوی ہے - باقی دارد -

رسالہ نور کی قدردانی کا شکریہ

ہم نہایت فخر و مباہات کیساتھ عرض کرتے ہیں کہ صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین سلطان الفقہار و المتکلمین یعسوب العلمآ والمجتہدین حجۃ الاسلام و المسلمین جناب سرکار ناصر الملۃ دامت برکاتہ وعمت افاضاتہ اور جناب سرکار نصیر الملۃ دامت فیوضہ اور جناب سرکار سعید الملۃ دامت مکارمہ نے ازراہ شفقت عالمانہ اور مرحمت بزرگانہ رسالہ نور کو اپنی خریداری کا شرف عطا فرمایا - ہم اسکو رسالہ نور کی انتہائی سعادت اور خوش بختی تصور کرتے ہیں کہ وہ ایسی مقدس اور ملک

صفات ہستیوں کی نظر سے گزرتا ہے۔ آفتاب اگر ذروں کی طرف متوجہ ہو تو ذروں کے لئے اس سے زیادہ فخر کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ رسالہ نور کو یہ شرف ان قدسی صفات ہستیوں نے ادارہ کی بغیر کسی تحریک کے عطا فرمایا ہے و لکئی بذالک فخرا
ہمکو جناب سرکار شریعتمدار سعید الملۃ والدین مولانا ومقتدانا آقا جناب مولوی السید محمد سعید صاحب قبلہ مجتہد العصر دامت برکاتہ کا خاص طور سے شکریہ ادا کرنا ہے کہ وہ اپنے گرانقدر مضامین سے صفات نور کو منور فرما رہے ہیں اور ہر ماہ زحمت گوارا فرما کر مضمون "حدیث سنت الخلفا" کی ایک قسط ضرور روانہ فرماتے ہیں یہی احسان کارکنان نور کے لئے باعث صد تشکر و امتنان تھا کہ ایک خاص احسان یہ فرمایا کہ پانچ خریدار بھی اس ماہ میں رسالہ نور کو دئے جس کا تہ دل سے شکریہ اور سرکار محترم کی صحت و عافیت کے لئے درگاہ الٰہی میں خاص طور سے دعا۔ مدیر نور

زندہ باد فرقہ شیعہ

(از مدیر نور)

زندہ باد اے قوم شیعہ راہ حق منزل تری　　لیلیٰ عزلت نشین سے پر منیا محمل تری
مست رہتی ہے مے عرفان سے محفل تری　　مدح خوانی کرتے ہیں دنیا میں اہل دل تری

عزم و استقلال تیرا خوب ہے جانا ہوا
زور مظلومی ترا دنیا میں ہے مانا ہوا

تجھ پہ ظلم و جور کے طوفاں سدا آتے رہے　　دشمنان دیں شقاوت اپنی دکھلاتے رہے
نشتر غم سے کلیجہ تیرا برماتے رہے　　پر تری روحانیت سے خوف بھی کھاتے رہے

تیری مظلومی ہمیشہ رنگ ہی لاتی رہی
صاحبان سلطنت کے قلب لرزاتی رہی

تیری مظلومی نے ڈھا کر رکھدئے حصن حصیں　　تیری کمزوری سے پسپا ہو گئے ارباب کیں
سرکٹا کر تو نے کی ہے نصرت دین مبیں　　تیری آہوں سے سدا ہلتے رہے چرخ و زمیں

دب گئے وہ آپ جو تجھکو دبانے کو اٹھے
مٹ گئے وہ آپ جو تجھکو مٹانے کو اٹھے

اب وہ اولاد امیہ کی کہاں ہیں سطوتیں　　اور بنی عباس کی باقی کہاں ہیں حشمتیں
اہل ظلم و جور کی سب مٹ گئیں وہ شوکتیں　　تیری آہوں سے ہوئیں برباد انکی دولتیں

کیا مظلومی نے ملکوں کو کیا زیر و زبر
ہر ہزیمت میں تری پنہاں رہی فتح و ظفر

تو نے مذہب پر کئے قربان جان و آبرو　　ہر عمل میں تھی رضائے حق کی تجھ کو جستجو
ہمتوں کا تیری چرچا ہے جہاں میں کو بکو　　دشمنان دیں بہاتے آئے ہیں تیرا لہو

تو نے زندانوں میں رہکر اپنی عمریں کاٹ دیں
اور تن بیجاں سے اپنے کتنی نہریں پاٹ دیں

فتنہ مدح صحابہ ہند میں جس دم اٹھا　　اکثریت آگئی تیرے مقابل بر ملا
وقت نازک تھا مگر وہ کام تجھ سے ہو گیا　　مدتوں دنیا کہے گی مرحبا صد مرحبا

درخواست

جن حضرات مومنین کی خدمت میں رسالہ نور بطور نمونہ بھیجا جا رہا ہے اگر خدانخواستہ ان کو خریداری منظور نہیں ہے تو دوسرا پرچہ مہربانی فرما کر دفتر کو واپس کر دیں ورنہ حسب قاعدہ تیسرا پرچہ وی پی روانہ ہوگا جس کا وصول کرنا اخلاقی فرض ہوگا۔ درصورت واپسی ایک غریب تبلیغی ادارہ کو ۳ فی پرچہ نقصان ہوتا ہے۔ کم سے کم اتنی ہی ہمدردی فرمایئے کہ اس نقصان سے اس نازک وقت میں بچا لیجئے جب کہ کاغذ کی گرانی انتہا کو پہونچ گئی ہے اور رسالہ کے جاری رکھنے میں مالی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے امید ہے کہ ہماری یہ درخواست قابل پذیرائی ہوگی۔

اگر دوسرا پرچہ بھی وصول کر لیا جائے تو پھر بذریعہ پوسٹ کارڈ نامنظوری کی اطلاع دیدینی چاہیئے۔ حقیر
مدیر نور

جوش ہمت سے ترے دنیا کو حیرانی ہوئی
اور دشمن کو نتیجہ میں پشیمانی ہوئی

ایجی ٹیشن کا ترے نظروں میں اب تک ہے سماں یوں پلے پڑتے تھے شیعہ جیسے امڈیں ٹڈیاں
ہر طرف سے ہار پہنے آرہی تھیں ٹولیاں لکھنؤ کو سیدھا جاتا تھا ہر اک پیر و جواں

ہمتیں تیری حکومت کو پریشاں کر گئیں
چار دن میں صوبہ بھر کی ساری جیلیں بھر گئیں

فتنہ پردازوں کو تیرے جوش نے لرزا دیا اکثریت کو ترے افراد نے شرما دیا
چھوٹی سی اک قوم میں کیا زور ہے دکھلا دیا دشمنوں پر یوں تبرا کرتے ہیں بتلا دیا

آصفی تعمیر میں رہ رہ کے گونجی وہ صدا
جس کا ایک ایک لفظ دشمن کیلئے بھالا بنا

تیری مظلومی کے قرباں اور تقرب کے فدا کھا گئی دشمن کو کیسے جلد تیری بد دعا
بھاپ تیری آہ کی جسکو لگی وہ مرگیا کانگرس کا زور سارا خاک میں ملکر رہا

ہاتھ دھو بیٹھا عدو کیا جلد اپنے جاہ سے
تخت الٹے سات تو نے ایک اپنی آہ سے

جو اسیری پر تری ہنستے تھے ہو کر شادکام جیل کی اب بیکسی ہے اور ان کے صبح و شام
نہ وزارت نہ امارت سب ہوئی ترکی تمام پھر وہی مٹی کی ہنڈیا پھر وہی مٹی کا جام

اب کہاں اگلی سی شانیں اور پہلی بات ہے
چار دن کی چاندنی تھی اب اندھیری رات ہے

تجھکو مقصد میں خدا نے کامیابی کی عطا بند فتنہ ہو گیا دشمن کا جھنڈا گر پڑا
رنیس میں تیری عدو نے ایجی ٹیشن گو کیا پر کجی راجہ کروڑی سا مجی تیلی کجا

جب تیرے ڈنڈے کمر پر جیل میں سرکار کے
بھاگ نکلے بزدلے آخر کو ہمت ہار کے

کیوں نہ **النور** میں کروں دل سے دعا یہ ہر زماں تا ابد ہم پر ہو انگریزی حکومت حکمراں
اس کے سایہ میں ہمیں حاصل ہیں سب آزادیاں ہم کو سوراجی حکومت سے تھا خطرہ بیگماں

راج برٹش کا الٰہی ہند میں دائم رہے
اور ہم پر اس کا ظل عاطفت قائم رہے

انتقال پُر ملال

ہم نہایت افسوس کیساتھ یہ خبر درج کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم و محترم جناب سید مشیر حسن صاحب امروہوی اور سیر محکمہ ریلوے جے پور کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو جے پور میں ہو گیا مرحومہ حضرت ادیب اعظم مدظلہ کی خواہر نسبتی تھیں اور بڑی خوبیوں کی خاتون تھیں خدا وند عالم ان کو جوار آئمہ طاہرین عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو اس مصیبت میں صبر کرامت فرمائے مومنین سے ایک سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔

مدیر نور

شمیم بکڈپو کا مایہ ناز تبلیغی تحفہ

شیعی دنیا میں انتہائی مقبول کتابیں

پورے سیٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

دینی کہانیاں حصہ اول قصہ خوانی کے ذوق شوق اور ناول و ڈرامہ کیطرف نوجوانوں کی طبیعت کا لگاؤ دیکھتے ہوئے ہم نے یہ کتاب انبیا و مرسلین کے حالات میں نہایت دلچسپ اور سلیس اردو میں شائع کی ہے جس کی نظیر اردو زبان میں اب تک موجود نہیں اس کتاب کے مطالعہ سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں حضرات انبیا کی تاسی کرنے اور ان کے اخلاقی کارناموں سے سبق حاصل کرنے کی صلاحیت آجائیگی یہ کتاب اتنی دلچسپ اور موثر ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا عبارت نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ ۱۲ر

حصہ دوم اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں چہاردہ معصومین اور خلفائے ثلاثہ کے حالات نہایت آسان اور دلچسپ عبارت میں درج کئے گئے ہیں اس کتاب میں مصنف علام نے یہ کمال دکھایا ہے کہ دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے اور تمام کتب تفاسیر و تواریخ و سیر سے بے نیاز کر دیا ہے واقعات نہایت معتبر اور مستند ہیں۔ قیمت ۱۲ر

حصہ سوم اس کتاب میں درندہ صفت انسان نما بنی امیہ کا کیریکٹر۔ ان کی نسبی کھوٹ۔ آئمہ پر مظالم۔ مذہبی بدعات۔ شیعوں کی تباہی و بربادی کے خونی مناظر۔ عبا شیبوں اور شرابخواریوں کی بہتات۔ حرم میں سگی بیحرمتی۔ مدینہ میں زناکاری۔ دولت و شہوت پرستی۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی ترویج۔ موضوعہ احادیث کی پردہ دری۔ اچھی طرح کی گئی ہے اور جابجا دلچسپ جملوں اور چٹ پٹے فقروں نے کتاب کو حد درجہ دلکش بنا دیا ہے قیمت ۱۲ر

حصہ چہارم اس کتاب میں چودھویں صدی کی یہ قابل قدر تحقیق درج کی گئی ہے کہ عباس جنکو عباسی مورخوں نے فرزند عبدالمطلب لکھ مارا ہے درحقیقت غلام تھے اس دعوے کو بیشمار عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اس کے علاوہ بنی عباس کا عروج و زوال۔ ان کے ظلم و جور۔ سادات کشی کے خون رلانے والے مناظر شیعوں کی تباہیوں اور بربادیوں کی عبرتناک داستانیں۔ آئمہ پر مظالم و تشدد و ہلاکت وغیرہ واقعات نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھے ہیں حالات مستند اور معتبر ہیں شیعہ لٹریچر میں یہ بالکل نئی اور قابل قدر چیز ہے۔ قیمت ۱۴ر

حصہ پنجم اس کتاب میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے لیکر واجد علی شاہ بادشاہ اودھ تک عرب ایران اور ہندوستان کے تمام شیعہ بادشاہوں کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ اردو زبان میں شیعہ بادشاہوں کے حالات میں اب تک کوئی قابل اطمینان کتاب موجود نہ تھی۔ اس کتاب کا مقدمہ خاص طور سے قابل دید ہے شیعہ لٹریچر میں قابل قدر چیز ہے۔ (المعروف بہ شیعہ سلاطین) قیمت ۱۲ر

حصہ ششم اردو زبان میں یہ کتاب بھی نئی چیز ہے۔ جس میں ایک سو شیعہ اصحاب رسول کے حالات ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں اس کا مقدمہ کتاب کی جان ہے جس میں اصلی صحابی رسول کی صفات بیان کی گئی ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں نے صحابی کے جو معنی سمجھے ہیں اور اس دائرہ کو جس قدر وسعت دی ہے وہ ہرگز درست نہیں غرض اس موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

خواتین اسلام طبقہ نسواں کیلئے مشعل ہدایت کا کام دینے والی نکوکاری اور خوش کرداری کا سبق سکھانیوالی خدا اور رسول کی اطاعت کیطرف کھینچکر لانے والی صنف نازک کے دلوں میں مذہبی جوش اور دینی خدمات کی امنگ بھرنے والی بہترین اخلاق کی معلم کتاب ہے جس میں اسلام کی مقدس خواتین کے حیاتی کارنامے درج ہیں۔

سرفروشان ملت مذہبی خدمات کی بہترین تصویر دکھانیوالی کتاب جس میں اصحاب رسول۔ اصحاب آئمہ اور اولاد آئمہ اور دیگر شیر دل کامل الایمان شیعوں کی ان جانی اور مالی قربانیوں اور مذہبی کارناموں کا تذکرہ جو انھوں نے تیرہ سو برس کے اندر اپنی جانوں پر کھیل کر انجام دئے اور آخر کتاب میں تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کا حال بھی درج ہے۔ قیمت عہ۔

عمار یاسر صحابیوں میں ممتاز صحابی۔ دین اسلام کے سچے فدائی۔ اہلبیت کے جاں نثار شیعیت کے علمبردار حضرت عمار یاسر کے زریں کارنامے جنکو پڑھکر روح ایمان تازہ ہوجاتی ہے۔ قیمت ۲ر

تحفۃ الابرار خدا و رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ علم حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ۔ اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی جس میں مذہبی احکام، اخلاق، عبادات اور جملہ ضروریات زندگی کے متعلق حضرت رسولخدا اور حضرات آئمہ کی احادیث کو اس شان سے پیش کیا گیا ہو کہ ہر چھوٹا بڑا عالم وجاہل مرد و عورت بخوبی سمجھ سکے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کتاب مومنین کے لئے آفتاب ہدایت ہے عہ

مذہبی مکالمہ مذہب شیعہ کی حقانیت کے پر زور استدلال سے ایوان سنیت میں زلزلہ ڈالدینے والی کتاب جس میں ایک شیعہ اور ایک سنی دو شخصوں کی نہایت مہذب گفتگو درج کی گئی ہے اور سنی وشیعہ مذہب کے اندر جس قدر نزاعی مسائل ہیں انکو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے عبارت بہت سہل اور مہذب ہے دلائل نہایت قوی اور مستند ہیں اس کتاب کو پڑھکر دونوں مذہبوں کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی انصاف پسند سنی ایک نظر اس کتاب کو دیکھ لے تو ہمارا دعوی ہے کہ وہ بغیر شیعہ ہوئے نہ رہے گا عہ

ناموس اسلام یہ کتاب تمام واقعات کربلا پر ایسی مکمل روشنی ڈالتی ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس میں امام حسین اور ان کے بہتر ساتھیوں کے حالات پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اہل سنت کے بہت سے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ قیمت عہ

مناظرہ تقدیر و تدبیر تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار جیسے خشک مسائل کو حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے بصورت مکالمہ اس کتاب میں ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی اسکو پڑھکر آسانی سے یہ بتلا سکتا ہے کہ تقدیر کیا ہے اور تدبیر کیا جبر کیا ہے اور اختیار کیا عبارت بہت آسان ہے ۶ر

لطائف الشعراء روتوں کو ہنسانے اور مردہ دلوں کو زندہ دل بنانے کا بہترین ذریعہ۔ ہماری اس کتاب میں اردو۔ فارسی اور عربی کے سینکڑوں شاعروں اور بذلہ سنجوں کے وہ وہ ادبی نکات ظریفانہ چٹکلے اور پھڑکتے لطیفے نظم و نثر میں درج ہیں جنکو پڑھکر مردہ دل سے مردہ دل آدمی بھی پھڑک اٹھتا ہے ۸ر

بچوں کی دینیات حصہ اول ہمارا دعوی ہے کہ اب تک مذہب شیعہ میں کمسن بچوں کی دینی تعلیم کیلئے اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی اس کتاب میں اصول دین کو بچوں کے فطری مذاق کا لحاظ رکھتے ہوئے بصورت سوال و جواب نہایت آسان اور دلچسپ زبان میں سمجھایا گیا ہے۔ اگر آپ اپنے چھوٹے بچوں کو آسان طریقہ سے دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھایئے قیمت ۳ر

حصہ دوم اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں بصورت سوال وجواب فروع دین کو نہایت آسان عبارت میں سمجھایا گیا ہے یہ دونوں کتابیں بھی حضرت ادیب اعظم مدظلہ کی تصنیف ہیں۔ قیمت حصہ دوم ۳ر

ملنے کا پتہ۔ شمیم بکڈپو مرادآباد یوپی۔

علامہ برزخی کا مکالمہ اپنی بیگم سے

علامہ برزخی کے قلم سے

لوگ مجھ سے مستفسر ہیں کہ میں نے مخلص مسلمان ہو کر ایک رافضی خاتون سے کیسے شادی کر لی۔ حضرت سنئے عرصہ ہوا کہ مولانا عبدالطاغوت صاحب کی بڑی صاحبزادی سے ایک رافضی صاحب نے پیچ در پیچ واقعات کے تحت میں متعہ کر لیا تھا ان سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں اینجانب ٹھہرے مخلص مسلمان صرف اس دھوکہ میں کہ حضرت امام المسلمین کی نواسی ضرور سنی ہوگی بغیر والد و ما ولد کی تحقیق کئے اپنا عقد کر لیا۔ پہلی ہی رات کو یہ پتہ چل گیا کہ البنت سرلابیہا لا لامہا ہے لیکن حضرت اب پچھتائے سے ہوتا کیا تھا بیس ہزار روپیہ کا مہر تھا طلاق کیونکر دیتا چند سال کے بوت بھر میں آدھ درجن سے زیادہ بچے ہو گئے اب چھوڑوں تو کیسے۔ اب تو اچھی ہے یا بری مرنا اور بھرنا ہے وہ انتہا کی کٹر رافضی اور عالمہ و فاضلہ اور اینجانب بالکل مخلص مسلمان مگر بحث کرتے کرتے اور مولویوں سے پوچھتے پاچھتے اب ہم بھی بہت کچھ واقف کار بن گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سکھائے پوت کچہری نہیں چڑھتے مولوی بہتیرا سکھا پڑھا کر بیگم سے مقابلہ کو بھیجتے ہیں لیکن یہاں ہم ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے شیر کے پنجہ میں چوہا جب بحث ہوئی اللہ کے فضل سے اور چار یاروں کی مدد سے ہارے ہم ہی پہلے تو پیشانی پر عرق ندامت آتا بھی تھا مگر اب تو عرصہ سے چکنا گھڑا بنے ہوئے ہیں بیگم تڑاتڑ جوتیاں مارتی ہیں اور ہم کھاتے ہیں۔ مجھے ان کی چٹ پٹی گفتگو اور برجستہ فقروں میں مزہ آتا ہے اسلئے خواہ مخواہ بھی کوئی بات چھیڑ دیتا ہوں کل ہی رات کا واقعہ ہے کہ بیگم کی آنکھوں میں نیند تھی میں نے انہیں جھنجھوڑا اور کہا بیگم آؤ ذرا مسئلہ خلافت پر تمہارے ہمارے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔

بیگم (انگڑائی لیکر) اے ہے تم تو اب سونے بھی نہیں دیتے۔ یہ وقت بھی کوئی بحث کا ہے سینکڑوں بار مذہبی چھیڑ چھاڑ میں ہار چکے ہو مگر پھر بھی بنے ہوتے ہو مخلص مسلمان ہی۔ تم جیسے بے اصولوں سے بحث کر کے کون اپنا وقت خراب کرے

میں۔ تم نے بے اصولا کیسے کہا۔

بیگم۔ اسلئے کہا کہ تمہارا مذہب سرے ہی سے بے اصولا ہے

میں۔ کیا خوب ہمارا مذہب تو بے اصولا ہے اور آپ کا مذہب اصولا ہے۔ تم بالکل غلط کہہ رہی ہو۔

بیگم۔ ثابت کر دونگی تو جھینپ کر رہ جاؤ گے۔

میں۔ اجی ہاں ثابت کر دوگی۔ میرے مذہب کو بے اصولا ثابت کرنا خالہ جی کا گھر نہیں۔

بیگم۔ دیکھو مجھے زیادہ نہ چھیڑو۔ پھر میں ساری پول کھولکر رکھ دونگی۔

میں۔ اگر تم سے کھل سکے تو کھولو

بیگم۔ یہ بات ہے تو سنو۔ تمہارے مذہب کے علماء کو آجتک یہی پتہ نہ چلا کہ خلافت کو نصی ہونا چاہئے یا اجماعی۔

میں۔ واہ پتہ کیسے نہیں چلا سب علما کے نزدیک خلافت اجماعی ہے۔

بیگم۔ اچھا تو پھر نص سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں

میں۔ ہرگز نہیں

بیگم۔ لیکن پھر امام شافعی نے آیہ من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین الخ سے اور فخرالدین رازی نے آیہ کونوا مع الصادقین سے اور صاحب مشکوۃ نے آیہ استخلاف سے خلافت خلفا ثابت کرنے کی کوشش کیوں کی ہے۔ کتابیں میرے پاس موجود ہیں اپنی آنکھ سے دیکھ لو۔

میں۔ اگر نص سے بھی ثابت ہو تو خرابی کیا ہے۔

بیگم۔ نص کے ہوتے ہوئے اجماع کی ضرورت کیا ہے۔ کیا نص ایسی کمزور دلیل ہے کہ اس کی تقویت کے لئے کسی مزید ثبوت کی ضرورت ہے۔ جب اللہ کسی کو خلیفہ بنا دے تو کسر ہی کیا رہی کہ خواہ مخواہ لوگوں کو جمع کر کے ووٹ لئے جائیں۔

اگر یہ چیز کمزور ہوتی تو رسولوں کے لئے بھی اجماع امت کی ضرورت پیش آتی۔

دیکھو ابھی سے میں کہتی ہوں کہ تمہارا مذہب بے اصولا ہے جیسے ڈوبتا ہوا آدمی گھبراہٹ میں ادھر ادھر ہاتھ مارتا ہے یا کوئی شخص اندھیری رات میں کھوئی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہے بس یہی حال تمہارا ہے جب اجماع کو کمزور پایا تو نص کی طرف بھاگے اور جب نص کو موافق نہ پایا تو اجماع کی آڑ پکڑی۔

میں (سر پکڑ کر) اری نیک بخت ذرا ٹھہر تو مجھے سوچ تو لینے دے مولوی عبدالعمر نے جو کچھ بتایا تھا وہ تو میں نے جلدی جلدی اگل دیا اب مجھے ذرا اپنی عقل سے بھی کام لینے دے آخر میں بھی تو مخلص مسلمان ہوں۔

بیگم۔ سوچو اور خوب سوچو۔ یہاں سے کاکوری تک سوچتے چلے جاؤ لیکن انشاءاللہ اپنے مذہب کے بے اصولے پن کو نہ توڑ سکوگے۔

میں (میں ذرا دیر سوچکر) اچھا تو لو سنو نص کا قصہ تو میں نے چھوڑا اب میں جم کر کہتا ہوں کہ خلافت خلفا اجماعی تھی اور یہی ہمارا مذہب ہے تو اب ہمارا بے اصولا پن ثابت کرو تو جانوں۔

بیگم (مسکرا کر) دیکھو اب تم چاروں شانے چت گرتے ہو۔ ذرا سنبھلنا۔

میں۔ المدد یا مولانا عبدالطاغوت۔

بیگم۔ واہ مددگار بھی کیا اچھے تجویز کئے جو چلتے کو ڈبو دیں۔ سنبھلتے کو گرا دیں۔ یہ ہمارے ہی مشکلکشا ہیں کہ ادھر ان کا نام زبان پر آیا اور مشکل حل۔

جب نام علی منہ سے نکل جاتا ہے گر کوہ مصیبت ہو تو ٹل جاتا ہے
کیا نام ہے اس نام کے قربان میں گرتے گرتے بشر سنبھل جاتا ہے

میں۔ خیر باتوں میں ٹالو نہیں اب ہمارا بے اصولا پن ثابت کرو۔

بیگم۔ دیکھو حضرت ابوبکر کی خلافت کے وقت بمقابل نص کے اجماع کو ترجیح دی لیکن جب حضرت عمر کی خلافت کا وقت آیا تو پھر یہ اجماع کیوں نہ رہا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اسوقت بھی ووٹ بازی ہوتی لیکن ایسا ہوا نہیں بلکہ موافق وصیت حضرت ابوبکر وہ خلیفہ مانے گئے کیا یہ بے اصولا پن نہیں رسول کی وصیت پر تو عمل ہوا لیکن چند روز بعد ابوبکر کی وصیت پر عمل ہونے لگا اب وہ اجماع کہاں گیا کسی ایک قاعدہ پر قائم نہ رہنے ہی کو بے اصولا پن کہتے ہیں۔

میں (سر کھجا کر) بات تو معقول کہہ رہی ہو۔ مگر وصیت بھی تو آخر ایک چیز ہے۔

بیگم۔ ہے ہے میری خوبی قسمت سے تم جیسے مخلص مسلمانوں سے پالا پڑا جو جم کر کوئی بات کہتے ہی نہیں۔ میں کب کہتی ہوں کہ وصیت کوئی چیز نہیں لیکن افسوس ہے تو اتنا کہ ابوبکر کی وصیت تو توجہ کے کانوں سے سنی گئی اور رسول کی وصیت پر کسی نے کان نہ دھرا۔

میں۔ کان کیوں نہیں دھرا

بیگم۔ اگر یہ بات تھی تو تم ہی بتاؤ کس کے لئے وصیت تھی۔

میں۔ حضرت ابوبکر کے لئے اور کس کے لئے۔

بیگم۔ (مسکرا کر) دیکھو تم اپنے زور میں خود ہی گر گئے۔ جب حضرت ابوبکر کے لئے وصیت تھی تو پھر اجماع کی ضرورت کیا تھی اسی کو میں بے اصولا پن کہتی ہوں۔

میں (کھسیانہ ہوکر) وقت کا اقتضا یہی تھا کہ اسوقت اجماع پر وصیت کو ترجیح دیجائے۔

بیگم۔ تو تمہارے نزدیک وصیت تقرر خلیفہ کے لئے بہت ضروری چیز ہے۔

میں۔ بیشک

بیگم۔ ذرا سوچکر کہو۔ گھبرا تو نہیں رہے۔

میں۔ بالکل نہیں۔ بہت غور کے بعد کہہ رہا ہوں

بیگم۔ اچھا جب یہ ضروری چیز تھی تو پھر حضرت عمر نے حضرت عثمان کے لئے وصیت کیوں نہ کی اور ان کی خلافت کو شوری پر چھوڑ کر ایک نیا اصول کیوں تراشا بس اسی کو میں بے اصولا پن کہتی ہوں بار بار رائے بدلنا اس کی علامت ہے کہ پہلی رائے غلط تھی۔

میں (سر جھکا کر) بیگم تم نے تو یہ ہے اس طرح پھانس لیا جیسے ماہی گیر مچھلی کو جال میں پھانس لیتا ہے۔
بیگم۔ اجی ابھی کیا ہے۔ ابھی تو چاروں طرف سے تمہیں جکڑ کر رہونگی۔
میں۔ کیا تمہارے ترکش میں ابھی کوئی اور تیر باقی ہے۔
بیگم۔ میرا ترکش تو ہمیشہ تیروں سے بھرا ہی رہتا ہے۔ مولا علی کی کنیز کہیں کسی بحث میں ہار سکتی ہے۔
میں۔ اچھا شوریٰ کوئی بری چیز تو نہیں اگر حضرت عمر نے ایسا کیا تو کیا بیجا کیا۔
بیگم۔ میں کب کہتی ہوں کہ بری چیز ہے میرا کہنا تو یہ ہے کہ تمہارا مذہب بے اصولا ہے اجماع کو چھوڑا تو وصیت کو پکڑا وصیت کو چھوڑا تو شوریٰ کو لیا تم ہی انصاف سے کہو بے اصولے پن کے کیا سر پر سینگ ہوتے ہیں تمہارا تو وہی قصہ ہے کہ جو تھوکتے ہو وہی چاٹتے ہو۔
میں۔ لاحول ولا قوہ تم نے یہ بہت سخت بات کہی یا تو اسکو ثابت کرو ورنہ اپنے منہ پر ندامت سے طمانچے مارو اور توبہ کرو
بیگم (مسکرا کر) توبہ کی بات ہو تو سو دفعہ توبہ کر لوں میں جو کچھ کہہ رہی ہوں بالکل سچ کہہ رہی ہوں دیکھو جس اجماع کو چھوڑ کر تم نے وصیت و شوریٰ کا عمل اختیار کیا تھا جو تھا خلیفہ بنانے وقت پھر اسی اجماع پر عمل کیا اسی کو بے اصولا پن کہتے ہیں بھلا انصاف سے بتانا پہلے کیوں چھوڑا تھا اور اب کیوں پکڑا مجھے تو یہ خلافت کا قصہ ایک نجوں کا سا کھیل معلوم ہوتا ہے کہ ابھی رینے کا پہاڑ بنایا ابھی لگاڑ دیا۔
میں۔ بیگم میرے پاس تمہاری بات کا تو جواب نہیں مگر میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ہمارا مذہب بے اصولا ہے
بیگم۔ ہاں بھلا تم کیوں ماننے لگے تم ٹھہرے مخلص مسلمان مولوی غلام عمر جیسے ہٹی مولوی کے شاگرد۔ آخر اتنا تو بتا دو بے اصولا پن کہتے کس کو ہیں۔
میں۔ بے اصولا پن تو یہ ہے کہ آدمی کسی بات پر قاعدہ سے چلے ہی نہیں۔
بیگم۔ پھر تمہارے ہادیان مذہب کہاں چلے۔ علی کی خلافت کے وقت بھولا ہوا اجماع یاد آیا۔ معاویہ کے وقت وہ پھر رخصت ہو گیا اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عملدرآمد ہونے لگا۔ کیا اس کا نام بے اصولا پن نہیں۔ کہتے ڈرتی ہوں ورنہ ایک بات ایسی کہتی کہ سو بھاری ہوتی۔
میں۔ اجازت ہے وہ بھی کہہ ڈالو۔
بیگم۔ اجی میاں مخلص مسلمان سنو تمہارا مذہب ہندوؤں کی طرح جاہ پرستی ہے اور کچھ نہیں جیسے ہندو دھرم میں جو راجہ ہو گیا تو دینی پیشوا بن گیا اور اس کے تمام عیوب پر پردہ پڑ گیا اسی طرح تمہارے مذہب میں جو تخت سلطنت پر بیٹھ گیا وہی خلیفہ رسول کہلانے لگا چاہے وہ کسی صفات کا آدمی ہو۔
میں (شرمندہ ہو کر) یہ تم تعصب سے کہہ رہی ہو۔
بیگم قطعاً نہیں۔ حقیقت کا اظہار ہے اگر تم کہو تو بے اصولے پن کا ایک ثبوت اور بھی بیان کر دوں۔
میں۔ ضرور
بیگم۔ سنو دنیا کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے کسی عہدہ دار کے فرائض اور صفات معین کئے جاتے ہیں پھر ان کے مطابق شخص تلاش کیا جاتا ہے تمہارے یہاں یہ الٹا قاعدہ دیکھا کہ پہلے عہدہ دار بنے پھر ان کے صفات و فرائض معین کئے گئے جو صفت کسی عہدہ دار میں نمایاں پائی وہی تجویز کر لی بس اسی کو بے اصولا پن کہتے ہیں۔
میں۔ اچھا اگر ہم بے اصولے ہیں تو تم بھی بے اصولے ہو
بیگم۔ بالکل غلط۔ ہمارا ہمیشہ سے ایک ہی اصول چلا آرہا ہے۔ بارہ امام اسی ایک اصول کے تحت میں ہوئے۔
میں۔ وہ کیا
بیگم وہ یہ کہ امام و خلیفہ رسول منصوص من اللہ ہوتا ہے اور بس کیسا اجماع کہاں کا شوریٰ۔
میں اچھا بیگم اب تو آنکھوں میں نیند آنے لگی پھر کبھی اس معاملہ میں بحث کرنا۔
بیگم بحث کرنے سے فائدہ کیا جب نتیجہ ہی نہ نکلے اگر تم میری خوبی قسمت سے مخلص مسلمان نہ ہوتے تو اب تک کب کا اپنا جیسا کر چکی ہوتی۔

انتقال پر ملال

محترمی سید منظور حسن صاحب بھرتوری سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۵ جون ۵ بجے شام کو بیگم صاحبہ جناب سید محمد جعفر صاحب جعفری ڈپٹی مجسٹریٹ پنشنر و آنریری مجسٹریٹ حال بھرتور پانچ ماہ کی علالت کے بعد راہی جنت ہوگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون انتقال جعفر منزل بھرتور میں ہوا اور نعش کا گہوارہ بذریعہ موٹر لاری شاہ گنج آگرہ ہوتا ہوا مزار جناب قاضی نور اللہ شستری علیہ الرحمہ لیجایا جاکر پنڈال میں جہاں مجلس جناب سید الشہدا منعقد ہوتی ہے الوتر کی پوتی کو سپرد خاک کیا گیا۔

مومنہ عجیب خوبیوں کی خاتون تھیں دو مرتبہ کربلائے معلےٰ نجف اشرف۔ مشہد مقدس اور کاظمین و سامرہ شریف وغیرہ عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔

آخر وقت تک حواس صحیح و سالم تھے ۱۵ منٹ میں باتیں کرتے کرتے سب کو سلام و دعا اور وداع کرکے رخصت ہوگئیں۔ ڈپٹی صاحب پر آپ کے انتقال کا خاص اثر ہے۔ جملہ مومنین و مومنات سے التماس سورہ فاتحہ ہے اور امید ہے ناظرین دریغ نہ فرمائیں گے۔ — مدیر

مرد مسلم

از جناب پیکر صاحب بھنولوی

مرد مسلم ہے تو کر ایماں کا پاس / ترک کر دے آج سے ترک نماز
صبح کی معصوم فطرت دلفریب / عالم امکاں کا منظر دلنواز
پر لطافت عالم حسن نظر / ہر نگاہ نکتہ پرور سحر ساز
لے رہی ہے کروٹیں احساس کے / دامن رنگیں میں شان بے نیاز
نور کی اقصائے عالم میں نمود / کہہ رہی ہے زندگی کا دلکش راز
تیرے پہلو میں ہے اک احساس دل / زندگی و موت میں کر امتیاز
مقصد خلقت ہے تو بیدار ہو / ہنس رہا ہے تجھ پہ نظم کارساز

غیرت مسلم کو آزردہ نہ کر!
شعلہ فطرت کو افسردہ نہ کر

ہو رہا ہے دہر کا برہم نظام / گر رہی ہے دل پہ برق انقلاب
دیدنی ہے مادہ کا ارتقا / آئینہ دار حقیقت ہے سراب
زندگی خوابیدہ اور بیدار موت / کارفرما اس پہ پھر حسن و شباب
دامن نکہت پہ سجدہ کا خیال / جس طرح حکم یقیں دوران خواب
خود سری کا ہے فلک پیما دماغ / روز افزوں ہو رہا ہے التہاب
خلعت زریں میں ہے حسن عمل / آئینہ دکھلا رہا ہے آفتاب
کچھ عجب ہے امن عالم کا شعور / ہے روا خون بشر کا ارتکاب

یہ زمانہ کا چلن اور تو خموش
کیا ہوا آخر تری غیرت کا جوش

مرکز علم و عمل کا ادعا / اس پہ طرہ کوشش رد عمل
ہر نفس اپنی تن آسانی کی فکر / توڑ کر سر رشتہ رسم ملل
کفر سازی مقصد رسم حیات / عزم بھی منت کش رد و بدل
دل کا عالم مائل تار رباب / شوق کی بیداد دنیا پر دغل
مقصد ایثار ایں اپنی غرض / یعنی دل میں خواہش نعم البدل
نفس کا پیرو و مطیع اہرمن / ظاہر و باطن میں ہر گونہ خلل
ضبط انسانی کے جز مکر و ریا / یعنی ابہام تناسب بے محل

سچ بتا اے ملت بیضا شعار
کیا یہی ہے مرد مسلم کا وقار

مرد مسلم ہے تو ایماں کی قسم / اٹھ بدل دے پھر نظام کائنات
پیکر علم و عمل صدق و صفا / تیری ہستی مظہر اعلیٰ صفات
رو کش حسن صداقت تیرا فعل / مرکز چشم بصیرت تیری ذات

علم الایمان

جس میں محبت اہلبیت کی کسوٹی۔ حضرت امام حسین ؑ کا شوق نماز۔ نماز جماعت کے عقلی فوائد۔ حقیقت نماز۔ فضیلت نماز۔ نماز کے متعلق مغربی فلاسفر کے اقوال۔ طریقہ نماز وغیرہ مضامین درج کئے گئے ہیں یہ ایک ۳۲ صفحہ کا مختصر رسالہ ہے جسکو جناب مولوی حکیم سید قائم حسین صاحب پیش نماز موسوی الشیرازی نے تالیف فرمایا ہے۔ ہم نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا موصوف نے اس مختصر رسالہ میں نماز کے متعلق چند ضروری باتوں پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہے اور احادیث سے اپنے مدعا کو بخوبی ثابت کر دیا ہے خدا کرے کہ یہ رسالہ مومنین کی ہدایت کا باعث ہو۔

جو صاحب طلب فرمانا چاہیں ۱؍ قیمت و محصول کل ۲؍ کے ٹکٹ روانہ کرکے ذیل کے پتہ سے منگا سکتے ہیں۔
جناب مولوی حکیم سید قائم حسین صاحب شیرازی پیشنماز۔ مقام اورنگ آباد ضلع بلند شہر۔

مدیر

واقف اسرار ہستی لاجرم　　کاشف صد عقدہ موت و حیات
دید نی بے شبہہ عزم مستقل　　قابل عظمت ترا وزن ثبات
کچھ نہیں جیسے کہ اک نگلین جواب　　ضبط کے دامن میں دو مشکلات
قلب میں نور معارف کی چمک　　مستزد نظروں میں عکس مہملات

یہ تیری معصوم فطرت یہ شعور
اور تو کوسوں ہے خود اپنے سے دور

معادِ جسمانی اور ہمارا عقیدہ

چند ماہ گزرے کہ رسالہ نور، مراد آباد میں "جنت کی سیر" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ مضمون نگار صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ جنت میں خاکی اجسام نہیں ہونگے چنانچہ میں نے اس خیال کی تغلیط اور تردید کرتے ہوئے مدیر نور کو خط لکھا جو جواب مدیر صاحب نور نے دیا وہ مضمون کی حمایت و تائید میں تھا البتہ ایک نئی بات مدیر موصوف نے یہ تحریر فرمائی تھی کہ قیامت کے دن خاکی اجسام تو محشور ہونگے جو بعد حساب و کتاب کے فنا ہونگے اور جنت میں محض روح جائیگی"، میں نے خط و کتابت کے ذریعہ اس بحث کو طے کرنے کے بجائے جناب سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ سے استفسار کیا چنانچہ وہ سوال و جواب بجنسہ درج ذیل ہے۔

سوال - زید اور خالد دونوں شیعہ ہیں معاد اور جنت کے متعلق ان کا اعتقاد حسب ذیل ہے۔

زید کا عقیدہ - قیامت کے دن مردے اپنے اصلی خاکی اور مادی اجسام کے ساتھ زندہ ہونگے اور بعد حساب ان خاکی و مادی جسدوں کے ساتھ جنت اور جہنم میں داخل ہونگے۔

خالد کا عقیدہ - روز قیامت حساب و کتاب کے بعد خاکی اجسام فنا ہونگے صرف روحیں داخل جنت ہونگی جنت میں خاکی اجسام نہیں ہونگے بلکہ محض روح ہوگی اور روحانی ترقی ہوتی رہیگی۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں صحیح العقیدہ کون ہے زید یا خالد

جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم - پہلا عقیدہ صحیح ہے اور تعلیم اسلام کے مطابق ہے۔ مگر اس جسم کے خواص اور کیفیات وہاں اس عالم کے مطابق ہونگے۔ اس کے کیفیات کو بالکل اس دنیا کے مثل سمجھنا درست نہیں ہے اگر خالد بھی بالکلیہ جسمانی معاد کا منکر نہ ہو اور اس کا مقصود بھی یہی ہو تو اس کا قول بھی درست ہو سکتا ہے پھر بھی یہ جزو درست نہیں ہوگا کہ حساب و کتاب کے بعد خاکی اجسام فنا ہونگے کیونکہ معاد کے بعد پھر فنا کا خیال صحیح نہیں ہے فقط - علی نقی النقوی عفی عنہ

راقم
سرفراز حسین تحسین از پونچھ (کشمیر)

رسالہ نور ماہ دسمبر ۱۹۵۰ء میں جناب شمیم صاحب کا ایک مضمون "سیر جنت" کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس کے متعلق ہمارے محترم جناب ماسٹر سید سرفراز حسین صاحب تحسین کو کچھ اعتراض تھا جس کا حوالہ اپنے مذکورۃ الصدر خط میں تحریر فرمایا ہے۔ حقیر مدیر نور نے اپنے ایک خط میں جو جواب جناب محترم کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ آپ کے لئے تسکین بخش ثابت نہ ہوا وہ بجائے اس کے کہ آپ مدیر نور سے افہام و تفہیم فرماتے آپ نے مذکورہ بالا استفتا جناب سید العلماء دامت برکاتہ کی خدمت میں پیش کر کے اس کا جواب حاصل فرمایا جسکو من وعن اوپر درج کر دیا گیا ہے۔

چونکہ جناب سید العلماء دامت فیوضہم سے محترم مستفتی نے صرف عقیدہ کی صحت کے متعلق استفتا کیا تھا لہذا مفتی صاحب موصوف نے ویسا ہی جواب دیدیا اس کے متعلق بہتر صورت یہ ہوتی کہ جناب ماسٹر صاحب موصوف بہشتی اجسام کے متعلق ایک بصیرت افروز مضمون حاصل کرتے جس سے مدیر نور کو بھی فیض حاصل ہوتا اور دیگر مومنین کو بھی چونکہ یہ مسئلہ تحقیق کی روشنی میں آنا باقی ہے لہذا حقیر مدیر نور کا یہ فرض ہے کہ بقدر اپنی بضاعت علمی کے اس پر کچھ عقلی و نقلی روشنی ڈالے۔

چونکہ ماسٹر صاحب موصوف نے اپنے خط کی سرخی " معاد جسمانی اور ہمارا عقیدہ " رکھی ہے لہذا پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ ناچیز مدیر نور اور جناب شمیم صاحب جنھوں نے مضمون " سیر جنت " تحریر فرمایا ہے دونوں معاد جسمانی کے بحمد اللہ معتقد ہیں اور اس کو ضروریات دین سے جانتے ہیں البتہ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ معاد جسمانی سے ہم نے کیا سمجھا ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار اور حق الیقین وغیرہ میں معاد کی تعریف یہ کی ہے کہ "معاد جسمانی یہ ہے کہ یہ اجسام و ابدان قیامت میں عود کریں اور دوبارہ روحیں ان میں داخل ہوں " جسم کا بہشت میں جانا تو مسلم ہے لیکن تحقیق طلب امر یہ ہے کہ یہی وجود مادّی و ارضی ہوگا یا کوئی دوسرا جسم۔ اپنے عقیدہ کی وضاحت کے بعد اب اس مسئلہ کو عقلی و نقلی روشنی میں لایا جاتا ہے۔

انسان نام ہے تین چیزوں کا جسم۔ نفس۔ روح یہ استنباط حسب ذیل آیت سے ہے ھو الذی خلق الازواج کلّھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون (اللہ وہ ہے جس نے ہر ایک جوڑے کو اس چیز سے پیدا کیا جو زمین سے اگتی ہے (یعنی جسم مادّی) اور ان کے نفسوں سے اور ایک اس چیز سے جسکو لوگ جانتے نہیں۔ یعنی روح) ان تینوں وجودوں میں سے صرف ایک وجود ہمکو محسوس ہوتا ہے یعنی وجود مادّی باقی رہے دو وجود نفسی و عقلی ان میں سے ایک وجود یعنی نفسی یا برزخی و مثالی کو ہم بحالت خواب دیکھتے ہیں البتہ وجود عقلی یا روحی ایسا وجود ہے جو ہم کو خواب میں بھی دکھائی نہیں دیتا ممکن ہے کہ عالم برزخ کی خواب میں ہمارے جسم مثالی کو یہ وجود عقلی عالم برزخ میں اسی طرح نظر آتا ہو جس طرح اس مادی دنیا میں ہم کو وجود مثالی بحالت خواب نظر آتا ہے۔

انہی تین وجودوں کے لحاظ سے خلاق عالم نے عالم بھی تین بنائے ہیں عالم مادّی۔ عالم برزخی یا مثالی۔ عالم عقلی و روحی یا عالم حیات محضہ۔ ہر ایک جسم کی ترقی ان میں سے ایک ایک عالم سے وابستہ ہے جسم مادی کا تعلق اس دنیا سے ہے جسم مثالی یا برزخی کا عالم مثالی یا عالم برزخی سے اور جسم روحانی کا عالم روحانی سے موت کے بعد یہ جسم یہیں خاک میں ملکر رہ جاتا ہے کیونکہ یہ یہیں کی پیداوار ہے اور مابعد کے عالموں میں جانے کی قابل نہیں جسم مثالی اور عقلی موت کے بعد برزخی دنیا میں چلے جاتے ہیں قیامت تک وہاں ان دونوں کا ساتھ ہے قیامت کے بعد ان دونوں میں بھی جدائی ہے کیونکہ اب عالم روحانی شروع ہوتا ہے جسم مادّی بہت زیادہ کثیف تھا وہ برزخی عالم تک بھی نہ جا سکا جسم مثالی بلحاظ جسم عقلی کے کثیف ہے لہذا اسکو عالم مثال میں چھوٹ جانا چاہیئے۔

ہم اپنے خیال کی تائید میں جناب سرکار علامہ شیخ عبد العلی صاحب ہروی اعلی اللہ مقامہ کا وہ افادہ بلیغہ پیش کرتے ہیں جو انھوں نے مواعظ حسنہ میں بیان فرمایا ہے (ملاحظہ ہو مواعظ حسنہ ص ۲۱۷ طبع سوم)

" انسان تین قسم کے ہیں انسان طبیعی۔ انسان نفسی اور انسان عقلی۔ انسان نفسی وہ انسان ہے جس کے اعضاء و جوارح میں ایک دوسرے سے امتیاز تو ضرور ہے لیکن تمایز وضعی نہیں اور اس کے ہر ہر عضو کی طرف اشارہ حسیہ نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہا جا سکتا یہ آنکھ ہے یہ ناک ہے وغیرہ وغیرہ اور اس انسان طبیعی کی طرح اس کے قویٰ و حواس محصور و محدود نہیں وہ ایک لمحہ اور ثانیہ میں ہزاروں میل کے فاصلہ پر پہنچ جاتا ہے پھر اسی آن میں لوٹ آتا ہے یہ وہی انسان ہے جو حالت خواب میں اس جسم طبیعی و عنصری سے باہر نکلکر کرشمے دکھلاتا ہے بس یہی انسان نفسانی ہوگا جسکے روز حساب و کتاب

ہاتھ پاؤں بولیں گے اور زبان خاموش ہوگی۔"
مواعظ حسنہ صفحہ ۱۳۲ "پس اسی عالم برزخی اور نفسی کے بعد عالم عقلائی اور عالم حیات محضہ میں داخل ہوتا ہے اور اس عالم عقلائی میں اس کے اعضاء و جوارح میں کوئی امتیاز نہیں رہتا عقل مجرد اور حیات محض ہو جاتا ہے اور اس وقت اسکو وہ قوت و ترقی حاصل ہوتی ہے جو عالم برزخی و نفس سے معلوم نہیں کسقدر زیادہ ہے۔"
یہ تحقیق بتا رہی ہے کہ بہشت یا عالم عقلی میں جانے والا وجود عقل مجرد اور حیات محض ہوگا جسکو جسم مادی سے کوئی واسطہ نہیں جسم مادی کے خواص ہر شخص کے جانے ہوئے ہیں ان پر روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں البتہ وجود نفسی یا مثالی کے متعلق چند امور بیان کرنے ضروری ہیں (۱) صورت اس جسم کی ہوبہو اس جسم مادی ہی کی سی ہوگی لیکن مادہ میں فرق ہوگا (۲) جسم نفسی اس جسم مادی سے کہیں زیادہ لطیف ہے (۳) جسم نفسی کی غذائیں صورت میں جسم مادی کی غذاؤں کی مانند ہونگی لیکن مادہ میں اور کیفیات میں فرق ہوگا (۴) وجود نفسی ایک آن میں سینکڑوں ہزاروں میل طے کر سکتا ہے
وجود برزخی، مثالی یا نفسی کی تصویر قدرت ہم کو خواب میں دکھاتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ خواب میں قسم قسم کے میوے پکے اور رسیلے کھا رہے ہیں اور خوب شکم سیر ہو کر کھا رہے ہیں شیرینی سے ہمارے ہاتھ منہ چپک رہے ہیں دم بھر میں آنکھ کھل جاتی ہے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو خالی جیسے بھوکے سوئے تھے ویسے ہی بھوکے اٹھے۔ یہ کھانے والا ہمارا وجود مادی نہ تھا ورنہ غذا شکم میں ہوتی شیرینی کا اثر اعضا پر ہوتا بلکہ یہ کھانے والا وجود نفسی و برزخی تھا وہ پھل بھی برزخی و مثالی تھے۔ صورت ہوبہو ایسی ہی تھی جیسے مادی دنیا کے پھلوں کی لیکن مادہ مختلف تھا۔
اب اس کے متعلق دو باتیں خاص طور سے یاد رکھئے برزخی جسم بھی ایک جسم ہے اور ہوبہو مادی جسم سا ہے لیکن اس کا مادہ اور اس کے خواص و حالات اس جسم سے بالکل جدا ہیں۔ دوسرے اس کی غذا صورت میں مادی غذا جیسی ہے لیکن اثرات و کیفیات و خصوصیات جداگانہ ہیں جسم مادی کو اس سے کوئی نسبت نہیں موت کے بعد برزخ میں ہمارا جسم ایسا ہی ہوگا جیسا مادی دنیا میں ہے لیکن یہ تشابہ صرف صورت میں ہوگا۔
اب رہا تیسرا جسم جو عقلی اور روحانی کہلاتا ہے وہ اس وجود نفسی سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ وہاں امتیاز اعضا بھی برطرف ہے یہاں صرف آنکھ میں بصارت ہے وہاں تمام بدن میں یہی قوت ہوگی یہاں صرف زبان میں ذائقہ ہے وہاں ہر جزو بدن میں یہی قوت ہوگی۔ یہاں سامعہ صرف کان میں ہے وہاں کل بدن میں یہی قوت ہوگی صورت اس وجود کی بھی ہوبہو جسم مادی اور مثالی کی سی ہوگی البتہ مادہ اور خصوصیات میں فرق ہوگا۔
یاد رکھئے ایک وجود یہ بھی ہے اس پر بھی جسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ لفظ جسم پر ہم نے اس لئے خاص طور سے زور دیا ہے کہ احادیث میں بہشتیوں کے متعلق جسم کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے نیز معاد کے ساتھ بھی جسمانی کی قید ہے جسم مادی و ارضی کا ذکر کسی حدیث میں نہیں۔
ان مقدمات کو بیان کرنے کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجود مادی کا بہشت میں جانا عقلاً درست ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق چند امور پر غور کرنا ضروری ہے۔
(۱) وجود مادی کے لئے صرف ایک موت ہے جو بلحاظ اس کی خلقت و ہیئت و ترکیب و فطرت کے لازمی ہے اگر یہی وجود جنت میں جاتا ہے تو پھر اس کے لئے ایک موت پھر ہونی چاہئے کیونکہ وہ محل فنا ہے محل بقا نہیں اس میں اخلاط فاسدہ پائی جاتی ہیں اور وہ بغیر فنا کئے رہ نہیں سکتیں۔
(۲) جسم مادی مقام تغیر و تبدل میں ہے کبھی موٹا ہے کبھی دبلا۔ کبھی دردمند ہے کبھی فرحناک کبھی جوان ہے کبھی بوڑھا کبھی بیمار ہے کبھی تندرست۔ کیا یہ سب آزار اس کے پیچھے بہشت میں ہونگے احادیث سے اس کی نفی ہے پس جب مادی وجود کے خواص اس میں موجود نہ ہونگے تو اسکو وجود مادی، ارضی کہا کیسے جائیگا۔
(۳) وجود مادی اپنی نشو و نما میں مادی چیزوں کا محتاج ہے جنت میں مادی چیزیں کہاں

(۴) وجود مادی حد درجہ ثقیل (درست ہے جنت میں اِس آزار کا نام نہیں۔
(۵) وجود مادی دافع فضلات وکثافات سے جنت میں ان چیزوں کا کام نہیں۔
اگر یہ تمام کیفیات وخصوصیات اس سے سلب کر لیجائیں گی تو پھر اس کا نام جسم مادی ارضی رکھنا ایک دھوکا ہی دھوکا ہے شراب اسی وقت تک شراب ہے جب تک اس میں خواص شراب ہیں لیکن جب وہ سرکہ بن جائے تو پھر اس کا نام شراب رکھنا اگر دھوکا نہیں تو اور کیا ہے۔
سمجھ میں نہیں آتا کہ جنت میں اِس وجود مادی ارضی کا کام کیا ہے یہ دنیائے مادی میں آلہ تحصیل حسنات وسیّات تھا نہ کہ اصل انسان اِس بیچارے سے تو موت کا تعلق بھی نہیں وہ بھی اگر ہے تو نفس کے لئے جیسا کہ کل نفس ذائقۃ الموت سے ظاہر ہے۔ اِس کا تعلق حساب وکتاب سے بھی نہیں جیسا کہ کل نفس بما کسبت رھینۃ سے واضح ہے یہ تو بضرورت انسان نفسی وعقلی کے ساتھ اسی طرح ہے جیسے ایک کاریگر کے ساتھ اس کے آلات ہوتے ہیں۔ البتہ قیامت میں اس کا ہونا نہایت ضروری ہے اسی کو معاد جسمانی کہتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک جج کی عدالت میں جب کسی مجرم کو پیش کیا جاتا ہے تو پولیس اس کے ساتھ وہ آلات بھی پیش کرتی ہے جن سے ارتکاب جرم ہوا ہے دوران مقدمہ میں یہ چیزیں جج کے سامنے حاضر رہتی ہیں اور بمنزلہ گواہ کے ہوتی ہیں لیکن حکم سنانے کے بعد جب مجرم جیل میں بھیجا جاتا ہے تو ان آلات کو اس کے ساتھ نہیں بھیجتے کیونکہ گواہی کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے سزا کا تعلق اصلی مجرم سے ہے نہ کہ اُس کے آلات سے۔
اگر جنت سے مراد جنت ارضی نہیں۔ اگر جنت ہماری زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں۔ اگر اس کے احاطہ سے مادہ ارضی باہر ہے تو پھر یہ جسم مادی ارضی بیچارہ وہاں جا کر کیا پائے گا اور اس کی بقا کا وہاں کیا بندوبست ہوگا۔ یہ بھی غور طلب بات ہے کہ اس جسم مادی ارضی کے جنت میں جانے کا یقین کیوں واجب ہے اگر مطلق جسم سے بحث ہے تو ہمیں انکار نہیں لیکن اِس ارضی جسم کا وہاں پہنچنا ضرور ایک سر چکرا دینے والا خیال ہے۔ اگر عالم برزخ میں ہم بغیر اس مادی وجود کے رہ سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے بالاتر عالم میں بغیر اس مادی وجود کے نہ رہ سکیں۔ جسم مادی اِس دنیا میں پوری طرح نشو و نما پا چکا جو نعمتیں اس کے مناسب حال تھیں کھا چکا جو لذات اس کے لئے باعث فرحت وسرور تھیں ان سے متلذذ ہو چکا پھر دوبارہ جنت میں انہی چیزوں کا ملنا ایک تحصیل حاصل ہے۔ جنت کی کوئی نعمت مادی نہیں بلکہ ہر شے میں ایک کیف روحانی اور وجد عقلانی ہے تو فرمایئے اس جسم کو اس سے لذت اندوزی کیونکر ہوگی۔ اگر یہ کہئے کہ اس جسم کے خواص وہاں بدل جائیں گے اور یہ اپنی موجودہ تمام کیفیات وخصوصیات کو چھوڑ بیٹھے گا تو پھر اس کا نام جسم مادی رکھنا ہی فضول ہے جیسا کہ ہم شراب اور سرکہ کی مثال سے واضح کر چکے۔ آخر وہ کونسی احادیث ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی مٹی کا گھروندا بجنسہ لپیٹ پوٹ کر جنت کے پرنور باغوں اور عالیشان محلوں میں رکھدیا جائیگا اگر کوئی حدیث ایسی ہے تو وہ قرآن کی کس آیت سے ماخوذ ہے۔
معاد جسمانی سے جہاں تک ہم سمجھے ہیں یہی مطلب ہے کہ ہمارے مادی اجسام میں دوبارہ روح ڈالی جائیگی اور ان کو قیامت کے میدان میں لایا جائے گا سوال وجواب ہونگے، مقدمہ کا فیصلہ ہوگا اس کے بعد وہ جسم داخل جنت ہو جائیگا جو وہاں جانے کا اہل ہے۔
آیات قرانی موت کا تعلق نفس سے بتاتی ہیں اور پرسش اعمال کا تعلق بھی نفس سے ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ دنیوی موت آیا نفس کی موت ہے یا بدن کی ظاہر بات تو یہی ہے کہ بدن فنا ہوتا ہے اور نفس باقی رہتا ہے جو جسم سے جدا ہوتے ہی عالم برزخ کا ساکن بن جاتا ہے کیا اب یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ اس صورت میں نفس کی موت کیونکر واقع ہوئی اگر دنیوی موت نفس کی موت نہیں تھی تو پھر اس کی موت کب واقع ہوگی۔ کل نفس ذائقۃ الموت سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کے لئے موت ضروری ہے اگر قیامت میں اس کی موت ہے یعنی حساب وکتاب کے بعد اسکو فنا کر دیا

جائے گا تو پھر ایک ہی وجود باقی رہ جاتا ہے یعنی وجود عقلی کیونکہ وجود مادی اس وقت فنا ہوا تھا جب وجود نفسی اس سے جدا ہوا تھا اور وجود نفسی اسوقت فنا ہوا جب وجود عقلی اس سے جدا ہوا البتہ وقت حساب و کتاب ان تینوں وجودوں کا دادر محشر کے سامنے حاضر ہونا ضروری ہے کیونکہ اعمال کے اصلی گواہ یہی ہیں اسی کا نام معاد جسمانی ہے یہ رہا یہ کہ وجود عقلی کے ساتھ وجود مادی بھی داخل جنت ہوگا ایسا ہی بے تک ہے جیسے شاہی عجائب خانہ میں کوئی شخص مع اپنے گھوڑے کے جا گھسے اور اپنے ساتھ وہاں کی فرحت گاہوں سے اس حیوان لایعقل کو بھی لطف اندوز بنانے کی کوشش کرے سہ طینت جام جم از طینت کان دگر است - تو توقع زگِل کوزہ گراں می داری -

ایک کاشتکار کھیتی کا گکر ضرور گھر میں لاتا ہے لیکن مٹکوں کے اندر اناج کے ساتھ بھوسہ نہیں بھرتا ہر چیز کی ترقی کا ایک مقام ہوتا ہے - جسم مادی کی ترقی تو دنیا میں ختم ہوگئی اب عقلی و روحانی دنیا میں اس کا کیا کام ہے - لذت جسمانی کو کیف روحانی سے کیا تعلق اور اگر کوئی خوش عقیدہ اسی پر مصر ہے کہ نہیں یہ جسم ضرور جنت میں جائیگا لیکن اس کے خواص بدل جائینگے تو ہم اس کی خاطر سے کہہ دینگے کہ بہت اچھا یوں ہی سہی صرف ہمارے اور اس کے درمیان نام کا فرق رہ جائے گا یعنی وہ اس کو وجود ارضی کے نام سے پکارے گا اور ہم وجود عقلی کے نام سے -

جناب ماسٹر صاحب اور نیز جناب مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ حساب و کتاب کے بعد خاکی اجسام فنا ہونگے کیونکہ معاد کے بعد پھر فنا کا خیال صحیح نہیں اس کے متعلق اتنا دریافت کرنے کو دل چاہتا ہے کہ مطلق فنا محال ہے یا جزوی فنا - جناب مفتی صاحب قبلہ اس کے قائل ہیں کہ اس جسم کے خواص و کیفیات وہاں اس عالم کے مطابق ہونگے جس کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم میں داخل ہونے سے قبل اس جسم مادی کے خواص و کیفیات بدل دئے جائیں گے یعنی کچھ چیزیں فنا کرکے ان کے بدلہ میں کچھ اور چیزیں لائی جائیں گی مثلاً کثیف مادے اس جسم سے فنا کردئے جائیں گے یا مثلاً ارضی خواص کا انتزاع کرکے جنتی کیفیات پیدا کیجائینگی - جذبات بد کو فنا کرکے ان کی بجائے نیک جذبات کو داخل کیا جائے گا اگر یہ صورت ہے تو جس طرح جزوی فنا بعد معاد درست ہوگی کلی فنا کیوں نہ درست ہوگی جو قوت جزو کو فنا کرسکتی ہے وہ کل کو کیوں نہیں فنا کرسکتی - اگر فنائے جزئی میں قبح عقلی و نقلی نہیں تو کلی فنا میں کیوں ہے -

جناب آدم اور ان کی جنت کے متعلق مابین علمائے اسلام سخت اختلاف ہے بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آدم کی جنت ارضی اور مادی تھی غالباً یہ خیال اسی بنا پر پیدا ہوا ہوگا کہ آدم علیہ السلام بوجود مادی مادی جنت ہی میں رہ سکتے تھے نہ کہ اس روحانی اور عقلانی جنت میں جو مرنے کے بعد مومنین کا گھر ہوگا -

اہل جنت کو حور و غلماں کے ملنے کا مطلب بہت کچھ فہم مسلمان یہ سمجھے ہوتے ہیں کہ جنت میں ان کے ساتھ جنتی لوگ اسی طرح مباشرت و مجامعت کرینگے جیسے اس دنیا کی عورتوں سے کرتے ہیں اور شاید یہ بھی اس عقیدہ کا جزو ہو کہ ان کو وہ تعب بھی محسوس ہوگی جو عموماً بعد مجامعت ہوا کرتی ہے استغفر اللہ من ذلک الغوایہ والغباوہ ایسے لوگوں نے جنت کو بالکل ایک مادی دنیا تصور کرلیا ہے بیشک اگر ہمارا جسم وہاں ارضی اجزا سے مرکب ہوکر رہے گا تو یہ صورتیں بھی ضرور پیدا ہونگی کیونکہ مادہ اپنی کیفیات و خصوصیات کو بدل نہیں سکتا لیکن اس کے ساتھ اس امر کو بھی اپنے یقین کا جزو بنانا پڑیگا کہ وہ حور و غلمان بھی مادی ہونگے نہ کہ نورانی کیونکہ اس قسم کا اتصال مادی عقلاً ان نورانی پیکروں سے درست نہیں - احادیث میں ہم مادہ پرستوں کو سمجھانے کے لئے اگر بطور مجاز اس مضمون کو ادا کیا گیا ہو تو وہ حقیقت نہیں بن سکتے چونکہ بغیر مادی مثالوں کے ہم نعمات جنت کا تصور ہی نہیں کرسکتے اس لئے شارع علیہ السلام کو ایسے امور بطور مثال بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی -

جہلا کی طرف سے اکثر یہ سوال بھی اسی غلط فہمی کی بنا پر ہوا کرتا ہے کہ صاحب جنت میں مردوں کو تو حوریں اور ان کی نکاحی بیبیاں مزے اڑانے کو ملیں گی لیکن ناکتخدا عورتوں کو کونسے مرد ملیں گے - حقیقت امر سے ناواقفیت ضرور اس سوال کو

دماغ میں پیدا کرتی ہے لیکن کشف حقیقت کے بعد ایسے شبہات کی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر مادی جسم جنت میں مانا جائے اور مردوں کی مباشرت حوروں سے اسی طرح ہو جیسے دنیا میں عورتوں سے ہوا کرتی ہے تو یقینا جنت کی عورتوں پر یہ ظلم ہوگا کہ انھیں لطف حاصل کرنے کو مرد نہ ملیں اور اس خاص لذت سے وہ محروم رکھی جائیں لیکن اگر وہاں جسم مادی نہیں اور مباشرت کا طریقہ بھی مادی دنیا جیسا نہیں تو یہ اعتراض واقع نہ ہوگا۔ حوروں کی مصاحبت و مخالطت، مباشرت و مجامعت کا ہمارے خیال سے تو یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا خدا داد حسن اس روحانی لذت کے پیدا کرنے کا محرک بنے گا جو مباشرت سے حاصل ہوتی ہے۔ شاید اس کی صورت کچھ ایسی ہو جیسے کہ ہم خواب میں بعض اوقات کسی مثالی پیکر سے یہ لذت حاصل کر لیا کرتے ہیں ایسی صورت میں ناکتخدا عورتیں اس کی محتاج نہ رہیں گی کہ کسی مرد سے ہم آغوش ہوں بلکہ صرف مباشرت کا تصور ان کی لطف اندوزی کے لئے کافی ہوگا خدمت کے لئے غلمان ان کو بھی ملیں گے ان کا دلفریب حسن اس تصور کے پیدا کرنے میں کیوں نہ مددگار ہوگا۔ ہر مقام کی کیفیات و خصوصیات جداگانہ ہیں اگر جنت کو بالکل مادی دنیا فرض کر لیا جائے اور یہاں کی سی تمام صورتیں وہاں تلاش کی جائیں تو پھر وہ جنت کیا ہوگی ہماری مادی دنیا کی ایک دلفریب اور خوش نما فرحت گاہ ہو جائے گی۔

اگر یہ کہا جائے کہ خدا میں یہ قدرت ہے کہ وہ اس وجود مادی سے اس کی خصوصیات سلب کر کے جنت میں رکھے تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ بیشک خدا میں یہ قدرت ہے لیکن سلب خصوصیات کے بعد اسکو وہاں رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اس صورت میں اس کی قدرت کا کمال کیونکر ظاہر ہوگا پھر یہ بھی بتایا جائے کہ سلب خصوصیات کے بعد اس کا نام وجود مادی رکھا ہی کیوں جائے گا کیا یہ کسی عقیدہ کا جزء ہے۔ سلب خصوصیات کے بعد ہر شئے کا نام بدل جانا چاہیئے

ہم نے بقدر ضرورت اس مسئلہ پر روشنی ڈالدی ہے اگر ہمارے محترم ماسٹر صاحب کو اب بھی تسکین نہ ہو تو وہ اپنے شکوک بیان فرمائیں ممکن ہے کہ ہم آئندہ کچھ اور اس پر لکھ سکیں۔

راقم آثم

سید انور حسن نقوی مدیر رسالہ نور و منیجر شمیم بکڈپو

شمیم بکڈپو کی قدردانی کا شکریہ

ہم عالیجناب فخر قوم و ملت خان بہادر جناب سید میر حسین شاہ صاحب رئیس جموں کشمیر کے تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ہماری تبلیغی خدمات کی قدر فرما کر شمیم بکڈپو کی سرپرستی منظور فرمائی اور کل روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ہم کو رہین منت فرمایا۔ خان بہادر صاحب موصوف کی ذات قدسی صفات ہماری قوم کے لئے بہت مغتنم ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب ہوں۔ مدیر نور

شمیم بکڈپو کے موجودہ سرپرست

(۱) عالیجناب قبلہ محترم حضرت ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی دامت برکاتہ
(۲) عالیجناب سید الزاہدین فخر العابدین مولانا و مقتدانا علیفہ سید محمد ہاشم صاحب قبلہ پٹیالوی
(۳) عالیجناب افتخار ملت خلیفہ سید اقبال حسین صاحب رئیس اعظم پٹیالہ
(۴) عالیجناب محسن ملت شیخ غلام مرتضیٰ صاحب رئیس سرسی (افسوس ہے کہ اسی ماہ میں آپ کا انتقال ہوگیا)
(۵) عالیجناب رئیس القوم حسین محمد علی نامر صاحب زنجباری زید فضلہ
(۶) عالیجناب فخر قوم و ملت خان بہادر سید میر حسین شاہ صاحب رئیس اعظم جموں (کشمیر)

شمیم بکڈپو کے لائف ممبر

(۱) عالیجناب خان بہادر حاجی سید محمد نبی ہادی صاحب رئیس اعظم امروہہ ضلع مرادآباد
(۲) عالیجناب خلیفہ سید محمد مسلم صاحب رئیس اعظم پٹیالہ
(۳) عالیجناب چودھری فرمان علی صاحب اکسائز انسپکٹر فورٹ سنڈیمن بلوچستان۔
(۴) عالیجناب کپتان سید آل حسنین صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس مرادآباد
(۵) معظمہ و محترمہ جناب بیگم صاحبہ خلیفہ سید ہادی حسن صاحب مرحوم رئیس پٹیالہ
(۶) عالیجناب حاجی سید علی متقی صاحب سشن جج کھنڈوہ سی پی۔
(۷) عالیجناب ڈاکٹر سید غلام مرتضیٰ صاحب سول سرجن پنشنر آگرہ۔

وفات حسرت آیات

جناب سرکار علامہ علی الحائری صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ

نہایت افسوس ہے کہ اس سال قوم شیعہ کے سر سے دو عالمان دین کا سایہ اٹھ گیا ابھی سرکار نجم العلما کے غم کا بار دل پر سے ہلکا نہ ہونے پایا تھا کہ جناب سرکار علامہ سید علی حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر نے چند ماہ کی بیماری کے بعد اس دہر ناپائدار سے رحلت فرمائی۔ یوپی اور پنجاب دونوں ان مقدس ہستیوں کے غم میں یکساں محزون و مغموم نظر آرہے ہیں۔ جناب سرکار علامہ حائری کی ذات اس زمانہ میں جبکہ مذہبیت فنا ہوتی چلی جارہی ہے ایک ایسی زبردست سپر تھی کہ شیعہ اس کی حفاظت میں بہترین صورت سے پنجاب کے اندر اپنی مذہبی تبلیغ کر رہے تھے سرکار مرحوم نے شیعیت کے دائرہ کو وسیع کرنے میں جس قدر نمایاں حصہ لیا وہ برسوں تک لوگوں کو یاد رہے گا ہم کو سرکار محترم کے پس ماندگاں سے اس سانحہ عظمیٰ میں دلی ہمدردی ہے۔ دفتر نور میں سرکار علامہ کی خبر وفات سن کر ایک جلسہ بغرض فاتحہ خوانی ہوا جس میں مرحوم کی روح کو قرآن خوانی وغیرہ کا ثواب بخشا گیا۔ مدیر

فورٹ سنڈیمن بلوچستان میں مجلس غم

سرفراز اخبار لکھنؤ میں یہ خبر پڑھکر کہ جناب قبلہ و کعبہ سرکار علامہ علی حائری صاحب قبلہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا ازحد صدمہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی بزرگ ہستی کا قوم کے سر اٹھ جانا ہماری انتہائی بدنصیبی ہے۔ ابھی قبلہ نجم العلما کا قوم سے جدا ہو جانا نہ بھولا تھا کہ اب یہ نیا حادثہ قوم کو پیش آگیا۔ یہ دونوں داغ ایسے ہیں کہ کسی طرح دل سے دور ہونے والے نہیں۔

فورٹ سنڈیمن میں جناب مولانا شبیہ الحسن صاحب قبلہ بدایونی نے (جو آجکل ہمارے یہاں تشریف فرما ہیں) ایک جلسہ عام برائے تعزیت قبلہ مرحوم امام باڑہ میں منعقد کیا جس میں سرکار مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس اور ان کی خدمات اسلامی کا تذکرہ کرتے ہوئے سورہ فاتحہ تلاوت فرمائی اور پس ماندگاں کے لئے دعائے خیر ہم مومنین فورٹ سنڈیمن کو سرکار مرحوم کے پس ماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک اور ان کے اہلبیت ع کے صدقہ میں مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے جو ان کا حق ہے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیخ فضل حسین جعفری فورٹ سنڈیمن

آہ! شیخ غلام مرتضیٰ مرحوم

یاد کرے گی وفاؤں کا فسانہ برسوں
مرنے والے تجھے روئیگا زمانہ برسوں

یہ خبر وحشت اثر شیعی دنیا میں نہایت حزن و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۶۰ھ مطابق ۱۷ جولائی ۴۱ء کو آٹھ بجے صبح شیخ غلام مرتضیٰ صاحب رئیس قصبہ سرسی نے اِس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ شیخ صاحب مرحوم کی دینی خدمات شیعہ حضرات پر مخفی نہیں جان و مال کو کسی حال میں مذہب سے عزیز نہ رکھا۔ یہی وہ بوڑھا مجاہد تھا کہ اپنے جوان فرزند کو بستر بیماری پر ایڑیاں رگڑتا چھوڑکر تبرا ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں جیل پہنچ گیا محب اہلبیت اور مومن خالص ہونے کا یہ عالم تھا کہ ع نام حسین سنتے ہی آنسو ٹپکتے تھے۔ چہ مرتبہ معہ اہل و عیال عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

شیعہ اخبار و رسائل کے معاون اور ہمدرد خاص تھے۔ دینی مشاغل کے علاوہ دنیوی امور میں بھی نہایت نیک نیت ہر دلعزیز اور باکیار تھے۔ صفت خلق تو آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ لالچ و طمع اور بغض و حسد وغیرہ کو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ درحقیقت مرحوم کی وفات قوم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگاں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ظلم ڈھایا کیسا تونے چرخ پیر — ایک محسن کو کیا ہم سے جدا
غم سے گو قلب و جگر بے چین ہیں — بس یہی کیا ہے صبر کرنیکے سوا
تھی مشیت حق کی اے معجز یہی — خلد میں جائیں غلام مرتضیٰ

معجز سنبھلی

شیخ صاحب مرحوم کے انتقال سے کارکنان ادارہ نور کو بے انتہا صدمہ پہونچا ہے۔ آپ ہمارے بکڈپو کے سرپرست اور رسالہ نور کے ہمدرد خاص تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات قوم شیعہ کے لئے بہت غنیمت تھی آپ مومن خالص اور پرجوش قومی کارکن تھے۔ ہم آپ کے مختصر حالات نور کے کسی پرچہ میں درج کرچکے ہیں اور انشاءاللہ مفصل حالات معہ فوٹو آئندہ اشاعت میں درج ہونگے ہم خداوند عالم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کی روح کو جوار ائمہ معصومین میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگاں کو اِس مصیبت عظمیٰ میں صبر جمیل کرامت فرمائے۔ مومنین سے التماس سورہ فاتحہ ہے۔ مدیر نور

خلافت کے ڈھول کا پول

از جناب بابو نیک رام صاحب بینوا۔ کسولی

جب پوچھا جاتا ہے کہ خلیفہ اوّل کی خلافت کی صداقت میں کوئی دلیل پیش کیجئے۔ تو فوراً امام بخاری کی وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس میں بوقت آخر رسالتمآب کا یہ حکم درج ہے کہ ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھادیں۔ اچھا صاحب ہم نے مان لیا کہ جسکو نماز پڑھانے کے لئے رسول حکم دیں وہی خلیفہ برحق لیکن یہ عجیب لطیفہ ہے کہ حکم رسول سے نماز پڑھانی شروع کی مگر جب آنحضرت کی چاپ سنی تو عین نماز کی حالت میں پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ دو ہی وجوہ سمجھ میں آتی ہیں یا تو الفاظ حکم سمجھنے میں غلطی ہوئی یا حکم دیا ہی نہیں گیا ورنہ بعد اجازت یہ تردد کیا۔

(۲) علی کی نماز پر بڑا اعتراض کرتے ہیں کہ جب حالت رکوع میں انگوٹھی سائل کو دی تو خشوع و خضوع کہاں رہ گیا اور جب خضوع قائم نہ رہا تو نماز باطل۔ بھئی عجیب لطف کی بات ہے فیصلہ کے لئے خوب واقعہ ہاتھ آیا روایت میں صرف یہی ہے کہ جب سائل نے سوال کیا تو جناب امیر نے صرف اونگلی اٹھائی تاکہ سائل انگشتری نکال لے اگر معترض کے خیال میں ایک انگلی کی جنبش نماز کو باطل کرسکتی ہے تو یہاں تو عین حالت نماز میں پورا جسم ہلتا نظر آرہا ہے اگر شک ہو تو صحیح بخاری دیکھ لیجئے گا۔ حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ دو آدمیوں کے سہارے داخل مسجد ہوئے۔ **فلما سمع ابوبکر حسیہ ذھب ابوبکر یتاخر** ۔ یعنی جب حضرت ابوبکر نے چاپ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ جب حالت نماز میں جسم کو حرکت دی تو اب خضوع کہاں رہا اور جب خضوع نہیں تو نماز باطل اب جبکہ دلیل صداقت کی خشت اوّل ہی باطل ہوگئی تو باقی عمارت کا خدا حافظ۔ علی کی صلواۃ و زکوٰۃ کو (جس پر اعتراض ہوتا ہے) خدا نے قیامت تک کے لیے آیت بنادیا (انما ولیکم اللہ الخ) لیکن ایک نماز یہ بھی تھی جسکو خود رسول نے باطل کردیا خیر ہوئی کہ خود ہٹ گئے ورنہ سورہ برأت والی نوبت آتی۔

۱ چاپ پہچاننے میں درحقیقت ریکارڈ بیٹ کردیا بقول مورخ طبری شب ہجرت جب رسول نے چاپ سنی تو یہ سمجھکر بھاگے کہ مبادا کفار تعاقب میں پہونچ گئے یہاں تک کہ انگشت مبارک زخمی ہوگئی کھنکھارنے پر سمجھے کہ فضول اتنی بھاگ دوڑ کی لیکن اللہ رے معرفت کی بلند پروازی یہاں ذرا بھی شک نہیں گزرا کاش جتنی معرفت آواز نعلین کی تھی اتنی معرفت آواز دہن کی بھی ہوتی۔

(۴) جہاں تک میں نے دیکھا ہے عام طور پر مسجد کا دروازہ عقب میں پیشنماز کے ہوتا ہے اگر در مسجد سے کوئی داخل ہو تو پیشنماز کو مطلق علم نہیں ہوسکتا کیونکہ درمیان میں نمازیوں کی صفوف ہوتی ہیں ادھر قرأت کی آواز اور پھر یہ تو صحابہ کبار کی نماز تھی معلوم ہوتا ہے کچھ انتظام پہلے سے کیا ہوا تھا کہ کسی کو علم نہو مگر افسر انچارج کو معلوم ہوجائے اور ایسا انتظام بعید از عقل نہیں صحابی رسول کا مرتبہ تو بہت بلند ہے یہاں اکبر بادشاہ جب دہلی سے چلتے تھے تو لاہور خبر ہوجاتی تھی حالانکہ اس زمانہ میں تار ٹیلیفون کچھ نہ تھا انتظام صرف یہ تھا کہ اور اس کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں کہ ہر میل پر ایک چھوٹا سا مینار بنا ہوا تھا اس پر ایک بڑا سا ڈھول رکھا رہتا تھا جس کی آواز دوسرے مینار تک پہنچ جاتی تھی ادھر بادشاہ نے محل سے باہر قدم رکھا ادھر ڈھول پر چوٹ پڑی اور ایک ہی وقت میں لاہور تک کے ڈھول گونج اٹھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب ہر منٹ کی خبر لشکر اسامہ سے جو کئی میل پر تھا پہنچتی رہی تو یہاں تو مسجد حجرہ کے ساتھ ہی تھی یہاں کونسی مشکل تھی۔

(۵) عجیب بات ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ علی نماز پڑھتے رہے اور خود رسول آغوش میں آرام فرماتے رہے یا یوں عرض کردوں کہ چونکہ انحضرت پر وحی نازل ہورہی تھی اس لئے جناب امیر نے یہ دیکھکر کہ آنحضرت اپنے معبود کیساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے میں مشغول ہیں خود بھی نماز شروع کردی درانحالیکہ آغوش میں رسالتماب کا سر تھا۔ اس میں شک نہیں کہ نماز ہوچکی تھی اگر اشاروں سے نماز ناقص رہتی تو وہی رسول ہرگز نہ پڑھتے مگر رسالتماب کو علی کی نماز کچھ اس قدر پسند تھی کہ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا کر بچشم خود نماز علی کو دیکھا اور ایک نماز حضرت اوّل کو بھی دیکھئے کہ جب بقول امام بخاری آنحضرت کو کچھ افاقہ ہوا تو یہ معلوم کرکے کہ فلاں صاحب نماز پڑھا رہے ہیں تلملا کر اٹھ کھڑے ہوئے خود تو اتنی سکت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے اس حالت میں کہ و رجلاہ تخطان فی الارض مسجد کیطرف روانہ ہوگئے۔

بھلا حرج کیا تھا اگر نماز پوری ہونے کے بعد علیحدگی میں فہمائش کردیتے کہ بھئی تم اس کے اہل نہیں ہو آئندہ ایسا نہ کرنا بیچ مجمع میں عین نماز کی حالت میں پہنچنا اور پھر خود نماز پڑھانا آخر کچھ تو بات تھی۔ عبدالرحمن ابن عوف کو ہٹایا نہیں بلکہ اس کے پیچھے خود نماز پڑھ لی تھی تو یہاں کیا حرج تھا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی شدت مرض میں اتنی زحمت جو گوارا فرمائی اس میں بھی کچھ راز تھا اپنی غرض سے کون ایسی حالت میں بستر چھوڑتا ہے کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ہر قول و فعل رسول بحکم

خدا ہوتا ہے ۔ تو یوں کیوں نہ کہہ دیں کہ حکم خدا پہنچا کہ اے رسول جلد پہنچو کہیں ایسا نہ ہو کہ نماز تمام ہو جائے اور تمہاری موجودگی اس پر شاہد ہو جائے ۔

(۶) اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ۔ خلیفہ خانہ ساز کے لئے جب کچھ نہ بن پڑا تو بیٹھ نمازی ہی کو دلیل پکڑا اور جب دیکھا کہ ہم تو یہاں بھی گھاٹے ہی میں رہے آدھی ہی نماز میں رسول نے ہٹا دیا تو اب یہ کہنا پڑا کہ رسول کی اقتدا حضرت کر رہے تھے اور حضرت کی باقی تمام یہ ڈپلیکیٹ امام پہلے تو کبھی دیکھے نہ تھے ایک وقت میں دو امام کیسے اور پھر اس گڑبڑ میں کل اس پر کیسے متفق ہو گئے ہونگے کہ رسول کی اقتدا نہ کرنا بلکہ حضرت ابو بکر کی بات بنائی تو تھی مگر الٹی اپنے ہی اوپر بلا بنکر نازل ہوئی ۔ ہر ایک ذی فہم بلکہ بچہ بھی اس فعل کو دیکھکر طعن کریگا کہ ارے بھائی جب حیات رسول میں ہی ان کی اقتدا ترک کردی تو بعد وفات کیا امید ہو سکتی ہے ۔

(۷) میرا کہا نہ مانو اگر فاروق اعظم کہہ دیں تب تو مانو گے طبری وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس وقت حضرت عمر کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ ان چھ آدمیوں سے خوش اور راضی اٹھے جو قریش میں ہیں یعنی علی ۔ عثمان طلحہ ۔ زبیر ۔ سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف لہذا میں خیال کرتا ہوں کہ امر خلافت انہی لوگوں کے مشورے پر چھوڑ دوں تاکہ یہ لوگ اپنا خلیفہ آپ چن لیں پھر دفع دخل فرماتے ہوئے کہا کہ اگر میں خلیفہ بنا دوں جب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ جو مجھ سے بہتر تھا (ابو بکر) اس نے خلیفہ بنا دیا (یعنی مجھے اپنے قلم سے خلیفہ نامزد کیا) اور اگر میں نہ بناؤں تو بھی کوئی نقصان نہیں کیونکہ جو مجھ سے بہتر تھا (رسول) اس نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت عمر تو فرما رہے ہیں کہ رسول نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور یہاں ضد ہے کہ نہیں جی بنایا اب کون سچا ہے خود انصاف سے کہہ دو ۔ باقی دارد ۔

آل انڈیا شیعہ ڈائریکٹری

حضرت سرکار شریعتمدار سعید الملۃ مجتہد العصر مدظلہ لکھنؤ

شیعہ ڈائریکٹری کے متعلق گرامی نامہ ملا جس سے اس اہم تصنیف کے متعلق کافی معلومات بہم پہنچیں ۔ انشاء اللہ جلد از جلد سرکار ناصر الملۃ مدظلہ العالی اور سرکار نصیر الملۃ مدظلہ العالی اور حقیر کے حالات زندگی اور فوٹو حاضر خدمت ہونگے ۔ جناب والا کی یہ تصنیف تاریخ شیعہ میں ناقابل فراموش کارنامہ ہوگی خدا کرے آپ اسے اپنے ارادہ سے زیادہ کامیاب طریقہ پر انجام دے سکیں ۔

نوشتہ ۔ **عالیجناب خان بہادر سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی**

اس میں شک نہیں کہ شیعی دنیائے تالیف و تصنیف میں بعد سلور جوبلی نمبر کے آپ کی شیعہ ڈائریکٹری ایک بڑی گرانقدر اور بیش بہا چیز ہوگی جو ابدالآباد تک زندہ و پایندہ رہے گی ۔ چونکہ آپ کا اصرار ہے اس لئے اپنے حالات ارسال کرتا ہوں ۔

از عالیجناب خان بہادر ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب جعفری

شیعہ ڈائریکٹری کا خیال ایک نہایت مفید اور کارآمد کام ہے جو آپ نے اپنے سر لیا ہے ۔ میرے خیال میں قوم کا کوئی شخص اس تحریک کی مخالفت نہیں کر سکتا ۔ اور سلور جوبلی نمبر نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس اہم کام کو آپ سے بہتر انجام نہیں دے سکتا ۔

تفصیلات ۔ اعجاز جارچوی بی اے بی ٹی امروہہ سے معلوم کیجئے ۔

قصیدہ

در ولادت باسعادت سیدنا و مولانا امیرالمومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام

از محترمہ مس ایم جہاں بیگم صاحبہ فیضی نسیم بدایونی ۔ دختر قاضی محمد شاہد رضا صاحب انجنیئر گورنمنٹ ڈاکسیل فارم متھرا

یہ ڈھل کے نور کے سانچہ میں کسی شکل آئی ہے — خدا کے گھر میں کس کے نور کی جلوہ نمائی ہے

نبی نے گود میں بنت اسد سے لے لیا کہہ کر — یہ میرا جانشیں، داماد ہے اور میرا بھائی ہے

کسی کا نور تھا روشن کسی کے نور کے اوپر — نبی کے دوش پر معراج یہ کعبہ میں پائی ہے

صنم خانہ کو پیدائش سے اپنی کردیا قبلہ — اسی پوتے نے میراث خلیل اللہ پائی ہے

کچھ ایسا مرتبہ پایا ہوئے کونین کے مالک — خدا کے گھر کی پیدائش سے سب انکی خدائی ہے

یہ دیکھا ہے کہ جب پھسلے تو سنبھلے یا علی کہہ کر — اگر گر بھی گیا کوئی تو جان اس کی بچائی ہے

علی مرتضیٰ جب خانہ زاد کبریا ٹھہرے — تو دنیا میں قرابت کے لئے احمد کی جائی ہے

خدا کا زور ہاتھوں میں نبی کی بندگی دل میں — وہ شان کبریائی ہے یہ فیض مصطفائی ہے

زمانہ کے مصائب سے نسیم اب تنگ آئی ہے
مدد کو یا علی آؤ دم مشکلکشائی ہے

دیگر

جو ہوتا ہے خدا کا کام ہوتا ہے حکیمانہ — سبب کیا تھا بنا کیوں خانۂ کعبہ شرف خانہ

جناب حضرت مریم تھیں معصومہ زمانہ میں — بہت کچھ خاصۂ رب تھیں سنا ہے سب نے افسانہ

ہوا جب دردِ زہ تشریف لائیں خانۂ حق میں — نکالا ان کو یہ کہکر نہیں ہے یہ زچہ خانہ

مگر بنت اسد دیوار شق ہو کر گئیں اندر — علی کی شان دیکھو ہو گیا کعبہ زچہ خانہ

سنا ہوگا کہ کچھ دست خدا کا کام تھا اسمیں — اسی کے ہاتھ سے کعبہ ہوا وہ ہی صنم خانہ

خدا کے گھر نسیم اب شادمانی کا یہ موقع ہے۔
کرو تم بھی طلب وہ ہے بڑا دربار شاہانہ

کاغذ کی گرانی اور ہماری پریشانی

کاغذ روز بروز گراں ہوتا چلا جارہا ہے پہلے سے تین گنی قیمت تک پہونچ چکا ہے اور ابھی اس کی قیمت کے اور زیادہ بڑھنے کا خیال ہے اس صورت میں کارکنان ادارہ نور کو سخت پریشانیوں کا سامنا ہورہا ہے۔ کیونکہ ہر ماہ تقریبًا ۵۰ روپیہ کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہوجاتا ہے حضرات مومنین کی لاپرواہی اور وی پی کی واپسی نے ہماری مشکلات میں بہت زیادہ اضافہ کردیا ہے اگر ہماری قوم کے چند باہمت، پرجوش اور عالی حوصلہ حضرات کا ہاتھ ہماری پشت پر ہوتا تو ہم کبکے اس رسالہ کو بند کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ یہ بات بھی خاص طور سے عرض کرنیکی قابل ہے کہ باوجود گرانی کے بازار میں کاغذ بہت کم مل رہا ہے لہذا جیسا کاغذ دستیاب ہوگا صرف کرتے رہینگے اگر رسالہ دورنگا ہوجائے تو مومنین ہمکو مجبور سمجھکر معاف فرمائیں۔ منیجر نور

خوشی و غم کا فلسفہ

گذشتہ سے پیوستہ

از جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ

ایک کے گناہ کا اثر دوسرے کے گناہوں تک کیوں پہونچتا ہے

شاید کوئی یہ کہے کہ اچھا ہم ان باتوں کو تو مانتے ہیں لیکن اکثر ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ برائی کا اثر ذات فاعل پر ہی تمام نہیں ہوتا بلکہ اس کے ناکردہ اہل و عیال اور عزیز و اقارب پر بھی پڑتا ہے۔ مجرم کو سزا ملنا تو بجا لیکن بے خطا اس کے گھر والوں کو بھی اس کے ساتھ گنہگار ٹھہرا کر گیہوں کے ساتھ گھن بھی پیس ڈالنا کون انصاف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ کے ظاہری مضر نتائج کو اس کی سزا کہنا ہی غلطی ہے لیکن اگر نتائج کا اثر فاعل سے گزر کر اس کے متعلقین پر بھی پڑے تو اس کا ذمہ دار بھی وہی ہے جس نے وہ گناہ کیا ہے۔ خدا کے انصاف پر اس کی زیادتی کی وجہ سے کوئی حرف نہیں آسکتا۔ ملکی قانون میں مجرم کے متعلقین پر اس کے جرم کا برا اثر پڑنے کی مثالیں بہت ہیں کیا جب کوئی شخص کسی جرم میں سزایاب ہوتا ہے تو اس کے گھر والوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔ لیکن کیا اس نقصان کا جواب دہ وہ قانون ہے جس کے مطابق مجرم کو سزا دی گئی ہے۔ فرض کرو ایک شخص قتل عمد کا مرتکب ہو کر پھانسی پاتا ہے اور اس کا کمسن بچہ فاقے کرتے کرتے مر جاتا ہے یا اس کی بوڑھی ماں روتے روتے اندھی ہو جاتی ہے تو کیا آپ جج کو اس بچہ کی موت یا اس ضعیفہ کی نابینائی کا ملزم ٹھہرائیں گے یا اس قانون کے انصاف پر اعتراض کرینگے کبھی نہیں پس تو پھر بعینہ اسی صورت میں خدا کے رحم و انصاف کو گناہگاروں کی خود کردہ حرکتوں کے نتائج کا ذمہ دار ٹھہرانا کہاں تک قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ ان قوانین فطرت سے سرتابی کرنا جو قدرت الہی کے اشارے سے چلتے ہیں اور زمین و آسمان کو اپنے مطابق چلاتے ہیں اور پھر اس میں اوروں کو بھی شریک کرنا کونسی دانائی ہے۔

اثر کے متعدی ہونے کا عمدہ نتیجہ

حقیقت یہ ہے کہ باہمی تعلقات سے وابستہ ہو کر تمام دنیا ایک ہو گئی ہے اور اس متحد چیز کے تمام اجزا باہم ملے ہوئے ہیں ممکن ہے کہ اس کا کوئی ذرہ حرکت کرے اور اس کے آس پاس کے ملحق اجزا اس سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پانی کی ساکت سطح پر ذرا سی بھی کنکری گر کر ایک قطرہ کو متحرک کر دے مگر اس میں لہر پیدا ہو کر دور دور تک نہ پھیلے بعینہ یہی حالت نوع انسان کی ہے ممکن نہیں کہ ایک شخص قانون الہی کی مخالفت کرے اور اس کی حرکت کا اثر غیروں پر نہ ہو لیکن اس کی تلافی یوں ہو گئی ہے کہ اگر کوئی شخص نیک کام کرے تو اس کا بھی اثر اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے احباب و اقارب تک پہونچتا ہے اس لئے یہ شکایت فضول ہے کہ ضرر ایک سے گزر کر دوسرے تک کیوں جاتا ہے۔ ایک مصلحت اور بھی ہے اگر میرے گناہوں کے مضر نتائج مجھ کو کجروی سے راہ راست پر لانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں تو یقینی بات ہے کہ ان کے وہ نقصانات جو میرے عزیزوں پر پڑینگے مجھے برائی سے روکنے میں اور بھی زیادہ کامیاب ہونگے۔ میری ذاتی سزایابی کا اندیشہ مجھکو جرم سے اس قدر نہیں روک سکے گا جس قدر یہ ڈر کہ میرا بچہ بھی میری وجہ سے گرفتار ہو جائے گا۔ دنیا کے بے انتہا جرم محض اس خیال کی وجہ سے

نہیں کئے گئے کہ جب ان کی نیت ہوئی دل نے بیوی بچوں کی بیکسی اور ماں باپ کے درد و مصیبت کا نقشہ پیش کر دیا جو اس کے ارتکاب جرم سے ان پر گزرنے گا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی برائی کا نتیجہ ذات فاعل سے متجاوز نہ ہوا کرتا تو وہ بہت کم آدمیوں کو گمراہی سے روک کر دوبارہ نیکی اور بھلائی کے راستہ پر لا سکتا پس ہم کو اس بات پر خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے بدی کے طبعی اثرات کو زیادہ ضرر رساں بنا کر ہمکو نیکی کی زیادہ رغبت دلائی ہے۔

نیکوکار اور متقی لوگ کیوں مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں

اب ہم کو سرسری نظر ان مکروہات دنیوی پر ڈالنا چاہیے جو کسی طرح افعال انسانی کا نتیجہ نہیں کہے جاسکتے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان کی تعداد بہت کم ہے لیکن اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ بھی حقیقت میں ہمارے ہی کوتک ہونگے لیکن ہم بمصداق وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کی بنا پر ان سے پوری پوری وقفیت نہیں رکھتے البتہ اتنا جانتے ہیں کہ جو لوگ ان کا شکار ہوتے ہیں وہی زیادہ حق آگاہ اور خدا پرست بن جاتے ہیں حالانکہ عقلاً نتیجہ برعکس ہونا چاہیئے حقیقت امر یہ ہے کہ تازیانہ آلام واسقام سے بڑھکر نیکی و راستی کا کوئی خضر راہ نہیں جسقدر ناگوار مصائب بڑھتے جاتے ہیں اسی قدر ایمان بالغیب بھی راسخ ہوتا جاتا ہے گو اس میں کلام نہیں کہ بہت سے آدمی تکلیفوں کے گزر جانے کے بعد پھر اپنی پرانی روش پر آجاتے ہیں لیکن ایسے کور باطن بہت کم ہوتے ہیں جو ان سے کوئی سبق حاصل نہ کریں ایسے لوگ درحقیقت درد و الم سے لذت حاصل کرتے ہیں لیکن ظاہر میں اشخاص کو ان کی حالت قابل رحم معلوم ہوتی ہے۔

خدا کی تقسیم پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا

خداوند عالم کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں اسی لئے کسی شخص کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں اس نے مصالح عباد پر نظر رکھتے ہوئے کسی کو امیر بنایا کسی کو فقیر کسی کو معزز بنایا کسی کو ذلیل کسی کو توانا و تندرست کسی کو کمزور و بیمار کسی کو شریف کسی کو رذیل۔ پس فقیر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فقیر کیوں بنایا اور فلاں کو امیر کیوں۔ نہ کمینہ کو یہ منصب حاصل کہ مجھے ذلیل کیوں بنایا اور فلاں کو شریف کیوں نہ بدصورت کی مجال کہ عرض کر سکے کہ تونے مجھکو بدصورت کیوں بنایا اور فلاں کو خوبصورت کیوں نہ بیمار کو اس اعتراض کا حق ہے کہ مجھے بیمار کیوں بنایا اور فلاں کو تندرست کیوں اگر وہ ایسا کہیں تو اپنے آقا کے احکام کے رد کرنے والے اور اس کے حقوق میں دست اندازی کرنے والے بلکہ آقا ہونے کا انکار کرنے والے ہونگے کیونکہ اس نے جس کسی کو جو کچھ دیا ہے اپنے تفضل اور ترحم اور مصلحت سے دیا ہے کسی حق کی بنا پر نہیں دیا پس جب کسی بندہ کا حق ثابت نہیں تو اسکو اعتراض کرنے کا بھی حق نہیں ایک محتاج آخر کس حق کی بنا پر کہتا ہے کہ اسے مالدار کیوں نہ بنایا گیا۔ اگر وہ کوئی سابقہ حق رکھتا ہوتا اور خدا اسکو امیر نہ بناتا تو بیشک وہ ظالم اور نامنصف قرار پاتا وہ ایسے معترض کے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ تمہارا حق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ میری اطاعت کرو اور میرا حق مانو اگر تم نے میری اطاعت کی تب تو تم میرے ماننے والے بندے ہوگے ورنہ منکر قرار پاؤ گے اور میرے عذاب کے مستحق ہوگے۔ یاد رکھو کہ خدا کے ذمہ اس کے کسی بندہ کی طرف سے کوئی امر لازم نہیں ہو سکتا یعنی کوئی اس سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ تونے فلاں بندہ کو مال عطا فرمایا ہے تو یہ بھی لازم ہے کہ اب اسے نبوت بھی عطا فرمادے کیوں اس نے جس امر کے لائق جسکو سمجھا ہے وہی شے اس کو عطا فرمائی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک شخص کو مالدار تو بنایا ہے مگر اس کے ساتھ ہی بدصورت بھی بنا دیا ہے

دوسرے کو خوبصورت تو بنا دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فقیر بھی کر دیا ہے۔ اسی طرح دوسری نعمتوں کا قیاس کر و
بس نہ تو دولتمند کو یہ منصب ہے کہ وہ عرض کر سکے کہ مجھے دولت کے ساتھ فلاں شخص کی سی خوبصورتی کیوں نہ عطا
کی اور نہ خوبصورت یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے حسن کے ساتھ فلاں شخص کی سی دولت کیوں نہ دی کیونکہ اس کا اختیار
بالکل خدا کو ہے وہ جو چاہے کرے اور جس طرح چاہے نعمتیں تقسیم فرمائے اس کے کل افعال حکمت کے مطابق
ہیں اور اس کے اعمال میں گرفت نہیں ہو سکتی۔ منجملہ ان مصالح کے ایک یہ بھی مصلحت ہے کہ ایک کو دوسرے
کا محتاج بنا دے تاکہ ایک کا کام دوسرے سے چلتا رہے۔ مثلاً زید کو عمرو کے مال کی احتیاج ہے اور عمرو کو زید کی خدمت
کی کیا تم نہیں دیکھتے کہ بڑے سے بڑا بادشاہ اور بڑے سے بڑا دولتمند بعض چیزوں میں غریب سے غریب کا محتاج
ہوتا ہے یا تو کسی چیز کا جو اس کے پاس نہیں ہوتی یا کسی فن کا جو وہ نہیں جانتا یا کسی خدمت کا جس سے اس کو
آسائش حاصل ہوتی ہے پس جس طرح یہ غریب اس بادشاہ یا دولتمند کے مال کا محتاج ہے اسی طرح یہ بادشاہ اس
غریب کے علم یا اسکی رائے کا محتاج ہوتا ہے۔ پس اب اس بادشاہ کو اس بات کے کہنے کا حق نہیں کہ مجھے مال
کے ساتھ اس غریب کا علم کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس غریب کو یہ کہنا شایاں ہے کہ مجھے علم و تدبیر و عقل کے ساتھ
بادشاہ یا دولتمند کا سامان کیوں نہ بخشا گیا

اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب خداوند عالم نے بندہ کو فاعل مختار بنایا ہے تو اس کی عبرت اور سبق حاصل
کرنے کے لئے یہ بھی ضرور تھا کہ وہ نیکی و بدی، ضرر و نقصان، راحت و رنج، اجر و ثواب، خوبی و زشتی کے تمام نمونے
ان کے سامنے پیش بھی کر دے تاکہ وہ ان کو دیکھکر سبق حاصل کریں۔ نعمتوں کو دیکھ کر ان کے دل میں انکو کاری
کا شوق پیدا ہو اور تکلیفوں کو دیکھکر نافرمانی سے خوف۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو بندوں پر حجت تمام نہوتی اور ان کو
ڈرانے اور شوق دلانے کا کوئی سامان فراہم نہ ہوتا پس ایسی حالت میں زید کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ مجھے اندھا
کیوں بنایا اور عمرو کو بینا کیوں کیا کیونکہ اگر یہی حالت عمرو پر طاری کی جاتی تو عمرو بھی یہی اعتراض کرتا۔ پس
ایسی صورت میں جبکہ ہر شخص یہی اعتراض کرتا تو کسی کو اندھا بنا کر کیسے دکھایا جا سکتا اور اس کا خوف لوگوں کے
دل پر کیسے جمتا اگر اندھا پن نہوتا تو پھر بینائی کی قدر کیونکر ہوتی کیونکہ ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار خدا سے یہی درخواست کی تھی کہ پروردگار کیا اچھا ہوتا کہ تونگری ہوتی فقر نہوتا۔
تندرستی ہوتی بیماری نہ ہوتی۔ جنت ہوتی دوزخ نہ ہوتا۔ خدا نے جواب دیا اے موسیٰ اگر تونگری ہوتی اور فقیری
نہوتی تو ایک کا کام دوسرے سے کیسے چلتا اگر تندرستی ہوتی اور بیماری نہوتی تو ہمیں کون یاد کرتا اور جنت
ہوتی دوزخ نہوتا تو ہمارے عذاب سے کون ڈرتا خیال کرو باوجود اس کے کہ دنیا میں بکثرت لوگ طرح طرح
کے مصائب و آلام میں مبتلا پائے جاتے ہیں اور ہر شخص کے اردگرد ایک کیا ہزاروں دکھ اور درد والے لوگ موجود
ہیں مگر اس پر بھی لوگ خدا کی نافرمانی سے نہیں ڈرتے اور رات دن قانون قدرت کی خلاف ورزی پر کمر باندھے
رہتے ہیں پس ایسی حالت میں جبکہ ان کو کسی جسمانی یا دنیوی نعمت کے زوال کا خوف ہی نہوتا کیونکر وہ بداعمالیوں
سے خوف کر سکتے۔

سلام

از جناب عابد رضوی حیدرآبادی

ثانی زہرا

سوانح حیات حضرت زینبؑ

دنیا میں جس طرح امام حسین علیہ السلام کے صبر و ثبات کی نظیر ناممکن اور محال ہے بالکل اسی طرح یہ دعویٰ بھی کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں میں حضرت زینب کے استقلال و صبر کی دوسری مثال نہیں پیش کیجا سکتی۔ اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ صنف نازک کے اندر شامل ہونے کے بعد حضرت زینب نے کیا کام کیا اور تحفظ دین کے لئے کیسے کیسے خدمات انجام دئے اگر آپکو دیکھنا ہو کہ افراد بشری میں اسلامی ترقی کا جو انتہائی مرتبہ قرار پا سکتا ہے جناب زینب نے اس کو حاصل کیا اور کیونکر کیا۔ اگر آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ممدوحہ کے سوانح حیات سے مرد اور عورتوں کو خصوصیت کیساتھ کیا کیا سبق حاصل ہوئے تو اس زریں موقع کو جانے نہ دیجئے۔ اس کتاب کے مولف جناب محمد صادق حسین صاحب بی اے الہ آبادی ہیں۔ طباعت و کتابت عمدہ ہے صفحات ۵۰۱ ہیں قیمت ۱؎ محصولڈاک ۲؍

(ملنے کا پتہ۔ امامیہ مشن بک ایجنسی نخاس لکھنؤ)

(۹) سوانحعمری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۷ر
(۱۰) " حضرت امام علی رضا علیہ السلام ۸ر
(۱۱) " حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۴ر
(۱۲) " حضرت امام علی نقی علیہ السلام ۷ر
(۱۳) " حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ۴ر
(۱۴) " حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام ۹ر

چودہ کتابوں کا مکمل سیٹ غیر مجلد چھہ روپیہ گیارہ آنہ۔

ناموس اسلام ۔ امام حسین علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری عہ

سیرۃ المختار ۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کے زمانہ کے تمام واقعات نہایت عجیب اردو میں ناولانہ طرز پر ۱۰ر

تحفۂ رضویہ ۔ امام رضا علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری ۸ر

سرو چمن ۔ امام حسن علیہ السلام کی مبسوط اور مکمل سوانحعمری جسکو پڑھکر معاویہ کی چال بازیوں کی اچھی طرح پردہ دری ہو جاتی ہے مولفہ جناب فوق صاحب بلگرامی ۔ عہ

شاہ یثرب ۔ امام حسین علیہ السلام کی منظوم سوانحعمری عہ

ہمارے رسول ۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے آسان زبان میں جناب رسولخدا کی مختصر سوانحعمری۔ قیمت ۳ر

ہماری خاتون جنت ۔ چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے جناب سیدہ طاہرہ کی مختصر سوانحعمری قیمت ۳ر

احسن القصص ۔ حضرات انبیاء کے منظوم حالات۔ اس کتاب کے مصنف کو سرکار [illegible] نے دو سو روپیہ عنایت فرمایا [illegible] قیمت صرف ۶ر

ابوطالب ۔ حضرت ابوطالب کی مکمل سوانحعمری ۸ر

عمار یاسر ۔ مقدس صحابی رسول کے حالات۔ ۳ر

چودہ معصوم ۔ چہاردہ معصومین کے حالات ۸ر

شہید یونان ۔ یونان کے مشہور و معروف فلسفی سقراط کی قابل قدر سوانحعمری جسکو حضرت ادیب اعظم نے بہت سی انگریزی سوانحعمریوں سے اخذ کر کے تحریر فرمایا ہے ۱۲ر

یورپ کے سیارے ۔ اس کتاب میں یورپ کے ان عالی ہمت لوگوں کے حالات زندگی درج ہیں جنھوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر دور دراز کے مقامات کے سفر کرکے نامعلوم قطعات زمین کا پتہ چلایا قطب شمالی اور قطب جنوبی کی سراغ رسانی کی قیمت ۸ر

ثمرۂ تجارت ۔ ان یورپ اور امریکہ کے تاجروں کے حالات جنھوں نے تجارت کی بدولت کروڑہا روپیہ کی دولت حاصل کرکے بادشاہوں سے زیادہ تموّل حاصل کیا ۔ ۸ر

تفسیر و وظائف

تفسیر انوار القرآن ۔ اردو زبان میں ایسی تفسیر دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں جو صحیح معنی میں تفسیر کہی جاسکتی ہو۔ جس میں آیات کے متعلق تسکین بخش توضیحات ہوں اور اعتراضات کے جوابات ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو جناب سرکار علامہ مولانا سید راحت حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر گوپالپوری نے تفسیر انوار القرآن لکھکر پورا کر دیا علامہ موصوف نے اس تفسیر میں ہر ایک آیت کے متعلق عجیب و غریب نکات بیاں فرمائے ہیں اور مخالفان اسلام کے تمام اعتراضات کو نہایت قوی ادلّہ سے باطل کیا ہے ۔ اہلسنت کی تفاسیر کے جا بجا حوالے دئے ہیں غرض قابل دید اور حد درجہ مفید تفسیر ہے ۔ چونکہ تفسیر مذکور کا کچھ حصہ ہر ماہ چھپتا ہے اس لئے اب تک ۱۰۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں جن کی قیمت پہلے ۶ روپیہ تھی مگر اب چھہ روپیہ چھہ آنہ کر دی گئی ہے ۔

وظائف الابرار ۔ سات سوروں کا مجموعہ معہ ترجمہ اور دعائے مشلول، دعائے کمیل۔ جوشن کبیر۔ جوشن صغیر۔ درود طوسی۔ دعائے توسل۔ دعائے منظوم جناب امیرؑ۔ دعائے صدسجان دعائے ہلال معہ ترجمہ۔ اسمائے اعظم۔ ہدیہ عہ

کتب احادیث

تحفۃ الابرار ۔ علم حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ تقریباً ایک ہزار احادیث کا مجموعہ۔ قیمت عہ

الصافی شرح اصول کافی ۔ علم حدیث کی مشہور کتاب کافی کی مکمل شرح دو جلدوں میں۔ فارسی ترجمہ مع متن عربی۔ قیمت مجلد آٹھ روپیہ غیر مجلد سعہ

خلاصہ مقدمات صافی ۔ ۲ر

الہیئۃ والاسلام ۔ تحقیقات ہیئت جدید کے ساتھ ساتھ اسلامی ہیئت کا ذکر مصنفہ علامہ شہرستانی و مترجمہ مولانا مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ۔ اس کتاب سے ائمہ معصومین کی حقانیت کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ قیمت عہ

حدیث کسا ۔ منظوم اردو۔ قیمت ار

کتب دینیات

بچّوں کی دینیات حصہ اول۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اصول دین کی تعلیم دینے کے لئے نہایت آسان زبان میں بصورت مکالمہ نئے انداز سے لکھی گئی ہے ۳ر

حصہ دوم۔ فروع دین کی تعلیم کے لئے۔ قیمت ۳ر

نصاب تعلیم دینیات۔ یہ سلسلہ بچوں کو تدریجاً دینی تعلیم دینے کے لئے تیار کیا گیا ہے قیمت حصہ اول ۳ر حصہ دوم ۳ر حصہ سوم ۳ر حصہ چہارم ۶ر

رسالہ اقلید۔ فقہ کے ضروری مسائل ۴ر

طریقۂ الصلوٰۃ مع ترجمہ الصلوٰۃ و دیگر ضروری مسائل ۵ر

دینیات کی دوسری کتاب ۴ر شیعی دنیا میں مشہور اور

دینیات کی تیسری کتاب ۵ر مقبول کتابیں مرتبہ مولوی فرمان علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ۔

تحفۃ المومنین۔ جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد عرف مولوی منن صاحب قبلہ کا اردو عملیہ قیمت ۶ر

مفید الحاج۔ ترجمہ مناسک جناب حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اصفہانی۔ قیمت ۱۰ر

تحفۃ العوام۔ مشہور و مقبول کتاب ہے۔ عہ

کتب مناظرہ

مذہبی مکالمہ۔ ایک سنی اور ایک شیعہ کے درمیان فیصلہ کن بحث ۸ر

نور ایمان۔ شیعی دنیا میں مشہور کتاب ہے۔ قیمت ۷ر

نور العین۔ حسین مظلوم پر گریہ کا جواز۔ قیمت ۵ر

الجواہر۔ فرقہ مرزائی کے اعتراض تبرا کا جواب ۴ر

خلافت الٰہیہ۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کے اصلی حقدار حضرت علی ہیں نہ کہ خلفائے ثلثہ ۱۲ر

تنزیہ الانبیا۔ حضرت انبیا کے معصوم ہونے کے بہترین دلائل اور تمام الزامات کے جواب جو انبیا کے سر تھوپے جاتے ہیں ۸ر

نص خلافت۔ اس امر کا ثبوت کہ خلافت ابوبکر کے متعلق حضرت رسولخدا نے نص نہیں فرمائی۔ قیمت ۸ر

فلسفہ مدح صحابہ۔ قیمت ار

سر مختوم۔ فی عقد ام کلثوم۔ کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے

یہ کتاب ایک جید عالم اہلسنت کے قلم سے لکھی گئی ہے ۲ر

مومن فطری۔ حضرات ائمۂ اثنا عشر کی حقانیت کے بہ فطری ثبوت نظم میں جناب [illegible] کے نتائج فکر۔ ار

النور۔ اس بات کا عقلی و نقلی ثبوت کہ عثمان حضرت رسولخدا کے داماد نہ تھے۔ قیمت ۴ر

رد اکبر۔ ایک خارجی کے ان تمام اعتراضات کا جواب جو اس نے مذہب شیعہ پر کئے تھے۔ قیمت ۳ر

مخمس مقبول۔ اہلبیت علیہم السلام کی شان میں جناب طریق رامپوری کا قابل دید عجیب و غریب مخمس۔ ۴ر

حجۃ الایمان۔ یہ بے نظیر کتاب اہلسنت کے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو نام نہاد مولوی حضرات ائمہ کے مستجاب الدعوات ہونے مصلحت خداوندی سے واقف ہونے اور غیب دانی وغیرہ پر کیا کرتے ہیں۔ ۸ر

ناصر الایمان۔ یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس نے پنجاب کے کئی معزز خاندانوں کو دائرہ سنیت سے نکالکر مذہب امامیہ میں کھینچا ہے۔ قیمت ۸ر

[illegible]۔ قادیانیوں کے چند اعتراضات کا جواب ۲ر

میزان حق۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کا بہترین ثبوت ۱۲ر

رسالہ تقیہ۔ جواز تقیہ پر قابل دید رسالہ ۹

اسلامی نماز۔ اس لاجواب کتاب میں بیشمار علماء اہلسنت کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہلسنت کا طریقہ نماز بالکل غلط ہے اور شیعوں کی نماز عقلاً و نقلاً دونوں طرح صحیح اور موافق حکم خدا و رسول ہے۔ قیمت ۸ر

مناظرہ تقدیر و تدبیر۔ اس کتاب میں تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار کے مسئلہ کو نہایت آسان طریقہ سے سادہ اور عام فہم الفاظ میں بیان کیا گیا ہے قیمت ۶ر

مصحف ناطق۔ اس کتاب میں قرآن کے مسئلہ تحریف پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی اور حسبنا کتاب اللہ کہنے والے کے قول کو نہایت قوی دلائل سے باطل کیا گیا ہے قیمت حصہ اول ۸ر حصہ دوم ۸ر حصہ سوم ۱۲ر

صاعقۂ طور۔ یہ کتاب ایک سابق حنفی المذہب عالم کی تصنیف ہے گھر کے بھیدی نے سنیوں کے جملہ اعتراضات کا نہایت دندان شکن جواب دیا ہے ۲ر

رسالہ اولی۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل [illegible]

یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ انما ولیکم اللہ میں ولی سے مراد حضرت علی ہیں اور ولی کے معنی اولی بالتصرف ہیں نہ کہ ناصر یا دوست وغیرہ۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۱۲؍

بسط الیدین۔ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقلی و نقلی ثبوت ۳؍

کشف الظلام۔ غیبت حضرت حجۃ پر اعتراض کا جواب۔ ۶؍

امامۃ والخلافۃ۔ ۲؍

امامۃ القرآن۔ جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم و مغفور نے اِس کتاب میں ۳۰ آیتوں سے امامت آئمہ کو ثابت کیا ہے۔ قیمت دو روپیہ۔

فتح مبین۔ شکوری پارٹی کے ان اعتراضات کا جواب جو خلافت کے متعلق النجم میں کئے گئے تھے۔ قیمت ۳؍

مدح اور تبرا کی علمی بحث۔ قیمت ۲؍

تبرے کی حقیقت۔ قیمت ۳؍

مدح ثلاثہ اور تبرا کے متعلق اڈیٹر پانیر کے بیانات۔ ۱؍

فیصلہ جونپور۔ اگر آپ شیعہ مذہب کی حقانیت اور تبرے کا جواز ایک ہندو مصنف کے قلم سے دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھئے۔ قیمت ۴؍

حقیقت المسیح۔ عیسائیت کی تردید میں بہترین کتاب ۴؍

کشف الاشتباہ۔ لعن و تبرا۔ تحریف و تقیہ وغیرہ مسائل کے متعلق ایک روسی عالم کے ۲۰ سوالات کے جوابات ۴؍

مسئلہ خلافت و امامت۔ دلچسپ ذخیرہ تحقیقات جو ہندو فاضل پنڈت ہرنام کی قوت علمی اور زور قلم کا نتیجہ ہے۔ ۴؍

استبصار۔ قرآن و حدیث سے اِس امر کا ثبوت کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے مگر سنیوں میں جائز ہے ۶؍

کتب فضائل و مناقب

کوکب دری۔ اِس کتاب کے مصنف ایک جلیل القدر سنی عالم ہیں جنھوں نے اِس کتاب میں سات سو روایات فضائل اور واقعات تاریخی سے یہ ثابت کیا ہے کہ اہلسنت نے حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ سے افضل سمجھا ہے۔ قابل دید کتاب ہے قیمت قسم اول ۸؍ قسم دوم ۶؍

سحر مبین۔ چہاردہ معصومین کے فضائل کا منظوم ذخیرہ ۸؍

مواعظ حسنہ۔ علامہ ہروی اعلی اللہ مقامہ کے مواعظ کا قابل دید مجموعہ جس میں قرآن و حدیث کے بے شمار نکات اچھوتے اور نرالے انداز میں بیان کئے گئے ہیں ۸؍

سپہر امامت کے بارہ برج۔ قیمت ۵؍

ذخیرہ مناقب۔ معہ ہفت بند کاشی و دیگر ضروری مناجات ۱۰؍

مجموعہ مناقب۔ قیمت ۲؍

مجموعہ مناقب۔ معہ ہفت بند کاشی و دیگر مناجات ۳؍

فلسفہ مذہب شیعہ۔ جرمنی محقق کے قلم سے ۱؍

فلسفہ اہلبیت۔ اگر آپ محمد و آل محمد کے کارنامے اہل یورپ کی زبان سے سننا چاہتے ہیں اور واقعات کربلا کو فلسفیانہ روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں تو اِس بے نظیر کتاب کو ایک مرتبہ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت عہ

قصائد نجم۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کے قصائد کا مجموعہ ۴؍

الشہید۔ شہادت حسینی کے متعلق بہترین مضامین ۲؍

گوہر مقصود۔ امام عصر علیہ السلام کی شان میں فارسی قصیدہ ۱؍

حسین کے اقدامات کے اسرار مشرق و مغرب کے اہل دماغ کی نظر میں۔ قیمت ۱۰؍

کتب مراثی و نوحہ جات

کلیات انیس۔ میر صاحب مرحوم کے مراثی کا مکمل مجموعہ چار جلدوں میں قیمت جلد اول ۶؍ دوم ۱۲؍ سوم عہ چہارم عہ

نظم نفیس۔ میر نفیس مرحوم کے چوٹی کے چند مرثیے۔ عہ

بوستان رشید۔ جناب رشید کے مراثی کا مجموعہ۔ ۸؍

انتخاب کلام انیس و دبیر از جناب اعجاز جارچوی بی اے ایل ٹی ۴؍

نوحہ جات مہر۔ جناب مہر جائسی کے دلگداز نوحوں کا مجموعہ چودہ بیاضوں میں قیمت ہر بیاض ۲؍ مکمل سیٹ ۸؍

منظر شہادت۔ جناب حجاب صاحبہ بلگرامی کے نوحہ و ماتم کا مجموعہ مستورات کے لئے خاص تحفہ ہے۔ قیمت ۲؍

عروج غم۔ جناب جلیل صاحب کے نوحوں کا مجموعہ ۱؍

کلام لطیف۔ جناب لطیف کے سلاموں کا مجموعہ ۴؍

اشارات غم۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کے دلکش نوحوں کا جدید ایڈیشن معہ اضافہ کلام جدید ۱۲؍

انیس الاخلاق۔ میر انیس مرحوم کی اخلاقی رباعیاں ۵؍

کتب مجالس و مقاتل

فذالعوالم۔ چہل مجلس مشہور و مقبول کتاب ہے ۸؍

ابتلائے عظیم۔ سیرت حسینی کا بصیرت افروز بیان۔ امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا اتحاد عمل۔ یزید کی بغاوت کا ثبوت۔ اور جواز گریہ وغیرہ پر مدلل بحث۔ قیمت صرف ۶/

جواہر البیان۔ حدیث خوانی کی بہترین کتاب۔ زبان نہایت سلیس ہے اور واقعات معتبر تواریخ و صحیح احادیث سے لئے گئے ہیں نکات ایسے کہ مجلس پھڑک اٹھے مصائب نہایت مبکی عہ/

مفتاح البیان۔ یہ کتاب بھی حدیث خوانی کے لئے چھوٹے سائز پر دو حصوں میں لکھی گئی ہے قیمت ہر حصہ عہ/

تقریر الشہادتین۔ ترجمہ سر الشہادتین۔ قیمت ۵/

کتب اعتقادات

الدر الفرائد۔ اعتقادات حقہ کا مجموعہ۔ ۱/

صفات ثبوتیہ۔ خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ کا بیان ۵/

راز قدرت۔ عقائد حقہ اسلام کے متعلق نہایت عام فہم اور سلیس عبارت میں فلسفیانہ مباحث۔ قابل دید علمی نکات اور اہم مسائل کا نہایت اطمینان بخش حل۔ قیمت عہ/

اثبات الحجاب۔ پردہ کا عقلی و نقلی ثبوت۔ قیمت ۶/

گاؤکشی اور مسلمان۔ گاؤکشی کے متعلق اسلامی عقائد کا بیان۔ قیمت صرف ۳/

استخارہ سجادیہ۔ قیمت ۳/

زیارت ناحیہ۔ مع ترجمہ اردو منظوم۔ قیمت ۸/

مناجات۔ از جناب لطیف حسین خانصاحب لطیف ۸/

قومی کارنامے

شیعہ رجب و جیل نمبر۔ قابل دید سالنامہ۔ تبرا ایجی ٹیشن کے حالات اور اسیران تبرا کی تصاویر۔ قیمت ۸/

سلور جوبلی نمبر۔ انجمن وظیفہ سادات و مومنین کا سلور جوبلی نمبر جو بے شمار شیعہ مشاہیر کے حالات اور تصاویر کا مخزن ہے۔ یہ ایک قومی گلدستہ ہے جس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ اور دیدہ زیب ہے قیمت صرف عہ/

شاعر اہلبیت جیل میں۔ شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی کی ان نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے تبرا ایجی ٹیشن لکھنؤ کی اسیری کے زمانہ میں جیل کے اندر لکھی ہیں۔ دیکھنے کے قابل چیز ہے۔ قیمت صرف ۲/

اخلاقی و مذہبی افسانے

شریف خون۔ شیعہ لٹریچر میں بالکل نئی کتاب نہایت دلچسپ تاریخی ڈرامہ جس کا پلاٹ امیر مختار کے حالات سے لیا گیا ہے۔ قیمت ۸/

اجتماع ضدین۔ بہترین اخلاقی ناول ۴/

اختر النساء بیگم عورتوں اور خصوصاً نوجوان لڑکیوں کے لئے دلچسپ اور موثر اخلاقی ناول ۳/

دلگداز افسانے۔ نہایت دلچسپ اور موثر افسانوں کا مجموعہ عبارت نہایت شیریں اور رنگین ہے ۸/

بچوں کی کہانیاں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے اخلاقی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں۔ چار باتصویر اور خوشنما کتابوں کا مکمل سیٹ ۱۰/ ہر حصہ ۳/

لڑکوں کی کہانیاں۔ ذرا سیانے بچوں کے لئے چار باتصویر خوشنما کتابوں کا مکمل سیٹ جس میں دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں درج کی گئی ہیں۔ سیٹ ۱۰/ ہر حصہ ۳/

آل انڈیا دولہن کانفرنس دلچسپ معاشرتی ناول۔ جس میں مختلف قسم کی انمل بے جوڑ شادیوں کا خاکہ ناولانہ طرز میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت عہ/

تعلیم یافتہ دولہن۔ ایک مختصر اخلاقی قصہ ۲/

مسدس جوہر۔ قوم کی اصلاح کیلئے بہترین نظم ۴/

احرار اسلام۔ اسلام میں حریت کی تعلیم۔ ۳/

ایک نوخیز لڑکی کا خط۔ کمسنی کی شادی کا انسداد ۲/

زندگی کے دو رخ۔ ایک سچا دلچسپ سبق آموز قصہ ۷/

متفرق کتب

پخت و پز۔ ہر قسم کے کھانے پکانے کے طریقے اور آچار مربے، چٹنیاں بنانے کی ترکیبیں۔ قیمت ۸/

خزینہ مضامین۔ مضمون نویسی سکھانیوالی کتاب ۸/

انشائے نسواں۔ لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانیوالی ۵/

خزینہ عملیات۔ ۸/

لطائف الشعرا۔ ادبی لطائف کا مجموعہ ۸/

رفتار زمانہ۔ تہذیب جدید کا ظریفانہ خاکہ ۵/

نئی روشنی کا قانون۔ بے پردگی کا خاکہ ۳/

شمیم بکڈپو مرادآباد سے طلب فرمائیے

ذاکرین و واعظین کو مژدہ

مصباح المجالس

فن ذاکری کی عدیم المثال کتاب چھپنی شروع ہو گئی

ہم نے حضرت ادیب اعظم شمس ... جناب مولانا و مقتدانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے باصرار تمام یہ کتاب تصنیف
کرائی ہے جو دو حصوں میں ... حصہ اوّل میں تیس مجلسیں ہیں اور حصہ دوم میں بیشمار رموز و نکات قرآن و احادیث
وغیرہ ہیں ۔ تقریباً چھ سو صفحہ ... × ۲۶ سائز کے ⅛ پر یہ کتاب ختم ہو گی ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ کتب مجالس و
مقاتل میں اب تک کوئی ایک ... بھی اس جامعیت و معنویت کی اردو زبان میں نہیں چھپی ۔
حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے اپنی ... سالہ کتب بینی سے جو جو رموز و نکات معلوم کئے تھے تقریباً وہ سب اس
کتاب میں جمع کر دئے ہیں ایک ایک ... قابل وجد ہے ہر مجلس کا عنوان ایک آیت سے کیا گیا ہے اور اس کے
متعلق علمی رموز و اسرار بیان کر کے فضائل ... اہلبیت علیہم بہترین عنوان سے بیان فرمائے ہیں ۔ بیان مصائب میں حضرت
ادیب اعظم دامت برکاتہ کو جو کمال حاصل ... دں نہیں جانتا ۔ عام کتابوں کی طرح معمولی اور سرسری مصائب اس کتاب
میں نہیں بلکہ کئی کئی صفحہ تک ان کا سلسلہ جا ... ہے اور ایسے موثر الفاظ اور دلگداز عنوان سے ان کو بیان کیا گیا ہے کہ
سننے والوں کے دل ہل جاتے ہیں زبان ... ہیں اور بیان ایسا پر زور کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی غرضکہ یہ کتاب بلحاظ
اپنی خصوصیات کے اپنی نظیر آپ ہے ۔ ۳۵۰ ... چھپ چکے ہیں امید ہے کہ آخر اگست تک یہ کتاب ... تیار ہو کر مومنین
کی خدمت میں پہنچ جائے گی ۔ ایک عرصہ سے حضرا ... مومنین جناب ادیب اعظم مدظلہ کی خدمت میں اپنی یہ درخواست پیش
کر رہے تھے کہ جو مضامین عالیہ آپ منبر پر بیان ... تے ہیں ان کو کسی کتاب میں تحریر بھی فرما دیں تاکہ عام مومنین ان
سے فیضیاب ہو سکیں بحمد اللہ حضرت قبلہ نے باوجود ... عدیم الفرصتی کے اس طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی اور حضرات
مومنین کی یہ آرزو ایک مدت دراز کے بعد پوری ہوئی ۔ ... اس کتاب کے شائقین ابھی سے اپنے آرڈر بھیج رہے ہیں اور
کتاب مذکور بوجہ گرانی کاغذ صرف بالخصوص طبع ہو رہی ہے ... حضرات مومنین بالخصوص ان حضرات کو جو ذاکری کا شوق رکھتے
ہیں جلد اپنا نام رجسٹر خریداراں میں درج کرا لینا چاہئے ... ایسا نہ ہو کہ کتاب ختم ہو جائے اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے
باوجود گرانی کاغذ ہم نے عام مومنین کی آسانی کے لئے ... قیمت صرف تین روپیہ رکھی ہے جو صاحب آخر اگست تک اپنا
آرڈر بھیجکر قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں گے انکو محصو ... ڈاک معاف کر دیا جائیگا اس صورت میں تقریباً ۱۲؍ کا
فائدہ خریدار صاحبان کو ہو جائے گا اس رعایت سے فائد ... اٹھانے کے لئے جلد اپنے آرڈر بھیجئے ۔

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔ جب سے نواب محسن ... الملک کی کتاب " آیات بینات " چھپی تھی حضرات اہلسنت
خوشی سے بغلیں بجا بجا کر جا بجا کہتے پھرتے تھے کہ شیعوں سے ا... کتاب کا جواب ممکن ہی نہیں خدا کا شکر ہے کہ انہی کے
حقیقی بھائی عالیجناب مولوی سید امیر حسین صاحب قبلہ نے چند ہی روز بعد ... اسکا جواب آیات محکمات لکھکر طبع کرا دیا جو قابل دید
چیز ہے ہمارے یہاں اسکی تھوڑی سی جلدیں باقی ہیں جلد آرڈر دیجئے ... جلد دوم کے دو حصے ہیں ہر دو حصوں کی قیمت آٹھ روپیہ

المشتہر منیجر شمیم بکڈپو مرادآباد

شمیم بکڈپو مرادآباد سے طلب فرمائیے

دواخانہ بہار عیش کی ادویہ ۳۱ ر دسمبر سنہ ۶۱ تک نصف قیمت پر فروخت ہونگی

شرائط نصف قیمت رسالہ نور بابتہ ماہ مارچ سنہ ۶۱ء میں اوّل ضرور ملاحظہ ہوں

فہرست ادویہ دواخانہ ذریعہ کارڈ مفت طلب فرمایئے۔ فہرست ادویہ میں ہر دوا کی قیمت اصلی مع محصول درج ہے

فروختگی ادویہ کا کل منافع خالص مستقل طور پر ماہوار و سالانہ حسب ذیل اداروں کو دیدیا جاتا ہے۔ مدرسۃ الواعظین، نجم العلماء تبلیغی فنڈ۔ یادگار حسینی۔ شیعہ یتیم خانہ مردانہ و نسواں۔ امامیہ مشن لکھنؤ۔ انجمن عقدیہ کان گونڈہ۔ شیعہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور۔ امامیہ و شیعہ یتیم خانہ دہلی۔ مدرسہ مدینۃ العلم قصبہ سرسی پرگنہ سنبھل اور قومی و مذہبی دیگر امور کار خیر قصبہ سرسی میں۔

چونکہ عام طور سے اشتہاری ادویہ سے کل دنیا میں بدظنی پھیلی ہوئی ہے اس لئے منجملہ ہزاروں سارٹیفکٹوں کے آج ہم صرف دو سارٹیفکٹ ملازمان گورنمنٹ کے اطمینان قلب خریداراں ادویہ کے لئے مشتہر کرتے ہیں نیز ہم کو اور دواخانہ کو جناب صاحب الامر علیہ السلام کی روحانی امداد بھی پہونچ رہی ہے۔ یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جناب منصف صاحب بہادر منصفی سنبھل سنی المذہب ہیں اور ۸ ر جولائی سنہ ۶۱ء کو موصوف منصفی سنبھل سے بلند شہر کو تبدیل ہو گئے ہیں اور جلد ترقی سب ججی پر ان کی ہونے والی ہے۔

(ترجمہ سارٹیفکٹ جناب منصف صاحب منصفی تحصیل سنبھل)

جناب حکیم سید احمد حسین صاحب رضوی میرے ایک دوست ہیں جن سے میں بخوبی واقف ہوں اور وہ دواخانہ بہار عیش کے مالک ہیں۔ جہاں یونانی ادویات زیر استعمال ہیں۔ موصوف ایک نہایت حاذق طبیب ہیں اور غرباکو ادویہ مفت تقسیم فرماتے ہیں۔ ادویات ہندوستان میں ہر جگہ و نیز برما و سنگاپور، مصر، عراق اور بہت سے متفرق مقامات پر روانہ کیجاتی ہیں۔ علاوہ بریں ایک نہایت حاذق طبیب ہونے کے ساتھ ہی زبردست نباض بھی ہیں۔ فقط

(مہر عدالت اسپیشل مجسٹریٹ درجہ اوّل) (دستخط) محمد یوسف الزماں فاروقی

منصف و مجسٹریٹ درجہ اوّل سنبھل ضلع مرادآباد یوپی ۱ جولائی سنہ ۶۱ء

ترجمہ سارٹیفکٹ تحصیلدار صاحب

میں تصدیق کرتا ہوں کہ حکیم سید احمد حسین رضوی مالک دواخانہ بہار عیش سنبھل نہایت ہی تجربہ کار حکیم ہیں۔ غریبوں کو مفت دوا تقسیم کرتے ہیں اور ہمیشہ اپنے مریضوں پر بیحد توجہ مبذول رکھتے ہیں کبھی تساہل نہیں فرماتے۔ امراض کی تشخیص میں بہترین ملکہ ہے نیز انڈین میڈیسن بورڈ یوپی (لکھنؤ) سے سنہ ۳۶ء سے سالانہ امداد پا رہے ہیں میری دلی خواہش ہے کہ یہ اپنی زندگی میں ہر طرح سے کامیاب رہیں فقط (دستخط) شیو نرائن سکسینہ

(مہر تحصیل سنبھل ضلع مرادآباد) مجسٹریٹ تحصیل سنبھل۔ مورخہ ۱۶ ر نومبر سنہ ۶۰ء

نوٹ۔ جناب تحصیلدار صاحب موصوف سنہ ۵۹ء میں تحصیل سنبھل میں آئے اور ۱۸ ر نومبر سنہ ۶۰ء کو تحصیل حسنپور کو تبدیل ہو (میرے مولا جناب صاحب الامر علیہ السلام کو ہم پر و دواخانہ بہار عیش کی ادویہ پر اعتماد ہے۔ مولا و آقا امداد فرماتے ہیں۔)

تفصیل واقعہ

جناب مولوی سید زین العابدین صاحب زمیندار موضع موئی کھیوٹ تحصیل منجن پور ضلع الہ آباد پر شین ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول باندہ (یوپی)، امراض جریان۔ احتلام۔ ضعف دل و دماغ۔ قبض۔ اختلاج قلب۔ لاغری جسم و تولید خون نہونا وغیرہ میں عرصہ دراز سے مبتلا تھے اور قریب المرگ تھے۔ مایوس العلاج ہو گئے تھے زر کثیر اپنے علاج کرانے میں نامی

اطبائے لکھنؤ و دہلی وغیرہ میں صرف کیا مگر ذرا بھی کسی مرض کو افاقہ نہ ہوا۔ اور امید زیست موصوف کو قطعی نہ رہی تھی۔ مولوی صاحب ممدوح نے باندہ ہی میں مقیم رہکر ہمارا علاج شروع فرمایا اور دواخانہ بہار عیش کی ادویہ استعمال کرنا شروع کیں۔ امراض کو آرام ہونا شروع ہوا اور اب وہ بالکل صحیح و سالم ہیں اور قبل امراض کے جوان کی حالت تھی اس سے اب دس گنی حالت اچھی ہوگئی ہے۔ بقسم خداوند عالم عرض ہے کہ ان صاحب سے نہ میری قبل کی ملاقات تھی اور نہ آجتک ان کا صورت آشنا ہوں۔ مولوی صاحب اپنے خط مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء میں مجھکو تحریر فرماتے ہیں کہ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے اور قریب قریب اسی مضمون کا ایک خط ایک سید صاحب کا حیدرآباد دکن سے بھی آیا ہے۔

(خلاصہ مضمون خط جناب مولوی سید زین العابدین صاحب)

محترمی حکیم صاحب تسلیم۔ اب میں بالکل اچھا ہوں۔ اب کسی مرض نے عود نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے بطفیل محمد و آلہ صلوٰۃ اللہ علیہم اپنا فضل و کرم میرے اوپر کیا۔ مجھکو امید کامل ہے کہ جس مرض کی بھی آپ دوا دینگے وہ شرطیہ جلد نفع دیگی۔ قبل بیماری کے میرا جسمانی وزن ۱۲۲ پونڈ تھا اور اسوقت میرا جسمانی وزن ۱۳۴ پونڈ ہے۔ یہ اسکول بڑا ہے محنت مجھکو بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے تھک جاتا ہوں اگر اس قدر مجھکو محنت نکرنا پڑتی تو جسمانی وزن بہت زیادہ ہو جاتا آپ کی دوا ۱۱۱ و ۱۳۲ نے میری کایا پلٹ کردی۔ بحالت امراض متعددہ کے ان دواؤں نے جب یہ اثر کیا ہے اگر بحالت صحت ان کا استعمال ہوتا تو نہ معلوم میری جسمانی حالت کیا سے کیا ہو جاتی۔ میری مناجات جو روزانہ پڑھتا ہوں صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی صاحب الامر علیہ السلام نے میری امداد کی اور غائبانہ آپ سے مجھکو علاج کرانے کا حکم ہوا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کسی شخص کے علاج میں ناکامیاب ہوں جبکہ صاحب الامر علیہ السلام آپ کے دواخانہ کی امداد فرمارہے ہیں۔ اب میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ میری مناجات کا حال اور غائبانہ صاحب الامر علیہ السلام کا آپ سے علاج کرانے کا حکم دینا اور ان موذی و مہلک امراض سے میرا نجات پانا آپ اخباروں میں جلد شائع کرادیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ جن صاحبان کو اس واقعہ میں شک و شبہہ ہو وہ ذریعہ خط مجھ سے تصدیق فرمالیں۔ میں خود بھی اس واقعہ کو جلد اخباروں میں شائع کراؤنگا۔ فقط۔

مرسلہ نیازمند سید زین العابدین پرشین ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول گولزناکہ ۸۷ شہر باندہ یوپی مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

المشتہر

خادم قوم زائر مظلوم شہید کربلا۔ حکیم حاذق سید احمد حسین رضوی گورنمنٹ پنشنر لکھنوی خلف فخر الحکما حکیم سید عبد العلی صاحب طبیب دربار شاہ اودہ وثیقہ دار شاہی۔ دواخانہ بہار عیش مقام سنبھل ضلع مراد آباد (یوپی)

شمیم بکڈپو کے اغراض و مقاصد

یہ بکڈپو اس مقصد کو پیش نظر رکھکر قائم کیا گیا ہے کہ مذہبی اور اخلاقی کتابیں نہایت دلچسپ اردو میں شائع کرکے قوم شیعہ کے مرد و زن کو اسلامی لٹریچر سے عموماً اور مذہب شیعہ کے تاریخی واقعات اور مذہبی معلومات سے خصوصاً پوری طرح واقف کیا جائے۔ اس ادارہ کے سرپرست، قوم شیعہ کے مشہور و معروف واعظ و مصنف جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا و مقتدانا سید ظفرحسن صاحب قبلہ امروہوی ہیں جنھوں نے اپنی انتہائی دلچسپی اور قابل قدر جانفشانی سے کام لیکر بہت تھوڑی مدت میں سیزدہ چودہ کتابیں کافی ضخیم اس ادارہ سے شائع کرادیں۔ جنھوں نے بہت جلد شیعی دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کرکے کارکنان بکڈپو کی بہت بڑی ہمت افزائی کی۔ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح ہمیشہ مفید کتابیں شائع ہوتی رہیں گی۔

حضرت مولانا کا طرز تحریر جداگانہ دلچسپ اور [illegible] ہے، اس کو ہندوستان کا ادبی حلقہ بخوبی جانتا ہے سلیس عبارتیں وہ ادبی چٹکیاں اور گدگدیاں ہوتی ہیں کہ پڑھنے والے کے منہ سے بیساختہ واہ واہ نکل جاتی ہے۔ ہندوستان کے مصنفین میں خواہ وہ کسی قوم کے ہوں یہ فخر جناب سرپرست مدظلہ ہی کو حاصل ہے کہ اب تک ایک سو پچاس سے زائد کتابیں قلم سے نکلکر طبع ہوچکی ہیں۔ ایسے باکمال مصنف اور عالم دین کی سرپرستی کا فخر اس ادارہ کو حاصل ہے۔

آپ اس مذہبی اور تبلیغی ادارہ کی امداد حسب ذیل طریقوں سے فرماسکتے ہیں

(۱) اس کی سرپرستی قبول فرماکر۔ [illegible] ادارہ مذکور کا [illegible] اس [illegible] صورت میں بکڈپو کی تمام مطبوعہ کتابیں [illegible] آپ کی خدمت میں بلاقیمت پیش کیجائیں گی [illegible] آپ کی زریں رائے پر عمل کیا جائے گا اور ایک کتاب کا [illegible] آپ کے نام پر [illegible] کردیا جاتا ہے۔

(۲) لائف ممبری منظور فرماکر جس کا [illegible] صورت میں بکڈپو کی تمام مطبوعہ کتابیں عمر بھر نصف قیمت پر یا [illegible] سال تک بلاقیمت پیش کرتا رہے گا اور ایک کتاب [illegible] ایڈیشن بھی آپ کے نام نامی سے کریگا۔

(۳) سالانہ ممبری منظور فرماکر اس کا چندہ پانچ روپیہ سالانہ ہے۔ اس صورت میں کل مطبوعہ کتابیں ایک سال بلا قیمت آپ کی خدمت میں پیش ہونگی۔

(۴) اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہیں تو اس کو ہمارے بکڈپو میں فروخت کرنے کی غرض سے بھیجدیجئے۔ ہر سال ۵۰ دسمبر کے آخر میں بعد وضع ۲۰ فی روپیہ کمیشن آپ کا کل مطالبہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیا جائے گا۔

(۵) اگر آپ کے یہاں پرانی اچھی تفسیر، تاریخ، علم کلام، علم حدیث وغیرہ کی موجود ہوں اور آپ ان کو فروخت کرنا چاہتے ہوں تو ہمارے یہاں ان کو بھیجدیجئے ہم پرانی کتابوں کی فہرست میں ان کو داخل کرکے فروخت کرائیں گے کمیشن کتابوں کی حالت معلوم ہونے پر طے ہوسکتا ہے۔

منیجر

بکسیلروں کیساتھ رعایت

نوٹ ۔ حسب ذیل کمیشن صرف ان ہی کتابوں پر دیا جائیگا جو شمیم بکڈپو کی مطبوعہ اور ملکیت ہونگی ۔

شرح کمیشن ۱۔ پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک .... ۲۵ فیصدی
۲۔ پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک .... ۳۵ فیصدی

نوٹ ۔ پانچ روپیہ ایڈوانس آنے پر پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کی کتابوں کے آرڈر کی تعمیل کیجائیگی ۔
پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کی تعمیل کے لئے مبلغ دس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے
خرچہ پیکنگ بذمہ دفتر ہوگا ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ۔
ممالک غیر سے پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کے آرڈر کے لئے مبلغ دس روپیہ اسی طرح پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کے لئے بیس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے ۔ کسٹم بذمہ خریدار ۔

نور میں اشتہار دیکر فائدہ حاصل کیجیے

نور میں اشتہار دینا یقیناً آپ کی تجارت کیلئے بڑے فروغ کا باعث ہے کیونکہ یہ رسالہ تمام ہندوستان اور دیگر ممالک میں مقتدر اور قدرداںان علوم وفنوں کی نظر سے گذرتا ہے ۔ ہم آپ کا اشتہار کسی ایسے مناسب موقع پر سیٹ کریں گے کہ ہر شخص کی نظر کا اس پر پڑنا ضروری ہوگا ۔ اشتہارات کی اجرت ہم نے اپنے تمام معاصر رسالوں کی نسبت کم رکھی ہے یہ بھی ملحوظ رہے کہ نور کا مسطر ۳۲ سطر کا ہے اس بنا پر ایک صفحہ میں آپ کا بڑے سے بڑا اشتہار آسکتا ہے ۔ ایک بار نور میں اشتہار دیکر ضرور آزمائش کیجئے ۔ ہم کو قوی امید ہے کہ پھر آپ کا اشتہار ہمارے رسالہ میں مستقل طور سے رہے گا ۔ نرخنامہ اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے ۔

راقم منیجر نور مراد آباد

نرخنامہ اشتہارات

ایکسال یا بارہ مرتبہ	فی صفحہ	للعہ	نصف صفحہ	عـہ	نصف کالم	عـہ	¼ کالم	معہ
چھ ماہ یا چھ مرتبہ	فی صفحہ	عـہ	نصف صفحہ	عـہ	نصف کالم	معہ	¼ کالم	للعہ
تین ماہ یا تین مرتبہ	فی صفحہ	عـہ	نصف صفحہ	سے	نصف کالم	للعہ	¼ کالم	[illegible]
ایک ماہ ایک مرتبہ	فی صفحہ	سے	نصف صفحہ	للعہ	نصف کالم	[illegible]	¼ کالم	عہ

سید انور حسن پبلشر نے نور پریس مراد آباد میں چھپوا کر شمیم بکڈپو مراد آباد سے شائع کیا

ماہوار رسالہ
شیعوں کا مذہبی اخلاقی تاریخی ادبی ماہوار مجلہ
قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین
اللہ کے پاس سے تمہارے پاس نور آیا ہے اور کتاب مبین
رجسٹرڈ نمبر ا ے ۵
کتاب اللہ
محمد
علی
فاطمہ
نور
حسن
حسین
ایڈیٹر مولوی سید انور حسن صاحب انور نقوی. کامل منشی فاضل
زیر سرپرستی جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ
شمیم بک ڈپو مراد آباد

نور کے اغراض و مقاصد

(۱) نور کا اجرا اس غرض سے کیا گیا ہے کہ مذہبی و اخلاقی و ادبی و تاریخی و معاشرتی مضامین کو نہایت سلیس اور سادہ اردو میں دلچسپ عنوان کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ گم کردہ راہ راہ راست پر آئیں اور بے خبر لوگ گھر کی باتوں سے اطلاع پائیں۔

(۲) شیعہ پبلک کے سامنے شمیم بکڈپو مراد آباد کی بیش بہا اور گراں القدر خدمات کو پیش کرے۔

(۳) قوم میں عملی جوش پیدا کرنے کیلئے ہمت افزا مضامین پیش کرے اور قوم کی تنظیم کا پر زور پروپگنڈا کرے۔

(۴) مذہب کی حمایت میں ان اعتراضات کا جواب دینا اپنا فرض سمجھے جو دشمنان دین و مذہب کی طرف سے کئے جائیں۔

(۵) اصلاح رسوم و معاشرت میں پوری قوت کیساتھ کوشاں ہو۔

(۶) قومی حالات و واقعات کو روشنی میں لاتا رہے۔

قواعد و ضوابط

(۱) نور ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو دفتر شمیم بکڈپو مراد آباد سے شائع ہوا کریگا

(۲) نور کو سیاسی معاملات سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔

(۳) نور میں صرف وہی مضامین شائع کئے جائینگے جو بلحاظ زبان و بیان نہایت سادہ سلیس اور دلچسپ ہونگے۔

(۴) سرپرست رسالہ نور جناب ادیب اعظم مدظلہ کو اختیار ہوگا کہ باہر سے آنے والے مضامین میں حسب موقع و مصلحت ترمیم و تنسیخ کر سکیں۔

(۵) کوئی مضمون ادیب اعظم مدظلہ کے بغیر مشورہ حاصل ہوئے شائع نہ کیا جاویگا۔

(۶) کسی مسودہ کو دفتر نور سے واپس نہ کیا جائیگا خواہ وہ رسالہ میں طبع ہوچکا ہو یا نہ ہوسکا ہو لہذا نامہ نگار صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنا مضمون نور میں بھیجتے وقت اس کی نقل اپنے پاس رکھیں جس مضمون کا اندراج نہ کیا جائیگا اسکی واپسی محصول ڈاک آنے پر ہوسکے گی۔

(۷) نور کا چندہ عام پبلک سے ۱۲/ روساء سے ۵/ سال اور والیان ملک سے غیر محدود ہوگا۔

(۸) جن حضرات کو رسالہ نور کی خریداری منظور نہ ہو وہ مہربانی فرماکر پہلے ہی پرچہ پر انکاری خط تحریر فرمادیں تاکہ دوسرا پرچہ ان کی خدمت میں نہ بھیجا جائے۔ دو پرچے وصول کرکے خاموش رہنے والے حضرات کے نام تیسرے مہینہ وی پی روانہ کیا جائے گا جس کا وصول کرنا ان کا ایمانی و اخلاقی فریضہ ہوگا۔ وی پی واپس کردینے میں خواہ مخواہ ایک قومی ادارہ کو نقصان پہونچتا ہے۔

(۹) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ۱/ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل جواب کی شکایت معاف۔

(۱۰) جن حضرات کے پاس رسالہ نہ پہونچے ان کو چاہیئے کہ ایک ہفتہ کے اندر دفتر کو مطلع کردیں۔

راقم مدیر مسئول

ماہ رمضان المبارک

از مدیر نور

کس کی زبان میں طاقت کہ اِس مقدس مہینہ کی تعریف کرسکے جو اللہ کا مہینہ ہو اور جسکی ایک شب قدر ہزار ہا راتوں کی برابر ہے کیا کہنا اس مبارک مہینہ کا جسکو قرآن کے نازل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ مبارک مہینہ جسمیں بندہ روزہ دار کا ہر سانس عبادت ہر قدم عبادت اور ہر حرکت وسکون عبادت ہے۔

اگرچہ عبادت شاق ہے مگر بیشمار جسمانی اور روحانی فوائد پر مشتمل ہے۔ روزے اور بھی ماہ یا سال اللہ والے رکھتے ہیں مگر یہ شان اور جوش کہاں ادھر ماہ صیام کا چاند نمودار ہوا ادھر تمام اسلامی دنیا میں دن کا کھانا بند۔ اس عام اثر سے خدائے وحدہ لاشریک لہ کے عظمت وجلال کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے اگر کسی وجہ سے ان ایام میں کوئی روزہ نہیں بھی رکھتا تو روزہ داروں کے سامنے چھپا چھپا سا رہتا ہے اس کا ضمیر خود اسے ملامت کرتا ہے۔ جس طرح بہار کے زمانہ میں باغوں میں خود بخود دلکشی ونظرفریبی کا سامان پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں عبادت کی بہار آجاتی ہے مسجدوں کی رونق دوگنی ہو جاتی ہے ہر گھر میں کلام پاک کی تلاوت ہونے لگتی ہے اوراد وادعیہ کی پڑھائی شروع ہوجاتی ہے مناقب ومناجات پڑھنے والوں کی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں گنہگار بندے بھوک پیاس میں جب اپنے خالق بے نیاز کو گڑگڑا کر پکارتے ہیں۔ توبہ واستغفار کرتے ہیں تو رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے۔ سحاب مغفرت گنہگار بندوں پر جھوم جھوم کر برسنے لگتا ہے۔

اس مقدس مہینہ کی راتوں کا کیا کہنا اکثر لوگ رات بھر جاگ کر اپنے معبود کی عبادت کرتے ہیں نصف شب کے بعد سے سحری کھانے والے بیدار ہونے شروع ہو جاتے ہیں بہت سے خدا کے بندے سوتے ہوئے لوگوں کو جگانے کی خدمت اپنے ذمہ لیتے ہیں جاڑا ہو یا گرمی یا برسات وہ ایک ایک دروازہ پر جاکر پکارتے ہیں کوشش کرکے جگاتے ہیں تاکہ کوئی اس سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔ شام کو جب افطار کا وقت آتا ہے تو اس کا سماں ہی کچھ اور ہوتا ہے مسجدوں اور مکانوں میں سرشام لوگ جمع ہونے لگتے ہیں افطاریوں کے خوان چنے جاتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی کے کوزے رکھے جاتے ہیں گرمی میں شربت اور جاڑے میں چائے کا خاص طور سے اہتمام ہوتا ہے۔ ہر شخص مسجد سے اذان کی آواز سننے کا مشتاق بنا بیٹھا ہے ادھر آواز آئی ادھر روزہ کھلنے لگا۔ سبحان اللہ کیا دن ہے اور کیا رات۔ کیا سحر ہے اور کیا شام۔ مبارک ہیں وہ بندے جو اس عبادت میں پرخلوص دل سے حصہ لیتے ہیں۔

روزہ جیسی مفید عبادت ہے افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اس سے اسقدر زیادہ فائدہ پہنچتا نہیں۔ پہلے ہم کو یہ سمجھنا ہے کہ روزہ میں کیا خاص فوائد مضمر ہیں۔

(۱) جسم انسانی کا تنقیہ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان جو بالطبع کھانے پینے کا حریص ہے گیارہ مہینہ تک اناپ شناپ بغیر مناسب اور غیر مناسب غذا کا لحاظ کئے برابر کھاتے پیتے چلا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رطوبات فاسدہ اس کے جسم میں پیدا ہوکر مختلف قسم کے امراض پیدا کر دیتی ہیں۔ لہٰذا خداوند عالم نے انسان کی بہتری کیلئے تیس دن کے روزے فرض کر دیئے اور سختی سے اِس حکم کی پابندی کا حکم دیا راز اس کے اندر یہ ہے کہ تیس دن کی بھوک اور پیاس سے جو گرمی بدن کے اندر پیدا ہوگی وہ ان تمام رطوبات کو جلا دیگی جو گیارہ مہینہ کے اندر پیدا ہوگئی ہیں اور اس طرح بہت سے امراض کا شکار ہونے سے محفوظ رہے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ قدرت کی یہ غرض ہم اپنی حرص کی وجہ سے پوری نہیں ہونے دیتے اور رات بھر میں اتنی غذا معدہ کے اندر پہنچا دیتے ہیں جو اس غریب سے پورے دن میں بھی جلاکر بھی ہضم نہیں ہوسکتی بظاہر تو کھانا ایک وقت کا ترک کیا جاتا ہے لیکن کھالیا جاتا ہے اتنا اناپ شناپ کہ خدا کی پناہ۔ ہم کو ہر

شب یہ فکر رہتی ہے کہ کسی طرح رات کو بالخصوص سحری کے وقت اتنا کھالیں کہ دن بھر بھوک لگے ہی نہیں چنانچہ اس بھوک کے خوف میں بہت سے لوگ اتنا زیادہ کھا جاتے ہیں کہ نصف روز تک ان کو کھٹی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ فرمائیے ایسی صورت میں روزے کی غرض کیونکر پوری ہو سکتی ہے اور رطوبات فاسدہ کیونکر جل سکتی ہیں جلنا کیسا اس طرح تو ان میں اور زیادتی کی امید کیجا سکتی ہے۔ سحری کھانے کا حکم ہے تاکید ہے۔ ثواب ہے۔ مگر اس سے یہ مقصد نہیں کہ اسکو صحت کو بگاڑنے کا مقدمہ بنالیا جائے چونکہ اسلام نے ہر عبادت میں سہولت کو مدنظر رکھا ہے اس لئے سحری کا حکم دیا ہے تاکہ اول شب سو جانے والے اگر پیاسے ہوں تو پانی پی لیں اگر زیادہ بھوکے ہوں تو کچھ کھالیں تاکہ روزہ میں ناقابل برداشت تکلیف ان کو محسوس ہو دوسرے افطار کے وقت ہماری غذائیں کوئی اعتدالی شان باقی نہیں رہتی۔ ثقیل سے ثقیل غذائیں ہم ذرا سی لذت کے خیال سے اپنے خالی معدہ میں بھرتے چلے جاتے ہیں جس سے بجائے فائدہ کے نقصان بہت زیادہ پہنچ جاتا ہے۔ بے ترتیبی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ثقیل کے بعد خفیف اور خفیف کے بعد ثقیل۔ حار کے بعد بارد اور بارد کے بعد حار بے تامل کھا لیتے ہیں تو انہیں حفظان صحت کا اس موقع پر قطعاً خیال ہی ترک کر دیا جاتا ہے۔ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ خلوئے معدہ میں ٹھنڈا پانی کس قدر مضر ہوتا ہے لیکن روزہ دار اس کا کہاں خیال رکھتے ہیں وہ ذرا سے دانے منہ میں ڈالکر گلاس پر گلاس چڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ غرض تھی روزہ کی بقائے صحت یہاں یہ کوشش ہے کہ جلد سے جلد بیمار پڑ جائیں۔

(۲) دوسری غرض روزے کی یہ ہے کہ ہم دن کا کھانا ان غریبوں اور محتاجوں کو دیں جو گیارہ مہینہ انتہائی تنگدستی اور فقر و فاقہ میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں تاکہ اللہ کے ایک مہینہ میں تو بیچارے بھی اطمینان سے روزی کھالیں اگرچہ اس کا وجوب نہیں لیکن یہ غرض مضمر ضرور ہے۔ جب دو وقت میں ہمارا کھانا قدرت نے ایک وقت کر دیا تو ایک وقت کا جو بچتا ہے وہ ہم کو مسکینوں اور محتاجوں کے صرف میں لانا چاہیئے لیکن کون ایسا کرتا ہے بہت کم لوگ ایسے ہیں جنکو اس موقع پر محتاجوں اور فاقہ کشوں کا خیال ستاتا ہے اور وہ اپنا دن کا کھانا یا اس کی قیمت محتاجوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ بخدا اگر اسلامی دنیا اس پر عامل ہو جاتے تو کوئی مسلمان غریب، اپاہج اور فاقہ کش ایسا نہ رہے جو اس ماہ مبارک کے صدقات سے اپنی گیارہ مہینہ کی روزی کا سامان فراہم نہ کرلے۔

(۳) تیسری خاص غرض یہ ہے کہ امرا و رؤسا کو روزہ رکھنے کے بعد یہ اندازہ ہو جائے کہ غریب بیچارے بھوک میں کیا مصیبت جھیلتے ہیں لیکن دنیا میں کتنے اہل ثروت اور صاحبان اقتدار ہیں جو اس درد کا صحیح معنی میں احساس کرتے ہیں۔ اگر یہ احساس ہو جایا کرتا تو پھر امرا فاقہ کشوں پر ضرور مہربان ہوتے اور اسلام کی اس تعلیم کا صحیح مقصد پورا ہو جاتا کہ امرا کی دولت میں غربا کا بھی حصہ ہے۔ بخدا اگر مسلمان روزہ کو روزہ کی حیثیت سے رکھیں تو اس سے اسلام کے بہت سے اہم مقاصد پورے ہو سکتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ تو اس خوف سے روزہ رکھتے ہیں کہ سوسائٹی میں ان پر انگشت نمائی ہوگی۔ بہت سے اس لالچ میں رکھتے ہیں کہ روزہ رکھنے کی حالت میں اچھے اچھے کھانے کھانے کو ملیں گے۔ بہت سے ریاکار اس غرض سے رکھ لیتے ہیں کہ اپنی خدا پرستی اور تقدس سے دھوکا دیکر کسی بھولے بھالے خدا کے نیک بندے سے اپنا کوئی مطلب حاصل کرلیں۔ یہ تمام صورتیں داخل عبادت نہیں اور نہ ایسے روزہ کی سرکار الٰہی میں کوئی قدر یہ تو کھوٹے سکّے اور جھوٹے موتی ہیں۔ دین بھر ملکوکا پیا سارہنا بالکل بیکار ہو جاتا ہے اور عاملۃ ناصبۃ تصلیٰ ناراً حامیہ (بہت سے سخت سے سخت عمل کرنے والے جہنم کی آگ تاپتے ہونگے) کے مصداق بنتے ہیں۔ ہر عبادت کے قبول ہونے میں خلوص سب سے پہلی شرط ہے خدا ہر مسلمان کو یہ توفیق دے کہ وہ وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے بچکر اپنے معبود حقیقی کی ہر عبادت بجالائے۔

قابل تقلید مثال ۔ شیعہ جامع مسجد کراری میں ساٹھ سال سے نہایت ماہ صیام پیشنماز صاحب تشریف لاتے ہیں جناب سید الفت حسین صاحب کراروی سب سے پہلے اپنا چندہ داخل فرماتے تھے اب ان کے صاحبزادے جناب السید رفیق حسین صاحب بھی امور خیر میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں چنانچہ موصوف نے اپنا چندہ صیام ۲۹ رجب کو مبلغ پانچ روپیہ بمبئی سے روانہ فرمایا ہے۔ ع بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے

معاد جسمانی اور ہمارا عقیدہ

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ نور ماہ اگست و ستمبر [illegible] گذشتہ)

(از جناب سید مظاہر الحسن صاحب مختار کلکٹری مراد آباد)

دو ماہ سے رسالہ نور میں معاد جسمانی کے متعلق ایک دلچسپ بحث چھڑی ہوئی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ جنت میں کونسا جسم جائیگا؟ آیا یہی جسم مادی بجنسہ یا وجود نورانی و عقلی۔ اڈیٹر نور کے مضمون سے جو خیالات اخذ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) قیامت میں یہی جسم مادی اٹھایا جائے گا۔ اسی میں دوبارہ روح ڈالی جائے گی۔ اسی جسم مادی سے مع نفس و روح حساب و کتاب ہوگا۔

(۲) جنت میں جانے والا وجود عقلی و نورانی ہوگا نہ کہ بجنسہ یہ وجود مادی و ارضی۔

(۳) جنت میں عقل محض نہوگی بلکہ وجود عقلی ہوگا۔ وجود عقلی کی صورت بعینہ ایسی ہی ہوگی جیسی اس وجود مادی کی ہے البتہ کیفیات و خصائص جداگانہ ہونگے۔

(۴) وجود مادی کی کثافت فنا کردی جائیگی اور وہ بصورت جسم لطیف داخل جنت ہوگا۔

(۵) چونکہ جنتی جسم کے خصوصیات و کیفیات بسبب انتہائی لطیف ہونے کے اس جسم مادی سے جداگانہ ہونگے لہذا اس کا نام وجود مادی ارضی نہ رکھنا چاہیے بلکہ اسکو وجود عقلی نورانی کہنا چاہیے۔

مذکورہ بالا پانچ پوائنٹس میں پہلا پوائنٹ تو بحث سے خارج ہے کیونکہ اڈیٹر نور کا وہی عقیدہ ہے جو سب کا متفقہ ہے البتہ بقیہ آخر کے چار پوائنٹ رہتے ہیں انہی کے متعلق ہم بھی کچھ تھوڑا سا لکھنا چاہتے ہیں۔

کراری کے ایک مولوی صاحب نے اپنے مضمون مطبوعہ نور ماہ ستمبر [illegible] میں جناب سرکار علامہ شیخ عبد العلی صاحب ہروی اعلی اللہ مقامہ کو "جرأت طراز" کا خطاب ناصواب عطا فرمایا ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ کراروی صاحب نے علامہ موصوف کی گرانقدر شخصیت کی سخت توہین کی ہے۔ افسوس ہے کہ انھوں نے اس عالم متبحر کی علمی حیثیت کو سمجھا ہی نہیں۔ یہ وہ بزرگ ہستی ہے جس نے اہل ہند کو نبوت و امامت کی بہترین عنوان سے معرفت کرائی۔ نبی امی کے معنی سمجھائے۔ یہی وہ ذات ہے جس کے فیوض کے چشمے برسوں ہندوستان کی سرزمین پر بہے جس نے بیشمار اسرار قرآن و احادیث کے چہروں سے پردہ اٹھایا۔ مواعظ حسنہ جیسی عدیم المثال کتاب لکھکر تحقیقات عجیبہ کا دریا بہایا۔ تفضیلیہ عقائد کے شیعوں کو صحیح معنی میں امامت کی تعریف سمجھا کر حقیقی شیعیت کے دائرہ میں داخل کیا۔ افسوس ایسی مقدس ہستی کو "جرأت طراز" کہا جاتا ہے اور نہایت حقارت آمیز طریقہ سے ان کی تحقیق کو ٹھکرایا جاتا ہے۔

مجھے اڈیٹر نور کی تحقیق سے ایک بڑی حد تک اتفاق ہے۔ کراروی صاحب نے اڈیٹر نور کے مضمون کو غور سے پڑھا ہی نہیں۔ جناب سرکار سید العلماء کے فتوے سے بھی یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ "اس جسم کے خصوصیات و کیفیات وہاں اس عالم کے مطابق ہونگے اس کی کیفیات کو بالکل اس دنیا کی مثل سمجھنا درست نہیں" اڈیٹر نور کا خیال بھی یہی ہے کہ جنت میں جو وجود یا جسم ہوگا وہ ان خصوصیات و کیفیات کا حامل نہوگا جو اس وجود مادی ارضی میں پائے جاتے ہیں۔ پس میرے خیال میں ان دونوں خیالوں میں صرف اتنا فرق باقی رہتا ہے کہ ایک گروہ اس کا نام وجود مادی رکھتا ہے اور دوسرا وجود عقلی و نورانی حقیقت شے ایک ہے نام البتہ دو ہیں چونکہ اصطلاح میں کوئی مناقشہ نہیں لہذا میرے خیال میں یہ امر زیادہ قابل بحث نہیں۔ اگر اڈیٹر نور کا یہ خیال ہوتا کہ محض عقل جنت میں جائے گی تو البتہ اختلاف کی بہت بڑی خلیج اول و آخر خیال کے درمیان حائل ہو جاتی لیکن جب اڈیٹر کا عقیدہ یہ ہے کہ جنت میں ایک جسم ہوگا جو کیفیات و خصوصیات میں اس وجود مادی سے مختلف ہوگا۔ یہ کثیف ہے وہ لطیف ہوگا۔ یہ تاریک ہے وہ نورانی ہوگا تو پھر اس پر بحث کو طول دینا عبث ہے۔

اب قابل غور یہ امر باقی رہتا ہے کہ آیا قیامت میں زندہ کرنے کے بعد یہ وجود مادّی بجنسہ داخل جنت کر دیا جائے گا اور وہاں جاکر اس کی خصوصیات بدلیں گی یا جنت میں جانے سے قبل اس کی کثافت کو فنا کرکے باجزائے لطیف و نورانی اس کو داخل جنت کریں گے۔

مولانا کراروی صاحب کا یہ خیال ہے کہ جو جسم اس دنیا میں ہے اسی کو جنت کے تخت پر بٹھا دیا جائے گا اور کوئی تغیر و تبدّل اس میں نہ ہوگا یہ خیال قطعاً غلط ہے اور کوئی ذی عقل اس کی تائید نہیں کر سکتا۔

احادیث آئمہ سے واضح ہے کہ جنت میں جانے والا وہ جسم ہوگا جس سے طینت کافر جدا کر لی گئی ہوگی اور دوزخ میں وہ وجود جائے گا جس سے طینت مومن جدا کر لی گئی ہوگی اس کے متعلق مولوی مقبول احمد صاحب مرحوم نے اپنے ترجمہ قرآن کے ضمیمہ کے صفحہ ۱۶۷ پر بحوالہ کتاب وافی ابو اسحاق لیثی سے ایک طولانی حدیث امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے جس کے ایک حصہ پر ہم اپنے ناظرین کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔

ابراہیم راوی بیان کرتے ہیں میں نے امام علیہ السلام سے ایک روز یہ پوچھا کہ بہت سے شیعہ ایسے ہیں کہ سخت سے سخت گناہ کرتے ہیں وہ جنت میں کیسے جائیں گے اور بہت سے کافر ایسے ہیں کہ اچھے سے اچھے کام کرتے ہیں وہ دوزخ میں کیسے جائیں گے حضرت نے جواب میں فرمایا مومن میں باعث گناہ طینت کافر ہے اور کافر میں باعث عمل نیک طینت مومن ہے خدا نے روز اوّل ان دونوں کو ملا کر اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے قیامت میں یہ طینتیں ایک دوسرے سے جدا کر لی جائیں گی حضرت فرماتے ہیں۔

۔ اے ابراہیم جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں ملکوں ملکوں میں ظاہر ہو جاتی ہیں تو آیا وہ اس کے جسم کرہ سے علیحدہ ہوتی ہیں یا اس سے متصل۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس کی شعاعیں دنیا میں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں مگر وہ جب غائب ہوتا ہے تو شعاعیں بھی لوٹ جاتی ہیں اور اسی طرف رجوع کرتی ہیں کیا ایسا نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ ضرور ایسا ہوتا ہے فرمایا بس تو اسی طرح ہر ہر چیز اپنی اپنی اصل اور جوہر و عنصر کی طرف عود کرے گی جب قیامت کا دن ہوگا خدائے تعالیٰ اس ناصبی (دشمن) سے مومن کی اصل۔ اس کا مزاج۔ اس کی طینت اس کا جوہر اور عنصر مع کل اعمال صالحہ کے لیکر مومن کے حوالہ فرما دیگا۔ اسی طرح اس مومن سے ناصبی کی اصل۔ اس کا مزاج اس کی طینت اور اس کا عنصر مع کل اعمال بد کے لیکر ناصبی کے حوالہ کر دیگا الخ۔

اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ مومن کا جسم صفائی کے بعد جنت میں جائے گا اور صفائی بھی پوری صفائی ہوگی یعنی طینت اور عنصر (مادہ) بھی بدلا جائے گا اور عادات و مزاج بھی اب قابل غور یہ بات ہے کہ اس صفائی کے بعد اس کا نام ہم جسم مادّی رکھیں یا وجود عقلی و نورانی جو کثیف مادہ سے خارج ہو چکا ہے۔ دوسری بات قابل تشریح یہ ہے کہ یہ تبادلہ حساب و کتاب و شہادت اعضاء و جوارح کے بعد ہوگا یا قبر ہی سے ہر شخص جھاڑ پھٹک کر اور چھن چھنا کر نکلے گا۔ اگر قبر ہی سے ایسا نکلے گا تو پھر اس جسم مادّی کی گواہی ممکن نہ رہے گی کیونکہ جسم کے تمام اجزا موجود نہ ہونگے لہذا عقلاً یہی صورت درست ہے کہ بعد حساب و کتاب ہی یہ کثیف مادہ فنا ہو یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ باہم تبادلہ ہو اب ہم اسکو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تبادلہ کب ہوگا۔

سورہ مومن رکوع ۱ میں ہے قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی دوزخی کہیں گے خداوندا تو نے ہمیں دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ جلایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو موتیں ہیں اور دو زندگیاں۔ اب سوال یہ ہے کہ دو موتیں کون کونسی ہیں ظاہر ہے کہ ایک موت تو یہی ہے جو اس دنیا میں ہوتی ہے اور ایک زندگی وہ ہے جو دنیا میں تھی دوسری وہ ہے جو قیامت میں قبروں سے اٹھائے جانے کی حالت میں ہوگی اسی زندگی کے تحت میں ہمارا جسم خاکی نفس و روح کے ساتھ عرصہ محشر میں آئے گا اور اس جسم مادی میں حساب و کتاب کے وقت تک رہنا ہے۔ اب دوسری موت فرمایئے کونسی ہوگی لامحالہ ماننا پڑیگا کہ یہ وہی موت ہے جس کے بعد طینت وغیرہ کا تبادلہ ہوگا اس مضمون کی ایک آیت اور بھی ہے

ہے۔ کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۔ اس میں بھی دو ہی موتوں اور دو ہی زندگیوں کا ذکر ہے۔ لیکن اس کے بعد ثم الیہ ترجعون بھی ہے جو اشارہ ہے اس تبادلہ طینت کے بعد بوجود عقلی جوار رحمت الہی میں جانے کا جس سے مراد جنت ہے ثم الیہ ترجعون سے پہلے پہلے وجود مادی کی حیات و ممات ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد جزا و سزا کا نمبر ہے جو ثم الیہ ترجعون سے ظاہر ہوتی ہے ۔

آیئے اس کے ساتھ دوسری صورتیں بھی فرض کر کے دیکھ لیں ۔

(۱) اگر موخر الذکر آیت میں امواتاً سے مراد ہو انسان کا عدم اور فاحیاکم سے مراد ہو دنیا کی زندگی ثم یمیتکم سے مراد ہو دنیوی موت اور ثم یحییکم سے مراد ہو قیامت کی زندگی تو اس کے بعد فنا نہیں۔ لیکن اس صورت میں پہلی آیت کا دوسری آیت سے تطابق نہیں ہوتا کیونکہ پہلی آیت میں ہے تو نے ہمیں دوبارا مارا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے بعد موت واقع ہوئی ہے اور اس طرح تین موتیں ہوئی جاتی ہیں ایک زندگانی دنیا سے پہلی موت ایک دنیوی زندگی کے بعد موت ۔ ایک تبادل طینت کے لئے موت ۔ امتّنا کا لفظ بتاتا ہے کہ مارا ہے یعنی پہلے ہم زندہ تھے پھر تو نے مارا۔ عدم کو موت کہنے میں پہلی زندگی کہاں جس کے بعد موت ہوئی۔ چونکہ اس صورت میں دونوں آیتوں کے درمیان تطابق نہیں لہذا ماننا پڑیگا کہ پہلی موت یہی دنیوی موت ہے اور دوسری وہی موت ہے جس میں تبادلہ طینت ہوگا ۔

(۲) ہم فرض کرتے ہیں کہ دوسری موت قبل حساب وکتاب ہوگی اس صورت میں بھی تین ہی موتیں لازم آتی ہیں ایک معمولی موت دوسری قبل حساب تیسری تبادلہ طینت کے لئے۔ چونکہ یہ صورت بھی پہلی آیت کے مضمون کے مخالف جا رہی ہے لہذا یہ بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی ۔

اڈیٹر نور سلمہٗ کا مطلب وجود عقلی سے یہی تھا کہ طینت چھن کر صاف ہو کر لطیف بنکر جنت میں جائیگی اجزاے اصلیہ وہی رہیں گے صورت وہی رہے گی جسم کے اثرات و کیفیات و خصوصیات بدل جائیں گے ۔ اور اس کا نام وجود عقلی ہے نہ کہ وجود مادی۔ انھوں نے بالکل ٹھیک مثال دی ہے کہ شراب اسی وقت تک شراب ہے جب تک اس میں خواص شراب پائے جائیں۔ سرکہ ہو جانے کے بعد وہ شراب نہیں کہلاتی اگرچہ سرکہ کی صورت شراب ہی کی سی ہو۔ وہ بہتا ہے۔ بو دیتا ہے رقیق ہے یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی اس میں نہ وہ اثر ہے نہ وہ کیفیت اسی وجہ سے نام بدل گیا۔ مولانا کراروی کی منطق میں وہ اب بھی شراب ہے اے سبحان اللہ کیا خوب عقلی فیصلہ ہے مولانا کراروی کو سخت دھوکا ہے کہ وہ عقل اور وجود عقلی روح اور وجود روحانی نور اور وجود نورانی کو ایک ہی سمجھ بیٹھے ہیں۔ عقل کے ہاتھ پاؤں اعضا و جوارح کہاں اڈیٹر نور کہتے ہیں کہ جنت میں جسم ہوگا چلے گا پھرے گا کھائے گا پیئے گا نعمات سے متلذذ ہوگا کراروی صاحب اس کو مانتے ہی نہیں وہ بقول اڈیٹر نور اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ اس مٹی کے گھروندے کو بجنسہ جنت میں جا کر رکھ دو

طینت کا تبادلہ مرنے کے بعد کس طرح ہوگا آیئے ہم اسکو قرآن سے سمجھا دیں۔ جناب ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کا یہ فرمانا رب ارنی کیف تحی الموتیٰ نہایت غور طلب سوال ہے اتنا جلیل القدر نبی جو خلیل کا لقب حاصل کر چکا ہو ایسا معمولی سوال نہیں کر سکتا کہ خدایا تو مجھے یہ دکھادے کہ مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے ۔ ایسا سوال تو عام لوگوں کے دماغ میں پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ ایک نبی کے دماغ میں۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم یہی دیکھنا چاہتے تھے کہ قیامت میں ایک طینت کو دوسری طینت سے کیونکر جدا کیا جائے گا۔ خدا نے حکم دیا کہ چار پرندے پکڑ کر ذبح کرو اور ان کا گوشت خوب کوٹکر ملا دو پھر اس گوشت کو پہاڑوں پر رکھ دو پھر ان کی چونچیں ہاتھ میں لیکر آواز دو وہ سب دوڑے چلے آئیں گے اور ایک کے اجزا دوسرے سے جدا ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ واقعہ اسی امر کا ثبوت ہے کہ سوال طینت ہی کے جدا کرنے سے متعلق تھا ورنہ اجزا کے باہم ملانے کی ضرورت ہی کیا تھی اگر صرف مردہ کے زندہ کرنے ہی کا سوال ہوتا تو اس کا جواب یہ ہوتا کہ اسے ابراہیم تم ایک پرندہ کو ذبح کر ڈالو ہم اسے زندہ کر دینگے ۔ اسی واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ تبادلہ طینت کے لئے موت ضروری ہے کیونکہ آیت میں رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ہے۔ اگر یوں ہی اجزا کا جدا کرا کر دکھنا

دیکھنا منظور ہوتا تو ہزاروں جنہیں ملا کر بھی یہ تماشہ دیکھا جاسکتا تھا پس تبادلہ طینت کے لئے موت ضروری ہوئی تو پھر اسکے بعد اجسام صاف ستھرے ہوکر جنت میں جائیں گے ۔ طینت مومن نورانی ہے اور طینت کافر کثیف ۔ جب یہ کثافت دور ہو گئی تو وجود نورانی باقی رہ گیا اب رہے جسم کے اجزائے زائدہ جو دنیا میں گھٹتے بڑھتے رہتے تھے وہ زائد تھے ہی بننے بگڑنے ہی رہتے تھے ان کے جنت میں لیجانے کی ضرورت کیا اجزائے اصلیہ سے وجود نورانی تیار ہوسکتا ہے اجزائے زائدہ سے نہ کوئی سوال نہ جواب نہ ان کی سزا نہ جزا ہم اسکو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں ۔

ایک شخص بہت موٹا تازہ ہے اس نے اس حالت میں شراب پی جوا کھیلا ۔ چوری کی غرضکہ بہت سے محرمات کا مرتکب ہوا اس کے بعد وہ بیمار ہوکر دبلا ہونا شروع ہوا اس کا تمام بدن گھل کر صرف پوست و استخواں رہ گئے کیا اس حالت میں اگر وہ مرجائے تو اس کے ان اجزائے بدن کو بھی مواخذہ کے لئے پکڑا جائے گا جو اس کے بدن سے برسوں پہلے زائل ہوچکے ہیں کیا ان تمام اجزائے زائدہ کو بھی محشر میں کھینچ بلایا جائیگا جو کسی وقت ارتکاب جرم کے موقع پر موجود تھے اگر وہ نہیں طلب ہوں گے اور جسم میں ان سب کے موجود ہونے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی کیا جرم میں ان کی طاقت شریک نہ تھی اسی طرح اگر نیک کام کئے تھے تو جزا کے وقت ان کو کھینچ بلایا جاتا ہے ۔ اس صورت کو کوئی ذی عقل پسند نہ کرے گا کیونکہ یہ سب اجزائے زائدہ ہیں کم و بیش ہوتے رہتے ہیں ۔ اصلی انسان کوئی اور ہی چیز ہے بس ان اجزائے زائدہ کو جو دائماً تغیر و تبدل کی صورت میں رہتے ہیں جنت میں پہنچانا خوش خیالی ہی خوش خیالی ہے ۔

کلام جناب نسیم نبیرہ فرزدق ہند حضرت شمیم امروہوی

مولوی سید قائم رضا صاحب نسیم امروہوی نبیرہ حضرت فرزدق ہند جناب شمیم صاحب امروہوی باوجود ایک جواں سال شاعر ہونے کے اپنے کلام میں وہ پختگی پیدا کر چکے ہیں جو کہنہ مشق شعرا کو بھی کم نصیب ہوتی ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا آفتاب کمال فلک شاعری پر چڑھتا چلا آرہا ہے اور نصف النہار کی منزل تک آنگا ہے ۔ آپ نے لکھنؤ میں آغا فرخ حسین صاحب لکھنوی کے یہاں مجلس میں جو مرثیہ امام حسین علیہ السلام کی سیرت اور اس عظیم الشان قربانی کی اہمیت کے متعلق پڑھا تھا اور جس شان سے اس میں تاریخی حقائق پر روشنی ڈالی تھی اس کے سننے والے بے اختیار بول اٹھے تھے کہ نسیم صاحب نے مرثیہ کا ایک نیا دور شروع کیا ہے ایک رنگ میر انیس مرحوم کا تھا دوسرا مرزا دبیر مرحوم کا اور تیسرا دور نسیم امروہوی کا ہے ۔ آپ کے مراثی ، سلاموں اور رباعیوں میں وہ حقائق بیان ہوتے ہیں جنکو غیر مذاہب کے لوگ بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔ آپ دلیری اور جوانمردی کے مضامین پر خاص طور سے زور دیتے ہیں جس سے خاص مقصد یہ ہے کہ حضرات آئمہ کی طرح ہماری قوم کے افراد میں جذبہ شجاعت پیدا ہو اور یہ ہماری عزیز ترین صنف شاعری (مرثیہ) موجودہ مذاق کے مطابق محبوب خلائق بن سکے ۔

ذیل میں جناب نسیم صاحب کی چند رباعیاں اور ایک سلام درج کیا جاتا ہے اس میں وہی رنگ جھلک رہا ہے جس کا تعارف ہم نے اپنے ناظرین کو کرایا ہے ۔ مدیر

ہستی کیلئے جاں سے گزرنا سیکھو
مٹ جاؤ بلا سے نام کرنا سیکھو
ہے مرگ شہید بھی حیات جاوید
جینا منظور ہے تو مرنا سیکھو

زینت کے لئے نہیں سنورنا اچھا
ایسے تو عمل سے کچھ نہ کرنا اچھا
بننا ہے تو قوم کو بناؤ اول
عزت سے جیو نہیں تو مرنا اچھا

طوفاں میں بہے تو جا بجا پہنچو گے
ساحل پہ اگر رہے تو کیا پہنچو گے
تنکے کی طرح بڑھو جو رفتہ رفتہ
بہتے بہتے کبھی تو جا پہنچو گے

لڑتا کیوں ہے ارے جھگڑتا کیوں ہے
بیچس بن بن کے تو بگڑتا کیوں ہے
زندہ ہو کر بنا ہوا ہے مردہ
مردہ جو نہیں تو پھر اکڑتا کیوں ہے

پوچھو نہ بشر سے نہ ملک سے پوچھو
گردش کا مقابلہ فلک سے پوچھو
گر کر باوصف ناتوانی اٹھنا
بیمار محبت کی پلک سے پوچھو

راحت پیچھے ہے غم اٹھاؤ پہلے
گر پاؤ گے غوطہ تو لگاؤ پہلے
ساحل پہ کھڑے کھڑے ملیگا کیا خاک
ابھرو گے تو جب کہ ڈوب جاؤ پہلے

سلام

سرمہ سیاں مردم کی آنکھوں میں سمانا چاہیئے
خاکساری بوترابی کو دکھانا چاہیئے

فائدہ تعمیم رحمت سے اٹھانا چاہیئے
صرف اک آنسو بہانے کا بہانا چاہیئے

کھو دیا گھر بار جب شہ نے تو سب کچھ پالیا
جس کو بگڑی ہو بنانا یوں بنانا چاہیئے

دے گئے درس جوانمردی یہ انصار حسین
منہ پہ آ جائے تو خنجر بھی چبانا چاہیئے

حیدری تو ہے تو اٹھ اور کلہ اژدر کو چیر
آبرو مل جائے گی جوہر دکھانا چاہیئے

شیوۂ حمام بہر صنف نازک ہے روا
مرد کو خنجر کے پانی سے نہانا چاہیئے

[illegible] کر حسین کا ہو تازہ ہو یاد کربلا
رشتۂ تسبیح میں ایسا بھی دانا چاہیئے

ہم بھی ہوتے کاش تیرے ساتھ اے زہرا کے لال
یہ اگر سچ ہے تو ثابت کر دکھانا چاہیئے

ہو رہے ہیں منتشر غفلت سے قرآں کے ورق
ایک منزل میں انھیں چن چن کے لانا چاہیئے

اے بشر ابنیت آدم کا یوں دعویٰ نہ کر
مثل آدم پہلے اک دنیا بسانا چاہیئے

ایک یہ جملہ تھا بس وجہ نظام فوج شاہ
غازیوں کو زخم کھا کر مسکرانا چاہیئے

ایک ہی گردوں کے خورشید و قمر ہیں پنجتن
ایک ہی منزل میں پانچوں کو بٹھانا چاہیئے

جب عدم ہستی کو لازم ہے تو ڈر کیسا نسیم
تان کر سینہ قدم آگے بڑھانا چاہیئے

اعلان

عالیجناب مولوی سید محمد صاحب رئیس مراد آباد نے تقریباً دو سو پرانی مذہبی کتابیں مختلف مصنفین کی اردو، فارسی، عربی زبانوں میں اور چند مجلدات قرآن مجید مختلف چھاپوں کے حضرت قبلہ ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں اس غرض سے پیش کی ہیں کہ حضرت قبلہ اپنی رائے سے کسی ایک یا چند شیعہ مدارس کی لائبریری کو بصورت وقف عطا فرما دیں لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ شیعہ لائبریریاں جو کسی مدرسہ یا انجمن سے متعلق ہوں اپنی لائبریری کے مفصل حالات لکھ کر مع دو عالمان دین کی تصدیق کے حضرت ادیب اعظم دامت برکاتہ کی خدمت میں جلد از جلد بھیج دیں۔ کتابوں کی روانگی کے جملہ مصارف منگانے والے کے ذمہ ہوں گے حضرت قبلہ جس لائبریری کو جتنی کتابیں چاہیں گے باختیار خود عطا فرما دیں گے۔ مدیر نور

معائنہ مدرسہ امامیہ کراری اور تقسیم انعامات۔ ۱۳ر اگست [illegible] کو جناب سید سبط حسن صاحب [illegible] نے مدرسہ امامیہ کے طلباء کا امتحان لیا اور بچوں کو انعامات تقسیم فرمائے۔ سید ناصر حسین نائب ناظم ادارہ عالیہ مشن کراری الہ آباد

زمانہ باتو نسازد تو بازمانہ بساز

از جناب سید شاکر حسین صاحب نقوی الامروہوی ثم جے پوری مولف محیط التواریخ

دور حاضرہ میں مسلمانوں کی حالت جسقدر زار و زبوں ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ علمبرداران توحید و فرزندان ملت بیضا ہر حیثیت سے علمی ہو یا عملی، تمدنی ہو یا اخلاقی، اقتصادی ہو یا سیاسی۔ تجارتی ہو یا صنعتی دنیا کی تمام قوموں سے پیچھے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جبکہ اسلام کا آفتاب اقبال جاہ و جلال کے نصف النہار پر تاباں اور درخشاں تھا اور اس کی نورانی کرنیں پوری جدت اور تیزی کے ساتھ دنیائے مسکوں کے ہر گوشہ پر ضیا پاشی کر رہی تھیں جسطرح اسلام کے قشون قاہرہ کی فتوحات ملکی کا سیلاب تمام سطح ارضی پر پھیل کر دیوار چین سے اندلس و مراکو تک اور دریائے جیحون سے وادی النیل تک متمدن ممالک کو اپنے آغوش میں لے چکا تھا اسی طرح نبی امی کے نام لیوا علوم و فنون کی تحصیل و اشاعت میں مشرقی و مغربی اقوام کے معلم اول ہونے کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ اسلام نے اس تہذیب جدید کی بنیاد ڈالی جسکی نظیر اس سے پہلے کی متمدن قومیں پیش نہ کر سکی تھیں مسلمانوں کی علمی جد و جہد اور تحقیق و تنقید نے یونان و روم کی فلسفیات کو از سر نو جامہ حیات ہی نہ پہنایا بلکہ اس میں نئے انکشافات و معلومات کے ایسے گل بوٹے لگائے کہ آج مغرب کی تمام ترقی یافتہ قومیں ان نئے علوم سے خوشہ چین ہونے کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ العالم متغیر فطرت کا اٹل قانون ہے۔

نہیں ہے اک رنگ پر زمانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے۔
یہی ہے دنیا کا کارخانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

زمانہ کی بوقلموں گردشیں کبھی ایک رنگ پر نہیں رہتیں۔ جب سے خالق کائنات نے عالم کون و فساد کو جامہ ہستی پہنایا اُس کے ساتھ ہی تعمیر و تخریب کا مستقل عمل بھی جاری کر دیا۔ جب تک دنیا آباد ہے یہی قانون قدرت جاری رہیگا اور واقعات کا تغیر و تبدل اپنا کام برابر کئے جائیگا قدرت کی انھیں نیرنگیوں کا ایک ادنی کرشمہ ہے کہ اگر آج ایک قوم کو عروج و اقتدار حاصل ہے تو کل اس کا زوال لازمی ہے۔ اگر کل کسی قوم کے افراد پستی و ذلت کے غار عمیق میں پڑے ہوئے تھے تو آج وہی ارتقا و اعتلا کے پایہ رفیع پر سر بلند نظر آ رہی ہیں افسوس ہے کہ اسلام بھی اس قانون کے اِس ہمہ گیر کلیہ اور ترقی و تنزل کے جزر و مد سے نہ بچ سکا۔ اسلام کا عروج چند صدیوں تک رہا لیکن اس کی پستی و انحطاط کی غم انگیز مدت نے بہت طول کھینچا یہ بھی کارکنان قضا و قدر کا عمل جاریہ ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال اور ہر زوال کے بعد عروج ہے۔ جسطرح دن کی روشنی کے بعد رات کی تاریکی لازمی ہے اسی طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی بھی لابدی ہے۔ ممکن اور بہت ممکن ہے کہ عروج کے افق سے اسلام کا آفتاب پھر چمکے اور دنیا کو اپنی تیز اور نورانی شعاعوں سے پھر منور کر دے۔

عام اسلامی حالت کی بحث کو چھوڑ کر میں بالتخصیص شیعہ قوم کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ایک وہ وقت تھا کہ حضرت خاتم النبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز تھے آپ کے کلمہ گو آپ کی اولاد کی کسقدر عزت و توقیر کرتے تھے اور حضور نے بھی اپنی آل کی محبت و تمسک کے لئے کسقدر تاکیدیں فرمائی تھیں لیکن جب آپ نے اس دار الفنا سے دار البقا کی طرف رحلت فرمائی تو کیا یہ امر باعث حیرت و تعجب نہیں کہ امتیوں کی نگاہ میں عترت رسول کی وہ عزت و حرمت باقی نہ رہی۔ ان سے سرد مہری برتی گئی اور رفتہ رفتہ ان کا بغض اور ان کی ایذا رسانی مسلمانوں کا جزو ایمان قرار پا گئی۔ اسلام کے وہ باجبروت بادشاہ جو رسول کی جانشینی کے مدعی تھے ائمہ معصومین

اور سادات کرام کے ایسے تشنہ خون ہوئے کہ اس شجرہ طیبہ کا استیصال و انہدام ہی ان کی سیاست ملکی اور اصول جہانداری کا زرین باب سمجھا جاتا رہا۔ تولائے اہلبیت کا اظہار ایک ایسا سنگین کشتنی اور گردن زدنی جرم تھا جس میں ناقابل معافی ہونے کی وجہ سے کسی مروت و رعایت کی گنجائش ہی نہ تھی۔ لفظ شیعہ کفر و الحاد کے ہم معنی تھا۔

لیکن نتیجہ کیا ہوا دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ عظمت و جلال والی طاقتیں نیست و نابود ہوگئیں جبار سلاطین کے تخت اوندھے ہوگئے ان کی سطوت و صولت مبدل بہ ذلت و خفارت ہوگئی مظلوم آل رسول کی روحیں تمام قلوب پر حکومتیں کر رہی ہیں اور ان کی قبریں شاہانہ کر و فر کے ساتھ زیارت گاہ خاص و عام ہیں اور ان کے نام لیوا طبقہ سے دنیا کا کوئی حصہ خالی نہیں۔ اوپر عرض کر چکا ہوں کہ آج مسلمانوں کی قوم شرق میں ہو یا غرب میں شمال میں ہو یا جنوب میں دوسری ترقی یافتہ قوموں کے مقابلہ میں ہر طرح پست و خوار اور ہدف مصائب و آلام ہے دشمنان اسلام کا چاروں طرف سے نرغہ ہے۔ قدم سے قلم سے درم سے خدنگ سے تفنگ سے۔ زور سے زر سے ان کے سیاسی اور مذہبی آثار کو مٹا ڈالنے کی سر بکف جد و جہد ہو رہی ہے تاہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پر ایمان لاتے ہوئے ہم کو مایوس نہ ہونا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ ایک وقت ضرور ایسا آنیوالا ہے کہ ایک مجدد و مصلح ملت بیضا ظہور فرما کر دنیا کو برکات اسلام سے پھر معمور فرمائے گا لیکن اس افسوسناک حالت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس دور جدید میں سب سے گئی گزری حالت شیعوں کی ہے دنیا کی دوسری قوموں کے تمدنی اور اخلاقی حالات و حیثیات کا موازنہ و مقابلہ کرتے ہوئے یہ خیال کس قدر جانگداز اور قابل ماتم ہے کہ باب العلوم کی اولاد نسبتاً اور سب سے زیادہ جاہل۔ مصلح اعظم کے نام لیوا اور سب سے زیادہ مبتلائے فتنہ و فساد۔ جس کے تواضع و انکسار۔ خلق و ایثار کی نظیر تاریخ میں نہیں اسی خلیق اعظم کی نسل سب سے زیادہ متکبر مغرور، خود غرض۔ مکارم اخلاق سے معرا۔ اشجع العرب و العجم کی ذریت اور پست ہمتی و بے حسی کی سب سے زیادہ شکار۔

ناظرین معاف فرمائیں اور اس تحریر سے تلخ اثر نہ لیں خاص ہستیاں ہر حالت میں مستثنیٰ ہیں اس میں کلام نہیں کہ ہمارے طبقہ میں بہترین علم و فضل والے۔ بہترین دل و دماغ والے بہترین اوصاف حسنہ والے بہترین سیاست داں مدبر، مفکر، مقنن مصنف، ادیب اور صناع موجود ہیں جن پر ہم کو فخر کرنے کا حق ہے لیکن رونا عام حالت کا ہے اور اس سے بھی زیادہ قابل ماتم یہ صورت ہے کہ وہ نئی نسلیں جن کی نگاہوں کو مغربی تعلیم کی نئی روشنی نے خیرہ اور دماغوں کو تہذیب جدید کی کورانہ تقلید نے مختل کر دیا ہے صراط مستقیم اور جادہ اعتدال سے ہٹ رہے ہیں اس میں شک نہیں کہ اب دنیا نئے اسٹیج پر نئے پارٹ ادا کر رہی ہے مذہبیات۔ سیاسیات، اخلاقیات۔ تمدنیات نئے قالب میں ڈھالے جا رہے ہیں تمام ادیان و ملل کے احکام سے علانیہ سرد مہری برتی جا رہی ہے اور وہ آہستہ آہستہ اپنے مرکز اصلی کی طرف رجعت قہقری کر رہے ہیں۔ لوگوں نے ترک مذہب اور تہذیب جدید کو معیار ترقی اور ذریعہ عروج خیال کر لیا ہے روحانیت کی جگہ مادیت کا بھوت دلوں اور دماغوں پر مسلط ہوتا جاتا ہے اس مادہ پرستی اور کورانہ تقلید نے نظام امن و سکون کو درہم برہم کر دیا ہے البتہ جنکو خدا نے دیدہ بینا اور گوش شنوا عطا کیا ہے وہ اعتدال کے جادہ مستقیم سے نہیں ہٹے۔ ہماری قوم کے نوجوان اگر ترقی کے بام رفیع پر پہنچنا چاہتے ہیں تو انھیں اعتدال اور اعتدال کے ساتھ جذبہ ترفع سے کام لینا چاہئے۔ ترقی یافتہ قوموں کے نقش قدم پر گامزن ہوں۔ علوم جدیدہ کی تحصیل کو نصب العین قرار دیں۔ اپنی سوشل زندگی کو ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچائیں۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر قوم کی ترقی اس کی جدید طرز معاشرت سے ہو سکتی ہے نہ کہ طرق پارینہ سے۔ زمانہ ہمیشہ سے جدت طلب اور تغیر پسند رہا ہے اور رہے گا تہذیب و شائستگی کی منزلیں نسل انسانی کو تدریج طے کرنی پڑی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کی ترقی اور تمدن نے پہلے کی ترقی اور تمدن سے مختلف صورت اختیار کی ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کے درباری ملک الشعراء لارڈ ٹنیسن کا قول ہے کہ دور قدیم چلا جاتا ہے اور دور جدید کے لئے جگہ خالی کر دیتا ہے۔ ازمنہ

قدیم کی تاریخ شاہد ہے کہ مصر اور بابل کا زمانہ ترقی ایک خاص رنگ لئے ہوئے تھا زمانہ آگے بڑھا دماغ زیادہ روشن ہوا یونانیوں کی تہذیب نے ترقی کئے نئے اصول اختیار کئے رومن امپائر کے عروج کے زمانہ میں اس کے اور نئے راستے کھلے اسلام نے جس تمدن اور تہذیب کی بنیاد ڈالی اس کا پایہ تمام اقوام ماضی کی ترقی سے اعلیٰ اور اکمل تھا اور اب فی زمانہ انسانی دماغ کی کد و کاوش جو محیر العقول کرشمہ زائیاں دکھا رہی ہے وہ سب کے سامنے ہیں۔
اگر نسل انسانی تہذیب و تمدن صرف اپنے سب سے پہلے اور قدیم اصول معاشرت کو لئے ہوئے پرانی لکیر کی فقیر بنی رہتی تو دنیا کی تمدنی حالت اپنے اصلی محور پر ہی گردش کرتی رہتی اور آگے کو قدم نہ بڑھاتی خلاصہ یہ کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا انسان کی دماغی طاقتیں نشو و نما پاتی گئیں تمدن کے ہر شعبہ میں تغیر و اصلاح نے نیا قالب اختیار کیا اب زمانہ کی ہوا دوسرے رخ پر ہے اور ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ع چلو اس طرف کو ہوا ہو جدھر کی
مشرق و مغرب ہم آغوش ہو رہے ہیں دنیا جلد جلد کروٹیں لے رہی ہے سوشل، مارل، پولیٹیکل وغیرہ کشمکش حیات کے ہر شعبہ میں حیرت انگیز انقلاب رونما ہے اہل عالم قدامت پرستی کا جوا اتار کر پھینک رہے ہیں ہر طرف اصلاح اصلاح کا نعرہ بلند ہے کرہ ارض کی تمام قومیں جدت طرازی اور حریت نوازی کے سیلاب عظیم میں تنکے کی طرح بہی چلی جا رہی ہیں اور کوئی بڑی سے بڑی طاقت اس طوفان کو نہیں روک سکتی۔ انقلاب کی بجلی کا کرنٹ اس قدر تیز ہو گیا ہے کہ ہر نیا دن اور ہر نئی رات اس اعجوبہ کاری کا ایک جدید نقشہ ہماری پیش نظر کر دیتا ہے اس لئے مجبور ہیں کہ ہم بھی اس مشہور رباعی کو اپنی زندگی کا فوٹو قرار دیں۔

تخشتی خیز و با زمانہ بساز — ورنہ خود را نشانہ ساختن است
زیرکان زمانہ می گویند — زیرکی با زمانہ ساختن است

ہم کو موجودہ زمانہ کی روش پر چلنا چاہئے مگر نہ آنکھیں بند کر کے۔ خیر الامور اوسطہا ہر معاملہ میں اعتدال کی ضرورت ہے آجکل مغربی اقوام کی ہر جا و بیجا تقلید کو معیار ترقی خیال کیا جاتا ہے لیکن فی نفس الامر ایسا نہیں اگر اعتدال کو مد نظر نہ رکھا جائے تو یہ اندھی تقلید بیشمار خرابیوں، بربادیوں اور بیحیائیوں کا منبع اور مخزن ہے بلکہ مقتضائے عقل یہ ہے کہ خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کیا جائے اور ترقی یافتہ قوموں کے وہ کیرکٹر اختیار کئے جائیں جو عقلاً و نقلاً مستحسن اور باعث ترقی ہوں اور ان رذائل و سیئات سے اجتناب کیا جائے جو موجب خذلان و حرمان ہیں اگر سچ پوچھئے تو حقیقت نفس الامری یہی ہے کہ ہماری ترقی کا راز اتباع سنت رسول اللہ اور تقلید سیرت آئمہ معصومین ہی میں مضمر ہے اگر ہم صمیم قلب سے دنیا کے اس سب سے بڑے مصلح اعظم اور معلم روحانی کی ہدایات اور اس کے برگزیدہ جانشینوں کے ارشادات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی دنیاوی ترقی میں کوشاں ہوں علوم جدیدہ حاصل کریں۔ تجارت صنعت و حرفت اور دوسرے شعبہ ہائے حیات کو اعلیٰ پیمانہ پر پہنچائیں ایثار نفس۔ عزت نفس۔ ضبط نفس۔ استقلال ہمت عزم محنت کسب حلال صدق مقال قومی ہمدردی اور پابندی احکام مذہبی کو اپنا مستقل شعار بنائیں تو ہم ترقی کیوں نہ کریں۔ بشرطیکہ عملاً پوری سرگرمی سے کاربند ہوں ہر ارادہ میں عمل۔ عمل میں سعی۔ سعی میں استقلال کی ضرورت ہے ورنہ صرف باتیں بنانے کے جلسہ میں دھواں دھار تقریریں کرنے اور فوری جوش میں کسی کام پر آمادہ ہو جانے سے نہ کچھ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

وفات حسرت آیات

جناب سید علی جان صاحب ایم ایس سی رئیس مراد آباد نے ۵ ستمبر کو یکایک مرض ہیضہ میں انتقال فرمایا آپ نہایت مومن خالص اور قوم کے سچے ہمدرد تھے حد درجہ محتاط اور عبادت گزار آدمی تھے قوم شیعہ کو آپ کی وفات سے سخت صدمہ پہونچا خداوند عالم مرحوم کے پس ماندگاں کو اس مصیبت عظمیٰ میں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کی روح کو جنت عالیہ میں اعلیٰ مدارج پر فائز کرے مومنین سے ایک سورہ فاتحہ کی درخواست ہے۔ منیجر نور

شمع حقیقت

نذر عقیدت بموقعہ عید میلاد نیمہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۰ھ

(از نتیجہ فکر جناب سید محمد اکبر صاحب جعفری پٹیالہ)

یہ ابر یہ گھٹائیں　یہ کیف زا فضائیں　اے سر من کے باشی　ہم ہیں ترے تلاشی

وجد آفریں نوائیں　یہ صبح کی ہوائیں　مردہ دلوں میں آکر　ایماں کی آب پاشی

دل گد گدا رہی ہیں　شعباں کی ادائیں　مخمور و مست کر دے　اے ساقی حجازی

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

اے عسکری کے دلبر　اے عسکری کے دلبر

ہے پُر بہار منظر　یثرب کی سرزمیں پر　اے عادل زمانہ　اے رحمت یگانہ

آباد ہو رہا ہے　اسلام کا لٹا گھر　مسلم کو پھر سنا دے　بھولا ہوا فسانہ

شعباں کی چودھویں کا　چاند آ گیا زمیں پر　رگ رگ نسے انکی نکلے　توحید کا ترانہ

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

اے عسکری کے دلبر　اے عسکری کے دلبر

ناموس شمع قدرت　وہ مشعل ہدایت　عظمت کی تیرے جد کی　قرآں نے ثنا کی

وہ مبدۂ کرامت　وہ منبع سخاوت　ہیں آج تک ثنا خواں　نوری ہوں یا کہ خاکی

نرجس کے گھر میں آیا　وہ خاتم امامت　جنت نشاں ہے جس سے　کرب و بلا کی وادی

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

اے عسکری کے دلبر　اے عسکری کے دلبر

حیدر کا ماہ پارہ　عرش بریں کا تارہ　جس کے لہو سے رنگیں　دین خدا کے آئیں

اسلام و دیں کا حامی　قرآن حق کا پارہ　حقانیت کا پیکر　صبر و رضا کی تزئیں

ہے منتہیٰ مرتبت کی　یہ آخری تمنا　جاں دیکے روح پھونکی　اللہ رے شان تمکین

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

اے عسکری کے دلبر　اے عسکری کے دلبر

قائم ہے تجھ سے دوراں　کل کائنات انساں　شاہنشہ حجازی　یہ شان امتیازی

ہے تیرے دم سے تاباں　اسلام و دین و ایماں　عیسےٰ سا ہو پیمبر　پیچھے ترے نمازی

اے قائم زمانہ　آئینہ درخشاں　یہ مرتبہ یہ رفعت　ایسی ہے شان سرفرازی

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

اے عسکری کے دلبر　اے عسکری کے دلبر

واں ختم تھی رسالت　یاں ختم ہے امامت　نرجس کے گھر کی زینت　ہے عسکری کی دولت

ہے کائنات عالم　خود ان کی ہی بدولت　یہ ہے امام آخر　مہدی خدا کی حجت

اے مالک شریعت　اب تا کجا یہ غیبت　آنکھوں سے گو نہاں ہے　ہر دل پہ ہے حکومت

لاکھوں سلام تجھ پر　لاکھوں سلام تجھ پر

کیا آن بان ہوگی داد ا کی شان ہوگی
دہشت سے کافروں کے ہونٹوں پہ جان ہوگی
آئیں گے جب وہ اکبرؔ خاطر نشان ہوگی
لاکھوں سلام تجھ پر
اے عسکری کے دلبر

معاد جسمانی

از جناب ڈاکٹر مولوی سید تہور حسین صاحب گورنمنٹ پنشنر

محترمی جناب مولوی سید ظفر حسن صاحب دامت فیوضکم ۔
آپ کے رسالہ نور ماہ اگست میں مدیر نور کا مضمون معاد جسمانی اور ہمارا عقیدہ " دیکھا اور ماہ ستمبر کے پرچہ میں ایک بزرگ مولانا سید شمس الحسن صاحب قبلہ کراروی کا اس پر ایراد مع مدیر صاحب کے جواب کے بغور پڑھا۔ قبل اس کے کہ کچھ عرض کروں اپنا ایک قصہ سناتا ہوں ۔
جس زمانہ میں یہ حقیر عراق میں تھا تو میں نے وہاں اکثر عربوں اور عالموں کے پاس ایک لکڑی ایک انگل لمبی اور چھوٹی انگلی کی برابر موٹی دیکھی جسکو وہ لوگ نماز کیلئے جب کھڑے ہوتے تھے اپنے دانتوں پر پھیرتے تھے جس سے کٹ کٹ آواز ہوتی تھی اور بعدہ نماز شروع کر دیتے تھے ایک روز کاظمین علیہم السلام میں جبکہ ایک عالم کے پیچھے نماز پڑھنے کو گیا تو دیکھا کہ اسی طرح کی لکڑی سجدہ گاہ کے پاس رکھی ہے میں نے بڑھکر سلام کیا اور دریافت کیا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ مسواک ہے اس کا منہ میں کرنا بہت ثواب ہے اور مفید ہے چنانچہ کچھ فائدے مسواک کے بیان کئے میں نے عرض کیا کہ جناب والا جو فوائد آپ نے مسواک کے بیان کئے یعنی دانت صاف کرنا وغیرہ وہ اس لکڑی سے حاصل نہیں اسلئے کہ یہ ٹھوس لکڑی ہے اور دانت صاف کرنے کے لئے مسواک کی لکڑی کا سرا ریشہ دار مثل کوچی کے ہونا چاہئے تاکہ دانت اور ان کی جڑیں ریشوں سے رگڑ پاکر صاف ہوں ۔ میں نے اپنی مسواک جیب سے نکالکر دکھلائی کہ یہ مسواک ہے جس کے فوائد حدیث میں بیان فرمائے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ جب آپ حضرات کی فہم حدیث کا مطلب سمجھنے میں اس قدر ناقص ہوگئی تو اسی لئے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لوگوں نے تقلید کو خیرباد کہدیا ۔ یہی گفتگو نجف اشرف میں سید جاسم (قاسم) سے مدرسہ ہندی میں ہوئی ان جناب نے مسواک کے فوائد چند صفحات پر لکھکر دئے لیکن خاموشی اختیار کی ۔
مولانا موصوف کی قابلیت علمی کا اندازہ تو آپ ذی تعلیم حضرات کر سکتے ہیں لیکن فہم کا اندازہ ہر ذی فہم کر سکتا ہے مولانا صاحب کی ذکاوت فہم کے چند نمونے جو ان جناب کی عبارت سے اخذ کئے ہیں بطور ثبوت پیش کرتا ہوں ۔
(۱) گفتگو اور بحث تو معاد جسمانی کی ہے جس کا وقت بعد موت ہوگا اور موصوف مثال جناب عیسیٰ اور جناب الیاس ؑ کی پیش کرتے ہیں جو زندہ ہیں ۔ العجب
(۲) مولانا فرماتے ہیں کہ قتل کے مجرم کا بعینہ بھی سزا پاتا ہے اس لئے جسم خاکی اور روح دونوں قابل جزا و سزا ہیں اور اعضا محض آلہ نہیں ہیں ۔ موصوف نے یہ نہیں خیال کیا کہ معین جرم قتل فاعل مختار ہوتا ہے لیکن جسم اور اعضا فاعل مختار نہیں ہیں بلکہ نفس کے محکوم ہیں اور وہی کرتے ہیں جو نفس حکم کرتا ہے خلاف نہیں کر سکتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ انجن اور مشینوں کے پرزے ۔ جب بجلی یا اسٹیم یا ہاتھ کی حرکت نے پہیہ گھمایا فوراً پرزے کام کرنے لگے جب یہ قوت منقطع ہوئی فوراً مشین بند ہوگئی اسی طرح نفس کا تعلق جسم سے علیحدہ ہونے پر جسم بے حس و حرکت ہو جاتا ہے
(۳) موصوف شاہد اور مجرم کو ایک صف میں کھڑا کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا ۔

ہر مسلمان یہ جانتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ بعد موت اس کو قیامت کا انتظار کرنے کے لئے ایک دوسرے عالم میں رہنا ہوگا اور یہ جسم خاکی یہیں چھوٹ جائیگا اب یا تو مجرد روح رہیگی یا کسی قسم کا جسم بھی اس کے ساتھ ہوگا یہ صاحبان علم و معرفت طے کر سکتے ہیں۔

مولانا موصوف اگر صرف یہ لکھدیتے کہ ایڈیٹر صاحب رسالہ نور سے امید ہے کہ میرے مضمون کو پرچہ میں جگہ دینگے تو کوئی ہرج نہ تھا بلکہ ایڈیٹر کے متعلق قبل از وقت بدظنی اور خیانت کا اظہار موصوف کی اپنی خصلت پر شاہد ہے المرء یقیس علی نفسہ۔ آخر میں مدیر نور سے میری التجا ہے کہ ایسی لایعنی تحریرات کو اپنے علمی اور نورانی رسالہ میں جگہ دینے سے حتی الوسع پرہیز کریں ورنہ رسالہ مجذوب کی بڑ کا ذخیرہ ہو جائے گا۔

بھائی البرہان سے دو دو باتیں

رسالہ نور کی زبان سے اور منیجر رسالہ نور کے قلم سے۔

نور ۔ دفتری ۔ دفتری **دفتری** ۔ حاضر جناب

نور ۔ دیکھو آج ۱۶ر تاریخ ہے گیارہ بجے کی ڈاک سے بھائی البرہان مراد آباد تشریف لارہے ہیں ذرا دفتر کو صاف ستھرا رکھو

نور ۔ دیکھو ڈاک آرہی ہے جاکر معلوم کرو کہ بھائی صاحب آئے یا نہیں

دفتری ۔ تشریف لارہے ہیں

نور ۔ (استقبال کو آگے بڑھکر) اہا بھائی صاحب آپ تشریف لے آئے میں تو آپ سے ملاقات کے شوق میں نہایت ہی بےچین تھا۔ **البرہان** ۔ آپ کی محبت کا شکریہ

نور ۔ لدھیانہ سے کب روانگی ہوئی تھی ۔ **البرہان** ۔ ۱۵ر کو ۱۲ بجے کی گاڑی سے چلا ہوں

نور ۔ بھائی صاحب! خیر تو ہے آجکل آپ دبلے بہت نظر آرہے ہیں۔

البرہان ۔ ارے بھائی ۔ نہ بینی کہ سختی بغایت رسید مصیبت بحد نہایت رسید

جب طبیعت کے موافق اور شکم سیر ہوکر غذا ہی نہ ملے گی تو کمزوری نہ ہوگی تو کیا ہوگا ۔ بھائی نور ایسا نازک وقت آگیا ہے کہ آبرو سنبھالنی مشکل ہے ۔ پہلے میرا وزن ۷۴ سیر تھا اور اب گھٹتے گھٹتے ۴۸ سیر رہ گیا ہے خدا کرے اسی حالت پر رہ جاؤں ۔ میرے رات دن تیری پریشانی میں گزر رہے ہیں۔

نور ۔ بھائی صاحب! دوست احباب عزیز و اقارب کچھ مدد نہیں کرتے۔

البرہان ۔ میاں یہ شعر میرے حسب حال ہے ۔ من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ با من انچہ کرد آن آشنا کرد

احباب کی سنگدلی، بے وفائی، بے غیرتی، اور بے پرواہی کا یہ عالم ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

عجب دردے است اندر دل اگر گویم زباں سوزد وگر خاموش بنشینم بترسم استخواں سوزد

بھائی نور احباب کی بےحسی نے کلیجہ خون کر دیا ہے ۔ جیسے دیکھو مفت خورہ ۔ زبانی محبت کے پل بندھے ہوتے ہیں مگر ٹکا دوال نہیں۔ شکایت کرو تو ناراض نہ کرو تو اپنی جاں جوکھوں۔ سب سے زیادہ رونا تو ان حیاداروں کا ہے جو قرضہ لئے بیٹھے ہیں اور ادا نہیں کرتے بار بار تقاضا کرتا ہوں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی سرگذشت سناتا ہوں اپنے حال زار پر توجہ دلاتا ہوں مگر کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔

گر جاں طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن دریں ست

سیکڑوں وی پی جب ہر ماہ واپس آئیں تو کام کیسے چلے کاش ایسے حضرات ایک تین پیسہ کا کارڈ خرچ کرکے صرف ایک لفظ "انکار" لکھدیا کرتے تو میں وی پی کے نقصان سے بچ جاتا غضب خدا کا نہ تو کارڈ بھیجکر انکار کرتے ہیں نہ

رسالہ واپس کرتے ہیں نہ وی پی وصول کرتے ہیں ایسی صورت میں بتاؤ سوائے گلا گھونٹ کر مرجانے کے کوئی کیا کرے

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے — گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

اوّل تو ہماری قوم میں مذہبی رسالے ہیں کے گنتی کے دو تین ان میں سب سے زیادہ لمبا چکر لگانے والے میں اور تم ہی ہو بس بتاؤ جب ہم غریبوں کا یہ حال ہے تو اور بیچاروں پر جاں کنی کا عالم کیوں نہ ہوگا ۔ کیوں بھائی نور سچ کہنا میں نے قوم کی کتنی بڑی خدمت کی ہے اور کتنی مدت سے کرتا چلا آرہا ہوں کیا اس کا یہی صلہ تھا کہ قوم ایسے نازک وقت میں جبکہ کاغذ کی گرانی انتہا کو پہنچ گئی ہے مجھے اس طرح بھلا دے کہ میرے کارکن گھبرائے پھریں ۔

نور ۔ یہ تو کھلی احسان فراموشی ہے ۔

البرہان ۔ خیر بھائی یہ تو پرانا دکھڑا ہے کہاں تک اسے روؤں ۔ اب تم اپنا حال بیان کرو کیسا کام چل رہا ہے ۔

نور ۔ کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتواں کی — رگ رگ میں نیش غم ہے کہئے کہاں کہاں کی

جو داستان غم آپ نے اپنی سنائی ہے بس میری طرف سے بھی اس پر ایک صاد بنا دیجئے ۔ میں اور آپ دونوں ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں ۔ ایک دریا ۔ ایک ہوا ۔ ایک فضا ایک ہی ناخدا ۔ جو آپ پر لدھیانہ میں گزر رہی ہے وہ مجھ غریب پر مراد آباد میں گزر رہی ہے میں نے تو بہت چاہا کہ خودکشی کرکے قبل از وقت اپنی زندگی کا خاتمہ کرلوں لیکن احباب اس پر بھی راضی نہیں ؎

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

کونسا جتن ہے جو اپنی زندگی کے لئے میں نہیں کررہا ۔ اطلاعی خطوط بھی لکھتا ہوں تین تین ماہ نمونہ بھی بھیجتا ہوں زبانی پیغام بھی پہنچاتا ہوں مگر بھائی البرہان ع کون سنتا ہے فغان درویش ۔

قوم کے ارباب دولت و مقدرت کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے ہیں ۔ ؎

کریماں را بدست اندر درم نیست — خداوندان نعمت را کرم نیست

خدا بھلا کرے ان چند عالی حوصلہ اور کریم الطبع لوگوں کا جن کے دم سے میرا وجود اب تک قائم ہے ورنہ بھائی جان میں تو کب کا اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگیا ہوتا خیر اب اس قصہ کو چھوڑئے یہ فرمائیے مکاں پر تو خیریت ہے

البرہان ۔ اللہ کا شکر ہے ۔ نور ۔ سرکار علامہ تو اچھے ہیں

البرہان ۔ ہاں خدا کا شکر ہے اچھے تو ہیں مگر میرے غم میں گھلے جارہے ہیں اور بزبان حال کہتے ہیں ؎

من از بے نوائی نیم روئے زرد — غم بے رسالہ دلم خستہ کرد

بیچارے پنشن لیکر مزہ سے بال بچوں میں زندگی بسر کرتے مگر میرے غم نے ان کا آرام و آسائش سب خاک میں ملا رکھا ہے

نور ۔ بھائی جان آپ کی داستان غم کس قدر میری حکایت الم سے مشابہ تر ہے یہاں بھی ہمارے قبلہ و کعبہ حضرت ادیب اعظم کا میرے غم میں یہی حال ہے ۔ ؎ ۔

من تن شدم تو جاں شدی من جاں شدم تو تن شدی — تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

البرہان ۔ اچھا بھائی نور اب آپ اگلے مہینہ جب لدھیانہ آئیں گے تو آپ کے اور ہمارے پھر بات چیت ہوگی اور پھر بیان کرینگے کہ ہماری اس داستان غم نے قوم اہل دل حضرات کے دل پر کیا اثر کیا ۔ والسلام

نور ۔ اللہ اپنی حفظ و اماں میں رکھے ۔ البرہان ۔ تم بھی شاد و آباد رہو

انتقال ۔ ادارہ نور کے ہمدرد خاص جناب سید علی فاسط صاحب سنبھلی نائب جوڈیشیل محرر کی اہلیہ نے ایک طویل مدت تک علیل رہکر ۸ ستمبر کو انتقال کیا ہم سید علی فاسط کیساتھ اس روح فرسا حادثہ میں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور مرحومہ کے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم بحق محمد و آل محمد ان کو جوار جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا عطا فرمائے مومنین سے ایک سورہ فاتحہ کی درخواست ہے مدیر

اشکِ غم

بیاد حضرت حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر علیہ الرحمہ

(از افکار جناب چودھری سید مسعود الحسن صاحب رضوی فیض بی اے)
(سردار منزل مہابن ضلع متھرا)

تھی ضیا جس کے سبب قوم میں سب سے بڑھکر — چھن گیا ہائے غضب ہم سے وہ عالی گوہر
آہ کس رشک مسیحا پہ پڑا دست اجل — وائے کس فخر زمانہ پہ گری اس کی نظر
ما سوا حق کے اب اپنے چرخ ستمگر بتلا — درد و غم اپنا بیاں کس سے کریں ہم جاکر
خار غم بن کے کھٹکتا ہے کبھی اس کا خیال — یاد دیتی ہے کبھی چٹکیاں بن کر نشتر
اشک خوں آنکھ سے رکتے نہیں اسکے غم میں — دل میں اٹھتا ہے دھواں رنج والم کا یکسر
ہجر میں اس کے گھلی جاتی ہے جان شیریں — اس کی فرقت میں سنبھلتا نہیں قلب مضطر
دل سے نکلے گا نہ پیکان الم مدت تک — مندمل ہوگا نہ برسوں میں بھی یہ زخم جگر
آہ وہ حائری قبلہ و کعبہ مرحوم — مجتہد دین مبین مفتی شرع اکبر
مشعل قصر ہدایات و ضیائے ملت — رونق مجلس غم زینت و زیب ممبر
قلزم لطف و کرم چشمہ فیض و برکت — بحر معراج کمالات و فن و علم و ہنر
منبع علم و یقین مصدر رمز و حکمت — معدن لطف و عنایات کا والا گوہر
موجزن قلزم تبلیغ تھا اس کا ہر جا — مستفیض اس سے تھا ملت کا ہر اک فرد بشر
باعث تقویت قلب تھی ہستی اس کی — سرِ چشم ہدایات تھی ذات انور
اس کے احسان سے اٹھتی نہیں گردن اپنی — اس کا ممنون تکرم ہے ہر اک فرد بشر
حملے مذہب پہ جو ہوتے تھے تو رد کرتا تھا — دین حق کیلئے تھی ذات فقط اسکی سپر
کاٹ دیتا تھا جو حق پوشی کی شہرگ فوراً — فرق اعدا کے لئے کلک تھا اس کا خنجر
اس کی تحریر سمندر تھی حقائق کا تمام — اس کی تقریر میں عرفاں کے تھے لاکھوں گوہر
روشنی جسکی دکھاتی تھی رہ علم و عمل — تاج سے ملت بیضا کے گرا وہ گوہر
جس سے پرنور تھا کاشانہ ملت اپنا — چھپ گیا زیر زمیں آج وہ مہر انور
جلوہ کن نور مجسم تھا جو ہر جا کل تک — آج پھرتا ہے وہ آنکھوں میں تصور بنکر
دیکھتے تھے جسے ممبر پہ یا مجلس میں کبھی — آج ملتا نہیں ڈھونڈھے سے بھی وہ نیک سیر
جس کے آغوش میں پلتی تھی تمنا اپنی — قبر میں سوتا ہے وہ علم و عمل کا پیکر
دل کئے حضرت والا نے ہمارے روشن — وعظ عرفان و حقیقت سے مہابن آکر
آپ ممبر پہ تھے جس وقت کہ تقریر کناں — آج پھرتا ہے وہ آنکھوں میں سماں رہ رہ کر
اشہب فکر کب تک مرا جادہ پیما — ذکر ہے حضرت اقدس کا بیاں سے باہر
التجا فیض کی ہے تجھ سے یہ رب اکرم — از پئے احمد مختار و جناب حیدر

داخل باغ ارم حضرت علامہ ہوں
قبر والا پہ ہو رحمت تری رب داور

علامہ برزخی کا اپنی بیگم سے مکالمہ

رمضان شریف میں ایک تو طبیعت یوں ہی جھنجلائی ہوتی ہے بات بے بات لڑنے کو جی چاہتا ہے اس پر جو بیگم کبھی چٹکی
لے لیتی ہیں تو بس تن بدن میں آگ ہی لگ جاتی ہے ان کی تو ذرا سی دل لگی ہوتی ہے اور اپنا یہ حال چونکہ سنی نص مسلمان
ہیں لہٰذا کتنی کتنی گھنٹے نعل در آتش رہتے ہیں۔ روزمرہ میرے اور بیگم کے ایک جھڑپ ہو جانی ضروری ہے۔ ہم تو ٹھہرے
سنی نص مسلمان سورج ڈوبنے سے ذرا پہلے روزہ افطار کرنے والے اور بیگم ٹھہری کٹر رافضی جب تک خوب اندھیرا نہ ہو جائے
وہ بھلا افطار کرنے والی کہاں دونوں میاں بی بی ساتھ افطارتے تو مزہ ہی اور تھا ان کے اور میرے درمیان ایک اور
فرق بھی ہے میں روزہ افطار کے نماز پڑھتا ہوں اور وہ مغرب کی نماز پڑھ کے افطارتی ہیں لاکھ بار کہا اس طرح روزہ
نامکروہ ہو جاتا ہے مگر ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ مگر ہاں ایک بات کہہ دوں مجھے بیگم کی حالت پر رشک
ضرور آتا ہے ظالم نماز پڑھ کے بڑے اطمینان اور ٹھسّے سے روزہ افطارتی ہے اس کی دونوں عبادتیں قرینہ سے
ہو جاتی ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ روزہ افطارا تو اس گھبراہٹ میں جیسے کوئی پیچھے سے تلوار مارنے آرہا ہے
منہ میں ڈال کے دانے پوری طرح چبے بھی نہیں کہ غٹ غٹ دو چار گھونٹ گلے سے اتار ہاتھ باندھ نماز کے لئے
جا کھڑے ہوتے۔ دن بھر نہ کھانے کے بعد جو پانی پیٹ میں گیا تو اعضا میں سنسنی پڑ گئی جلدی جلدی جیسے تیسے نماز کو
تمام کیا اور قیامت یہ کہ ہمارے مذہب میں نفل بھی واجب ہیں سنت نمازیں بھی واجب ہی ہیں جیسے واجب کو ترک
نہیں کر سکتے اسی طرح نفل و سنت کو بھی ترک نہیں کر سکتے کیونکہ ہم تو اہلسنت ہیں ہی خود سنت سے نماز پڑھنے میں
خواہ مخواہ کچھ دیر ہو ہی جاتی ہے وہاں سے پلٹ کر آئے تو بھوک ہی مر گئی غرضکہ نہ روزہ کا مزہ آیا نہ نماز کا نہ کھانے
کا مگر مذہب کے اس حکم کو کیا کیا جائے کہ ذرا دیر ہو جائے تو نماز نامکروہ ہوئے بغیر رہتی ہی نہیں برخلاف اس کے
بیگم کے لئے ہر بات کے مزے ہیں ایک تو ہر لذت سے محرومی کی کیفیت اس پر بیگم کی نیش زنی جلتے توے پر پانی کا
کام دیتی ہے جھنجلاہٹ تو مجھے ہوتی ہے اچھی طرح نہ کھانے کی مگر مذہب کی بدنامی کے خوف سے صاف بات کہہ کر تو
لڑتا نہیں کشتی کی دھول کر کے خواہ مخواہ کسی بات پر بگڑ بیٹھتا ہوں بیگم بھی بلا کی ادا شناس ہے وہ سمجھ جاتی ہے کہ
اصلی معاملہ کیا ہے اس وقت تو میری ناراضی سہ لیتی ہے لیکن پھر مجلس میں لپیٹ کر وہ تڑاتڑ مارتی ہے کہ خدا دے
اور بندہ لے ایک دن ہم دونوں بیٹھے افطاری کے خوان سجا رہے تھے کیونکہ آج ہمارے گھر سے مسجد میں افطاری
جا رہی تھی بیگم مجھ سے کہنے لگیں۔

بیگم۔ ذرا جلدی کرو تمہاری اذان ہونے لگی

میں (کان لگا کر) لاحول ولا قوۃ یہ اذان کی آواز نہیں کمہار کی آواز ہے۔

بیگم (مسکرا کر) اے ہے سچ کہنا میں سمجھی اذان ہو گئی۔ تمہارے موذنوں کی آواز بھی کمہاروں کی آواز سے کتنی ملتی جلتی ہے

میں۔ یہ سب کچھ سہی لیکن تم نے یہ نہ خیال کیا کہ ابھی تو ہلکی ہلکی دھوپ منڈیروں پر نظر آرہی ہے۔

بیگم (منہ بنا کر) اونہہ۔ تمہارے مذہب میں اس کی پروا کہاں۔ سورج ذرا نیچا ہو کر نظروں سے اوجھل ہوا اور تمہارے
موذنوں نے اذانیں دینی شروع کر دیں۔

میں۔ یہ تم غلط کہتی ہو۔ سورج ڈوبتے ہی رات شروع ہونے سے پہلے ہم روزہ کھول بیٹھتے ہیں

بیگم۔ لیکن اللہ کے بندو دن تو ختم ہو جانے دیا کرو

میں۔ قرآن کا حکم یہی ہے۔ اس میں مجھے یا تم کو رائے دینے کا کیا دخل۔

بیگم۔ بھلا وہ کونسی آیت ہے ذرا میں بھی سنوں۔
میں۔ مشہور آیت ہے ثم اتموا الصیام الی اللیل (روزہ کو رات تک تمام کرو) یعنی جہاں سے رات کی ابتدا ہوتی ہے وہاں روزہ کو ختم کر دو۔
بیگم۔ تو یہاں الی کے معنی ابتدا کے ہیں
میں۔ اور نہیں تو کیا
بیگم۔ خوب سمجھ کر کہہ رہے ہو یا یوں ہی مخالص مسلمانوں کی سی ٹکل بات ہے۔
میں۔ خوب سوچ سمجھ کر سیکڑوں مولویوں کی سنی کتابوں میں دیکھی ہوئی۔
بیگم۔ کیوں جی یہاں تو ذرا دیر جلدی افطار کرنے کے مارے تم نے الی کے معنی ابتدا کے لے لئے اور آیہ وضو میں الی المرافق کے معنی بجائے کہنیوں سے کے کہنیوں تک لیتے ہو یہ ایک بام و دو ہوا کیسی کہیں الی کے معنی سے وہاں تک اگر تک کے معنی لیتے ہو تو رات کے ختم پر روزہ افطار کرو اور اگر سے کے معنی لیتے ہو تو وضو میں کہنیوں سے ہاتھ دھوؤ۔ میرا مطلب ہر طرح حاصل ہے۔
میں۔ بیگم! میں سمجھتا نہیں
بیگم۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر آیہ وضو میں بھی الی کے معنی [illegible] سے لیتے یعنی وہاں بھی ابتدا کے معنی ہوتے تو تم وضو میں کہنیوں سے ہاتھ دھوتے نہ کہ کہنیوں تک یہ الٹی گنگا کیوں بہائی جا رہی ہے۔
میں۔ (سر جھکا کر) بیگم تم روزہ میں [illegible] معاملہ تھا روزہ کا تم نے وضو پر لا ڈالا۔
بیگم۔ بات میں سے تو بات نکلا ہی کرتی ہے تم نے ایسا کمزور مذہب اختیار ہی کیوں کیا ہے کہ ہر موقع پر جھینپنا پڑتا ہے
میں۔ کیا خوب میرا مذہب کمزور ہے اور تمہارا زبردست۔
بیگم۔ بیشک۔ کہو تو اسی سلسلہ میں ایک بات اور کہہ دوں۔
میں۔ بھلا وہ کیا۔
بیگم۔ تم جو یہ تراویح کی نماز پڑھتے جاتے ہو یہ خدا و رسول کے حکم کے قطعاً خلاف ہے۔ دین اسلام فطری دین ہے جس میں کوئی عبادت ایسی نہیں رکھی گئی جو فطرت پر بار ہو [illegible] یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر کا یہی مطلب ہے۔ کوئی نماز چار رکعت سے زیادہ اسی لئے نہیں رکھی گئی کہ انسان کی فطرت پر بار ہوگا اگر وہ ایک ہی سلسلہ میں کئی کئی رکعت پڑھے گا سنت نماز [illegible] جماعت نہیں رکھی کہ جماعت کی زیادہ پابندی بار ہوگی پس جس نے نماز تراویح کا حکم دیا وہ یقیناً [illegible] فطرت انسان [illegible] تھا بھلا غور تو کرو دن بھر کی بھوک پیاس کے بعد جب انسان روزہ افطار کرتا ہے تو خواہ مخواہ [illegible] مضمحل ہو جاتی ہے ایسی صورت میں اس کو مغرب و عشا کی نماز بھی [illegible] بار ہو جاتی ہے [illegible] ڈھایا گیا کہ نماز تراویح کی پخ لگا کر دو ڈھائی گھنٹے کھڑے رہنے کی [illegible] سزا دی [illegible] اگر یہ [illegible] بار ہے اور یقیناً بار ہے تو یہ حکم اسلام کا نہیں۔ ہزار میں سے ایک آدمی بھی تو دل [illegible] سے [illegible] نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تم خود ہی کہا کرتے ہو کہ نماز پڑھنے میں یہ دل چاہتا ہے کہ بیٹھ جاؤں کھڑے کھڑے پیر سن ہو جاتے ہیں سر چکرانے لگتا ہے مگر حافظ جی ہیں کہ اپنی ڈاک گاڑی اڑائے چلے ہی جاتے ہیں جب تک ڈھائی پارے [illegible] ختم ہو جاتیں وہ رکنے والے کہاں ایک لفظ سمجھ میں نہیں آتا۔ تم ہی بتاؤ [illegible] قرآن [illegible] کو ترتیل سے اور خوش الحانی سے پڑھنا چاہیئے نہ کہ ترتیل کی [illegible] ڈاک گاڑی بن گئے۔ مگر تو قرآن [illegible] بھری رونق مسلمانی۔
میں۔ (سر جھکا کر) بیگم بات تو ٹھیک کہتی ہو یہ عبادت نہیں جی کا جنجال ہے۔ مگر کیا کریں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ہے نہ مانیں تو مسلمان نہیں رہ سکتے۔
بیگم۔ یہ تم جانو جو بات تھی وہ میں نے بتا دی۔

(شیعی دنیا میں انتہائی مقبول کتابیں)

دینی کہانیاں حصہ اوّل ۔ ناول و ڈرامہ کیطرف نوجوانوں کی طبیعت کا لگاؤ دیکھتے ہوئے ہم نے یہ کتاب انبیا و مرسلین کے حالات میں نہایت دلچسپ اور سلیس اردو میں شائع کی ہے جس کے مطالعہ سے اخلاقی سبق ملتے ہیں۔ قیمت ۱۲ر

حصہ دوم ۔ اسی سلسلہ کی دوسری کتاب جس میں چہاردہ معصومینؑ اور خلفائے ثلثہ کے حالات نہایت آسان اور دلچسپ عبادت میں درج کیے گئے ہیں۔ واقعات نہایت معتبر اور مستند ہیں اس کتاب کا مطالعہ تواریخ سے بے نیاز کرتا ہے ۱۲ر

حصہ سوم ۔ اس کتاب میں بنی امیہ کا بدنما کیریکٹر۔ نسبی کھوٹ۔ آئمہ پر مظالم۔ مذہبی بدعات، شیعوں کی تباہی و بربادی عیاشیوں اور شرابخواریوں کی بہتات۔ حرمین کی بےحرمتی۔ مدینہ میں زناکاری۔ دولت پرستی وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے ۱۲ر

حصہ چہارم اس کتاب میں بنی عباس کی غلام زادگی کو بیشمار عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور ان کے عروج و زوال۔ ظلم و جور، سادات کشی۔ آئمہ پر مظالم وغیرہ واقعات کو نہایت عام فہم عبارت میں بیان کیا گیا ہے [illegible]

حصہ پنجم ۔ جناب امیرؑ سے واجد علیشاہ تک عرب۔ ایران۔ ہندوستان کے تمام شیعہ بادشاہوں کے حالات۔ قیمت [illegible]

حصہ ششم ۔ اردو زبان میں نئی چیز۔ ایکسو شیعہ اصحاب رسول کے حالات کا مجموعہ۔ اس کتاب کا مقدمہ خاص طور [illegible] دید ہے جس میں اصلی صحابی رسول کی صفات بیان کی گئی ہیں اور عام مسلمانوں کے عقیدہ کی تردید کی گئی ہے [illegible]

خواتین اسلام ۔ طبقہ نسواں کیلئے مشعل ہدایت۔ نکوکاری اور خوش کرداری کا سبق سکھانیوالی کتاب [illegible] اسلام کی مقدس خواتین کے حیاتی کارنامے۔ مذہبی جوش اور دینی خدمات کو بیان کیا گیا ہے۔ قیمت [illegible]

سرفروشان ملت ۔ اس کتاب میں تیرہ سو برس کے شیعوں (اصحاب رسول۔ اصحاب آئمہ۔ اولاد آئمہ اور [illegible] دل کامل الایمان شیعوں) کی جانی اور مالی قربانیوں اور مذہبی کارناموں کا تذکرہ [illegible] کا مختصر حال [illegible]

عمار یاسر ۔ دین اسلام کے سچے فدائی۔ اہلبیت کے جان نثار شیعیت کے علمبردار حضرت عمار یاسر کے حالات [illegible]

تحفۃ الابرار ۔ علم حدیث کی مشہور کتاب جامع الاخبار کا اردو ترجمہ جس میں حضرت رسولخدا اور حضرات آئمہ کی احادیث کو اس شان سے آسان اور عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا عالم و جاہل مرد و عورت بخوبی سمجھ سکے [illegible]

مذہبی مکالمہ ۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کے پرزور استدلال سے ایوان سنیت میں زلزلہ ڈالدینے والی کتاب جس میں ایک سنی اور ایک شیعہ کی نہایت مہذب بحث درج کی گئی ہے اور تمام نزاعی مسائل کو نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے عبارت مہذب اور دلائل نہایت قوی اور مستند ہیں۔ انصاف پسند سنی اسکو پڑھکر بغیر شیعہ ہوتے نہیں رہ سکتا۔ قیمت [illegible]

ناموس اسلام ۔ یہ کتاب تمام واقعات کربلا پر ایسی مکمل روشنی ڈالتی ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس میں اہلسنت کے بہت سے اعتراضات کا مدلل جواب معہ حوالجات کتب اہلسنت کے دیا گیا ہے قابل دید کتاب ہے [illegible]

مناظرہ تقدیر و تدبیر ۔ تقدیر و تدبیر اور جبر و اختیار جیسے خشک مسائل کو بصورت مکالمہ نہایت عام فہم عبارت میں بیان کیا گیا ہے ۶ر

لطائف الشعراء ۔ روتوں کو ہنسانے اور مردہ دلوں کو زندہ دل بنانے کا بہترین ذریعہ۔ اس کتاب میں اردو فارسی عربی کے سیکڑوں شاعروں اور بذلہ سنجوں کے ادبی نکات۔ ظریفانہ چٹکلے اور پھڑکتے لطیفے نظم و نثر میں درج ہیں [illegible]

بچوں کی دینیات حصہ اوّل ۔ مذہب شیعہ کے کمسن بچوں کو دینی تعلیم دینے کیلئے اس کتاب میں بصورت سوال و جواب اصول دین کو نہایت آسان اور دلچسپ عبارت میں درج کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں یہ کتاب نئے انداز کی ہے۔ قیمت ۳ر

حصہ دوم ۔ اس کتاب میں بصورت سوال و جواب فروع دین کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا گیا ہے۔ قیمت ۳ر

(ملنے کا پتہ۔ شمیم بکڈپو مراد آباد یوپی)

نور کی قدردانی کا شکریہ

ہم معظمہ و محترمہ جناب اشرف النساء بیگم صاحبہ آف سلطان پورہ حیدرآباد دکن کے تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ محترمہ نے ادارہ نور کے ساتھ اپنی غیر معمولی ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ نے گزشتہ ماہ میں پانچ خریدار اپنی کوشش سے پیدا کر کے انکا چندہ پیشگی دفتر میں بھیجدیا۔ خداوند عالم آپکو اس کی جزائے خیر دے ایسے نازک وقت میں جبکہ کاغذ کی گرانی سے ادارہ پر بہت زیادہ بار پڑ رہا ہے اور کام کا چلانا دشوار ہو رہا ہے جناب محترمہ کی یہ ہمدردی خاص طور سے قابل تحسین و آفرین ہے خداوند عالم ہماری قوم کی دیگر خواتین کو بھی قومی اداروں کے ساتھ اس قسم کی ہمدردی کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم کو محترمہ کے پرخلوص جذبہ ہمدردی سے قوی امید ہے کہ آپ شمیم بکڈپو کو بھی اپنی لائف ممبری کا شرف عطا فرما کر کارکنان ادارہ کو مزید شکریہ کا موقع دینگی۔ مدیر نور

ہم عالیجناب سید محمد جعفر صاحب جعفری پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ و حال آنریری مجسٹریٹ بھرت پور کے بھی خاص طور سے شکر گزار ہیں کہ موصوف نے رسالہ نور کی خریداری خود بھی منظور فرمائی اور اپنی جیب سے چندہ دیکر ایک اور غریب مومن کے نام بھی رسالہ جاری کرایا۔ آپ نہایت عالی حوصلہ اور فراخدل انسان ہیں اور قومی اداروں کی امداد میں کافی حصہ لیتے رہتے ہیں ہم جناب ممدوح سے امید کرتے ہیں کہ شمیم بکڈپو کی لائف ممبری قبول فرما کر کارکنان ادارہ کو مزید شکریہ کا موقع دینگے۔ ایسی درخواستیں ادارہ کے ہمدرداں خاص اور قوم کی مقتدر ہستیوں ہی سے کیجا سکتی ہیں۔ مدیر

خاک شفا اور سجدہ گاہ

از مدیر نور

حضرات شیعہ اور اہلسنت میں جہاں اور بہت سے اختلافات ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ شیعہ صاحبان خاک شفا کی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے ہیں اور حضرات اہلسنت اینٹ پتھر، کپڑا الغرض ہر شے پر کر لیتے ہیں ان کے نزدیک خاک شفا کے علاوہ دنیا کی ہر شے پر سجدہ جائز ہے پھر یہ ستم ظریفی بھی دیکھنے کی قابل ہے کہ شیعوں پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ شیعہ اس بارہ میں حق بجانب ہیں۔

مقصود سجدہ سے انتہائی عجز و انکسار سرکار ایزد غفار میں ہے اگر یہ سجدہ خاک پر ہو تو اس انکسار میں اور زیادہ قوت پیدا ہو جاتی ہے خاک پر جبین نیاز رکھنا ہمیشہ سے انبیا، اولیائے خدا اور خاصان الٰہی کا طریقہ رہا ہے۔ اسلام نے خاک پر سجدہ کرنے کے لئے خاص طور سے تاکید فرمائی ہے اور سوائے مجبوری کی حالت کے اور کسی وقت میں خاک کا بدل کسی دوسری چیز کو قرار نہیں دیا اس مسئلہ میں سنی اور شیعہ دونوں فرقوں کے فقہا متفق ہیں بس جب یہ طے ہو گیا کہ خاک پر سجدہ کرنا سجدہ کی بہترین صورت ہے تو شیعوں نے کیا قصور کیا اگر بحالت نماز ایک مٹی کی سجدہ گاہ اپنے ماتھے کے نیچے رکھ لی ان کی نظر میں چونکہ کربلا کی خاک بہت زیادہ قابل وقعت ہے اور اس میں ان کو تاثیر شفا بھی نظر آتی ہے لہذا اگر اس کی سجدہ گاہ بنالی تو یہ امر کیوں باعث مضحکہ قرار پایا اگر مٹی پر سجدہ کرنے کی تاکید نہ ہوتی اور خاک کربلا پر مٹی کا اطلاق نہ ہوتا۔ اگر خاک شفا سے بنی ہوئی سجدہ گاہ مٹی کی تعریف سے باہر ہوتی تب تو اعتراض حق بجانب تھا لیکن جب ایسا نہیں تو ایسا اعتراض محض از روئے تعصب ہے۔ ہم کو کس قدر تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے سنی بھائیوں نے شیعوں کی ضد میں خاک پر سجدہ کرنا بھی ترک کر دیا ایک صاحب بطور طعنہ فرماتے ہیں کہ

شیعہ چونکہ بوترابی ہیں اس لیئے ہر وقت خاک کی ٹکیہ جیب میں ڈالے پھرتے ہیں بیشک شیعہ بوترابی ہیں خدا یہ لقب ان کو مبارک کرے۔ عناصر چار ہیں شیعوں نے عبدیت کے مناسب ایک عنصر پسند کر لیا باقی رہے تین وہ ثلاثہ پرست اختیار کریں چاہے نار اختیار کر کے ناری بنجائیں اور کسی کان من الجنّ کے پیرو بنکر آگ کو بغل میں دبائے پھریں خواہ ہوا کو اختیار کر کے بادی بنجائیں یا پانی کو اختیار کر کے آبی کہلائیں لیکن یہ ملحوظ رہے کہ یہ ثلاثہ کے ثلاثہ بیکار ہیں ان میں سے کسی ایک کا تعلق عبادت سے نہیں نہ سجدہ ہوا پر ہو سکتا ہے نہ آب پر نہ نار پر

بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات تھی ہم کو اصل مقصد پر پھر آنا چاہیئے سجدہ کی خاص چیز مٹی ہے اگر مٹی نہو تو پھر وہ شے ہونی چاہیے جو مٹی سے پیدا ہوئی ہو جیسے درختوں کے پتے اور لکڑی وغیرہ۔ پتوں میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ عموماً غذا میں استعمال نہوتے ہوں کیونکہ ایسے پتے سب کے سب نرم نسوں کے ہوتے ہیں سجدہ کے زور سے وہ پچک جلتے ہیں ایسی صورت میں یہ خوف ہے کہ ان کی رطوبت میں کوئی زہریلا مادہ ادھر ادھر سے شریک ہو کر مصلّی کی جبیں کے مسامات سے داخل بدن ہو جائے۔ دوسرے اس لیئے بھی کہ کھانے کی چیزوں کو داخل عبادت کرنے میں یہ خیال ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اپنے رزق کو سجدہ کر رہا ہے۔ صابئین کے متعلق تاریخ میں یہ ذکر ہے کہ جب وہ ستاروں کو سجدہ کرتے تھے تو ان کو خالق ارزاق سمجھکر اشیائے خوردنی اپنی جبین کے نیچے رکھ لیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ رزق کی تعظیم سے رازق خوش ہوگا۔ اسلام نے اس رسم کو مذموم قرار دیا۔

اسلام نے ایسی چیز پر بھی سجدہ جائز قرار نہیں دیا جس سے مصلّی کوئی امتیازی شان پیدا کر سکے مثلاً دھات یا کپڑے وغیرہ پر بھی سجدہ کرنا کیونکہ ان چیزوں میں امیر و غریب کے درمیان بہت کچھ تفوق کی شان پیدا ہو سکتی ہے اور خدا کو اپنی سرکار میں آنے والوں کی یہ امتیازی شانیں پسند نہیں وہ چاہتا ہے کہ محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی شان سے میری عبادت کریں۔

اسلام نے ایسی چیزوں پر بھی سجدہ کو روا نہیں رکھا جن کے اتصال سے صحت پر بُرا اثر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً پتھر کیونکہ بعض انواع ان کی ایسی ہیں کہ ان میں زہر ہوتا ہے اور جلد بدن کے مس ہونے سے وہ جسم میں سرایت کر جاتا ہے البتہ اگر پتھر پر خاک ہو تو سجدہ درست ہو سکتا ہے۔

مجبوری کی حالت میں تو سوائے نجس شئے کے ہر چیز پر سجدہ ہو سکتا ہے لیکن اختیاری حالت میں سب سے بہتر شے مٹی ہے اور مٹی میں سب سے بہتر کربلا کی مٹی ہے کیونکہ وہ بہت سے خاصان خدا اور شہیدان عالی مرتبہ کا مشہد ہے پس اس خاک کو کیوں نہ دوسری خاک پر ترجیح دیجائے افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت نے جو سب سے بہتر شے سجدہ کی تھی اسکو چھوڑ کر ان چیزوں پر سجدہ کرنا اختیار کیا جنکی بحالت مجبوری اجازت دی گئی تھی۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

سلام

از جناب عابد صاحب رضوی حیدر آبادی

میرا جوش مدح خوانی دیکھئے دیکھئے گوہر فشانی دیکھئے
دیکھئے صبر حسین ابن علےؑ اور اکبرؑ کی جوانی دیکھئے
اک نحیف و ناتواں بیمار اسیر کررہا ہے ساربانی دیکھئے
گو کہ کم سن ہیں ابھی زینبؑ کے لال نیمچوں کی بھی روانی دیکھئے
بیڑیاں سجادؑ اور طوق گراں اور ضعف و ناتوانی دیکھئے
پھر بھی کم ہوگی نہ مدح اہلبیتؑ لے کے عمر جاودانی دیکھئے
مل گئی ننھی زباں محشر ہوا یہ بھی طرز بے زبانی دیکھئے
تشنہ لب کی تشنگی میں ہوگئی آبرو پانی کی پانی دیکھئے

حشر کے دن ہوگی اے عابد ضرور
شہ کی مجھ پر مہربانی دیکھئے

ہے کوئی ایسا تڑپ جائے مری فریاد سے

ناظرین نور کو غالباً یہ معلوم ہوگا کہ کاغذ کا نرخ روز بروز بڑھتا جارہا ہے دیکھئے کہاں تک نوبت پہونچے۔ اس رسالہ کے لئے ۱۵؍ فی رم کے حساب سے کاغذ خریدا گیا ہے اس کی قیمت پہلے تین ۳؍ روپیہ رم تھی، دیگر اخراجات علیحدہ بڑھتے جارہے ہیں ایسی صورت میں کارکنان ادارہ کو جن مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے اس کا اندازہ ان ہی کا دل کررہا ہے ایسے وقت میں ناظرین نور کو اپنے اس قومی ادارہ سے خصوصیت کیساتھ اظہار ہمدردی کی ضرورت ہے تاکہ یہ قومی ادارہ آپ کی دینی خدمات کو اسی حسن وخوبی سے انجام دیتا رہے جس طرح اب تک دیتا رہا ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری قوم کے افراد پر بری طرح بے حسی چھائی ہوئی ہے بہت سے حضرات ایسے ہیں کہ بجائے ہماری امداد و دستگیری کے الٹا ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ہر ماہ نوے فیصدی وی پی واپس آجانے سے ادارہ کی مالی حالت کو ناقابل بیان صدمہ پہنچ جاتا ہے ایک طرف تو کاغذ کی گرانی اور دیگر اخراجات کی زیادتی دوسری طرف دھڑا دھڑ وی پیوں کی واپسی ہوش گم کررہی ہے۔

امیدوار بود آدمی بخیر کساں مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

ہم دو ماہ تک اپنا رسالہ بطور نمونہ بھیجتے ہیں تیسرے ماہ وی پی روانہ کرتے ہیں کاش وہ حضرات جنکو رسالہ کی خریداری منظور نہیں ہے ایک کارڈ کے ذریعہ سے ہم کو انکار لکھ بھیجتے تو ہم فی وی پی ۳؍ کے نقصان سے بچ جاتے اور اگر ان کو یہ بھی گوارا نہیں کہ اپنے ۲؍ خرچ کرکے ہمارے ۳؍ بچالیں تو کم از کم اتنا ہی ہمارے اوپر احسان فرمائیں کہ دوسرے مہینہ کا رسالہ واپس کردیں اس صورت میں ان کا کوئی نقصان بھی نہوگا اور ہم خسارہ سے محفوظ رہیں گے ہم نہایت مودبانہ طریقہ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ خدا و رسول کا واسطہ مذکورہ بالا دو طریقوں میں سے کسی ایک پر ضرور عمل پیرا ہوجیئے اور خواہ مخواہ اپنے اس قومی ادارہ کی تخریب کا سبب نہ بنئے اگر اس پر بھی حضرات مومنین کو احساس نہو تو یہ ہماری قسمت۔ منیجر نور

نوٹ۔ پچاس تعلیم یافتہ مومنین کے نام معہ پتہ دفتر نور کو بھیجکر ۶ ماہ نور مفت ملاحظہ فرمایئے یا ساتھ ہی ۳؍ کا ٹکٹ برائے محصول بھیجکر دینی کہانیاں حصہ ۵ شیعہ سلاطین قیمتی ۸؍ مفت منگا لیجئے۔ منیجر

جواب استفسار

مکرمی و محترمی جناب حسن مہدی صاحب ساکن نیوتنی ضلع اناؤ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں

"میرے ایک حنفی دوست نے مجھ سے مندرجہ ذیل سوال کیا تھا میں نے اپنی استعداد بھر ان کو جواب دیدیا لیکن وہ مطمئن ہوئے نہیں براہ مہربانی اس کا جواب آپ اپنے موقر ماہوار جریدہ "نور" میں تحریر فرماکر مجھے شکر گزاری کا موقع عنایت فرمائیں۔ حسن مہدی نیوتنوی

مسئلہ تحریف قرآن

"آپ کے نزدیک ذریعہ نجات عمل بالقرآن پر موقوف ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپکو قرآن سے کیا واسطہ اور اگر موقوف ہے تو اس قرآن پر امام اول جناب امیر نے عمل کیا تھا یا نہیں؟ پہلی صورت تو بالکل غلط ہے کیونکہ جب بخوف اعدائے دین وہ اشاعت قرآن نہ کرسکے تو عمل کیونکر کیا؟ اس عام گمراہی کا سبب جو کہ مسلمانوں کے پاس اصلی قرآن نہونے سے ہوئی چونکہ خود آئمہ کا اصل قرآن (معاذ اللہ) غائب کرنا ہے لہذا عمل بالقرآن نہ کرنے کا سارا الزام آئمہ کے سر عائد ہوتا ہے۔ کیا آئمہ معصومین کی شان کے یہی مناسب تھا؟ نزول قرآن کی وجہ مخلوق کی ہدایت ہے یا گمراہی۔ اگر ہدایت ہے تو اخفائے قرآن سے خدا کی وہ غرض کیونکر پوری ہوسکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ اصلی قرآن تو امام غائب کے پاس ہے نہ کہ آپ کے پاس موجود ہے اور نہ ممکن الحصول لہذا جب آپ کے پاس قرآن ہے ہی نہیں تو آپ کیا کہتے ہیں تحریف ہوئی؟ اگر ہوئی تو اصل قرآن کیا ہوا جس کی تعلیم حضرت علی نے دینے کی کوشش کی۔

الجواب

مذکورہ بالا اعتراض اس قدر چرپوزا اور عامیانہ ہے کہ مدیر نور کو اس کے جواب کی طرف توجہ بھی نہیں کرنی چاہئے لیکن چونکہ مذہبی معاملات میں ہر بندہ مومن کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے لہذا بقدر ضرورت تھوڑا سا جواب لکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے مہمل اعتراضات بہت سی بار عبدالشکوری پارٹی کی طرف سے ہوچکے ہیں اور ان کے بیشمار جواب شیعوں کی طرف سے دئے جاچکے ہیں لیکن کج فہم ملاّ ٹے وہی اپنی مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ لگائے ہوتے ہیں جنکی گردنوں میں اندھی تقلید کا قلادہ پڑا ہوا ہے وہ بیچارے علمی مسائل میں غور و خوض کرنا کیا جانیں۔ متعصب ملاّ ٹوں نے جیسا سبق پڑھادیا یا الٹا سیدھا اپنی کتابوں میں لکھا دیکھ لیا بس وہی امنّا و صدقنا۔

معترض کو پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ شیعوں سے ہزار درجہ زیادہ تحریف قرآن کے قائل علمائے اہلسنت ہیں۔ سرکار علامہ جناب مولوی سید محمد سبطین صاحب قبلہ دامت برکاتہ کی کتاب مصحف ناطق سے اس کی قلعی کھلتی ہے کہ حضرات اہلسنت کے علمائے قرآن کو کیسی معمولی کتاب سمجھا ہے اور کتنی زبردست تحریف کے وہ قائل ہیں۔ اعراب۔ الفاظ آیات۔ سوَر ہر ایک چیز میں انھوں نے تحریف کو قبول کیا ہے۔ شیعہ بیچارے تو ہمیشہ سے یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور بالکل صحیح عقیدہ رکھتے ہیں کہ موجودہ قرآن موافق تنزیل نہیں اور اس کا ثبوت ایسا واضح ہے کہ کوئی صحیح العقل انسان اس کا انکار کر نہیں سکتا ظاہر ہے کہ اوّل حضرت رسولخدا مکہ میں تھے پھر مدینہ میں آئے بس قرآنی سورتیں اور آیتیں بھی اسی ترتیب سے ہونی چاہئے تھیں یعنی پہلے مکی سورے ہوتے پھر مدنی لیکن جامع القرآن صاحب نے اس کا قطعاً کوئی لحاظ نہیں رکھا اور حاطب لیل کی طرح اندھا دھند جو آیت اور جو سورہ جہاں چاہا رکھدیا

کہیں مکی ہے تو کہیں مدنی آجتک کسی مسلمان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اجتہاد کس غرض کو مدنظر رکھکر فرمایا گیا تھا بظاہر تو انسانی عقل میں آنیوالی کوئی بات نظر نہیں آتی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انتہائی بوکھلاہٹ میں کوئی شخص کام کرے آجتک کسی سنی عالم کو اتنی جرأت نہوئی کہ اس عقدہ سربستہ کو حل کرکے اپنے خلیفہ کی بگڑی بات بنا لیتا اگر یہ ترتیب بلحاظ سورتوں کے طویل و مختصر ہونے کے ہوتی تو سب سے پہلے چھوٹی سورتیں ہوتیں پھر ذرا ان سے بڑی یا یوں ہوتا کہ پہلے سب سے لمبی سورتیں ہوتیں پھر چھوٹی پھر اس سے چھوٹی موجود قرآن میں ایسا نہیں اگرچہ یہ ترتیب عند العقل ممدوح نہ تھی کیونکہ اس سے کوئی خاص مقصد حل نہ ہو سکتا تھا تاہم ایک عقلی صورت ضرور تھی مگر بدقسمتی سے وہ بھی نہیں یا سورتوں کی ترتیب بلحاظ احکام ہوتی یعنی ایسی سورتیں پہلے ہوتیں جن میں پہلے آنے والے احکام کا ذکر ہوتا پھر اسی سلسلہ سے ترتیب کو قائم کیا جاتا مگر خوبی قسمت سے یہ بات بھی نہیں یا بلحاظ رسول کے واقعات کے ترتیب ہوتی جس سے سلسلہ سے واقعات کا پتہ چل جاتا بعضلہ یہ بات بھی نہیں پھر کوئی ہمیں جواب دے کہ جناب جامع القرآن نے یہ ترتیب کس غرض کو پیش نظر رکھکر دی افسوس ہے کہ اس ترتیب نے مسلمانوں پر بہت سی ہدایتوں کے ابواب بند کر دئے نہ اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسی آیتیں مدنی تھیں کونسی مکی کونسے احکام پہلے آئے تھے کونسے بعد کونسی پیشینگوئیاں پہلے ہوئیں کونسی بعد رسول کی زندگی کے کونسے واقعات پہلے تھے کونسے بعد کونسے غزوات پہلے ہوئے کونسے بعد اگر کوئی سنی عالم موجودہ ترتیب سے یہ امور سمجھادے تو ہم جانیں اگر یہ سب فائدے جاتے رہے تو جامع القرآن کی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے ہمارے ہمزبان ہو کر یہ کہنا چاہیے کہ قرآن کی ترتیب میں تحریف ہے اور بیّن تحریف ہے تمام علماء بالاتفاق یہ مانتے چلے آرہے ہیں کہ سب سے پہلے جو سورت رسول پر نازل ہوئی وہ اقراء ہے لیکن ذرا ملاحظہ تو فرمایئے کہ اب قرآن میں کہاں ہے جس کو اول و آخر سورہ کو سمجھنے کی اہلیت نہو وہ قرآن جیسی کتاب کو جمع کرنے کی جرأت کرے قرآن کی انتہائی توہین ہے افسوس ہے کہ اوراق نور میں طولانی جواب کی گنجائش نہیں ورنہ ہم اس خاص مسئلہ میں بہت کچھ لکھتے بہرحال ہمارے معترض کو کان کھولکر یہ سن لینا چاہیے کہ شیعہ جس تحریف کے قائل ہیں وہ یہ ہے۔ البتہ سنی حضرات ہر قسم کی تحریف کے قائل ہیں۔ اگر کتابوں سے ثبوت کی ضرورت ہے تو معترض کو چاہیے کہ مصحف ناطق کی ہر سہ جلد نسیم بکڈپو سے منگا کر ملاحظہ فرمالے۔

بیشک ہم عمل بالقرآن کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور اس پر غور کرکے اور اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھکر عمل کرتے ہیں۔ ہم رٹو طوطے نہیں کہ زبان پر محض الفاظ ہی الفاظ ہیں اور دل و دماغ مفاہیم و مطالب سے بالکل خالی ہے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کو قرآن سے واسطہ ہو۔ قرآن سے واسطہ تو ایسے لوگوں کے پیرو ولی کو ہونا چاہیے کہ جس کی زبان پر بجائے قرآن کے توریت چڑھی ہوئی تھی اور جو توریت کو قرآن پر ترجیح دینے والے تھے ہمارا عمل اسی قرآن پر ہے۔ ہم اسی کو اللہ کی کتاب سمجھتے ہیں جناب امیر علیہ السلام کا عمل بالیقین اسی قرآن پر تھا اور ان سے بہتر اس قرآن پر عمل کرنے والا تھا ہی کون انھوں نے تو ایسا عمل کیا کہ بعض آیات انہی کے عمل سے مختص ہو کر رہ گئیں اور دوسروں کو ان پر عمل کرنے کی سعادت ہی نصیب نہوئی مثلاً آیہ نجوی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت نے بخوف اعدار دین قرآن کی اشاعت نہیں کی انھوں نے تو ایسی اشاعت کی کہ حضرت عمر یہ کہتے کہتے مرگئے لولا علیٌ لہلک عمر جب کسی قضیہ میں خلیفہ صاحب مضطر ہوتے تھے اور موافق قرآن فیصلہ سمجھ میں نہ آتا تھا تو علی ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتے تھے۔ ابن عباس سے پوچھو کہ علی نے قرآن کی کیسی تعلیم دی کونسا وقت تھا جب علی کی زبان خاموش رہی وہ بالاعلان منبر پر بیٹھکر یہ فرماتے تھے سلونی قبل ان تفقدونی انھوں نے حقائق قرآن کو سمجھایا۔ ناسخ و منسوخ آیات کو بتایا۔ محکم و متشابہ کو سمجھایا۔ تمام صحابہ قرآن کے متعلق ہر نزاعی مسئلہ میں انہی کی طرف رجوع کرتے تھے البتہ اس طرح اشاعت نہیں کی کہ کہیں عرس میں جاکر قل پڑھتے کسی مسجد میں تراویح اس طرح پڑھاتے کہ سننے والوں کی سمجھ میں ایک لفظ نہ آتا جناب امیر علیہ السلام نے کسی وقت یہ نہیں فرمایا کہ یہ قرآن وہ قرآن نہیں جو رسول اللہ پر نازل ہوا تھا اور نہ آجتک کسی شیعہ کا یہ عقیدہ ہوا۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ اس

قرآن میں جو کچھ ہے وہ سب کلام الٰہی ہے۔ جناب امیر علیہ السلام جو قرآن پیش کرنا چاہتے تھے وہ اس قرآن سے علیحدہ کوئی چیز نہیں تھی۔ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض کی معلومات کا دائرہ بہت ہی محدود ہے شیعہ اور سنی سب کی کتب میں بالاتفاق یہی لکھا ہے کہ رحلت رسول کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ میں اس وقت تک اپنے شانہ پر ردا نہ ڈالونگا جب تک قرآن کو موافق تنزیل جمع نہ کر لونگا چنانچہ جب موافق تنزیل جمع ہو گیا تو آپ نے اس کو خلیفہ وقت کے سامنے پیش کیا مگر جہاں ہزاروں بے ضابطگیاں اور بے قاعدگیاں جائز سمجھی جاتی ہوں وہاں قرآن کے موافق تنزیل جمع ہونے کی کیا قدر ہوتی انھیں تو اپنی بے ڈھنگی رفتار پسند تھی صاف انکار کر دیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں آپ نے فرمایا بس اب تم اسے کبھی نہ دیکھو گے کیونکہ حضرت یہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلامی دنیا میں دو قرآن چلیں اور دو نوں میں سے ایک بھی دیگر ادیان والوں کے لئے قابل اعتماد نہ رہے یہی وہ قرآن ہے جو ہمارے امام غائب کے پاس ہے یہی اس آورجنل کاپی کی نقل ہے جو قلب رسول پر نازل ہوا تھا۔ امام کا کام یہ تھا کہ وہ موافق تنزیل مرتب کر کے حکومت اور پبلک کے سامنے پیش کر دیں مانے یا نہ مانے یہ اس کا فعل ہے امام اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا۔ اہلسنت ہمیشہ شیعوں کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں کہ ان کا ایمان اس قرآن پر نہیں حالانکہ آجتک کسی ایک شیعہ نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا ایمان اس قرآن پر نہیں۔ ہم اس کو حرف بحرف منزل من اللہ جانتے ہیں لیکن اس کو موافق تنزیل نہیں سمجھتے ایسی صورت میں کون بے عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمیں قرآن پر عمل کرنے کا حق نہیں یا ہمارا اس پر عمل نہیں۔ راقم الحروف مدیر انور

سادات موہنہ کی سانحہ عظیم سے نجات

اس کشمکش کے وقت میں جبکہ ملک نازک دور سے گزر رہا ہے اس امر کی ضرورت تھی کہ ہندو مسلمان متحد ہو کر اپنے ملکی فرائض انجام دیتے مگر افسوس کہ ہندو اس کا ذرا احساس نہیں رکھتے اسی سلسلہ میں موہنہ ضلع گوڑگانوہ کے سادات عظام کو جو اقلیت میں ہیں جاٹوں اور بنیوں کی طرف سے سخت تکالیف پہنچیں۔ ذوالفقار حیدر مرحوم کو جاٹوں اور بنیوں کے بڑے گروہ نے بیدردی سے قتل کیا اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ سید نصیر عباس صاحب اور سید مصطفیٰ حسین صاحب کے خلاف قتل کا مقدمہ چلا دیا حالانکہ یہ حضرات بالکل بے گناہ تھے ہم فاضل سشن جج مسٹر ڈی بیدی صاحب کے اس منصفانہ فیصلہ پر نازاں ہیں کہ انھوں نے چھ سات ماہ مقدمہ کی بغور سماعت فرما کر بے گناہ ملزمان کو بری کر دیا اور جناب ناصر عباس صاحب جاگیردار موہنہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ راقم

حسن بن علی موہنوی از منصبیہ کالج میرٹھ

ایک واعظ کی ضرورت

قصبہ سامانہ ریاست پٹیالہ میں عشرہ محرم کے لئے ایک فصیح البیان واعظ کی ضرورت حسب ذیل شرائط کے تحت میں ہے۔
(۱) کہنہ مشق ذاکر ہوں (۲) زبان نہایت سلیس ہو اور بیان میں شگفتگی ہو (۳) خوش لہجہ اور بلند آواز ہوں (۴) بجائے سطحی مضامین کے علمی مضامین بیان فرماتے ہوں (۵) ضعیف روایات بیان میں نہ ہوں (۶) نکات علمیہ اور پر لطف کنائے بیان فرمانے کے عادی ہوں۔ (۷) دو مجلسیں روزانہ پڑھنی ہونگی۔ مجلس میں کافی مجمع مومنین کا ہوتا ہے ایک مجلس وقت شب ۹ بجے سے اور دوسری مجلس دن کو ۔ بجے سے شروع ہوتی ہے
جو صاحب تشریف آوری کیلئے آمادہ ہوں وہ حضرات اعلیٰ حضرت سید العلماء شمس الواعظین جناب مولانا و مقتدانا مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ مہتمم مدرسہ منصبیہ نور امروہہ آباد سے خط و کتابت فرما کر اپنے شرائط طے فرمائیں۔

نوٹ شہر اللہ طے ہونے کے بعد ایک بار محرم سے قبل کسی موقع پر ان کو سامانہ تشریف لا کر وہاں کے مومنین کو اپنا بیان سنانا ضروری ہوگا۔ آمد و رفت کا خرچ مومنین سامانہ کے ذمہ ہوگا۔ المشتہر

سید باقر حسین بی اے ایل ایل بی وکیل سامانوی

برکات ماہ صیام

(از جناب سید علی صاحب نقوی امروہوی سپرنٹنڈنٹ اسٹیشن ۷۵ پنور)

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا فرمائی تھی کہ وہ میری اولاد میں ایک ایسا پیغمبر بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ظاہری و باطنی نجاستوں سے ان کو پاک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی چنانچہ ایک ایسے وقت میں جبکہ دنیا فسق و عصیان کی تاریکی میں مبتلا تھی تمام عالم پر باطل کا تسلط تھا توحید کا روشن چہرہ کفر و شرک کی ظلمت میں محتجب تھا۔ دنیا سے نیکیاں مفقود ہو چکی تھیں تمام زبردست اور متمدن قومیں جبروت خداوندی سے اعلان جنگ کر چکی تھیں۔ عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہا تھا اسوۂ محمدی کی تجلی ہوئی جس کا پہلا منظر وہ تھا جبکہ صاحب اسوہ مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاوی سے منزہ ہو کر کوہ فاران کے قدرتی اور غیر مصنوع تنگ و تاریک حجرے (غار حرا) میں عزلت نشین ہو گیا تھا اور بھوکا پیاسا کئی کئی راتیں خدا کی یاد میں بسر کرتا رہا تا آنکہ کوہ حرا کے اس حصہ میں گوشہ نشین کو ایک نور عطا ہوا جس نے تیرہ و تار غار کو روشن کر دیا اور نور ہدایت و فرمان کا ایک تابندہ و درخشندہ آفتاب تھا جس نے ظلمت و تاریکی کی جگہ روشنی پھیلا دی اور تمام عالم کو اس کی شعاعوں نے روشن کر دیا اور وہ نور معظم جس نے عالم ارضی کو منور کر دیا قرآن مجید تھا جس نے صدیوں کی بدیوں اور گمراہیوں کو دور کر دیا باطل قوتوں کو شکست دیدی غافل دلوں کو بیدار اور ہوشیار کر دیا کائنات ارضی کی تشنگی ہدایت کو سیراب کر دیا۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ و یھدیھم الی صراط مستقیم

بیشک تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور ہدایت اور روشن کتاب آ چکی ہے جس کے ذریعہ اللہ پاک اپنی رضا کے طلبگاروں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور تاریکیوں سے نکال کر راستی میں لاتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

انسانی سعادت کا مبارک پیغام جس کی تبلیغ عزلت نشین حرا کے سپرد ہوئی، خدا کا روح پرور کلام جو سب سے پہلے نازل ہوا یہ تھا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق الخ اور یہ کلام جس شب میں نازل ہوا وہ لیلۃ القدر تھی یعنی عزت و حرمت کی رات تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الخ اور لیلۃ القدر جس مہینہ میں آئی وہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے جس میں خلاق عالم کا مقدس کلام بندوں کو پہونچنا شروع ہوا جو قوموں کی ہدایت اور اس سعادت کے ظہور کی یادگار ہے

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینات من الھدی و الفرقان

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت نامہ ہے اور گمراہی حق و باطل کی تمیز کا کھلا نشان ہے۔

پس رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جو خدا کی سب سے بڑی رحمت اور برکت اترنے کا ذریعہ بنا۔

روزہ رکھنے کے فوائد روزہ ملکوتی حالت کے ظہور کا نام ہے۔ روزہ دار کا بدن انسان ہوتا ہے لیکن اس کی روح فرشتوں کی زندگی گذارتی ہے جو کھانے پینے اور دیگر لذائذ مادی اور ضروریات

دنیوی سے پاک ہیں جن کی زندگی کا مقصد محض احکام خداوندی کی تعمیل اور بجا آوری ہے - روزہ دار غیبت نہیں کرتا کسی کو برا نہیں کہتا کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے - روزہ انسان کے دماغ کو جلا دیکر عقل کو روشنی طبیعت کو تازگی دل کو قوت پہونچانے کا بہترین ذریعہ ہے - الصیام جنۃ روزہ برائیوں سے بچانے کا ذریعہ ہے - روزہ محتاجوں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرنے کا بہترین معلم اور باعث ہے - روزہ شہوت اور خواہش مباشرت دبانے اور کمزور کرنے کا بہترین علاج اور ذریعہ روزہ ہے -

مسائل و احکام ماہ رمضان

روزہ کی نیت کا حکم - ماہ رمضان میں روزانہ سحری کھانے کے بعد اس طرح روزہ کی نیت کرنی چاہیئے کہ کل روزہ رکھونگا میں واسطے رضائے خدا کے قربۃ الی اللہ -

سحری کھانے کی فضیلت - آنحضرت صلعم نے فرمایا تسحروا فان فی السحور برکۃ (سحری کھایا کرو کیونکہ اس کے کھانے میں برکت ہے) آنحضرت ؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت سحری کھانا ترک نہ کرے اگرچہ ایک دانہ خرمائے ناقص کا ہو - اللہ اور ملائکہ صلوات بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو وقت سحر استغفار کرتے اور سحری کھاتے ہیں وقت افطار یہ دعا پڑھنی چاہیے - اللھم لک صمت و علی رزقک افطرت و علیک توکلت اور جب کھانا سامنے آئے تو کہے اللھم لک صمنا و علی رزقک افطرنا فتقبلہ منا انک انت السمیع العلیم - جب پہلا لقمہ اٹھائے تو کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا واسع المغفرۃ اغفرلی - روزہ مستحب ہے کہ تازہ کھجور سے افطار کیا جائے - اگر تازہ نہ دستیاب ہو تو خشک سے آنحضرت رطب یا حلوا یا نبات سے افطار فرمایا کرتے تھے اور جب یہ چیزیں نہ ملتیں تو آب گرم سے افطار کرتے تھے -

لیلۃ القدر - شب قدر وہ مبارک رات ہے جس میں خدا کا کلام نازل ہوا - اس عزت و حرمت کی رات ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے - یہ امن و سلامتی کی رات ہے جس میں دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام اترا وہ برکت والی رات ہے جس میں خدا کی رحمتیں ہم پر جھوم جھوم کر برستی ہیں - اسی رات میں قرآن نازل ہوا - یہ تمام رات عبادت الہی میں گزاری جائے

ماہ رمضان کی فضیلتیں ولیعہدی امام رضا علیہ السلام ہے - ۲ - نزول توریت ہے ۳ - نزول انجیل ہے ۴ - نزول قرآن ہے ۵ وفات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ہے ۶ اسی ماہ میں حضرت رسولخدا نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قایم کی ۷ ولادت امام حسن علیہ السلام ہے - شہادت حضرت علی علیہ السلام ہے -

---

معاد جسمانی اور ہمارا عقیدہ

از مسٹر الف اے خاں صاحب مقیم کراچی نمبر ۳

مائی ڈیر اڈیٹر نور - میں چونکہ اچھی اردو نہیں لکھ سکتا اس لئے اپنے خیالات انگریزی میں لکھکر روانہ کرتا ہوں مہربانی فرماکر آپ اس کا ترجمہ رسالہ نور میں شایع کر دیجئے اور یہ مسودہ میرے پاس واپس بھیجدیجئے تاکہ فائل میں رہے ممکن ہے پھر کچھ لکھنے کی ضرورت پیش آئے - آپ کی اس زحمت کا شکر گزار ہونگا - ترجمہ ذرا احتیاط سے ہونا چاہیئے مقابلہ کے وقت مجھے کوفت ہوتی ہے میں عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکی نقل نہیں کر سکا - آپ کا خادم فیروز

میں بہت ہی خوش ہوں کہ آپ نے رسالہ نور میں بڑی دلچسپ اور نہایت ضروری بحث چھیڑ رکھی ہے - ایسے مسائل کا موقع بحث میں آنا نہایت ضروری ہے - مجھے اس وقت آیت تو یاد نہیں آتی لیکن اس کا مضمون ضرور یاد ہے یعنی حضرت رسولخدا کی دعوت اسلام عقلی دعوت تھی (غالباً یہ اشارہ ہے آیہ ادعو کم الی اللہ علی البصیرۃ انا و من اتبعنی کی طرف - مدیر) پس جبتک کوئی مسئلہ عقل کی روشنی میں نہ آجائے وہ اسلام کا حکم کہے جانے کی قابل نہیں - میں

ہی روشنی کا آدمی ہوں اس لئے تقلیداً کسی امر کو بالخصوص اصول دین کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔
معاد جسمانی کے متعلق میں نے آپ کی تحریر کو بہت غور سے پڑھا۔ میں آپ کی رائے سے ایک بڑی حد تک متفق ہوں اور مولانا کرارادی صاحب نے جو تردید کی ہے میرے نزدیک وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ ممکن ہے روایتاً ان کے خیال کی کسی قدر تائید ہو جائے لیکن درایت ان کے قطعاً خلاف ہے اور نئی روشنی کے حضرات جب تک روایت کو موافق درایت نہیں پاتے اس کے قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ جو مذہب محققوں اور فلاسفروں کو اپنے احکام سے مطمئن نہ بنا سکا وہ اپنے دائرہ کی توسیع صرف جاہلوں اور تقلید پرستوں میں کرتا رہے گا۔
اس زمانہ کے تمام اسپرچولسٹ (SPRITUALIST) لوگ اس تحقیق پر متفق ہیں کہ انسان تین چیزوں کا نام ہے باڈی (BODY) مائنڈ (MIND) اینڈ سول (Soul) یعنی جسم، نفس اور روح۔ مائنڈ سے میری مراد سر کا بھیجا یا دماغ نہیں بلکہ وہ عقلی نظام ہے جو مادی جسم کی مشین کو چلا رہا ہے۔ یہ پوری سسٹم غیر محسوس ہے اور ایک ایسے لطیف مادہ سے اسکی خلقت ہے کہ اگر ہم سمجھنے کی کوشش بھی کریں تو سمجھ میں آنا محال ہے موجودہ زمانہ کے محققین نے اگرچہ بہت سی خصوصیات تک رسائی حاصل کر لی ہے تاہم ابھی وہ اس ناپیداکنار سمندر کے ساحل سے زیادہ آگے نہیں بڑھے ہم اس مادہ کو جس سے یہ تمام تعجب خیز سسٹم بنی ہے ایتھر (EATHER) کہتے ہیں۔ ہمارا موجودہ مادی جسم جو ہر وقت ہماری نظر کے سامنے ہے مرکب ہے دو قسم کے اجزا سے جنکو موجودہ سائنس کی اصطلاح میں الیکٹران اور پروٹان کہتے ہیں اور یہ دونوں اجزا اپنی ساخت، حجم، انقباض و انبساط، حرکت و سکون اور وزن وغیرہ میں چند چیزوں کے محتاج ہیں مثلاً الیکٹریسٹی، میگنٹ یا قوت مقناطیس، گریوٹی یا قوت کشش ارض اور ان قوتوں کے پیدا کرنے میں ہماری اس مادی دنیا کے بہت سے کارکن شریک ہیں۔ آفتاب، ماہتاب، زمین، ستارے وغیرہ بغیر ان چیزوں کے یہ قوتیں ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں اور جب بغیر ان کے وجود جسم محال ہے تو ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ جہاں کہیں یہ وجود پایا جائے گا وہاں ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ قیامت میں چونکہ یہ سب مادے فنا ہو جائیں گے نہ آفتاب رہے گا نہ ماہتاب نہ ستارے نہ زمین لہذا اعلاً ماننا پڑے گا کہ جنت ایک ایسا مقام ہوگا جہاں موجودہ سولر سسٹم یا نظام شمسی کا دخل نہ ہوگا وہاں کے زمین و آسمان صبح و شام ہوا اور فضا کچھ اور ہی ہوگی اور جب یہ صورت ہوگی تو یہ جسم مادی وہاں نشو و نما پانے اور رہنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ خدا میں یہ قدرت ہے کہ وہ بدون اسباب و علل بھی کوئی کام کر سکتا ہے لیکن اسکی یہ عادت نہیں کہ بغیر دل و دماغ کے کسی آدمی کو زندہ رکھے بغیر پروں کے فضا میں پرندوں کو اڑائے یا مچھلیوں کو خشکی میں دوڑائے وہ سوائے خاص خاص حالتوں کے دنیا کے تمام معاملات میں اسباب و علل ہی سے کام لیتا ہے اسی وجہ سے وہ مسبب الاسباب ہے۔ سبب اور اثر دونوں اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں پھر وہ ان کو نظر انداز کیوں کرے ہر چیز میں جو خاصیت اس نے دی ہے اس کا ظہور ضرور ہونا چاہئے
ہمارا مائنڈ مرنے کے بعد اس دنیا میں جاتا ہے جو اس کے حسب حال ہے یعنی ایتھرک ورلڈ (EATHERIC WORLD) جسطرح جسم مادی کو یہاں پھیلنے اور بڑھنے کا موقع ملتا ہے اسی طرح ایتھری جسم کو ایتھری فضا میں اپنے اعضا و جوارح سے کام لینے کا موقع ملتا ہے۔ وہاں انسانی مائنڈ کو اس کے مناسب حال ایک جسم ملتا ہے جو ایتھری جسم کہلاتا ہے اس کے الیکٹران اور پروٹان مادی الیکٹران و پروٹان سے بالکل جداگانہ ہوتے ہیں اور اسکی طاقت اور کرشمے بھی اس جسم سے بالکل مغائر ہوتے ہیں یہ ایتھری جسم قیامت تک اپنی خصوصیات کا حامل رہے گا۔ اب رہی تیسری چیز یعنی سول یا روح وہ اپنے مناسب جسم کے ساتھ جنت میں ہوگی اور اس کے الیکٹران اور پروٹان بلحاظ جنت ہونگے اور اس بدن کی طاقت گزشتہ دونوں سے کہیں زیادہ ہوگی۔ پس اگر جنت میں یہی جسم جائے گا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک جز (سفلی) کی بدولت دو اعلیٰ جزوں کی

جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ کا اتنا عظیم الشان کرشمہ ایک مادی جسم کے ذریعہ سے دکھایا ہے کیا وہ اعلیٰ ترین قوا و اجسام کے بہترین تصرفات نہ دکھائے گا۔ مانند اور رسول ہر حالت میں ہر حیثیت میں جسم مادی سے سوپیریر SUPERIOR ہیں لہٰذا ان کے لئے کچھ اور ہی فضا درکار ہے۔ اس روحانی جسم کی آنکھیں، کان، ناک اور دیگر اعضا کچھ اور ہی ہونگے اور درحقیقت وہی اس قابل ہوسکتے ہیں کہ انوار جلال ایزدی کا نظارہ کرسکیں، ندائے الٰہی کو سن سکیں بوئے رحمت کو سونگھ سکیں۔ ان مادی اعضا میں وہاں کی لذات سے لطف اندوز ہونے کی طاقت نہیں۔

معادِ جسمانی اور ہمارا عقیدہ

از جناب سید اکبر حسین صاحب زید فضلہ

ماہ ستمبر کے رسالہ نور میں اڈیٹر صاحب نور کا معاد جسمانی کے متعلق پر زور مقالہ اور اس پر مولانا شمس الحسن صاحب کراروی کا ایراد نہایت غور کے ساتھ پڑھا۔ میں کراروی صاحب کے بہت سے ایرادات کو قطعاً مہمل اور لایعنی سمجھتا ہوں۔ انھوں نے بدیہیات سے انکار پر کمر کس لی ہے اور توہین علما اپنی دستار فضیلت کا طرۂ امتیاز سمجھ رکھا ہے۔ سرکار علامہ ہروی کی شان میں جو حقارت آمیز کلمات تحریر فرمائے ہیں وہ درحقیقت چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے انھوں نے بیشمار مومنین کے قلوب کو اپنے اس رویہ سے اذیت پہنچائی ہے۔ علامہ موصوف کے فضل و کمال کے معترف اور ان کے تقدس و تورع کے معتقد نہ صرف پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں بلکہ یوپی میں بھی ایک کثیر جماعت ان کے کمال نفسانی اور فیوض روحانی کا دم بھر رہی ہے۔ تمام دنیا کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے دعوے کے ثبوت میں علما کے اقوال پیش کرتی ہے پس اگر اڈیٹر نور نے علامہ ہروی کا قول پیش کر دیا تو مولانا کراروی کو اتنا غصہ کیوں آیا۔ اس قول کا رد لازم تھا نہ کہ طعنہ زنی و استہزا۔ اگر ہمارے مولویوں کا انداز بحث یہی ہے کہ جس کا قول اپنے خلاف پایا اسی کو گالیاں دینے لگے اسی کی پگڑی اچھالنے لگے تو پھر شاید شیعہ مولوی اس قابل ہی نہ رہیں گے کہ ان کو کسی مہذب مناظرہ کی دعوت دی جائے مولانا نے بہت سے غیر ضروری پہلو نکال کر خواہ مخواہ مضمون کو طولانی بنا دیا ہے۔ اگر وہ مسئلہ معاد جسمانی کو سمجھے ہوئے ہیں اور بجز من دیگرے نیست کے مدعی ہیں تو ذرا میرے ساتھ سورہ **ھود** کی حسب ذیل آیات کو غور سے پڑھیں اور پھر جو چاہیں جواب لکھیں۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ (ان میں سے کچھ لوگ شقی اور کچھ نیک بخت ہونگے بدبخت لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے جس میں وہ چیخ پکار مچائیں گے دوزخ میں وہ آسمان و زمین کے باقی رہنے تک رہیں گے مگر یہ کہ خدا کچھ اور چاہے کیونکہ وہ اپنے ارادہ کا مالک ہے اور نیک بخت لوگ بھی جنت میں داخل ہو کر آسمان و زمین کے رہنے تک باقی رہیں گے مگر یہ کہ خدا کو کچھ اور منظور ہو اس بخشش کا سلسلہ برابر جاری رہے گا)

ترجمہ تو آپ نے پڑھ لیا اب اس کے متعلق حسب ذیل امور پر ذرا ٹھنڈے دل سے توجہ فرمائیے۔

(۱) یہ آیات قیامت سے متعلق نہیں بلکہ برزخ سے متعلق ہیں۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ مقبول الترجمہ صفحہ ۲۷۳ پر خالدین فیہا پر حسب ذیل حاشیہ ہے "تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ذکر دنیا کی آگ میں ہے کہ جو قیامت سے پہلے ہوگی)

کی روحیں منتقل ہو جائیں گی اور یہ جو فرمایا غیر مجذوذ تو اس سے مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے
جا ملے گا۔ یہ ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو عذاب قبر کا اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں ثواب و عذاب ملنے کا انکار کرتے ہیں
قول صاحب تفسیر صافی۔ ان آیتوں کی تفسیر خدا کے اس قول سے بھی ہوتی ہے يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا
وہ ایک آگ ہے جس میں کہ وہ صبح و شام جھونکے جائیں گے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالم برزخ کی ہے
جو قیامت سے پہلے ہوگا کیونکہ خود قیامت میں نہ صبح ہے نہ شام۔
اب ذرا عقلی توجیہ بھی اسکی سن لیجئے کہ یہ آیات اس جنت سے متعلق نہیں جہاں مومنین بعد حساب و کتاب قیامت جائینگے کیونکہ
جب آسمان و زمین کا قصہ ہی قیامت میں ختم ہو جائے گا تو جنتی لوگوں کے لئے مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہنا کیسا
دوسرے وہاں ہمیشہ رہنا ہوگا پھر اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کیسا کیونکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ میں رہنے
والوں کو خدا چاہے گا تو باہر بھی کر دے گا۔ بہر حال درایتاً اور روایتاً دونوں طرح یہ ثابت ہو گیا کہ یہ آیات برزخ سے
متعلق ہے

(۲) برزخ میں بھی جنت و دوزخ ہے۔ جنت کا لفظ تو صاف ہی وارد ہوا ہے نار سے مراد مفسرین نے دوزخ لی ہے
غالباً اس کے تسلیم کرنے میں مولانا کو بھی تامل نہ ہوگا۔

(۳) ص ۲۷ والے حاشیہ سے معلوم ہوا کہ جنت میں روحیں منتقل ہونگی اور وہاں نعمتیں حاصل کریں گی اور دوزخ میں
بھی روحیں ہی آگ میں جلائی جائینگی۔ دیکھئے یہاں جسم کا کوئی ذکر نہیں ہے وہ قبر میں چین سے پڑا سو رہا ہے۔

(۴) روح پر عذاب بھی ہو سکتا ہے اور وہ لذات سے متلذذ بھی ہو سکتی ہے۔

(۵) عطاءً غیر مجذوذ سے یہ مراد ہے کہ اس جنت برزخ کی نعمات کا سلسلہ اس جنت سے جا ملے گا پس جو روحیں
یہاں متلذذ ہو رہی ہونگی وہی وہاں بھی جنت میں داخل کیجائینگی۔

ان پانچ باتوں کے بعد مولانا سے یہ سوال کرنے کو دل چاہتا ہے کہ ایک جنت میں ایسا ہو سکتا ہے تو دوسری جنت میں کیوں نہیں
ہو سکتا اور جو ایراد عقلی وہاں ہو سکتا ہے وہ یہاں کیوں نہیں ہو سکتا۔ جب جسم نیکی و بدی کرنے میں شریک تھا تو یہ برزخ
میں صرف روح کو کیوں سزا و جزا مل رہی ہے یہاں شریک کار بد یا کار نیک کیوں نہیں طلب کیا جاتا کیا اس سے
عدل الٰہی پر حرف نہیں آتا۔ اس میں جو مصلحت ہو ذرا مہربانی کر کے مجھے بھی سمجھا دیجئے۔ ایڈیٹر نور بیچارہ تو یہ کہتا ہے کہ
جنت میں جسم تو ہوگا مگر ایسا نہ ہوگا جیسا یہ وجود مادی ہے برخلاف اس کے مذکورہ بالا حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ تمام معاملات روحوں ہی سے متعلق ہونگے۔ دیکھئے مولانا یہ نص قرانی مع ایک حدیث کے آپکی خدمت میں پیش کی
گئی ہے اس کی تردید ذرا سنبھل کر کیجئے۔ جنت و دوزخ کا لفظ بھی بولا گیا ہے خالدین فیہا بھی ہے یعنی وہ سب باتیں
ہیں جو جنت و دوزخ میں ہونی چاہئیں۔ میں آپ کے جواب کا بے چینی سے منتظر رہونگا۔ مولانا ذرا اس کا بھی جواب
دیجئے گا کہ برزخ کی دوزخ میں صبح و شام کس کو جھونکا جائے گا۔ کیا چیز وہاں جلے گی۔ قیامت تک ایک ہی جلد جلتی
رہے گی یا یہ جلدیں بدلتی رہیں گی۔ یہ جلدیں کہاں سے آئیں گی بدن مادی تو وہاں ہوگا ہی نہیں۔ یہ بھی ارشاد ہو کہ
جنت کی نعمتوں سے کونسا جسم متلذذ ہوگا۔ حوروں سے مباشرت کون سے جسم سے ہوگی۔ جنت کے میوے کونسا بدن
کھائے گا جسم مثالی یا جسم مادی۔ اگر یہ تمام سزا و جزا جسم مثالی سے وابستہ ہو گئی تو سمجھ لیجئے کہ آپ کے عقیدے
کا تمام طلسم سرنگوں ہو گیا اور اگر جسم سے یہ سب امور متعلق ہونگے تو وہ جسم آئے گا کہاں سے مادی جسم تو قبر میں ہوگا
اگر کوئی دوسرا جسم روح کو ملے گا جو اس کے مناسب حال ہوگا تو پھر دوسری جنت میں وہاں کے مناسب حال اگر ایک
وجود عقلی مان لیا جائے تو کیا خرابی لازم آتی ہے۔ اگر آپ کو جنت برزخ اور دوسری جنت میں کوئی فرق محسوس ہوتا ہو
تو مہربانی فرما کر اسکو ضرور بیان فرما دیجئے۔ اگر یہ جسم مادی جنت میں جانے والا ہوتا تو اس کے ساتھ دینے کا سلسلہ برزخ
ہی کی جنت سے شروع ہو جاتا لیکن جب یہاں نیچی جگہ میں نہ جا سکا تو وہاں اونچی جگہ میں تو کیا ہی جائے گا۔

ایک ضروری خط

جناب ایڈیٹر صاحب نور مراد آباد - پرچہ ماہ اگست سنہ ۴۱ء کے صفحہ ۲۶ کے قصیدے میرے سامنے ہیں جنکو محترمی فیضی نسیم بدایونی کے نام سے شایع کیا گیا ہے - بدایوں کی جہاں یہ بدقسمتی ہے کہ ایک سال کے اندر ضیا۔ علی۔ قاسم - آزاد اور فانی جیسے جواہر ریزے زیر خاک ہوگئے جنکی وفات سے اہل بدایوں اور علم سخن کو ایک ناقابل تلافی صدمہ پہنچا ہے وہاں بدایوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہنوز چند جواہر پارے اب بھی گوشہ میں پڑے آب دے رہے ہیں مگر افسوس ایسے لوگوں پر جو اُن کے کلام بے بہا کو اپنے نام سے شایع کرتے رہتے ہیں -

قصائد مذکور شہرۂ آفاق شاعر حضرت مظاہر بدایونی کے ہیں جنکو محترمہ فیضی نسیم کے نام سے شایع کیا گیا ہے - صاحب موصوف کے موجودہ دیوان موسومہ " کفارہ گناہ کبیرہ وصغیرہ " جو زیر طبع ہے کے صفحہ ۴۸، ۶۲۳ پر تحریر ہیں قصیدہ اوّل تو ہو بہو تحریر ہے مگر مقطع میں محترمہ فیضی نسیم نے بجائے اس شعر کے سے

فلک کی گردشوں سے اب مظاہر تنگ آیا ہے (یوں لکھدیا ہے) زمانہ کے مصائب سے نسیم اب تنگ آئی ہے

اور قصیدہ ثانی میں محترمہ کو غالباً کل اشعار قصیدہ دستیاب نہ ہوسکے لہذا میں ناظرین نور کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتی ہوں

جو ہوتا ہے خدا کا کام ہوتا ہے حکیمانہ — سبب کیا تھا بنا لیوا خانہ کعبہ زچہ خانہ

جناب حضرت مریم تھیں معصومہ زمانہ میں — بہت کچھ خاصہ رب تھیں سنا ہے سب نے افسانہ

ہوا جب درد زہ تشریف لائیں خانہ حق میں — نکالا اُن کو یہ کہکر نہیں ہے یہ زچہ خانہ

مگر بنت اسد دیوار شق ہو کر گئیں اندر — علی کی شان دیکھو ہوگیا کعبہ زچہ خانہ

حقیقت میں خلیل اللہ نے معبد بنایا تھا — مگر آذر کی بدعت سے ہوا تھا وہ صنم خانہ

سنا ہوگا کہ کعبہ دست خدا کا کام تھا اس سے — اسی کے ہاتھ سے کعبہ ہوا وہ ہی صنم خانہ

خدا کا گھر مظاہر شادمانی کا یہ موقع ہے — کرو تم بھی طلب وہ ہی بڑا دربار شاہانہ

مگر مایوس مت ہونا بداعمالی سے مستدرنا — یہاں اسکی نہیں پرواہ ہے دربار کریمانہ

راقم ک - الف - قاضی ٹولہ بدایوں

جناب محترمہ فیضی نسیم صاحبہ کیخدمت میں عرض ہے کہ جو الزام ان پر عاید کیا گیا اسکو یا تو غلط ثابت کریں یا اس غلطی کو قبول فرمائیں اور آیندہ ایسی جرأت کا ارادہ بھی نہ کریں - مدیر

معاد جسمانی اور ہمارا عقیدہ

مکرمی جناب ماسٹر سرفراز حسین صاحب تحسین اور جناب مولانا سید شمس الحسن صاحب قبلہ کرار وی کے مضامین ہمکو ۲۵ ستمبر کو موصول ہوتے - ہمارے رسالہ کی کاپیوں کو زیادہ سے زیادہ ۲۶ تاریخ کو ہر ماہ میں پریس بھیجدیا جاتا ہے لہذا اس ماہ میں ان دونوں مضامین کا اندراج رسالہ ہذا میں نہیں ہوسکا اگلے مہینہ کے رسالہ میں انشاءاللہ دونوں مضموں مع جواب درج کئے جائیں گے - مینجر

اظہار تشکر

ازجناب سید ارتضیٰ حسین صاحب ناظم دفتر شیعہ مشن کراری

بیشتر میرے تین نونہال مختلف وقفات میں راہئی جنت ہوئے - چھ سال ہوئے کہ تیکل لخت جگر ۲۲ دن کے اندر میرا ساتھ چھوڑ گئے ۔ اب فی الحال ماہ رمضان میں آخری نونہالوں نے داغ جدائی دیا - متعدد تعزیتی خطوط علمائے اعلام، حضرات واعظین و وکلاء، اعزہ و احباب کے آئے جنہوں نے مرہم کا کام کیا - فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے لہٰذا بذریعہ رسالہ نور شکریہ ادا کرتا ہوں - آہ میرے بھرے گھر کی تباہی و بربادی کے متعلق جو خطوط موصول ہوئے وہ میرے زخمی دل کا مرہم بنے جاتا ہوں کہ بعض خطوط کا مضمون طبع کرا دوں تاکہ اگر میری طرح کوئی اور محزون و دل شکستہ ہو تو ان الفاظ سے تسکین حاصل کرے ۔

ھوالھادی - رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہٖ - آپکا ابتلا واقعی بہت سخت ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس باپ کو جس کے نو بچے مر چکے ہوں کن الفاظ میں تعزیت اور تسلیت پیش کی جائے - پیارا حسن جو آپ کا آخری ساتھ چھوڑنے والا ثمرہ دل تھا اسکی موت کی خبر نے دل و دماغ پر پورا قبضہ کر لیا مشیت ایزدی کیلئے کوئی کیا جانے - نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کے زخمی جگر اور داغدار دل کا علاج کیونکر ہوگا - آپ کا اس عالم یاس میں جبر و سکون سے کام لینا بیشک خدا بڑا اجر رکھتا ہے خدا بچوں کی ماں کو بھی سکون عطا فرمائے اور اس صبر کے اجر میں روز حشر کربلا کی سید انیوں کی کنیزی میں محشور کرے - آپ دونو خستہ جگر کربلا والوں کے مصائب کو پیش نظر رکھ کر قضائے الٰہی او مشیت ایزدی پر راضی رہیں خداوند عالم قادر مطلق ہے وہ اس ابتلا کے اجر میں درجات آخرت بلند کرے گا اور یہاں نعم البدل عطا فرما کر اجڑے گھر کو بھر لیا دے گا - آپ کا نام ارتضیٰ حسین ہے آپ نے مصیبت میں صبر کرنا چونکہ مینے مظلوم امام سے سیکھا ہے لہٰذا رضائے حسین حاصل کر کے آپ صحیح معنی میں ارتضیٰ حسین ہو گئے - مصیبت پر مصیبت اور داغ پر داغ اٹھانا اور پھر صبر سے کام لینا آپ کے ایمان کی نمایاں خصوصیت ہے ۔

سید صاحب کا یہ خط کسی قدر طولانی تھا اور بلحاظ مضامین اوراق نور میں زیادہ گنجائش نہ تھی لہٰذا مجبوراً چند سطور کو ترک کر دیا گیا۔ مدیر

اعلان

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب نور دام عنایتکم - تسلیم بعد تعظیم آنکہ مثل سالہائے ماسبق اس سال بھی مفصلہ ذیل رسالہ جات مصدقہ علامہ مولوی حائری صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ مومنین کے لئے وقف ہیں - بہت تھوڑی کاپیاں رہ گئی ہیں جن حضرات تک نہ پہنچی ہوں ارسال محصول ڈاک بھیجکر طلب فرمالیں - (۱) تحفۃ الصائم (۲) اعمال عیدین (۳) اعمال لیلۃ القدر (۴) اعمال مسنجبہ ماہ رمضان مرتبہ مولانا مقبول احمد رسالہ نوحہ جات موسوم بہ فغان ماتم مصنفہ الطاف بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد جی ہدیہ ۲ ر محصول ڈاک ۱ ر - برائے فروخت کچھ کاپیاں رہ گئی ہیں ضرور تمند مومنین و مومنات منگوالیں - المشتہر ڈاکٹر محمد جی جعفری گورنمنٹ پنشنر ریلفیوجی ہیپیتال بالمقابل اسٹیشن ۹ محمد علی روڈ لاہور

بیانِ فطرہ

از جناب شاد صاحب منیجر نور

ماہ رمضان المبارک کی برکات کا خاتمہ عید پر ہوتا ہے۔ شب عید کو غسل کرنا شب بیدار رہنا نماز مغرب کے بعد دعا پڑھنا اور حاجت طلب کرنا وغیرہ تو سنت ہیں لیکن ایک کام واجب بھی ہے بلکہ واجب موکدہ ہے اور یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ فطرہ کا دینا شرط قبولیت روزہ ہے۔ اگر اس کا دینا ممکن ہے اور بصورت امکان نہ دے تو گناہ ہے اور اس کے روزے بیکار ہیں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر زکوٰۃ فطرہ نہ دے تو روزہ قبول نہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ فطرہ بدن کی زکوٰۃ ہے جو بدن کو کثافت سے پاک کرتی ہے۔

فطرہ کے متعلق حکم یہ ہے کہ جو شخص سال بھر تک اپنے اور اپنے اہل و عیال کے خور و نوش کا سرمایہ اپنے پاس رکھتا ہے یا کوئی ایسا ذریعہ معاش رکھتا ہے جس سے سال بھر معاش کا حاصل ہونا ممکن ہے (مثلاً کوئی شخص پیشہ ور ہے اور اپنے پیشہ میں ہمیشہ اتنا کما لیتا ہے کہ بارہ مہینہ اپنے اخراجات کو پورا کرتا رہتا ہے) تو اس پر فطرہ دینا واجب ہے بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ اگر کوئی شخص مفلس ہے اور اتنی مقدرت نہیں رکھتا کہ اپنے اہل و عیال میں سے ہر ایک کا فطرہ دے سکے تو اس کو چاہئے کہ ایک حصہ فطرہ دست بدست پھرا کر یعنی جتنی رقم یا غلہ ایک آدمی کے فطرہ کی ہو وہی گھر کے ہر شخص کے ہاتھ میں پھرا کر کسی محتاج مومن کو دیدے۔

صاحب مقدور کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ اہل و عیال کے علاوہ ان لوگوں کی طرف سے بھی فطرہ دے جو اس کے ساتھ ہیں بلکہ عید کی شب اگر کوئی شخص کسی کا مہمان ہو تو اس کا فطرہ بھی میزبان پر واجب ہے بشرطیکہ پیش از شام اس کے گھر میں وارد ہو خواہ اس کے مال سے افطار کرے یا نہ کرے لیکن اگر مہمان بعد شام آئے تو میزبان پر واجب نہیں خواہ اس کے مال سے افطار کرے یا نہ کرے ایسی صورت میں مہمان کو اپنا فطرہ خود دینا چاہئے بلکہ اگر مہمان غنی ہو اور مہماندار کے عیال میں محسوب نہ ہو تو بہتر ہے کہ دونوں دیں یا ایک دے دوسرے کے اذن سے۔ فطرہ نابالغ پر واجب نہیں اگر یہ کسی کے عیال میں ہو تو اس پر واجب ہے۔ اگر کوئی شخص چند لوگوں کے نان و نفقہ کا ذمہ دار بن گیا ہو اور وہ لوگ اس سے علیحدہ کسی دوسرے مقام یا دوسرے گھر میں رہتے ہوں تو ان لوگوں کا فطرہ اس شخص پر نہیں ہے۔ اسی طرح اگر شام سے پہلے کسی فقیر یا ہمسایہ کو اگر کھانا دے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

فطرہ دینے کی صورت میں بہتر بتلایا گیا ہے کہ چاندرات کے دن شام کو فطرہ جدا کر دے اور صبح کو نماز عید سے پہلے مستحقین کو دیدے اور نیت کرے کہ زکوٰۃ فطرہ دیتا ہوں اپنے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے ادا قربۃً الی اللہ۔ اگر رات کو جدا نہیں کیا تو صبح کو بھی نماز سے پہلے علیحدہ کر دینا اچھا ہے لیکن اگر مستحقین کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے بعد نماز اسی دن یا دوسرے روز تک بھی نہ دیا جاتے اور تاخیر ہو جائے تو کوئی نقصان نہیں البتہ اگر عید کے دن ظہر تک بھی جدا نہ کرے تو احوط یہ ہے کہ شام تک ادا یا قضا کا ارادہ ہی نہ کرے بلکہ یوں ہی دیدے اور اگر عید کا دن گذر جائے تو پھر بقصد قربت دے یعنی یہ ارادہ کرے کہ یہ دیتا ہوں اگر قضائے فطرہ مجھ پر واجب ہو ورنہ تصدق ہو۔

فطرہ کی جنس کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ غلہ وغیرہ دے جو اس شہر کی عموماً غذا ہو جیسے گیہوں یا خرما وغیرہ اور مقدار فطرہ کی شرعاً ایک صاع بتلائی گئی ہے جو حسب فتاویٰ علماء بمبئی سیر سے جو اسّی روپیہ چہرہ دار کا ہوتا ہے تین سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اور اگر احتیاطاً سوا تین سیر فی آدمی دیدے تو زیادہ بہتر ہے۔

مستحقین فطرہ۔ فطرہ ایسے شخص کو دینا چاہئے جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا کھانا نہ رکھتا ہو اور یا تھ پیدا کر

سوال نہ کرتا ہو ۔ صالح نماز گذار ہو ۔ واجب النفقہ مثلاً ماں، باپ ۔ دادا، دادی ۔ بیٹے پوتے وغیرہ کو نہیں دیا جاسکتا اپنے مفلس عزیز کو دینا بہتر ہے بعد اس کے پریشان حال اور غریب ہمسایہ کو دینا چاہئے اس کے بعد اس کو دے جو فاضل تر صالح تر اور پریشان تر ہو ۔ فطرہ غیر سیّد کا سیّد کو نہیں دے سکتے اور فطرہ سیّد کا سیّد اور غیر سیّد دونوں کو دے سکتے ہیں اگر جنس کا حساب کرکے نقد رقم دیدیجائے تو کوئی نقصان نہیں اور اگر نقدی کو مستحقین میں تقسیم کردیا جائے تب بھی نقصان نہیں لیکن ایک فطرہ کی مقدار سے کم یعنی سوا تین سیر سے کم ایک شخص کو نہ دے ۔

شمیم بکڈپو اور رسالہ نور کی امداد آپ حسب ذیل طریقوں سے فرما سکتے ہیں

موجودہ زمانہ میں ہر قوم ۔ تمدنی، معاشرتی ۔ اخلاقی، مذہبی ۔ قومی، اقتصادی ہر قسم کی ترقی کی طرف بڑھتی نظر آرہی ہے ۔ معمولی اور غیر مہذب قومیں بھی علمی میدان میں گامزن ہیں ۔ مدارس قائم کئے جاتے ہیں اخبار و رسائل جاری کرکے قوم کو بیدار بنانے کی کوشش کیجاتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ اس امر سے بھی انکار کی کسی طرح گنجائش نہیں کہ قوم کے جمود کو دور کرنے ۔ قومی اصلاح کرنے اور مذہبی تبلیغ و دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اخبار و رسائل بہتریں اور ضروری ذریعہ ہیں اسی لئے زندہ قوموں میں اس کی کثرت ہے اور اخبار و رسائل کے دیکھنے کا شوق لیکن نہایت افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قوم شیعہ میں باوجود دیگر اقوام سے زیادہ مہذب اور نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اخبار و رسائل کے دیکھنے کا شوق بہت ہی کم رکھتے ہیں جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ تمام قوم میں قومی مذہبی اور تبلیغی رسائل کی تعداد کل تین ہے ۔ اسلامی دنیا ۔ البرہان ۔ نور ۔ اسلامی دنیا تو سہ ماہی رسالہ ہے ماہوار رسالے البرہان اور نور صرف دو لیکن ان دونوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے ہر مہینہ وی پی کی واپسی کی شکایت ۔ مومنین کی بے توجہی اور قوم کی بے حسی کا رونا رہتا ہے ۔ کیا ہم کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ خدا کیواسطے اپنے ان قومی اور تبلیغی رسائل کی طرف متوجہ ہوکر ان کی بقا کی کوشش کیجئے اور قوم میں ایسے دو رسالے تو رہنے دیجئے جن سے تبلیغی کام ہوتا رہے ۔ قومی حالات کے نشر و اشاعت میں آسانی ہو ۔ جمود و بے حسی دور ہو ہمارا کام مومنین کو اس طرف متوجہ کرنا ہے خدا کرے کہ ہماری آواز دلوں پر اثر کرے ۔ اگر آپ شمیم بکڈپو اور نور کی امداد فرمانا چاہیں تو حسب ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر عمل کیجئے جو ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہیں ۔

(۱) بکڈپو کی سرپرستی قبول فرماکر جس کی فیس ۵۰ روپیہ ہے — اِس صورت میں بکڈپو کی تمام کتابیں عمر بھر آپکی خدمت میں بلاقیمت پیش کیجائینگی

(۲) لائف ممبری منظور فرماکر جس کا چندہ ۲۵ روپیہ ہے ۔ — اِس صورت میں بکڈپو " " " بیس سال " " "

(۳) سالانہ ممبری " " " ۵ روپیہ سالانہ ہے — اِس صورت میں بکڈپو " " " ایک سال " "

(۴) رسالہ نور کے تین خریدار پیدا کرکے اور چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجواکر — اِس صورت میں مندرجہ ذیل کتابیں بلا محصول آنے پر بلاقیمت روانہ کیجائینگی

حجۃ الایمان ۱۰؍ نام الایمان ۱۲؍ نورتن ۳؍ مخمس مقبول ۱۲؍ ۔ ۔ ۔ ۔ النور ۱۲؍ ردّ اکبر ۳؍ الجوہر ۱۲؍ حدیث کسا منظوم ۱؍ زیارت ناحیہ منظوم ۱؍

(۵) دو خریدار پیدا کرکے اور چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجواکر اس صورت میں مندرجہ بالا کتب علاوہ حجۃ الایمان اور نام الایمان کے ۸؍ محصول آنے پر روانہ ہونگی

(۶) خود خریدار بن کر اور چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ وی پی عنایت فرماکر ۔ اِس صورت میں ایک سال تک رسالہ آپکی خدمت میں پہونچیگا

(۷) ۵ مومنین کے نام معہ صحیح پتہ روانہ فرماکر — اِس صورت میں چھ ماہ تک رسالہ نور مفت روانہ کیا جائیگا ۔

مصباح المجالس

بہترین و مفید ترین　　نئی تصنیف

(فن ذاکری کی عدیم المثال کتاب)

جلد آرڈر دیجیے

ہم نے حضرت ادیب اعظم مدظلہ العالی سے با صرار تمام یہ کتاب تصنیف کرائی ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول میں تیس مجلسیں ہیں اور حصہ دوم میں بیشمار رموز و نکات قرآن و احادیث وغیرہ ہیں تقریبًا چھ سو صفحہ پر ۲۰×۲۶ سائز کے یہ کتاب ختم ہوتی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ کتب مجالس و مقاتل میں اب تک کوئی کتاب اس جامعیت کی اردو میں نہیں چھپی۔ حضرت ادیب اعظم مدظلہ نے اپنی تیس سالہ کتب بینی سے جو رموز و نکات معلوم کیے تھے تقریبًا وہ سب اس کتاب میں جمع کر دئے ہیں ایک ایک نکتہ قابل وجد ہے ہر مجلس کا عنوان ایک آیت سے کیا گیا ہے اور اس کے متعلق علمی رموز و اسرار بیان کر کے فضائل اہلبیت علیہم السلام بہترین عنوان سے بیان فرمائے ہیں مصائب کا بیان عام کتابوں کی طرح معمولی اور سرسری نہیں بلکہ کئی کئی صفحوں تک ان کا سلسلہ جاری ہے اور ایسے موثر الفاظ اور دلگداز عنوان سے بیان کیا گیا ہے کہ سننے والوں کے دل ہل جاتے ہیں زبان ایسی سلیس اور بیان ایسا پر زور کہ اسکی تعریف نہیں ہو سکتی غرض یہ کتاب بلحاظ اپنی خصوصیات کے اپنی نظیر آپ ہے۔ ایک عرصے سے حضرات مومنین کی جناب ادیب اعظم مدظلہ سے یہ خواہش تھی کہ مضامین عالیہ آپ منبر پر بیان فرماتے ہیں ان کو کسی کتاب میں تحریر فرما دیں تاکہ عام مومنین ان سے فیضیاب ہو سکیں الحمد للہ مومنین کی یہ آرزو پوری ہو گئی۔ قیمت باوجود کاغذ کی گرانی کے مومنین کی آسانی کیلئے صرف تین روپیہ (۳) علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔ المشتہر منیجر شمیم بکڈپو مراد آباد

شمیم بکڈپو مراد آباد کی مذہبی و اخلاقی کتابیں

کتب تواریخ

شہدائے ملت۔ تبرا ایجیٹیشن لکھنؤ کے شہدا کے جگر خراش حالات۔ ۲/
آہنگ حیات۔ مدح ثلاثہ اور تبرا ایجیٹیشن کی مکمل تواریخ ۵/
سکہ اور شرح تبادلہ۔ سکہ اور شرح تبادلہ کی تاریخ اور موجودہ کساد بازاری پر اس کا اثر اور موجودہ اقتصادی مشکلات ۵/
کائنات قبل اسلام۔ قبل اسلام کی بہیمیت و بربریت کا نظارہ اور توحید خالق کی برق تابی وغیرہ کا مفصل بیان۔ ۵/

سوانحعمریاں

دینی کہانیاں حصہ اول (حالات انبیا) ۱۲/ حصہ دوم (حالات معصومین) ۱۲/
حصہ سوم (حالات بنی امیہ) ۱۲/ حصہ چہارم (حالات بنی عباس) ۱۲/
حصہ پنجم (شیعہ سلاطین) ۱۲/ حصہ ششم (شیعہ اصحاب رسول) ۱۲/
سرفروشان ملت۔ تیرہ سو برس کے کامل الایمان شیعوں کے حالات ۸/

خواتین اسلام۔ اسلام کی مقدس خواتین کے حیاتی کارنامے ۸/
آئینہ کربلا۔ قتل عثمان سے لیکر امیر مختار تک کے حالات نہایت دلچسپ مکالمہ کی صورت میں ناولانہ طرز پر ۸/

چہاردہ معصومین کی سوانحعمریاں

مولفہ حضرت ادیب اعظم مدظلہ۔ مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ۔
حضرت خاتم الانبیا (۱۱/) جناب امیر (۱۲/) حضرت سیدہ طاہرہ (۷/)
حضرت امام حسن (۵/) حضرت امام حسین (۱۵/) سید سجاد (۷/)
حضرت امام محمد باقر (۵/) حضرت امام جعفر صادق (۹/) امام موسیٰ کاظم (۷/)
حضرت امام علی رضا (۸/) امام محمد تقی (۴/) امام علی نقی (۷/)
حضرت امام حسن عسکری (۴/) حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ (۹/)
۱۴ کتابوں کا مکمل سیٹ غیر مجلد چھ روپیہ گیارہ آنہ
ناموس اسلام۔ امام حسینؑ کی مکمل سوانحعمری ۴/
سیرۃ المختار۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کی مکمل سوانحعمری ۱۰/

تحفۂ رضویہ۔ امام رضا علیہ السلام کی مکمل سوانحعمری ۵
سہر و چمن۔ امام حسنؑ کی مکمل اور مبسوط سوانحعمری ۱۲
شاہ یثرب۔ امام حسین علیہ السلام کی منظوم سوانحعمری ۱۲
ہمارے رسول۔ چھوٹے بچوں کے لئے جناب رسولخداؐ کی مختصر سوانحعمری آسان زبان میں قیمت ۳
ہماری خاتون جنت۔ جناب سیدہ کی مختصر سوانحعمری ۳
احسن القصص۔ حضرت انبیا کے منظوم حالات ۶
ابو طالب۔ حضرت ابو طالبؑ کی مکمل سوانحعمری ۸
عمار یاسر۔ مقدس صحابی رسول کے حالات ۳
چودہ معصوم۔ چہاردہ معصومین کے حالات۔ ۸
مرقع اسلام۔ جناب رسولخداؐ کی مکمل سوانحعمری ۱۲
یورپ کے سپارے۔ اس کتاب میں یورپ کے ان عالی ہمت لوگوں کے حالات زندگی درج ہیں جنھوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر دور دراز مقامات کے سفر کرکے نامعلوم قطعات زمین کا پتہ چلایا اور قطب شمالی و قطب جنوبی کی سراغ رسانی کی۔ قیمت ۸
ثمرۂ تجارت۔ ان یورپ و امریکہ کے تاجروں کے حالات جنھوں نے تجارت کی بدولت کروڑہا روپیہ کی دولت حاصل کرکے بادشاہوں سے زیادہ تمول حاصل کیا ۸

تفسیر و وظائف

تفسیر انوار القرآن۔ اردو زبان میں کوئی ایسی تفسیر اب تک موجود نہ تھی جس کو صحیح معنی میں تفسیر کہا جاسکے۔ اس اہم ضرورت کو جناب سرکار قبلہ مولانا سید راحت حسین صاحب مجتہد العصر گوپالپوری نے تفسیر انوار القرآن لکھکر پورا کردیا علامہ موصوف نے اس تفسیر میں ہر ایک آیت کے متعلق عجیب و غریب نکات بیان فرمائے ہیں مخالفان اسلام کے تمام اعتراضات کو نہایت قوی ادلہ سے باطل کیا ہے اور اہلسنت کی تفاسیر کے جابجا حوالے دئے ہیں غرض قابل دید تفسیر ہے اب تک ۱۸۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں جن کی قیمت چھ روپیہ چھ آنہ ہے۔
وظائف الابرار۔ سات سوروں اور ۹ مشہور دعاؤں کا مجموعہ مع ترجمہ مثلاً دعائے مشلول و دعائے کمیل وغیرہ مطبوعہ نظامی پریس۔ ہدیہ ۱۲

کتب احادیث

تحفۃ الابرار۔ جامع الاخبار کا اردو ترجمہ ایک ہزار احادیث ۱۲
الصافی شرح اصول۔ حدیث کی مشہور کتاب کافی کی مکمل شرح فارسی میں مع متن عربی دو جلدوں میں غیر مجلد ۱۲
خلاصہ مقدمات صافی۔ ۲۰
الہیئۃ والاسلام۔ تحقیقات ہیئت جدید کے ساتھ ساتھ اسلامی ہیئت کا ذکر۔ اس کتاب سے آئمۂ معصومین کی حقانیت کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ قیمت ۱۲
حدیث کسا۔ منظوم اردو زبان میں۔ ۱

کتب دینیات

بچوں کی دینیات حصہ اول۔ اصول دین کی تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب بصورت مکالمہ نئے انداز سے لکھی گئی ہے۔ ۲
حصہ دوم۔ فروع دین کا بیان بصورت مکالمہ ۳
نصاب تعلیم دینیات۔ یہ سلسلہ بچوں کو تدریجاً دینی تعلیم دینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ قیمت حصہ اول ۳ حصہ دوم ۳ حصہ سوم ۴ حصہ چہارم ۶
دینیات کی دوسری ۴ دینیات کی مشہور و مقبول
دینیات کی تیسری ۵ کتابیں مرتبہ مولانا فرمان علی
تحفۃ المومنین۔ اردو عملیہ۔ قیمت ۶
مفید الحاج۔ ترجمہ مناسک جناب حجۃ الاسلام آقا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اصفہانی قیمت ۱۰

کتب مناظرہ

مذہبی مکالمہ۔ ایک سنی اور ایک شیعہ کے درمیان فیصلہ کن بحث ۱۲
نور ایمان۔ شیعی دنیا میں مشہور کتاب ہے۔ قیمت ۶
لود الثغین۔ جس منظوم برگریہ کا جواز۔ ۵
الجواہر۔ فرقہ مرزائی کے اعتراض کا جواب ۴
خلافت الہیہ۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کے اصلی حقدار حضرت علیؑ ہیں نہ کہ خلفائے ثلثہ۔ ۱۲
تنزیہ الانبیا۔ حضرات انبیا کے معصوم ہونے کے بہترین دلائل اور تمام الزامات کے جوابات ۴

نص خلافت ۔ اس امر کا ثبوت کہ خلافت ابوبکر کے متعلق حضرت رسولخدا نے نص نہیں فرمائی ۔ قیمت ۸ /

سر مختوم فی عقد ام کلثوم ۔ ۲ /

مومن فطری ۔ حضرات آئمہ اثنا عشری کی حقانیت کے فطری ثبوت نظم میں جناب رشیق کے نتائج فکر ۔ ۱ /

النور ۔ اس امر کا عقلی و نقلی ثبوت کہ عثمان حضرت رسول خدا کے داماد نہ تھے ۔ قیمت ۴ /

رد اکبر ۔ ایک خارجی کے ان تمام اعتراضات کا جواب جو اس نے مذہب شیعہ پر کئے تھے ۔ قیمت ۳ /

مخمس مقبول ۔ اہلبیت علیہم السلام کی شان میں جناب طریق رامپوری کا قابل دید عجیب و غریب مخمس ۔ ۴ /

حجۃ الایمان ۔ یہ بے نظیر کتاب اہلسنت کے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو نام نہاد مولوی حضرات آئمہ کے مستجاب الدعوات ہونے مصلحت خداوندی سے واقف ہونے اور غیب دانی وغیرہ پر کیا کرتے ہیں ۔ قیمت ۸ /

ناصر الایمان ۔ یہ وہی لاجواب کتاب ہے جس نے پنجاب کے کئی معزز سنی خاندانوں کو دائرہ شیعت میں داخل کیا ۔ ۸ /

نور تن ۔ قادیانیوں کے چند اعتراضات کا جواب ۳ /

میزان حق ۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کا بہترین ثبوت ۱۲ /

رسالہ تقیہ ۔ جواز تقیہ پر قابل دید رسالہ ۹ /

اسلامی نماز ۔ اس لاجواب کتاب میں بیشمار علماء اہلسنت کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہلسنت کا طریقہ نماز بالکل غلط ہے اور شیعوں کا عقلاً و نقلاً صحیح ۔ قیمت ۸ /

مناظرہ تقدیر و تدبیر ۔ نہایت عام فہم عبارت میں ۶ /

مصحف ناطق ۔ اس کتاب میں قرآن کے مسئلہ تحریف پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے ۔ قیمت حصہ اول ۸ / حصہ دوم ۸ / حصہ سوم ۱۲ /

صاعقہ طور ۔ یہ کتاب ایک سابق حنفی المذہب عالم کی تصنیف ہے گھر کے بھیدی نے سنیوں کے بعض اعتراضات کا نہایت دنداں شکن جواب دیا ہے ۔ قیمت ۲ /

رسالۃ الولی ۔ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ انما ولیکم اللہ میں ولی سے مراد حضرت علی ہیں ۔ قیمت ۱۴ /

بسط الیدین ۔ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقلی و نقلی ثبوت ۳ /

امامۃ والخلافۃ ۔ ۲ /

کشف الظلام ۔ غیبت حضرت حجۃ پر اعتراض کا جواب ۶ /

شیخ جیلانی ۔ عبد القادر جیلانی کے صحیح حالات ۶ /

امامۃ القرآن ۔ اس کتاب میں مولانا محمد ہارون صاحب قبلہ نے ۴۷ آیتوں سے امامت آئمہ کو ثابت کیا ہے ۔ ۶ /

فتح مبین ۔ شکوری پارٹی کے اعتراضات کا جواب ۳ /

مدح اور تبرا کی علمی بحث ۔ ۲ /

فیصلہ جونپور ۔ مذہب شیعہ کی حقانیت اور تبرے کا جواز ایک ہندو مجسٹریٹ کے قلم سے قابل دید کتاب ۔ ۴ /

حقیقۃ المسیح ۔ عیسائیت کی تردید میں بہترین کتاب ۶ /

کشف الاشتباہ ۔ لعن و تبرا ۔ تحریف و تقیہ وغیرہ مسائل کے متعلق ایک ہندی عالم کے ۲۰ سوالات کے جوابات ۶ /

مسئلہ خلافت و امامت ۔ دلچسپ ذخیرہ تحقیقات جو ایک ہندو فاضل کے پنڈت ہرنام کی قوت علمی کا نتیجہ ہے ۴ /

انتصار ۔ قرآن و حدیث سے اس امر کا ثبوت کہ عورتوں سے وطی فی الدبر حرام ہے مگر سنیوں میں جائز ہے ۶ /

آیات محکمات ۔ مشہور کتاب ہے جو آیات بینات کے جواب میں لکھی گئی ہے دو حصوں میں ۔ قیمت ہر دو حصہ آٹھ روپیہ

کتب فضائل و مناقب

کوکب دری ۔ ایک سنی عالم نے اس کتاب میں سات سو روایات فضائل اور واقعات تاریخی سے یہ ثابت کیا ہے کہ اہلسنت نے حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ سے افضل سمجھا ہے ۔ ۶ /

سحر مبین ۔ چہاردہ معصومین کے فضائل کا منظوم ذخیرہ ۱۲ /

مواعظ حسنہ ۔ علامہ ہروی اعلی اللہ مقامہ کے مواعظ کا قابل دید مجموعہ جس میں قرآن و احادیث کے بے شمار نکات درج ہیں ۱۲ /

سپہر امامت کے بارہ بروج ۵ /

مجموعہ مناقب ۔ ۲ / مسدس بند کاشی ۳ /

فلسفہ مذہب شیعہ ۔ جرمنی محقق کے قلم سے ۔ ۱ /

فلسفہ اہلبیت ۔ آل محمد صلعم کے کارنامے اہل یورپ کی زبانی ۶ /

الشہید ۔ شہادت حسینی کے متعلق بہترین مضامین ۲ /

قصائد نجم ۔ حضرت نجم آفندی کے قصائد کا مجموعہ ۶ /

گوہر مقصود ۔ امام عصر علیہ السلام کی شان میں فارسی قصیدہ ۱ /

حسین کے اقدامات کے اسرار اہل مغرب و مشرق کی نظر میں ۔ قیمت ۱ /

کتب مراثی و نوحہ جات

کلیات انیس ۔ میر صاحب مرحوم کے مراثی کا مکمل مجموعہ چار جلدوں میں قیمت جلد اول عـہ دوم ۱۲ سوم ۱۲ چہارم عـہ
نظم نفیس ۔ میر نفیس مرحوم کے چوٹی کے چند مرثیے عـہ
بوستان رشید ۔ جناب رشید کے مراثی کا مجموعہ ۸ عـہ
انتخاب کلام انیس و دبیر از جناب اعجاز چارجوی ۴
نوحہ جات مہر ۔ جناب مہر جائسی کے دلگداز نوحوں کا مجموعہ چودہ بیاضوں میں قیمت ہر بیاض ۲ مکمل سیٹ عـہ
منظر شہادت ۔ جناب صاحب کے نوحہ و ماتم کا مجموعہ ۲
عروج غم ۔ جناب جلیل کے نوحوں کا مجموعہ ا
کلام لطیف ۔ جناب لطیف کے سلاموں کا مجموعہ ۴
انیس الاخلاق ۔ میر انیس کی اخلاقی رباعیاں ۵
اشارات غم ۔ حضرت نجم آفندی کے دلکش نوحوں کا مجموعہ ۱۲

کتب مجالس

ذالقہ ماتم ۔ چہل مجلس مشہور و مقبول کتاب قیمت ۸
ابتلائے عظیم ۔ سیرت حسینی کا بصیرت افروز بیان امام حسن اور امام حسین کا اتحاد عمل ۔ یزید کی بغاوت وغیرہ ۶
جواہر البیان ۔ حدیث خوانی کی بہترین کتاب ۔ زبان نہایت سلیس اور مصائب بہت ہی دلچسپ ہیں عـہ
مفتاح البیان ۔ یہ کتاب بھی حدیث خوانی کے لئے دو حصوں میں چھوٹے سائز پر لکھی گئی ہے ۔ قیمت ہر حصہ عـہ
تقریر الشہادتین ۔ ترجمہ سر الشہادتین ۔ ۵
مصباح المجالس ۔ ہر دو حصہ ۳

کتب اعتقادات

الدر الفرائد ۔ اعتقادات حقہ کا مجموعہ قیمت ا
صفات ثبوتیہ ۔ خداوند عالم کی صفات ثبوتیہ کا بیان ۵
راز قدرت ۔ عقائد حقہ اسلام کے متعلق نہایت عام فہم اور سلیس عبارت میں فلسفیانہ مباحث ۔ قیمت عـہ
اثبات الحجاب ۔ پردہ کا عقلی و نقلی ثبوت ۶
نگاہ کشی اور مسلمان ۳ مناجات لطیف ۰
استخارہ سجادیہ ۳ زیارت ناحیہ منظوم اردو ۰

قومی کارنامے

شیعہ رجب جیل نمبر ۔ قابل دید سالنامہ تبرائی ایجی ٹیشن کے حالات اور اسیران تبرا کی تصاویر ۔ قیمت ۸
سلور جوبلی نمبر ۔ بیشمار شیعہ مشاہیر کے حالات اور تصاویر عـہ
شاعر اہلبیت جیل میں ۔ حضرت نجم آفندی کی ان نظموں کا مجموعہ جو انھوں نے تبرا ایجی ٹیشن کی اسیری کے زمانہ میں جیل کے اندر تحریر فرمائیں ۲

اخلاقی و مذہبی افسانے

شریف خون ۔ شیعہ لٹریچر میں بالکل نئی کتاب نہایت دلچسپ تاریخی ڈرامہ جس کا پلاٹ امیر مختار کے حالات سے لیا گیا ہے ۔ ۸
اجتماع ضدین ۔ بہترین اخلاقی ناول قیمت ۴
اختر النساء بیگم ۔ نوجوان لڑکیوں کے لئے معاشرتی اخلاقی ناول ۳
دلگداز افسانے ۔ دلچسپ موثر قصے رنگین عبارت میں ۸
بچوں کی کہانیاں ۔ چھوٹے بچوں کیلئے چار باتصویر خوشنما کتابوں کا سیٹ جس میں دلچسپ اخلاقی کہانیاں درج ہیں ہر حصہ ۲ سیٹ ۸
لڑکوں کی کہانیاں ۔ ذرا سیانے بچوں کیلئے چار باتصویر خوشنما کتابوں کا سیٹ ۔ اخلاقی کہانیاں ہر حصہ ۳ سیٹ ۱۰
آل انڈیا دولہن کانفرنس ۔ دلچسپ معاشرتی ناول جس میں مختلف قسم کی انمل بے جوڑ شادیوں کا خاکہ ناولانہ طرز میں پیش کیا گیا ہے ۔ قیمت عـہ ۔
تعلیم یافتہ دولہن ۔ ایک مختصر اخلاقی قصہ قیمت ۲
مسدس جوہر ۔ قوم کی اصلاح کیلئے بہترین نظم ۴
احرار اسلام ۔ اسلام میں حریت کی تعلیم ۳
ایک نوخیز لڑکی کا خط ۔ کمسنی کی شادی کا انسداد ۲
زندگی کے دو رخ ۔ ایک سچا دلچسپ سبق آموز قصہ ۷

متفرق کتب

پخت و پز ۔ ہر قسم کی کھانے پکانے اور اچار چٹنیاں بنانے کا طریقہ ۸
خزینہ مضامین ۔ مضمون سکھانے والی کتاب ۸
الشاء النسواں ۔ لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے والی کتاب ۵
خزینہ عملیات ۸ لطائف الشعراء ۸
رفتار زمانہ ۔ تہذیب جدید کا ظریفانہ خاکہ ۵
نئی روشنی کا قانون ۔ بے پردگی کا مضحکہ خیز خاکہ ۳

مرض کے دفعیہ کے لئے آپ صرف فرما چکے ہیں اور کامیابی نہیں ہوئی اس سفوف کو استعمال فرما کر قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے بعد صحت پھر اس مرض کی شکایت تمام عمر نہ ہوگی ۲۰۰ سال میں لاکھوں مریض اس دوا سے شفا پا چکے ہیں خاندانی مجربات سے ہر طرح قابل اطمینان ہے ۱۴ خوراک قیمت معہ محصول ڈاک پانچ روپیہ بارہ آنہ (صہ ۱۲)

طلا اکسیر مخصوص (۱) اگر بوجہ جلق یا اغلام، سوزاک، آتشک، کثرت مباشرت وغیرہ عضو تناسل کی جڑ پتلی ہے۔ کجی رگیں پھولی ہوئی۔ لاغری، احتلام و سرعت انزال کی از حد شکایت ہے اور طاقت مردمی بھی جواب دے چکی ہے اور آپ قطعی مایوس العلاج بھی ہو چکے ہیں تو آپ اس طلا کو ضرور استعمال کریں آپ کی جملہ شکایات جلد فوراً رفع ہو جائیں گی اس کی زود اثری آپ کو حیرت میں ڈالدیگی یہ طلا مثل جادو کے فوراً اثر کرتا ہے اور قوت باہ میں تو اس قدر جلد ترقی روز افزوں ہوگی کہ تاب ضبط ہرگز نہ رہے گی اور پھر تا زیست کوئی شکایت امراض مردمی کی ہرگز نہ ہوگی ہر موسم میں یہ طلا نفع کرتا ہے اس میں شک و شبہ کو ذرا بھی دخل نہیں ہے آبلہ و سوزش وغیرہ سے یہ طلا مبرا ہے۔ ترکیب استعمال اس کی بہت ہی آسان ہے قیمت معہ محصول ڈاک فی شیشی آٹھ روپیہ بارہ آنہ (۱۲ ہے)

اکسیر دمہ (۱) اس مرض کی نسبت زبان زد خاص و عام ہے کہ دمہ دم کیساتھ جاتا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہماری دوا سے شرطیہ جلد آرام ہوتا ہے اور بعد صحت کے پھر تمام عمر یہ مرض ہرگز نہیں ہوتا ہے عرصہ دو سو سال سے اس دوا سے ہزاروں مریض صحت کلی پا چکے ہیں تجربہ شدہ زود اثر تیر بہدف ہے قیمت اگر مرض تین سال سے ہے تو (صہ ۱۲) اور تین سال سے زیادہ سے ہے تو (عہ ۱۲)

سفوف قاتل جریان (دھات) (۳)

اپنے دم کو آدمی ہر وقت غنیمت جان لے
خاک کا پھر ڈھیر ہے بعد فنا کچھ بھی نہیں

اس کا استعمال احتلام، سرعت انزال۔ مادہ تولید کی رقت تولید خون کا نہ ہونا۔ کمی باہ۔ انقطاع نسل۔ کمی اشتہا، ضعف معدہ۔ دل و دماغ کی کمزوری اور درد کمر، سر چکرانے سستی و کاہلی قبض۔ چہرہ اور تمام اعضائے بدن کی بے رونقی تبخیر کے دورہ، ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کی جلن ضد و غصہ تنہائی پسندی۔ دل کی دھڑکن۔ کمی بصارت قبل و بعد پیشاب یا بوقت بوس و کنار جو سپیدی مائل بہ زردی لیسدار بڑیاں رس رس کر آتی ہے ان کل شکایتوں کو فوراً رفع کر دیتا ہے تمام اعضائے جسم خوشنما اور خوبصورت ہو جاتے ہیں اور پھر تمام عمر یہ مرض ہرگز نہیں ہوتا قیمت معہ محصول ڈاک دو روپیہ نو آنہ (عہ ۹) خوراک ۷ یوم

سفوف قاتل سیلان الرحم و بر سوت (۱) اس موذی مرض میں قریباً تمام مستورات شادی شدہ ہر عمر کی ضرور مبتلا ہیں جو شکایتیں مرض جریان کے مریض مردوں کو ہوتی ہیں جن کا مختصر حال ہم نے اشتہار مرض جریان میں کیا ہے باستثنائے چند امورات جو مردوں ہی سے متعلق ہیں وہی شکایتیں بلکہ ان سے بہت زیادہ مستورات مبتلائے امراض کو ہوتی ہیں۔ بیقاعدگی ایام ماہواری اور اکثر انقطاع نسل ہو جاتی ہے نوجوان اور جوان مستورات مبتلائے مرض قبل از وقت ضعیف ہو جاتی ہیں اس مرض کی وجہ سے مستورات اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہیں یہ سفوف تمام شکایتوں کو شرطیہ رفع کر دیتا ہے پھر یہ مرض تمام عمر ان کو ہرگز نہیں ہوتے۔ تمام اعضائے جسم بہت ہی خوبصورت اور خوشنما ہو جاتے ہیں اور چہرہ مثل دانہ انار کے سرخ ہو جاتا ہے شوخی اور شرارت زائل شدہ دوبارہ آجاتی ہے۔ قیمت معہ محصول (عہ ۹) خوراک ۷ یوم

نوٹ - جریان اور سیلان الرحم اگر تین سال سے ہے تو ۷ یوم کی خوراک سے اگر ۵ سال سے ہے تو ۱۴ خوراک سے اور اگر ۵ سال سے زیادہ سے ہے تو ۲۱ خوراک سے آرام ہوگا۔ عسہ و ۱۲ کی رعایتی قیمت میں ہر ۷ خوراک کے بعد نو نو آنہ دینا ہونگے۔

المشتہر خادم قوم حکیم حاذق سید احمد حسین رضوی لکھنوی گورنمنٹ پنشنر رجسٹرڈ اے کلاس بورڈ آف انڈین مڈیسن یوپی خلف فخر الحکماء جناب حکیم عبد العلی صاحب لکھنوی طبیب دربار شاہی و وثیقہ دار شاہ اودھ - دواخانہ بہار عیش سنبھل ضلع مراد آباد یوپی

شمیم بک ڈپو کے اغراض و مقاصد

یہ بک ڈپو اس مقصد کو پیش نظر رکھکر قائم کیا گیا ہے کہ مذہبی و اخلاقی کتابیں نہایت دلچسپ اردو میں شائع کرکے قوم شیعہ کے مرد و زن کو اسلامی لٹریچر سے عموماً اور مذہب شیعہ کے تاریخی واقعات اور مذہبی معلومات سے خصوصاً پوری طرح واقف کیا جائے۔ اس ادارہ کے سرپرست قوم شیعہ کے مشہور و معروف واعظ و مصنف جناب ادیب اعظم شمس الواعظین مولانا و مقتدانا مولوی سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی ہیں جنھوں نے اپنی انتہائی دلچسپی اور قابل قدر جانفشانی سے کام لیکر بہت تھوڑی مدت میں تیرہ چودہ کتابیں کافی ضخیم اس ادارہ سے شائع کرا دیں جنھوں نے بہت جلد شیعی دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کرکے کارکنان بک ڈپو کی بہت بڑی ہمت افزائی کی۔ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح ہمیشہ مفید کتابیں شائع ہوتی رہیں گی۔

حضرت مولانا مدظلہ کا طرز تحریر جیسا کچھ دلچسپ اور ہر دلعزیز ہے اس کو ہندوستان کا ادبی حلقہ خوب جانتا ہے سلیس عبارت میں وہ ادبی چٹکیاں اور رنگینیاں ہوتی ہیں کہ پڑھنے والے کے منہ سے بیساختہ واہ واہ نکل جاتی ہے۔ ہندوستان کے مصنفین میں خواہ وہ کسی قوم کے ہوں یہ فخر جناب سرپرست مدظلہ ہی کو حاصل ہے کہ اب تک ایک سو پچاس سے زائد کتابیں آپ کے قلم سے نکلکر طبع ہو چکی ہیں۔ ایسے باکمال مصنف اور عالم دین کی سرپرستی کا فخر بحمد اللہ اس ادارہ کو حاصل ہے۔

آپ اس مذہبی اور تبلیغی ادارہ کی امداد حسب ذیل طریقوں سے فرما سکتے ہیں

(۱) اس کی سرپرستی قبول فرمائیے جو حضرات [illegible] اس کا زیادہ عطا فرمانا چاہیں [illegible] اس صورت میں بکڈپو کی تمام مطبوعہ کتابیں عمر بھر آپ کی خدمت میں بلا قیمت پیش کی جائیں گی۔ اور ادارہ کے جملہ معاملات میں آپ کی زریں رائے پر عمل کیا جائیگا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن آپ کے نام پر کرکے آپکا فوٹو بھی اس میں دیا جائیگا۔

(۲) لائف ممبری منظور فرمائیے جس کا چندہ پچیس روپیہ ہے۔ اس صورت میں بکڈپو اپنی تمام مطبوعہ کتابیں عمر بھر نصف قیمت پر یا بیس سال تک بلا قیمت پیش کرتا رہے گا اور ایک کتاب کا ڈیڈیکیشن بھی آپ کے نام نامی سے کریگا۔

(۳) سالانہ ممبری منظور فرمائیے جس کا چندہ پانچ روپیہ سالانہ ہے۔ اس صورت میں کل مطبوعہ کتابیں ایک سال بلا قیمت آپ کی خدمت میں پیش ہونگی۔

(۴) اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہیں تو اس کو ہمارے بکڈپو میں فروخت کرنے کی غرض سے بھیجئے۔ ہر سال ماہ دسمبر کے آخر میں بعد وضع ۶ فی روپیہ کمیشن آپ کا کل مطالبہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا جائیگا۔

(۵) اگر آپ کے یہاں پرانی کتابیں۔ تفسیر، تاریخ، علم کلام۔ علم حدیث وغیرہ کی موجود ہوں اور آپ ان کو فروخت کرنا چاہتے ہوں تو ہمارے یہاں ان کو بھیجئے ہم پرانی کتابوں کی فہرست میں ان کو داخل کرکے فروخت کرائیں گے کمیشن کتابوں کی حالت معلوم ہونے پر طے ہو سکتا ہے۔

منیجر

بکسیلروں کیساتھ رعایت :

نوٹ ۔ حسب ذیل کمیشن صرف ان ہی کتابوں پر دیا جائے گا جو شمیم بکڈپو کی مطبوعہ اور ملکیت ہونگی۔

شرح کمیشن ۔ ۱۔ پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک .... ۲۵ فیصدی

۲۔ پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک .... ۳۵ فیصدی

نوٹ ۔ پانچ روپیہ ایڈوانس آنے پر پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کی کتابوں کے آرڈر کی تعمیل کیجائیگی۔

پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کی تعمیل کیلئے مبلغ دس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے۔

خرچہ پیکنگ بذمہ دفتر ہوگا۔ محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار۔

ممالک غیر سے پچیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک کے آرڈر کے لئے مبلغ دس روپیہ اسی طرح پچاس روپیہ سے سو روپیہ تک کے آرڈر کے لئے بیس روپیہ ایڈوانس آنا ضروری ہے۔ کسٹم بذمہ خریدار۔

نور میں اشتہار دیکر فائدہ حاصل کیجئے

نور میں اشتہار دینا یقیناً آپ کی تجارت کیلئے بڑے فروغ کا باعث ہے کیونکہ یہ رسالہ تمام ہندوستان اور دیگر ممالک میں معتقدین اور قدر دانان علوم وفنون کی نظر سے گذرتا ہے۔ ہم آپ کا اشتہار کسی ایسے مناسب موقع پر سیٹ کرینگے کہ ہر شخص کی نظر کا اس پر پڑنا ضروری ہوگا۔ اشتہارات کی اجرت ہم نے اپنے تمام معاصر رسالوں کی نسبت کم رکھی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ نور کا مسطر ۲۳ سطر کا ہے اس بنا پر ایک صفحہ میں آپ کا بڑے سے بڑا اشتہار آسکتا ہے۔ ایک بار نور میں اشتہار دیکر ضرور آزمائش کیجئے۔ ہم کو قوی امید ہے کہ آپ کا اشتہار پھر ہمارے رسالہ میں مستقل طور سے رہے گا۔ نرخنامہ اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔ راقم منیجر نور مراد آباد

نرخنامہ اشتہارات

ایکسال یا بارہ مرتبہ	فی صفحہ للعہ	نصف صفحہ عسہ	نصف کالم عسہ	¼ کالم معہ
چھ ماہ یا چھ مرتبہ	فی صفحہ عسہ	نصف صفحہ عسہ	نصف کالم معہ	¼ کالم للعہ
تین ماہ تین مرتبہ	فی صفحہ عسہ	نصف صفحہ [illegible]	نصف کالم للعہ	¼ کالم [illegible]
ایک ماہ یا ایک مرتبہ	فی صفحہ [illegible]	نصف صفحہ [illegible]	نصف کالم [illegible]	¼ کالم [illegible]